برم ارمغانے دوستاں پہنچے

مکتوبات

ڈاکٹر مختار الدین احمد (علی گڑھ)

بنام

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

مکتبہ نبویہ

بزم ارمغانے دوستاں پیشے

مکتوبات

ڈاکٹر مختار الدین احمد (علی گڑھ)

بنام

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مرتبہ

محمد عالم مختار حق

مکتبہ نبویہ

نام کتاب: ـــــــ مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد

رئیس شعبہ عربی علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا

بنام: ـــــــ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایڈیٹر جہان رضا، لاہور

مرتب: ـــــــ محمد عالم مختار حق

سن طباعت: ـــــــ ۲۰۱۱ء

کمپیوٹر کمپوزنگ: ـــــــ کامران ہاشمی

ناشر: ـــــــ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

قیمت: ـــــــ [redacted]

یہ کتاب ڈاکٹر مختار الدین احمد (مرحوم) کے خواہر زادہ
محمد حسین امام صاحب کی تحریک اور تعاون سے طبع ہوئی ہے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد

سابق استاذ شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

ناظمہ منزل، امیر نشان روڈ، دودھ پور، علیگڑھ

ٹیلیفون: ۴۰۲۵۱۲

۳/۳/۹۹ء

مخدومی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ تحریر سے پتا چلا کہ آپ کا [illegible] [illegible] اور اس کا [illegible] [illegible]۔ کوئی [illegible] [illegible] [illegible] ضرور [illegible]۔ شکریہ۔ آپ کا [illegible] مرحوم مختار [illegible] کا [illegible] حال واجب کر [illegible]۔

[illegible] اشاریہ معارف [illegible] کی تھی۔ جس کے [illegible] ۱۹۰۲ [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] ۱۹۹۵ [illegible] [illegible] کیا تھا۔ اس کے بعد ۵۰۰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معارف کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مولوی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۱۹۵۱ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]   والسلام

مخلص مختار الدین احمد

بانگ برآید فلاں نماند'' کا آواز و قوتِ سماعت سے ٹکرانے سے پیشتر قوم کو لوٹا دینا چاہیے۔ چنانچہ اسی جذبۂ صادقہ کے پیشِ نظر یہ علمی شہ پارے قارئین کرام کی خدمت میں استفادہ و استفاضہ کے لیے پیش کیے جارہے ہیں۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہ مکاتیب پیشتر ازیں فاروقی صاحب کے ماہنامہ ''جہانِ رضا'' لاہور میں بالاقساط شائع ہونا شروع ہوئے تھے۔ یہ ۲۰۰۴-۵ء کی بات ہے مگر یہ سلسلہ ۶۶ مکتوبات کی اشاعت کے بعد بوجوہ منقطع ہوگیا۔ مگر مکتوب نگار نے اپنے مکتوبات کی اشاعت میں دلچسپی کا اظہار کیا اور انہیں ازخود کمپوز کرانے کی پیش کش کی۔ چنانچہ اس سلسلے میں وہ اپنے گرامی نامہ مورخہ ۲۳/ مارچ ۲۰۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''آپ چونکہ مجھے بہت محبوب ہیں اور آپ کی صحت و عافیت کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوں' کی یاد پہلے جن عوارض میں آپ مبتلا رہے ہیں اور جن مکروہات سے آپ کا سابقہ رہا ہے' ان کا تقاضا ہے کہ آپ صحت کا خیال رکھیں۔ مزید زحمت نہ اُٹھائیں' مسودات پڑھنے اور پروف دیکھنے کی۔ آپ سارا لٹریچر (حفاظت کے خیال سے عکس ہوا کرتا کہ ڈاک میں گم ہو تو اصل باقی رہے) بحفاظت تمام یہاں بھیج دیجیے۔ کمپوز کرا کے تصحیح کے بعد بھیج دوں گا''۔

چنانچہ ان کی طلب پر بقیہ خطوط کی عکسی نقول انہیں مہیا کر دی گئیں جبکہ ''جہانِ رضا'' میں مطبوعہ خطوط کے فرمے بھی پیشتر ازیں ارسال کر دیے گئے تھے۔ انہوں نے خط نمبر ۶۷ سے خط نمبر ۱۳۷ تک کمپوز کرا لیے۔ بعد میں معلوم نہیں ان کے دل میں کیا آئی کہ انہوں نے یہ سارا کمپوز شدہ لوازمہ ہمیں واپس بھیج دیا (یہی نہیں بلکہ فاروقی صاحب کے تمام مکاتیب' جو انہوں نے موصوف کو تحریر فرمائے' وہ بھی بغرضِ اشاعت واپس کر دیے)۔ چنانچہ موصوف کے ۱۳۸ سے ۲۱۷ تک کے مکاتیب کی کمپوزنگ لاہور میں کرائی گئی۔ تب جا کر یہ مجموعہ اشاعت کے قابل ہوا۔ مختار الدین مرحوم کا آخری مکتوب ۷/ جولائی ۲۰۰۹ء کا محررہ ہے جبکہ ان کی رحلت کا سانحہ کم و بیش ایک سال کے وقفے کے بعد ۳۰/ جون ۲۰۱۰ء کو پیش آیا۔ اس دورانیے کے مکتوبات کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں۔ قیاس کہتا ہے کہ اس دوران دونوں احباب کا ٹیلی فونک رابطہ قائم رہا اور اسی رابطے میں مکتوبات کے مستقبل کا فیصلہ ہوا۔ بہرحال اب مکتوباتی خزینہ آپ کے مطالعے کے لیے پیشِ خدمت ہے البتہ مطالعہ سے پیشتر مکتوبات کے بعض محاسن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

۱۔ **کفایت شعاری:** مختار الدین احمد صاحب حد درجہ کفایت شعار تھے۔ کاغذ کے استعمال میں

پورا استفادہ کرتے ان کی کوشش ہوتی کہ کاغذ کا کوئی کونا کھدرا ان کے قلم کی نوک سے بچ نہ پائے۔ حتی کہ کاغذ کے اختتام پر اگر کوئی بات یاد آ گئی تو باریک قلم کا سہارا لے کر مزید لکھنے کی گنجائش پیدا کر لیتے اور یوں محسوس ہوتا کہ کوئی غیر مرئی قوت انہیں لکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ خط ختم ہو جاتا ہے مگر ان کا دل نہیں بھرتا۔ کاغذ کے استعمال میں روش کفایت شعاری دیکھ کر الحاج دین محمد کاتب مرحوم (کوچہ کوتوالی قدیم' لاہور) کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ موصوف پوسٹر نویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ بھی پوسٹر کے حاشیہ پر حتی کہ عنوان اشتہار کے حوض کو بھی اپنی کتابت کی زد میں لے آتے تھے اور یوں اشتہار جاذب نظر بھی ہو جاتا اور ناظرین کی توجہ کا مرکز بھی بن جاتا۔ اللہ تعالی دونوں بزرگوں کو غریق رحمت کرے۔ کیسے کیسے لوگ اپنی یادیں صفحۂ ہستی پر چھوڑ گئے۔ آج کوئی ان کا مثیل نظر نہیں آتا۔ دونوں ہی ہم عصر تھے۔ دونوں ہی اپنے اپنے فن میں باکمال۔ وہ انشا پردازی اور یہ خطاطی میں بے مثال۔

۲۔ طویل نویسی: ان کے اکثر خطوط اتنے طویل ہوتے کہ ان پر مستقل مضمون کا گمان گزرتا۔ ہو سکتا ہے کہ قاری خط پڑھتے پڑھتے اکتا جائے' مگر وہ خط لکھتے نہ اکتاتے۔ راقم کے نام ان کا ایک مکتوب گرامی فل سکیپ کے اٹھارہ کمپوزڈ صفحات پر مشتمل ہے جس کا ہر صفحہ ۲۶ سطور اور ہر سطر اوسطاً بیس سے پچیس الفاظ پر مشتمل ہے۔ خط کیا ہے پورا رسالہ ہے جسے نادر علمی دستاویز کا نام دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ حفاظتی تدبیر: وہ بعض اوقات اس خوف سے کہ ان کی مکتوب پر کی گئی محنت رائیگاں نہ جائے' اس پر احتیاطاً تحریر کر دیا کرتے کہ یہ لفافہ سادہ ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْهُ بِالْخَیْرِ۔ (وہ لفافہ کے لیے مستقل طور پر لفظ لفاف ہی استعمال کرتے۔ اسی طرح ایڈیشن کو اڈیشن' ایڈیٹر کو اڈیٹر' ایم اے ایل ایل بی' ایم ایس سی کو ام اے ال ال بی' ام اس سی وغیرہ لکھا کرتے لہٰذا قارئین کرام اسے کمپوزر یا مصحح کی غلطی کے کھاتے میں نہ ڈالیں اور نہ ہی سہو قلم پر محمول کریں)۔

۴۔ انداز دلچسپی: وہ بعض اوقات دلچسپی پیدا کرنے کی خاطر کوئی ذاتی واقعہ دلچسپ انداز میں تحریر کر کے ذہنی تھکاوٹ کو دور کر دیتے۔ وہ ایک گرامی نامہ میں تحریر کرتے ہیں کہ: "ایک دن بیگم صاحب شہر جانے لگیں تو میں نے کہا میرے لیے اوسط درجے کا مصحف پاک لیتی آئیے لیکن ترجمہ اعلیٰ حضرت کا ہو۔ وہ کہتی ہیں انہیں تعجب ہوا جب ہندو دکاندار نے ان سے پوچھا' ترجمہ آپ کو کس کا چاہیے۔ وہ فاتحہ نیاز والے بڑے مولوی صاحب کا یا دوسرے مولانا صاحبوں کا۔ انہوں نے کہا فاتحہ نیاز والے مولانا صاحب کا۔ اس نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ والا قرآن انہیں پیش کیا۔

فاتحہ نیاز والے مولانا صاحب اعلیٰ حضرت تھے اور دوسرے مولانا صاحبان علمائے دیوبند وغیرہ تھے“۔

۵۔ محبت کا قرینہ: وہ فاروقی صاحب سے ٹوٹ کر محبت کرتے اور جب ظاہری طور پر ان سے ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہوتی تو وہ کبھی آپ کی آواز سننے (بذریعہ ٹیلی فون) اور شرف مکالمت سے محرومی کا شکوہ کرتے ہیں تو کبھی ایک فرضی خواب کا سہارا لے کر بقول غالب:

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ ”خواب“ اچھا ہے

اپنی تشنگی دور کرتے ہیں۔ ایک جگہ وہ لکھتے ہیں: ”رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ خوش وخرم اور صحت مند نظر آئے۔ مکتبۂ نبویہ میں اپنے دوستوں اور رفیقوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حقہ نوش فرمارہے ہیں۔ آپ حقہ تو پیتے نہیں۔ مجھے آتا دیکھ کر آپ بہت خوش ہیں۔ مجھے مولانا محمد عالم مختار حق صاحب اپنے ساتھ آپ کے مکتبہ لے گئے ہیں۔ آپ ان سے فرمارہے ہیں کہ یہ دو دن تک آپ نے ڈاکٹر صاحب کو کہاں چھپا کر رکھا تھا؟ یعنی آپ کو پتہ علم ہوگیا تھا کہ میں دو دن پہلے لاہور آگیا ہوں اور آپ سے ملنے اب آرہا ہوں۔ آپ میرے لیے نمکین لسی منگوا رہے ہیں۔ میں اُٹھ کر مکتبہ کی شیلف میں نئی مطبوعات دیکھ رہا ہوں۔ اب نیند ٹوٹ جاتی ہے“۔

۶۔ منظر کشی: مختار الدین صاحب کے ہاں محفل میلاد شریف انعقاد پذیر ہے۔ وہ اس کی ایسی منظر کشی کرتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ کاش ہم (فاروقی صاحب اور راقم) اس تقریب میں شامل ہوتے۔ یہ ان کی محبت وچاہت تھی جس کا اظہار وہ یوں کرتے ہیں: ”آج ہمارے یہاں محفل میلاد شریف منعقد ہورہی ہے۔ پورا گھر خواتین سے بھرا ہوا ہے۔ میں باہر کے دالان میں بیٹھا ہوا آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ مغرب کا وقت قریب ہے۔ ویمنز کالج کی لڑکیاں اب صلوٰۃ وسلام پڑھ رہی ہیں یا نبی سلام علیک - اب محفل برخاست ہونے والی ہے۔ کچھ نمکین کچھ میٹھی چیزیں مہمانوں کو پیش کی جائیں گی اور ٹھنڈے مشروبات اور چائے کا دور شروع ہونے والا ہوگا۔ پچھلے ربیع الاول شریف میں ایک تیز وطرار استانی سے میزبانوں نے پوچھا: آپ شربت لیں گی یا چائے/کافی پیش کی جائے؟ بولیں: یہ کیا سوال ہے۔ پہلے شربت پیوں گی پھر کچھ کھاؤں گی، پھر اطمینان سے چائے پیوں گی۔ لیجیے ایک صاحبزادی ایک تشت میں ماکولات ومشروبات لے کر آرہی ہیں۔ کاش آپ اور مولانا یہاں ہوتے اور میں اس وقت آپ کے ساتھ چائے پیتا۔ بہر حال یار زندہ صحبت باقی“۔

۷۔ خاکہ کشی: مختار الدین صاحب علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی کی تحریروں سے بہت متاثر ہیں۔

چنانچہ وہ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک مکتوب میں اس طرح ان کی خاکہ کشی کرتے ہیں "مولانا کوکب نورانی سے میں واقف ہوں۔ ان کی تحریریں "جہانِ رضا" میں دیکھی ہیں اور بعض کے رسالے میں ان کا ہندوستان کا سفرنامہ بھی پڑھا ہے۔ ان کی تقریریں ٹی وی پر بہت سنی ہیں۔ مجھے ان کی گفتگو کا انداز بہت پسند ہے۔ بہت اچھے اور دل نشین انداز میں گفتگو کرتے ہیں ان کے چہرے پر نور برستا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں "نورانی" ہیں۔ شکل ایسی پیاری اور لہجہ ایسا دلکش ہے کہ جو انہیں دیکھتا ہے، جو انہیں سنتا ہے اس کا دل ان کی طرف کھنچتا ہے"۔

۸۔ یاددہانی: اگر انہیں کسی شخصیت کے حالات یا کتاب مطلوب ہو تو وہ آپ کو بلا تکلف لکھ دیں گے لیکن جب جواب نہ پا کر وہ یاددہانی کرائیں گے تو وہ اپنی مطلوبہ شخصیت یا کتاب کا دوبارہ تعارف لکھ دیں گے اس خیال سے کہ اگر بالفرض پہلا خط نہ ملا ہو تو مکتوب الیہ کچھ بہانہ سازی سے کام نہ لے۔

۹۔ خیالِ خاطرِ احباب: فاروقی صاحب جب علالت سے صحت یاب ہوئے تو انہیں بطور نصیحت لکھتے ہیں: "آپ کی صحت اب مائل بہ اعتدال ہے اور آپ اپنے کام معمولات کے مطابق کر رہے ہیں۔ اس سے بہت خوشی ہوئی۔ دواؤں اور غذاؤں کا خیال رکھیے۔ اطباء مشورہ دیں تو کچھ مقویات بھی اس لیے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی قریب ہے۔ یہ بے خوابی ٹھیک نہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم و مغفور زندہ ہوتے تو آپ کے لیے کوئی خمیرہ مسکن ٹونک تجویز فرماتے"۔

۱۰۔ کتابوں کے متعلق بے چینی: انہیں کسی کتاب کی تلاش ہوتی تو اس کے حصول کے لیے بے چین ہو جاتے۔ انہیں ایک کتاب "معارضۃ النثر" کی ضرورت ہے جس کے حصول کے لیے ان کی بے چینی ملاحظہ ہو: معارضۃ النثر (سید مقصود عالم پھلواری) مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۸۹۱ء تلاش کریں آپ بھی اور مولانا بھی۔ لوگوں کو خطوط لکھیے۔ پنجاب، سندھ، سرحد کے کسی نہ کسی کتب خانے میں ضرور مل جائے گی۔ تلاش شرط ہے۔ کاش کسی دن آپ فون کریں کہ "آپ کی مطلوبہ کتاب معارضۃ النثر مل گئی ہے۔ اس کی زیروکس کاپی بھیج رہا ہوں۔ خدا ہم چنیں کند۔ ساٹھ ستر سال سے اس کتاب کی تلاش میں ہوں"۔

تلک عشرۃ کاملۃ

خوانندگانِ گرامی قدر! حقیقت تو یہ ہے کہ مختار الدین مرحوم مکتوبات کو ایسا دلکش انداز دیتے ہیں کہ طبیعت ان کے مطالعے سے سیر نہیں ہوتی بلکہ دل میں ھل من مزید کی خواہش کو مہمیز کا کام دیتی ہے۔ کوئی قاری اگر چاہے تو مکتوبات سے مزید محاسن اپنے ذوقِ مطالعہ کے مطابق کشید

کر سکتا ہے اور ایسے محاسن ان کے مکتوبات میں جستہ جستہ تمہیں دست وستہ نظر افروز ہوں گے۔ اس لیے میں آپ کے ذوق میں مزید حائل ہوئے بغیر آپ کو دعوتِ مطالعہ دیتا ہوں۔ آیئے اور بلا تاخیر دل افگندیم بسم اللہ مجرہا و مرسٰہا کہتے ہوئے مطالعہ شروع فرما دیجیے۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم   چنانکہ حرفِ عصا گفت موسیٰ اندر طور

(عرفی)

لاہور: ۱۳/ دسمبر ۲۰۱۱ء   محمد عالم مختار حق

پروفیسر مختار الدین احمد کے مکاتیب کا ایک جائزہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

عظیم وہ نہیں، جسے دیکھ کر یا جس سے مل کر انسان مرعوب و پست حوصلہ ہو کر احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جائے بلکہ عظیم وہ ہے جسے دیکھ کر اور جس سے مل کر انسان کو سکون و طمانیت حاصل ہو اور کچھ اچھا کرنے، اچھے سے اچھا بننے اور زندگی میں کوئی نمایاں کام کر گزرنے کا حوصلہ ملے۔ ایسی شخصیتیں اس دور میں نایاب تو نہیں، لیکن کمیاب ضرور ہیں۔ ایسی ہی کمیاب اور کامیاب و عظیم شخصیات میں ایک نام صاحبزادۂ ملک العلماء، عزت مآب پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کا بھی ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے صدر شعبۂ عربی اور ڈین فیکلٹی آف آرٹ بھی رہ چکے ہیں۔ جانے کتنے علمی، ادبی اور تحقیقی اعزازات اور ایوارڈز سے نوازے جا چکے ہیں۔ آپ مظہر الحق عربک، پرشین یونیورسٹی، پٹنہ (بہار، انڈیا) کے وائس چانسلر کے عظیم و جلیل عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کا شمار دنیا کے مانے ہوئے عربی، فارسی اور اردو کے محققین میں ہوتا ہے۔ عراق، لبنان، مصر، ترکی، جرمنی، فرانس، برطانیہ، نیدرلینڈ وغیرہ ممالک کے علمی اسفار کر چکے ہیں۔

خاندان، علم و فضل، عہدہ و مرتبہ اور شہرت و ناموری ہر اعتبار سے عظیم و اعلیٰ ہوتے ہوئے بھی آپ شان و شیخی، اظہارِ برتری سے دور انکسار و تواضع اور خلوص و سادگی کے پیکر میں ڈھلے ہوئے تھے۔

محققین، ناشرین:

پروفیسر صاحب قبلہ کے مکتوب الیہم کا دائرہ نہ صرف برصغیر ایشیا، افریقہ اور مغربی ممالک کے علماء، ادباء، مصنفین، محققین، ناشرین، مدیران رسائل و جرائد اور ماہرین تعلیم یعنی صاحبان علم و قلم تک پھیلا ہوا ہے۔ خود ان کے اپنے بقول انہوں نے اب تک پچاس ساٹھ ہزار خطوط تو ضرور لکھے ہوں گے۔

مدیر جہان رضا، لاہور، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

''آپ عزت افزائی فرماتے ہیں کہ خطوط اس قدر پسند فرماتے ہیں۔ میں تو کثرت سے

اور قلم برداشتہ خطوط لکھا کرتا ہوں اور عام طور پر عجلت میں کہ خیال رہتا ہے ڈاک نکلنے کا وقت قریب ہے۔ زندگی میں پچاس ساٹھ ہزار خطوط تو ضرور لکھے ہوں گے...... ہندوستان' پاکستان' بنگلہ دیش' شرق اوسط' یورپ' امریکہ تک میرے مکتوب الیہم پھیلے ہوئے ہیں''۔ (ماہنامہ جہانِ رضا' لاہور۔ شمارہ نمبر۱۲۲' جنوری ۲۰۰۵ء' ص ۴۹' مکتوب نمبر ۵۷)

محترم پروفیسر مختار الدین احمد صاحب قبلہ خطوط کے جوابات پابندی سے لکھتے۔ علی گڑھ یا اگر کسی دوسرے مقام پر موجود ہوں اور وہاں سے خط لکھا ہو تو اس مقام کا نام اور تاریخ ضرور لکھتے۔ آپ کے خطوط محض رسمی نہیں ہوتے بلکہ علمی' ادبی' دینی اور تحقیقی امور ہی سے متعلق ہوتے۔ اس سلسلے میں آپ کی ذات تن تنہا ایک ادارہ ہے۔ اگر آپ کے تمام مکاتیب کا مجموعہ چھپ جائے' تو بلاشبہ اس کی حیثیت ایک انسائیکلوپیڈیا سے کسی طور کم نہیں ہوگی اور یہ نہ صرف مستقبل کے ریسرچ اسکالروں بلکہ عصر موجود کے مصنفین و محققین اور صاحبان علم و قلم کے لیے ایک قیمتی ذخیرہ اور رہنما ثابت ہوگا۔

حضرت پروفیسر صاحب نے خود اس فقیر کو بھی کئی خطوط لکھے ہیں اور یہ ان کی عزیز نوازی نہیں' تو اور کیا ہے۔ ورنہ کہاں یہ فقیر ایک معمولی طالب علم اور کہاں ان جیسا عظیم مصنف و محقق اور مایۂ ناز علمی شخصیت؟

زیر نظر مضمون میں راقم الحروف پروفیسر صاحب موصوف کے ان مکاتیب کے حوالے سے جو انہوں نے مدیر ''جہانِ رضا'' لاہور علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو لکھے ہیں اور جن میں حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں' مکاتیب اور تقاریر وغیرہ کی ترتیب و اشاعت کا ذکر ہے یا اعلیٰ حضرت' امام احمد رضا رضی الرحمٰن کے کتب و رسائل' مکاتیب نیز ان کے شاہزادگان اور اصحاب وغیرہ کی بابت معلومات موجود ہیں اور یہ تمام علمی تذکرے اور باتیں بہر اعتبار رضویات نیز دیگر علمی و تحقیقی امور سے متعلق ہیں' کا ایک مختصر جائزہ پیش کر رہا ہے۔ ان مکاتیب گرامی سے پروفیسر صاحب موصوف کی علمی اور تحقیقی امور سے حد درجہ شغف کا اظہار بھی ہوگا اور بہت سی مفید علمی معلومات حاصل ہوں گی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کی مکتوب نگاری پر بھی روشنی پڑ سکے گی۔

خطوط کے صرف اقتباسات ہی پیش کیے جا رہے ہیں۔ (بخوف طوالت)

(۱) ۱۰-۱۷-۱۹۹۶ء ......مکرمی و محترمی جناب فاروقی صاحب' السلام علیکم!

''انجمن نعمانیہ' لاہور'' کی تاریخ کی ترتیب بہت ضروری کام تھا جو اب تک نہیں ہوا تھا۔ آپ نے قلم اٹھایا ہے' تو ان شاء اللہ جلد تکمیل کو بھی پہنچ جائے گا۔ خاندانی کاغذات میں کوئی کام کی

چیزلی تو آپ کو بھیجوں گا۔ والد محترم صاحب علیہ الرحمۃ کا سفر لاہور ۱۹۲۹ء کے لگ بھگ ہوا تھا''۔
(مکتوب نمبر ۳۷ مشمولہ ماہنامہ جہانِ رضا' لاہور۔ شمارہ بابت نومبر دسمبر ۲۰۰۴ء، ص: ۴۹-۵۰)

(۲) لکھتے ہیں: ''انجمن نعمانیہ کے سلسلے میں حضرت فاضل بریلوی اور ملک العلماء کے اسفار کا ذکر کہیں نہیں ملا لیکن ملک العلماء ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں لاہور ایک بار ضرور تشریف لے گئے تھے۔ کسی جلسے میں میری بہت کم عمری کا زمانہ تھا' لیکن واپسی کا ٹکٹ محفوظ رہ گیا تھا۔ اس کا دیکھنا اب تک مجھے یاد ہے۔ یہ بھی یقین ہے کہ وہ انجمن نعمانیہ ہی کے کسی جلسے میں تشریف لے گئے ہوں گے''۔

تبصرہ:

''انجمن نعمانیہ' لاہور'' کی مجلس انتظامیہ کے رکن اور دبیر ثانی مولانا خلیفہ تاج الدین احمد علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں ''دارالعلوم نعمانیہ'' کے لیے ایک مدرس بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ کی تدریسی و علمی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے انہیں اپنے نفس پر ایثار کرتے ہوئے بھیجنے کی بابت لکھا تھا' جیسا کہ ''مکتوبات رضا بنام ملک العلماء'' سے ظاہر ہے۔ (مکتوبات رضا بنام ملک العلماء، مشمولہ حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء، (قدیم نسخہ) مورخہ ۵/ شعبان المکرم ۱۳۲۸ھ)

لیکن یہ بات محقق نہیں ہے کہ حضرت ملک العلماء لاہور تشریف لے گئے۔ اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر محی الدین احمد صاحب رقم طراز ہیں:

''لیکن شاید ان کے اعزہ و احباب کو ان کا اس قدر دور جانا منظور نہ ہوا اور وہ وہیں مدرسہ منظر اسلام (بریلی) میں درس دیتے رہے۔ (حیات ملک العلماء مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء ص نمبر ۱۴)

چونکہ یہ بات ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۰۹ء کی ہے لیکن یہاں لاہور جانے کا جو ذکر مکتوب پروفیسر صاحب میں ہے' وہ ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء کا ہے۔

محترم سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے لاہور تشریف لے جانے کی بابت لکھتے ہیں:

''اگرچہ ہمیں ''انجمن نعمانیہ'' کے ریکارڈ میں یہ بات نہیں ملتی تاہم بعض حضرات کی زبانی روایات کے مطابق ایک بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بنفس نفیس بھی انجمن نعمانیہ کے ایک سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے اور یہاں ڈاکٹر محمد اقبال سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ جناب بخاری صاحب نے حضرت شاہ ما' میاں قادری (ابن مولانا عبدالاحد

محدث چیلی بھیتی ابن مولانا وصی احمد محدث سورتی) کی کتاب (سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۱۵۷) کا حوالہ دیا ہے۔

تیسرا خط ملاحظہ کریں:

(۳) ''بیان المعراج'' کے نسخے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کو اور شاہد اقبال صاحب کو جزائے خیر دے۔ آپ لوگوں نے اچھا کیا کہ رجب المرجب میں اسے شائع کر دیا۔ یہ کام صحیح وقت پر ہوا۔ ملک العلماء کی روح آپ کو دعا دے رہی ہوگی کہ ان کی تصانیف کی اشاعت میں آپ دلچسپی لے رہے ہیں اور انہیں منظر عام پر لا رہے ہیں''...... (مکتوب نمبر ۳۴ مشمولہ جہانِ رضا، لاہور۔ شمارہ نومبر، دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۵۱)

نوٹ: ''بیان المعراج'' حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی تقریروں کے مجموعہ کا نام ہے جو معراج کے موضوع پر ہے۔

(۴) ایک خط میں اقبال احمد فاروقی صاحب کو لکھتے ہیں:

''مکاتیب اعلیٰ حضرت جن صاحب کے پاس ہیں ان سے حاصل کیجیے اور دیکھیے کہ یہ انہیں کے ہیں یا کیا صورت ہے۔''

(مکتوب نمبر ۴۴ مشمولہ جہانِ رضا، لاہور نومبر، دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۵۵)

حضور اعلیٰ حضرت کے جو مکاتیب گرامی حضرت ملک العلماء کے نام کے ''حیات اعلیٰ حضرت'' (قدیم نسخہ) اور دیگر مقالوں میں چھپ چکے ہیں یہ تذکرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دوسرے خطوط کی بابت ہے۔

(۵) اس خط میں پروفیسر صاحب اس مضمون کی بابت لکھتے ہیں، جو امام احمد رضا کے وظائف و عملیات سے متعلق تھا اور جہانِ رضا میں چھپا تھا۔ یہ مضمون اس راقم عبدالنعیم عزیزی ہی کا تھا۔ لکھتے ہیں: ''جہانِ رضا کے تازہ شمارہ کا انتظار ہے، جس میں آپ نے فاضل بریلوی کے عملیات پر مضمون چھاپا ہے''۔ (مکتوب نمبر ۴۵ ایضاً)

(۶) زیرِ نظر خط میں راقم کے مضمون بابت ''امام احمد رضا کے وظائف و عملیات'' کی پسندیدگی پر راقم کو دعاؤں میں یاد کیا ہے، نیز اسی خط میں سرکار مفتی اعظم اور اعلیٰ حضرت کے تعویذات و عملیات کے ایک مجموعہ کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو خدا خوش و خرم رکھے، کہ اس بار انہوں نے ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ جس کی طرف لوگوں نے بہت کم توجہ کی......''

پھر لکھتے ہیں: ۱۳۸۲ھ میں جب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ حضرت ملک العلماء کے وصال پر ظفر منزل پٹنہ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے تھے تو والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے عرض کی آپ میرے پیر زادہ ہیں اور تعزیت کے لیے بریلی سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کی خدمت میں دعاؤں کے علاوہ کیا پیش کروں' تعویذات وعملیات کا ایک مجموعہ ہے جسے ملک العلماء جان کی طرح عزیز رکھتے تھے وہ آپ کی نذر ہے۔ والدہ مرحومہ فرماتی تھیں' کہ جب انہوں نے دیکھا کہ اس میں بیشتر اعلیٰ حضرت کے ارشاد کیے ہوئے تعویذات وعملیات ہیں' ملک العلماء کی تحریر میں اور جس پر اعلیٰ حضرت کا مقدمہ ان کے خط میں ہے بے حد خوش ہوئے: اس سے بڑھ کر قیمتی تحفہ میرے لیے کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ اپنے ساتھ اسے بریلی لے گئے''۔ (مکتوب نمبر ۲۴ ایضاً' ص ۷۵)

تبصرہ:

مکتوب نمبر ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ کو تعویذات وعملیات کے کچھ نسخے نقل کرائے تھے اور اپنا مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ کس قدر قیمتی خزانہ تھا اور ملک العلماء اپنے مرشد برحق کی اس یادگار کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ اس سے ملک العلماء کی اپنے پیر طریقت' سرکار اعلیٰ حضرت سے ان کی از حد عقیدت تو ظاہر ہوتی ہے۔ وہ مجموعہ وظائف بھی کس قدر بیش بہا اور لا جواب رہا ہوگا کہ جس کا تعلق اعلیٰ حضرت جیسی عظیم علمی' دینی اور روحانی شخصیت اور صدی کے مجدد سے تھا۔

سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا تعزیت کے لیے پٹنہ جانا یہ ظاہر کرتا ہے' کہ انہیں ملک العلماء علیہ الرحمۃ سے کس قدر محبت تھی اور ان کی نگاہ میں ان کی کیا قدر و منزلت تھی؟

(۷) اب جس مکتوب کا حوالہ آ رہا ہے' اس کا آخری حصہ بہت ہی دلچسپ ہے اور وہابی دیوبندی مرتدین پر ہندو کفار و مشرکین کا زبردست طمانچہ ہے۔

پروفیسر صاحب کے پاس قرآن پاک مع ترجمہ اعلیٰ حضرت یعنی ''کنز الایمان'' تو پہلے سے موجود تھا لیکن بڑی تختی والا تھا اور کافی وزنی تھا جسے اب اس عمر اور عالم ضعف میں اٹھا کر پڑھنے میں انہیں دقت ہوتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے چھوٹے سائز کا قرآن کریم مع ترجمہ اعلیٰ حضرت منگایا تھا۔ یونیورسٹی ایریا میں تو مکتبہ والے قرآن پاک رکھتے نہیں ہیں لہٰذا یونیورسٹی ایریا سے باہر شہر سے ہی منگوانا پڑتا تھا اور شہر میں تاجران کتب زیادہ تر ہندو ہی تھے لہٰذا انہیں سے لینا پڑتا تھا۔ اب دیکھیے کہ اس خط میں پروفیسر صاحب موصوف کیا تحریر کرتے ہیں:

''ایک دن میری بیگم صاحبہ شہر جانے لگیں' تو میں نے کہا کہ میرے واسطے اوسط درجہ کا

مصحف لیتی آئیں' لیکن ترجمہ اعلیٰ حضرت کا ہو۔ وہ کہتی ہیں' کہ انہیں تعجب ہوا۔ ہندو دکاندار نے ان سے پوچھا' کہ ترجمہ آپ کو کس کا چاہیے؟ وہ فاتحہ نیاز والے بڑے مولانا صاحب کا یا دوسرے مولانا صاحبوں کا؟ انہوں نے کہا: فاتحہ نیاز والے مولانا صاحب کا۔ اس نے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ والا قرآن انہیں پیش کیا۔'' (مکتوب نمبر ۵۵' ایضاً' ص ۶۲)

تبصرہ:

ہندو بھی جانتے ہیں' فاتحہ نیاز والے مولانا یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بڑے مولانا ہیں اور دوسرے اصل عقیدۂ اسلامی کے خلاف والے ہیں۔

نوٹ: بخوف طوالت مزید مکاتیب نہیں پیش کیے جارہے ہیں۔

دیگر مکاتیب میں اعلیٰ حضرت اور ان کے کتب و رسائل و مکاتیب' ملک العلماء اور ان کے کتب و رسائل و مکاتیب وغیرہ کی تدوین و ترتیب اور اشاعت وغیرہ کے تذکروں کے علاوہ متعدد دینی' علمی اور ادبی شخصیات کے تذکرے بھی آئے ہیں۔

فاروقی صاحب کے نام کا ایک خط بہت طویل ہے۔ جس میں ''حیات اعلیٰ حضرت'' مصنفہ ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی گمشدگی اور تقریباً تیس سال تک اس کی بازیافت کی کوشش اور بالآخر ناکامی کی داستان ہے۔ اس خط میں پروفیسر صاحب نے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے غصب کیے جانے پر سخت رنج و قلق کا اظہار کیا ہے اور رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کے اس خدشہ کے تحت کہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے بعد یہ کتاب کسی اور نام سے شائع ہو جائے اور بھی اپنی پریشانی کا اظہار کیا ہے۔

خیر بعد میں ایک دوسرا قلمی نسخہ اس ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا خود پروفیسر صاحب ہی کے مخطوطات کے ذخیرے میں مل گیا۔ جسے آپ نے اپنے خاص معتمد اور نامور علمی و ادبی شخصیت' ناشر و مدیر علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو برائے اشاعت دے دیا۔ فاروقی صاحب نے حسن ترتیب کے ساتھ بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع کر کے حضرت ملک العلماء کی اس تصنیف اور رضویات پر اس ماخذ اول کو عام کر دیا اور تب جا کر پروفیسر صاحب موصوف کو اطمینان حاصل ہوا اور اس کتاب کے متلاشی حضرات کے ہاتھوں تک یہ بے بہا خزانہ پہنچا''۔

(ملخصاً' مکتوب نمبر ۶۵' مشمولہ جہان رضا' لاہور' جنوری ۲۰۰۵ء' ص ۵۹ تا ۶۲)

محاکمہ:

مدیر جہانِ رضا اقبال احمد فاروقی صاحب کے نام پروفیسر مختار الدین صاحب قبلہ کے مکاتیب گرامی سے ان کی علمی وادبی شخصیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ ان کی سادگی، خلوص، انکسار وغیرہ کا بھی اظہار ہوتا ہے اور خطوط کے جواب میں ان کی مکتوب نگاری کے اہتمام کا بھی اظہار ہوتا ہے جیسا کہ اس مضمون کے ابتداء میں بھی عرض کر دیا گیا ہے۔

بطور حوالہ ان کے دو مکاتیب کے اقتباسات پیش ہیں:

''میری حیثیت صرف یہی رہنے دیجیے کہ عربی کی یونیورسٹی میں استاد رہا ہوں علی گڑھ اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی اور ادب سے شوق رکھتا ہوں اور اسلامیات سے دلچسپی ہے۔ میں اسی میں خوش ہوں۔ ہاں! مشاہیر علماء اور اپنے بزرگوں سے محبت و عقیدت رکھتا ہوں میں اتنے ہی میں مگن ہوں اور جسے آپ جیسا مخلص اور قدر شناس مل جائے اسے اور کیا چاہیے؟!'' (مکتوب نمبر ۵۶ مشمولہ جہانِ رضا جنوری ۲۰۰۵ء ص ۵۰)

مجھ جیسے ادنیٰ طالب علم اور خود ان سے بہت چھوٹے ڈاکٹر مجید اللہ قادری وغیرہ کے مضامین کو سراہنا ان کی خردہ نوازی اور اپنے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی ہی ہے اور یہ بھی ان کی شخصیت کا ایک تاباں پہلو ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنی شخصیت کے بارے میں کچھ ایسی باتوں کا بھی اظہار کرتا ہے، جو ہوتی تو حقیقت ہیں، لیکن لوگ انہیں تعلّی یا انانیت پر محمول کرتے ہیں۔ اس طرح کچھ باتیں پروفیسر صاحب کے مکاتیب میں بھی ہیں، جو مبنی برحقیقت ہیں، لیکن ان کے اظہار سے انانیت یا تعلّی کا شک گزرتا ہے۔ اس طرح کے شخصی اظہار کو ہم پروفیسر صاحب موصوف کی تحدیث نعمت کے اظہار پر محمول کرتے ہیں۔

(۱) ملاحظہ کیجیے ایک مکتوب نمبر ۵۶ مشمولہ جہانِ رضا، جنوری ۲۰۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ عزت افزائی فرماتے ہیں، کہ خطوط اس قدر پسند فرماتے ہیں۔ میں تو کثرت سے اور قلم برداشتہ خطوط لکھا کرتا ہوں اور عام طور سے عجلت میں کہ خیال رہتا ہے ڈاک نکلنے کا وقت قریب ہے۔ زندگی میں پچاس ساٹھ ہزار خطوط تو ضرور لکھے ہوں گے۔ آپ کو اگر پسند آتے ہیں، تو اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ مختلف الطبائع اور مختلف ذوق کے اصحاب سے میری خط کتابت ہے اور انہیں مختلف موضوعات پر لکھتا رہتا ہوں۔ یہ طبقہ بہت وسیع بھی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، مشرقی وسطیٰ یورپ، امریکہ پر میرے مکتوب الیہم پھیلے ہوئے ہیں۔ خود پاکستان کے متعدد شہروں میں مزید میرے ملنے والے ہیں اور مختلف حلقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو ای بے

تاکید کرتا ہوں کہ مرسلہ خطوط پر ایک نظر ڈال لیا کیجیے کہ یہ مختلف ذوق کے لوگ ہیں اور ان کے نام کے خطوط کے موضوعات میں تنوع ہیں''۔

(۲) ایک مکتوب کا اقتباس اور بھی ملاحظہ کیجیے:

''آج سہ پہر کو اردو میں ہندوستان بھر کے شعبہ اردو کے کوئی پچاس اساتذہ کی مجلس میں شمالی ہند کی قدیم ترین اردو نثر کی کتاب کربل کتھا (فضلی) پر پیپر دے کر گھر واپس آیا تو ڈاک میں آپ کا مرسلہ پیکٹ رکھا ہوا ملا۔'' (مکتوب نمبر ۵۸' ایضاً' ص ۵۰)

(۳) زیر نظر مکتوب (اقتباس) بھی ملاحظہ کریں:

''میں ۱۰/ اپریل سے پٹنہ میں ہوں اور ڈاکٹر خلیق الرحمٰن قدوائی صاحب گورنر بہار کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہوں' انہیں کی طلبی پر آیا' اور چند گھنٹوں کے بعد ایک نئی یونیورسٹی ''مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی پٹنہ'' کا پہلا وائس چانسلر مقرر ہوا۔ اسی شام کو گورنر' وزیر اعلیٰ' وزیر اعلیٰ سابق' حکومت بہار کے دوسرے وزراء' مجالس مقننہ کے اراکین' بہار کے مشاہیر اور عربی و فارسی و اردو کے اساتذہ اور ان مضامین میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کی موجودگی میں یونیورسٹی کا افتتاح عمل میں آیا۔ صوبہ بہار کا میں پانچواں یا چھٹا مسلم وائس چانسلر ہوں۔ یعنی بہار کی گیارہ یونیورسٹیز میں پانچ یونیورسٹیز کے وائس چانسلر مسلمان ہیں''۔ (مکتوب نمبر ۶۱' ایضاً' ص ۵۲)

پروفیسر صاحب قبلہ کے ان مکاتیب میں اعلیٰ حضرت کی کتابوں' ان کے مکاتیب' ملک العلماء کی تصانیف اور ان کے مکاتیب وغیرہ کی ترتیب و تدوین اور اشاعت وغیرہ کی بابت ان کی دلچسپی بلکہ جلد از جلد ان کے منظر عام پر آ جانے کی بے کلی کو دیکھ کر امام احمد رضا سے ان کی عقیدت نیز فروغ رضویات کے لیے ان کی مساعی اور تڑپ کا برملا اظہار پایا جاتا ہے۔ ان مکتوبات میں بھانت بھانت کی علمی و ادبی شخصیات کے تذکرے بھی ہیں اور علمی و ادبی تذکرے و حوالے بھی!

عام طور سے انسان خطوط قلم برداشتہ ہی تحریر کرتا ہے اور وہ خطوط لکھتے وقت قصداً ادبی حسن برپا کرنے کی کوشش نہیں کرتا ہے۔ جیسا کہ ابوالکلام آزاد کی ''غبار خاطر'' اور مولوی شبلی نعمانی وغیرہ کے خطوط میں انشاء پردازی کے جلوے نظر آتے ہیں۔ البتہ ضرورت کے تحت توضیح' استدلال' سلیقہ مندی اور ساتھ ہی ساتھ متانت اور وقار نثر میں لازمی ہے۔ پروفیسر صاحب کے خطوط کا یہی طرز ہے۔ ان کے مکاتیب میں تاثراتی اور بیانیہ نثر کے نمونے بھی خوب ہیں۔

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

ناظمہ منزل، امیر نشان روڈ، علی گڑھ، ۱۵؍فروری ۱۹۹۲ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۳۰؍جنوری سخت انتظار کی حالت میں اور نامعلوم وجوہ کی بنا پر خاصی تاخیر سے ملا۔ رنج و تردد ہوا، میں سمجھ رہا تھا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے یا الیکشن میں کسی بے تکلف اور مخلص دوست نے آپ کو مصروف کر رکھا ہے۔ یقین تھا کہ نتائج کے اعلان کے بعد آپ خط ضرور لکھیں گے۔

سید انیس شاہ جیلانی صاحب کی طرف سے نقدِ قاطعِ برہان کی رسید جو انھوں نے ۲۷؍جنوری کو بھیجی ہے مل گئی ہے۔ پارسل بھیجنے میں آپ کو جو زحمت ہوئی اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب، پروفیسر نجم الاسلام کے خطوط بھی آ گئے ہیں۔ ادیب سہیل، عارف نوشاہی اور اورنگ زیب عالمگیر صاحبان کے جوابات ابھی تک نہیں آئے۔ ممکن ہے راستے میں ہوں۔ اسی طرح ۸؍جنوری کے خطوط جو آپ نے محمد اسلم، نظیر صدیقی اور رفیع الدین ہاشمی صاحبان کو بھیجے ہیں ان کے جوابات کا بھی انتظار ہے۔

'جہانِ رضا' کے شمارے بمبئی سے برابر ملتے رہتے ہیں۔ محمد زبیر صاحب قادری کا خط بھی آیا ہے کہ جس طرح آپ 'جہانِ رضا' کے لیے لکھتے رہتے ہیں 'افکارِ رضا' کی طرف بھی توجہ فرمائیے۔ فرصت نہیں ملتی ورنہ ضرور توجہ کرتا۔ ڈاکٹر سراج احمد بستوی صاحب کو مشکوک پتے پر ایک خط لکھا تھا، رجسٹری شدہ پارسل واپس آ گیا کہ مرسل الیہ کا پتا نہیں چلتا۔ کل ان کا خط موصول ہوا اور انھوں نے اپنا تازہ اور صحیح پتا لکھا۔ یہ میرے ملفوظات جو آپ 'جہانِ رضا' میں چھاپ دیتے ہیں از راہِ کرم و محبت انھیں پڑھ کر کبھی کبھی شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ یہ میں نے کیا لکھ دیا تھا لیکن ایک مفید پہلو آج معلوم ہوا۔ میرا خط 'جہانِ رضا' میں پڑھ کر سراج احمد صاحب نے خط تحریر فرمایا۔ میں نے ان کے لکھے ہوئے پتے پر دوبارہ رجسٹری بھیج دی۔ طاہر لاہوری صاحب کی دونوں کتابیں آج صبح پوسٹ کر دی ہیں۔ شام کو آپ کا گرامی نامہ ملا جس میں آپ نے ان کا نیا پتا لکھ بھیجا ہے۔ طاہر صاحب کا خط مورخہ ۱۱؍۱۰؍۹۱ خدا معلوم اب تک کہاں کہاں رہا ہے۔ بہرحال دوشنبہ کو ڈاک گھر بھجوا دوں گا۔ [مسعود انور] علوی صاحب کو ٹیلی فون کیا تھا، معلوم ہوا کہ عید کرنے کاکوری گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کی واپسی کے بعد دوشنبہ کو پھر انھیں فون کروں گا۔

حافظ شاہد اقبال کی مستعدی اور ان کے علمی و دینی ذوق و شوق سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ [ارجمی شریف کے دوسرے سال کے [لیکچر کے جو صفحات کمپوز ہو چکے ہیں آپ ان کے پروف ضرور پڑھ لیں۔ پروف پڑھنا

اور صحت کے ساتھ چھپوانا بھی ایک فن ہے، جس کی طرف عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی ہے، میرے مقدمے کا انتظار نہ کیجیے، چھپوا ڈالیے۔ پھر کبھی دیکھا جائے گا۔ جو باتیں میں [ملک العلماء کے] تیسرے لیکچر کے بارے میں لکھ سکتا ہوں وہ چوتھے اور پانچویں لیکچر کے متعلق بھی لکھی جا سکتی ہیں۔ ہاں [جواهر البیان فی ترجمة خیر الحسان] کے بارے میں آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرور کی جائے گی۔ ذرا طبیعت ٹھیک اور موسم خوشگوار ہو جائے تو ان شاء اللہ مقدمہ ضرور لکھوں گا۔ حافظ محمد فیاض صاحب یا مولوی آصف حسین صاحب نے مشرقی اور سمت قبلہ کی طباعت کی طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ پورا رسالہ اور میرا مقدمہ غالباً عرصہ پہلے کمپوز ہو چکا تھا۔ آپ انھیں توجہ دلایئے یا خود کوئی ترکیب اس کی اشاعت کی کیجیے۔

آپ نے ۲۰ رجنوری کو تحریر فرمایا ہے کہ ایک ہفتے میں کچھ کتابیں ارسال ہوں گی، تعجب نہیں کہ وہ اب راہ میں ہوں۔ لاہور میں میرے ایک کرم فرما تھے کسریٰ منہاس، جن کی نظر فن تاریخ گوئی پر بہت گہری تھی، ان کی کتاب فنِ تاریخ گوئی دفتر نقوش نے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی اور مصنف نے مجھے اس زمانے میں بھیجی بھی تھی۔ میں نے کتاب پڑھ کر انھیں مبارکباد کا خط بھی لکھا تھا، مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ مجھے ان کے کوائف مطلوب ہیں۔

آج پرانے کاغذات میں آپ کا ایک پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۳ء ملا۔ یہ شاید آپ کا میرے نام سب سے قدیم والا نامہ ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کے مکاتیب کی اشاعت کے بارے میں ہے۔ کیا زمانہ تھا، پانچ پیسے میں لاہور سے خط ۲۷ کو روانہ ہو کر ۳۱ کو علی گڑھ پہنچ گیا تھا۔ یہ کارڈ میرے ذخیرۂ خطوط میں محفوظ ہے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— ﴿۲﴾ ——

علی گڑھ، ۱۱ر نومبر ۱۹۹۲ء

مکرمی و محترمی جناب مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سفر سے واپسی پر ڈاک میں آپ کا گرامی نامہ دیکھا، ممنون ہوا۔ خوشی ہوئی کہ آپ حیات ملک العلماء اپنے اہتمام میں جلد شائع کرنا چاہتے ہیں۔ مضمون میں اس وقت تو ترمیم و اضافے کا موقع نہیں ہے۔ اس پر ضروری حواشی بھی لکھ دیے ہیں اور جو معلومات اس وقت میرے سامنے ہیں وہ پیش کر دیے ہیں۔ اصل کتابت شدہ اجزا پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب محترم سے منگوا کر آفسیٹ کے ذریعے کتابچے کی شکل میں شائع کر دیں۔ سال دو سال میں یا ممکن ہوا تو اس سے پہلے کچھ ابواب کا اضافہ کر دوں گا۔ اس وقت مکمل سوانح عمری آپ شائع کریں۔ جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب محترم نے تحریر فرمایا ہے کہ ضخامت ڈیڑھ سو صفحات سے زائد نہ ہو۔ اس کے لیے معلومات ابھی سے جمع کر رہا ہوں، افسوس ہوتا ہے کہ حضرت کے زمانے میں معلومات ان سے کیوں نہ حاصل کیے۔ اب ایک ایک بات کے لیے تحریرات و مسودات کا پرزہ پرزہ تلاش کرنا پڑ رہا ہے اور

کچھ معلومات خط کتابت کر کے جمع کر رہا ہوں۔ لیکن اب اُس زمانے کے لوگ بھی نہیں رہے اور نہ ان کے احباب دعلامذہ رہے، جو زندہ ہیں وہ کبرسنی کی وجہ سے کچھ مدد نہیں کر سکتے۔

میرا پہلے تو خیال تھا کہ حیات ملک العلماء کی کتابت شدہ کاپیوں سے آپ آفسیٹ کے ذریعے طباعت کر لیں، لیکن 'جہانِ رضا' دیکھنے کے بعد رائے بدلنی پڑی۔ اس رسالے اور آپ کی دوسری مطبوعات جو آپ نے ازراہ کرم بھجوائی ہیں، کی کتابت و طباعت بہت خوبصورت ہے۔ تعداد سطور فی صفحہ بھی مناسب ہے۔ حیدرآباد سندھ میں جو کتابت شدہ اجزا ہیں، جن کی کتابت میں نے یہاں سے کرا کے بھیجی ہے آپ کے لیے مناسب نہیں رہے گی۔ اس کی تقطیع صحیح البھاری شریف کی تقطیع کا خیال رکھتے ہوئے بڑی رکھی گئی تھی۔ تعداد سطور زیادہ ہیں، چھپنے کے بعد تحریر باریک ہوگی ہے۔ آپ کی مطبوعات عام طور پر ۱۸x۲۳ پر چھپتی ہیں جو بہت مناسب سائز ہے اور اسی کی پابندی کرنی چاہیے۔ موجودہ صورت میں تو تحریر بہت باریک ہو جائے گی اور پڑھنا بھی بہتوں کے لیے مشکل ہوگا۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ مضمون کی دوبارہ کتابت اپنے طور پر اور اپنی پسندیدہ تقطیع پر کروائیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ کے یہاں کی مطبوعات کی یکسانی برقرار رہے۔ یہ میری ذاتی رائے ہے، آئندہ آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں شائع کریں۔

آپ نے بعض مقامات پر نظرثانی کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت تو ممکن نہیں لیکن اگر مضمون میں کچھ مسامحات راہ پا گئے ہوں تو ان سے ضرور مطلع فرمایئے کہ دوبارہ کتابت کی شکل میں ترمیم و تصحیح آسان ہوگی۔ مجھے ایسی کتابوں کی ضرورت ہے جو علمائے اہلِ سنت پر شائع ہوئی ہوں۔ ایک کتاب 'تذکرہ علمائے اہلِ سنت لاہور' تو آپ نے لکھی ہے، دوسری مولانا عبدالحکیم شرف قادری کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس موضوع پر کوئی اور کتاب شائع ہوئی ہو۔ حکیم [محمد موسیٰ] صاحب کے دیباچے کی عکسی نقل کا بھی انتظار رہے گا۔ اگر ان کا کوئی مطبوعہ رسالہ وہاں نہ مل رہا ہو تو بلاتکلف تحریر فرمایئے۔ شاید والد رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب خانے میں محفوظ ہو۔ اگر ایسا ہوا تو میں اس کی عکسی نقل آپ کو اشاعت کے لیے بھیج دوں گا۔ خط کی طوالت کی معذرت چاہتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ آپ سے باتیں کیے جاؤں۔ آئندہ سال لاہور آیا تو ضرور حاضرِ خدمت ہوں گا ان شاء اللہ۔ اُمید ہے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوگا۔ والسلام

خیر طلب

مختارالدین احمد

(۳)

علی گڑھ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۹۳ء

میرے مکرم و محترم! السلام علیکم

آپ سے لاہور میں اس بار ملنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یقین مانیے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ کی کتابیں، تحریرات اور خطوط پڑھ کر آپ کے بارے میں میری رائے پہلے بھی بہت اچھی تھی لیکن اس ملاقات کے بعد میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ آپ کے بارے میں میں نے تصور کیا تھا آپ کو اس سے

بڑھ کر پایا۔ خدا آپ کو خوش و خرم رکھے اور دینی و دنیوی سعادتوں سے مالا مال کرے۔

لاہور میں رات کی وہ ملاقات مختصر تھی، ارادہ تھا کہ کسی دن آ کر آپ سے اور مولانا شرف قادری صاحب سے تفصیلی بات چیت کروں گا۔ یہ بھی خیال تھا کہ اگر حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم صاحب ہزاروی زیادہ مصروف نہیں ہوئے تو آپ حضرات کے ساتھ ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوں گا۔ لیکن طویل سفر کی وجہ سے طبیعت پریشان اور صحت ایسی غیر مستقیم رہی کہ آپ حضرات کے پاس دوبارہ حاضر نہ ہو سکا۔ ۲ رستمبر کا ہوائی ریزرویشن منسوخ کرا کے ۳۱ راگست ہی کو لاہور سے روانہ ہو گیا۔ قیام پروفیسر محمد اسلم ہی کے یہاں رہا۔ جاوید طفیل صاحب کے یہاں قیام کا موقع نہ مل سکا۔

یہاں ہفتوں کے بعد طبیعت اعتدال پر آئی تو سارا وقت مہینہ بھر کے پچھڑے ہوئے کاموں کے نپٹانے میں لگ گیا۔ متعدد یونیورسٹیز کے کاموں سے اب بھی فارغ نہیں ہوا ہوں۔ اس عرصے میں 'جہانِ رضا' کے اگست اور ستمبر کے شماروں کا انتظار رہا اور آپ کے گرامی نامے کا بھی۔ اگر میں نے خیریت سے اپنے پہنچنے کا خط آپ کو نہیں لکھا تو آپ نے خط لکھ کر میری خیریت کیوں نہیں دریافت کی۔ ع

گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا؟

بہر حال اب اچھا ہوں، لیکن کمزور ہو گیا ہوں۔ لکھنے پڑھنے کا کام جاری ہے لیکن پہلے کی طرح نہیں۔ توقع ہے کہ موسم سرما میں طبیعت ان شاء اللہ اعتدال پر آ جائے گی۔ آپ اپنے حالات لکھیں۔ آپ اس زمانے میں سیاسی کاموں میں مصروف تھے، دینی و مذہبی کارکنوں کے انتخابی نتائج تو بہت حوصلہ شکن نکلے۔ اس کی وجہ کیا ہوئی، خرابی کہاں پیدا ہوئی؟ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، نہ مجھے کبھی ملکی سیاست سے دلچسپی رہی، لیکن یہ ضرور چاہتا ہوں کہ آپ کے یہاں کی پارلیمان علماء و مشائخ اور دیندار لوگوں سے خالی نہ ہو۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبد الستار خاں نیازی صاحب کی ناکامی سے خاص طور پر افسوس ہوا۔

اپنی اور اپنے ادارے کی مصروفیات سے اطلاع دیجیے۔ صحیح البہاری شریف جلد اول (کتاب العقائد) کے مسودے کا عکس بنا کر حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب اور مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب کے مطالعے کے لیے اگلے ہفتے بھیج رہا ہوں۔ یہ اصحاب اس کی اشاعت کا انتظام کریں گے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسودے کی ترتیب و تکمیل کے لیے ان کے پاس فی الحال کوئی آدمی نہیں ہے اور خود یہ حضرات مصروف ہیں۔ آپ اس مسئلے پر غور کر کے کیا کوئی اچھی صورت حال نکال سکتے ہیں؟ وہ آپ کے پرانے کرم فرما حضرت مفتی محمد احمد قادری صاحب قبلہ آج کل کہاں ہیں؟ کس حال میں ہیں؟ حیات حضرت اعلیٰ کی طباعت کی تکمیل کی خوش خبری وہ کب سنائیں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴)

علی گڑھ، ۲۹ ردسمبر ۱۹۹۳ء

فاروقی صاحب محترم و مکرم! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۱ر دسمبر موصول ہوا۔ میں آپ کو خط لکھنا ہی چاہتا تھا کہ گرامی نامہ ملا۔ سچ ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ آپ نے کرم فرمایا کہ آنکھوں کے آپریشن کی وجہ سے لکھنا پڑھنا آپ کا ترک ہے پھر بھی آپ نے مجھے خط اپنے قلم سے لکھ کر بھیجا۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

خوانِ رحمت کے نسخے ملے، تقسیم کرنے شروع کر دیے ہیں۔ 'جہانِ رضا' (اکتوبر، نومبر) کے تین نسخے عین حالتِ انتظار میں ملے۔ آپ کے رسالے کا انتظار رہتا ہے۔ افسوس ہے مئی کے شمارے کے بعد پرچے اشاعت و ارسال کی مشکلات کی نذر ہو گئے۔ مولانا تقدس علی خاں مرحوم کے خط کی اشاعت میں کچھ تکلف ہو تو بھیج دیجیے، یہاں چھپوا دوں گا۔ موجودہ شمارے کے مندرجات بہت دلچسپی سے پڑھے۔ پہلے تو آپ کے نام کے خطوط دیکھے، جن سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ یہ بھی کہ روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی میں ۱۴ اسکالرز فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا بریلوی اور مفتی اعظم پر ڈاکٹریٹ کے لیے مقالے پروفیسر وسیم بریلوی صاحب کی نگرانی میں لکھ رہے ہیں۔ مرزا رؤف احمد صاحب سے اعلیٰ حضرت کے اس مکتوب کی نقل منگوا دیں، جس میں تعویذ بنانے کا نسخہ ہے۔ 'کتابی پھول' کے عنوان کے تحت ایسی کتابوں کی اشاعت کی اطلاع آپ نے دی ہے جن کے بارے میں عام طور پر سنی دنیا کو علم نہ ہوگا۔ امام احمد رضا اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے علمی تعلقات پر مضمون پہلے بھی دیکھا تھا، آپ نے شائع کر کے اس سے استفادہ عام کر دیا۔ یہ موضوع ابھی بہت کچھ تحقیق طلب ہے، معلومات کی متعدد درمیانی کڑیاں غائب ہیں۔ روایتوں میں اختلاف بھی ہے اور موجودہ معلومات سے مجھے پورے طور پر تشفی نہیں ہوتی۔ مولانا سید دیدار علی الوری علیہ الرحمہ پر مضمون پڑھا۔ یہ بہت اچھا سلسلہ آپ نے شروع کیا ہے۔ کوشش کیجیے کہ ہر شمارے میں سنی علماء میں کسی ایک پر مضمون ضرور شائع ہو۔

صحیح البہاری شریف جلد اوّل کے مسودے کا عکس بھیج رہا ہوں۔ اسے جناب مفتی [عبدالقیوم] صاحب قبلہ اور مولانا عبدالحکیم شرف قادری کی خدمت میں پیش کر دیجیے اور ان کے نام کے میرے خطوط بھی۔ اگر حکیم محمد موسیٰ صاحب کے نام خط لکھ سکا تو وہ بھی انھیں بھیج دیجیے گا۔

'جہانِ رضا' یاد آتا ہے کہ مئی، جون تک کا آیا ہے۔ اس کے بعد کے شمارے جو بھی چھپے ہوں براہِ کرم ایک ساتھ بھیج دیجیے کہ فائل مکمل ہو جائے۔ ایک ایک نسخہ بھیجنا کافی ہوگا۔ اجمیری بک ڈپو بمبئی سے کوئی شمارہ موصول نہیں ہوا۔ گرامی نامہ مورخہ ۲۸ر اکتوبر ملنے کے بعد انھیں خط بھی لکھا تھا، جواب آیا نہ 'جہانِ رضا' کے شمارے۔

مفتی محمود احمد قادری صاحب کو خود لکھیے اور دوسروں سے بھی لکھواتے رہیے اور ان کے لیے دعا بھی فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا مقلب القلوب ہے، شاید ان کے دل کو آپ کی بات لگ جائے اور وہ حیاتِ اعلیٰ حضرت کی چاروں جلدوں کے مسودات مجھے واپس کر دیں یا آپ کو بھیج دیں۔ میں نے شاید آپ کو لکھا تھا کہ دوسری جلد کا مسودہ مولانا سید ایوب علی صاحب رضوی کو ملک العلماء نے اشاعت کے لیے بھیج دیا تھا جس کی رجسٹری کی رسید کاغذات میں ملی ہے۔ یہ جلد ان کے اعزہ سے حاصل ہو جائے تو فی الحال اسی کو آپ شائع کر دیں۔

یہ خط اعلیٰ حضرت کی تصانیف کے بارے میں ہے۔

مولانا فیاض احمد صاحب کے پاس 'ملک العلماء' کی دو کتابوں کے عکس اب موجود ہیں۔ ذرا پوچھیے کہ اشاعت میں کیوں تاخیر ہو رہی ہے۔ احباب کے نام مرسلہ سارے خطوط پر ایک نظر ڈال لیں کہ ان کے مندرجات سے آپ آگاہ رہیں پھر انھیں پوسٹ کر دیں۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ نیا سال آپ کے لیے اور آپ کے اعزہ کے لیے مبارک ہو۔ والسلام

مخلص مختار الدین احمد

﴿۵﴾

علی گڑھ ۲ر فروری ۱۹۹۳ء

محب گرامی قدر! السلام علیکم

کل دو پیکٹ پہنچے۔ ایک براہ راست، دوسرا غالباً بمبئی ہوتا ہوا۔ دو خط مورخہ ۴ر جنوری اور ۱۱ر جنوری کو بھی ملے۔ پیکٹ کے ریپر اتنے بودے کاغذ کے تھے کہ راہ میں بالکل پھٹ گئے تھے۔ دونوں خط اوپر ہی رکھے گئے تھے اس لیے باہر سے جھانک رہے تھے۔ لیکن آپ نے اللھم بلغه بالخیر پڑھ کر پھونک دیا ہوگا اس لیے رسائل اور خطوط محفوظ حالت میں ملے۔ ایک ایک نسخہ رکھ کر 'جہانِ رضا' کے شمارے اور دوسرے رسائل کل ہی تقسیم کر دیے۔

'جہانِ رضا' کو آپ نے اپنی ادارت میں اس قدر مفید اور دلچسپ بنا دیا ہے کہ اس کے شماروں کا انتظار رہتا ہے۔ اس میں جو علمی خبریں آپ نے شائع کرنی شروع کی ہیں وہ یقیناً آپ کے قارئین کو پسند آئی ہوں گی۔ اس طرح ہم لوگوں کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ علمی اور دینی موضوع پر کون کون کہاں کہاں کام کر رہا ہے!

انگریزی رسالہ 'مسیج' بھی خوب ہے، جو اردو نہیں پڑھ سکتے ان کے لیے بیلا جواب تحفہ ہے۔ 'ملک العلماء' کے دو رسالے جو ادارۂ معارفِ نعمانیہ چھاپ رہا ہے یقین ہے کہ جلد ہی شائع ہو جائیں گے۔ مولانا فیاض احمد صاحب کی فرمائش پر اور جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب کی ہدایت پر 'ملک العلماء' کی متعدد تصانیف کا عکس بنوا کر اسے رجسٹری کے ذریعے ۱۰ر جنوری کو انھیں بھیجا ہے، جس پر صرف محصول کے ۹۴ روپے صرف ہوئے ہیں لیکن ان کی طرف سے نہ رسید اب تک آئی ہے نہ جناب کے آخری خط (مورخہ ۱۹ر جنوری) میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ وہ آپ سے ذکر کرتے تو آپ یقین ہے اپنے والا نامے میں ضرور اطلاع دیتے۔ اگر وہ آپ سے دور رہتے ہوں تو انھیں ٹیلی فون کر کے میرے تردد کا ذکر فرمایئے اور ہدایت کیجیے کہ فوراً خط لکھیں۔ اگر خدانخواستہ پیکٹ اب تک انھیں نہیں پہنچا ہو تو پھر ڈاک گھر سے رجوع کریں اور شکایت نامہ درج کرائیں۔ رجسٹری نمبر ۲۳۳۱ ہے اور تاریخ روانگی ۱۰ر جنوری۔

آپ کے دو گرامی نامے موصول ہوئے تھے۔ پہلے خط میں آپ نے 'ملک العلماء' کے دو خطوں کا ذکر کیا تھا۔ دوسرے خط کے ساتھ دونوں کے عکس بھی پہنچے۔ جزاک اللہ! اس کے بعد مراد آباد سے ہوتا ہوا آپ

کا ایک خط مورخہ ۱۱ر جون کو موصول ہوا جس میں آپ نے احتیاطاً ان خطوط کے عکس دوبارہ بھیج دیے ہیں۔ یہ آپ نے بہت اچھا کیا اس لیے کہ ڈاک کبھی کبھی ضائع بھی ہو جاتی ہے۔ مکتوب الیہ مولانا بشیر احمد قادری رضوی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ضرور بھیجیے۔ یہ خطوط مجموعہ مکاتیب میں شائع ہوں گے۔

آپ نے دونوں خطوں میں ذکر کیا ہے کہ صحیح البخاری جلد اول کے ابتدائی ۳۲ صفحات موجود نہیں ہیں۔ یہ جیسا کہ میں آپ کو پہلے لکھ چکا ہوں پروفیسر مسعود احمد مجددی کو میں نے بھیجے تھے، انھی صاحب کے پاس تھے اور انھوں نے مولانا اشرف قادری یا مفتی عبدالقیوم صاحب کو بھیج دیے تھے۔ انھیں نہ ملے ہوں تو ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کو لکھیں۔

اس زمانے میں بعض کانفرنسوں، سیمیناروں، ہندستان کی جامعات کے کاموں اور دوسرے امور میں بھی بہت مصروف رہا۔ معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو بھی خط نہیں لکھ سکا۔ آج عزم کر کے دوسرے کاموں کو نظر انداز کر کے بیٹھ گیا ہوں کہ آپ کو اور وہاں کے دوسرے احباب کو خطوط لکھ دوں۔ چنانچہ "چل میرے خامے بسم اللہ"۔ آپ کا خط ختم کر کے دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

مختار الدین احمد

―――﴿۶﴾―――

علی گڑھ، ۲۶ر فروری ۱۹۹۳ء

مکرمی و محترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ یکم جون، ۱۹۰ر کو مل گیا تھا اور میں نے مفصل جواب ۱۸ر کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد سے آپ کا کوئی والا نامہ موصول نہیں ہوا۔ تنویر المصباح کا مطبوعہ نسخہ مل گیا تھا۔ اب مبارک پور سے بھی چھپ کر آ گیا ہے۔

اس عرصے میں بمبئی سے 'جہانِ رضا' کے جون کا شمارہ موصول ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ہر چند پتا اردو میں لکھا تھا لیکن دیر سویر مجھے مل گیا۔ وہ احباب ہمیشہ 'ناظمہ منزل' کو 'فاطمہ منزل' لکھ دیتے ہیں، جو اس محلے میں ایک دوست کے گھر کا نام ہے۔ اس طرح خط کبھی کبھی ضائع ہو جاتا ہے اور ملتا بھی ہے تو تاخیر سے۔ بمبئی کبھی خط لکھیے تو انھیں متوجہ کیجیے۔ اب ڈاک خانوں میں اردو جاننے والے بہت کم ہو گئے ہیں۔

عزیزی مسعود انور علوی تعطیلات گرما میں کاکوری گئے تھے، اب یونیورسٹی کھلنے پر آئے تو میں نے انھیں بلا بھیجا۔ ان سے گفتگو ہوئی۔ ان کا خط بھیج رہا ہوں۔ حافظ فیاض احمد صاحب عرصے سے خاموش ہیں۔ پچھلی دو کتابیں بھی اب تک شائع نہیں ہوئیں، یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ مسودات والد علیہ الرحمہ کے جو انھیں بھیجے گئے ہیں ان کی اشاعت کب تک ہو رہی ہے۔ انھیں متوجہ کیجیے۔ وہ تو خطوط بڑی پابندی سے لکھا کرتے تھے۔ اس طرح عرصے سے ان کا کوئی خط نہیں آیا۔

مولانا تقدس علی خاں کے مکتوب پر آپ حواشی چاہتے ہیں، میں نے مفصل حواشی لکھ دیے تھے، شاید

آپ کو مطالعے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ اس پر مزید نوٹس چاہتے ہیں، ساری ضروری باتیں تو لکھ دی گئی ہیں۔ مولوی آصف حسین صاحب کا خط آیا تھا اور ان کے ادارے کی بعض مطبوعات جدیدہ بھی۔ ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دیں۔ یاد نہیں آتا کہ انھیں رسید بھیجی یا نہیں۔ بہر حال مسرت ہوئی وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

'ادارۂ معارف نعمانیہ' کہیں مالی مشکلات میں مبتلا تو نہیں ہو گیا؟ مولانا فیاض احمد صاحب کی خاموشی سے طرح طرح کے شبہات پیدا ہونے لگے ہیں۔ علامہ شرف قادری صاحب کو سلام کہیے۔ اگر آپ نے میرے خط مورخہ ۱۸؍جون کا جواب براہ راست نہیں دیا، کسی کے ذریعے بھجوایا ہے تو مجھے اب تک موصول نہیں ہوا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿ ۷ ﴾

علی گڑھ، یکشنبہ ۱۸؍مئی ۱۹۹۲ء

حضرت مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ مورخہ ۷؍اپریل ۲۳؍کو موصول ہوا تھا۔ اس وقت صرف اسی کا جواب لکھنے کا ارادہ تھا لیکن آپ کے چند پچھلے خطوط بھی سامنے رکھ لیے ہیں کہ بعض امور کے بارے میں مزید لکھنا ضروری معلوم ہوا۔

مکتوب مورخہ ۶؍فروری: اس کا جواب ۲۸؍کو دے چکا ہوں۔ اس میں آپ کے بھیجے ہوئے جس رجسٹرڈ پارسل کا ذکر ہے وہ اب تک مجھے نہیں ملا۔ تنویر المصباح کے نسخے اگر چریا کوٹ سے آ گئے ہوں تو ایک نسخہ بھیج دیجیے کہ کتب خانے میں محفوظ رہے۔ چریا کوٹ کے بزرگوں نے اس کی اشاعت کی اطلاع تک نہیں دی۔

مکتوب مورخہ ۶؍فروری موصولہ یکم مارچ: اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ حافظ فیاض احمد صاحب حرمین شریفین کی حاضری کے لیے روانہ ہو گئے ہیں۔ غالباً رمضان المبارک گزار کر آئیں گے۔ واپسی کے بعد اب تک ان کا کوئی خط نہیں آیا۔ روانگی کے وقت مختصر سا خط اور مسودات کی صرف رسید انھوں نے بھیجی تھی، ان کے مفصل خط کا انتظار ہے۔ ان کی مرسلہ دلائل الخیرات مل گئی تھی، اب ایک نسخہ آپ کا بھیجا ہوا بھی موصول ہوا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

القول الجلی کے لیے عزیزی مسعود انور کو اسی زمانے میں رقعہ بھیج دیا تھا۔ یقین ہے کہ انھوں نے آپ کو کتاب ارسال کر دی ہوگی۔ وہ بزرگ پروفیسر نہیں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے، کم عمر صاحبزادے ہیں، لیکن لکھنے پڑھنے کا بہت اچھا ذوق رکھتے ہیں اور بڑے اچھے علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی کم عمری کا ذکر میں نے اس لیے کر دیا کہ کبھی وہ لاہور میں آپ سے ملیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ یہ جناب پروفیسر ڈاکٹر مسعود انور علوی قبلہ کے صاحبزادے ہیں۔

مکتوب ۱۶؍مارچ: الحجۃ المؤتمنۃ 'جہانِ رضا' کے جس شمارے میں چھپا تھا وہ مل گیا تھا۔ وہ

شمارہ بھی جس میں تنویر المصباح چھپی۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ انھیں شائع کر کے آپ نے ان سے استفادہ عام کر دیا۔ یہ رسالہ جسے حضرت ملک العلماء نے اپنی زندگی میں چھپوایا تھا، دہلی میں فاروق حسن شاہ صابری صاحب کے زیر اہتمام چھپا تھا۔ اس کا ایک نسخہ حافظ شاہد اقبال صاحب کو دوسرے رسائل کے ساتھ اشاعت کے لیے بھیج دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کا کوئی قابل ذکر قلمی رسالہ مجھے اب تک کتب خانے میں نہیں ملا۔ ان کی رحلت سے پہلے کے کچھ قدیم مطبوعہ رسائل ہیں ان سے بعض یقیناً دوبارہ نہیں چھپے۔ ان رسائل میں کسی کو آپ طبع کرانا چاہیں تو لکھ دیں، میں عکس ہوا کر بھیج دوں گا ان شاء اللہ۔

مکتوب مورخہ ۱۲ر اپریل کا خط ۲۳ر کو ملا۔ اس کا جواب میں نہیں دے سکا تھا۔ آج حاضر کر رہا ہوں، یہ آپ کا آخری خط ہے جو مجھے ملا۔ آپ نے تنویر المصباح جس شمارے میں شائع کیا ہے اسے رجسٹری سے بھیجنے کا ذکر کیا ہے۔ ایسی کوئی رجسٹری آج تک موصول نہیں ہوئی۔ 'جہانِ رضا' کے اس شمارے (مارچ ۱۹۹۴ء) کے صرف دو یا تین نسخے معمولی ڈاک سے موصول ہوئے ہیں۔ آپ کی طرف سے اور غالباً بمبئی کے ایک مکتبہ کی طرف سے اس کے کچھ شمارے بھیج دیں تو یہاں تقسیم کرا دوں۔ اپریل کا شمارہ جس میں مولانا کوثر نیازی صاحب کا مضمون ہے مل گیا ہے۔ مئی کے شمارے کا انتظار ہے۔ پھر لکھتا ہوں کہ جس شمارے میں ملک العلماء کا رسالہ چھپا ہے اور جو رجسٹری سے مجھے اب تک موصول نہیں ہوا، ظاہراً راہ میں ضائع ہوا۔ مئی کے شمارے میں خطبات یوم رضا اور بعض قدیم علمائے کرام کا ذکر خیر بہت شوق سے پڑھوں گا۔ مولانا تقدس علی خان مرحوم کا خط اگر وہاں شائع کرنا آپ مناسب نہ سمجھیں تو مجھے بھیج دیجیے۔ یہاں کہیں چھپ جائے گا۔ میرے پاس اس کی نقل ہے، لیکن اسے صاف کرانا پڑے گا۔

یہ خط اور اس کے ساتھ کچھ ضروری خطوط آپ کو بھیج رہا ہوں، لیکن ابھی آپ کے خط کی آخری سطر پر نگاہ پڑی جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''مولانا اشرف قادری اس سال حج کو جا رہے ہیں اور میرا بھی دل چاہ رہا ہے، شاید دیارِ حبیب کی طرف چلا جاؤں، واپس آ کر وہاں کی باتیں سناؤں گا'' خیال ہوتا ہے کہ اگر سفر حج و زیارت پر آپ روانہ ہو گئے ہیں تو پھر واپسی آپ کی جون میں ہوگی۔ اس لیے یہ خطوط اب حافظ فیاض احمد صاحب کے نام روانہ کر رہا ہوں۔ قادری صاحب اور (اگر آپ تشریف لے گئے ہیں تو) اللہ آپ دونوں کا حج قبول فرمائے، زیارت روضۂ مطہرہ سے آپ لوگوں کو شاد کام کرے اور ہر قسم کی دینی و دنیوی سعادتوں سے آپ دونوں کو مالا مال کرے۔ آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ والسلام مع الاکرام

مختار الدین احمد

﴿ ۸ ﴾

علی گڑھ، ۴ر جون ۱۹۹۴ء

محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکتوب گرامی مورخہ ۲۸ر مئی بمبئی یا کسی اور مقام سے ۲۸ر کو روانہ ہو کر یہاں ۳۰ر کو موصول ہوا۔ یاد فرمائی

کے لیے ممنون ہوا۔ میں نے ۱۴؍مئی کو ایک خط ایک صاحب کے ذریعے بھیجا ہے جو اسی شب کراچی پہنچے ہوں گے، دو تین دنوں میں وہ خط لاہور پہنچ گیا ہوگا، اور اگر آپ وہیں تشریف فرما ہیں تو ملاحظے سے گزرا ہوگا اور اگر آپ حرمین شریفین حاضر ہو گئے ہیں، جیسا کہ آپ نے ارادہ ظاہر کیا تھا تو واپسی کے بعد مطالعہ فرمائیں گے۔

'جہانِ رضا' کے جس شمارے میں الحجة المؤتمنه چھپی ہے، وہ مل گیا تھا اور مارچ اور اپریل کے شمارے بھی جن میں والد علیہ الرحمہ کا رسالہ تنویر المصباح اور مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب کی تحریر 'کنزالایمان' پر شائع ہوئی تھی۔ اپریل کے شمارے میں آپ کا دلچسپ مضمون لاہور کے علمائے کرام کی یادیں پڑھا۔ بہت محظوظ ہوا۔ یہ سلسلہ جاری رکھیے۔ کبھی موقع ملے تو مولانا توکل مرحوم پر بھی کچھ لکھیے۔ یہ ایک دینی رسالہ بھی شائع کیا کرتے تھے۔ اس کے چند شمارے میرے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ آپ نے تو شاید انھیں نہ دیکھا ہو لیکن آپ کے جاننے والوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے جو ان سے واقف ہوں۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب سے بھی رجوع کیجیے۔ یہ مسعود کھدر پوش کون تھے؟ جن کا آپ نے ذکر اپنے مضمون میں کیا ہے، وہی علی گڑھ والے؟ ممکن ہو تو مارچ کے شمارے کی چار پانچ کاپیاں بھیج دیجیے۔ والد صاحب کے احباب اور عقیدت مندوں کو بھیجنا ہے۔ آپ نے اس شمارے میں میرے خط کا اقتباس چھاپ کر عزت افزائی کی ہے، وہ تو معمولی سا خط ہے، جو میں نے 'جہانِ رضا' کی رسید میں بھیج دیا تھا۔ حیرت ہے کہ حافظ محمد فیاض صاحب کا کوئی خط اس عرصے میں نہیں آیا۔ دو رسالوں کے بارے میں، ان کے عمرہ کے لیے جانے سے پہلے، آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ان کی کتابت ہو رہی ہے۔ ان میں ایک امام ابوحنیفہ کی سیرت تھی۔ جن مسودات کے عکس بعد کو انھیں بھیجے ہیں، ان کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ طباعت کی کس منزل میں ہیں۔ میں نے انھیں لکھا تھا کہ وہ مسودات آپ کو بھی دکھا دیں، اور جو رسالے وہ فی الحال شائع نہ کر سکیں وہ دوسرے اداروں کو دے دیں کہ جلد اشاعت پذیر ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت کا کوئی غیر مطبوعہ رسالہ کتب خانے میں اب تک نہیں ملا ہے، تلاش جاری ہے۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو قلمی رسالوں کے عکس انھیں بھیجے تھے۔ یہ بہت پہلے شائع ہوئے ہیں، دوبارہ شائع کیے جا سکتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری کو حج بیت اللہ شریف کی مبارکباد دیجیے اور اگر آپ کو بھی اس سال یہ سعادت حاصل ہوئی تو آپ بھی تہنیت قبول فرمائیں۔ خدا آپ دونوں کے حج قبول فرمائے۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ اور مولانا عبدالقیوم ہزاروی کی خدمت میں میرا سلام کہہ دیں۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۹﴾

علی گڑھ، ۱۸؍جون ۱۹۹۲ء

محترم و مکرم جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ یکم جون اور رسالوں کا پیکٹ ۱۲؍جون کو ملا۔ اس میں حسب ذیل رسائل نکلے:

'خوانِ نعمت' (دو عدد)، تنویر المصباح (طبع مبارک پور، تین عدد)، 'جہانِ رضا' (مئی ۱۹۹۳، جس میں حکیم محمد موسیٰ کا انٹرویو ماہنامہ 'ساحل' کراچی سے نقل ہوا ہے)، 'جہانِ رضا' (مارچ ۱۹۹۳، نو عدد)، 'جہانِ رضا' (اپریل ۱۹۹۳، دس عدد)، جس میں 'کنز الایمان' پر تحریر چھپی ہے۔ 'جہانِ رضا' (مئی ۱۹۹۳، جس میں خطبات چھپے ہیں، تین عدد)، 'جہانِ رضا' جنوری۔ فروری (۱۹۹۳، جس میں 'الحجۃ المؤتمنۃ' شائع ہوئی ہے، ایک عدد)۔

الحمد للہ کہ یہ پیکٹ بہ حفاظت تمام پہنچ گیا۔ آئندہ 'جہانِ رضا' کے نسخے ایک پیکٹ میں بھیج دیا کریں، میں شائقین تک پہنچا دیا کروں گا ان شاء اللہ۔ ضرورت ہوئی تو مزید منگوا لیا کروں گا۔ جس حد تک آسانی سے ممکن ہو، دوسرے اداروں کی مطبوعات کا کم از کم ایک نسخہ ضرور بھیج دیا کریں۔ میری دلچسپی علما و مشائخ کی سوانح حیات سے ہے۔ اس موضوع پر کتاب چھپے تو ضرور بھیج دیا کریں کہ ان کی مجھے ضرورت ہوتی ہے۔ اجمیری بک ڈپو والے بزرگ پتا غلط اور ناقص لکھتے ہیں۔ 'ناظمہ منزل' کی جگہ 'فاطمہ منزل' جو اسی محلے میں ایک دوست کے مکان کا نام ہے۔ 'امیر نشاں' کی جگہ وہ 'امر نشان' لکھتے ہیں اور علی گڑھ کا پن کوڈ ۲۰۲۰۰۲ نہیں لکھتے، جو ضروری ہے۔ بمبئی کے ایک دوسرے کرم فرمانے آپ کا والا نامہ کئی ہفتوں کے بعد پوسٹ کیا تھا۔ بہر حال رسالہ دیر سویر پہنچ جاتا ہے۔ اب جون کے شمارے کا انتظار ہے۔ تراشوں کی اشاعت کا سلسلہ خوب ہے۔ کچھ رسالوں کے عکس بنوا کر مولانا فیض احمد صاحب کو ۲-۳ ماہ ہوئے بھیجے تھے، کچھ پتا نہیں چلا ان کی طباعت کا کیا ہوا۔ ان میں سے اگر کوئی رسالہ آپ شائع کرنا چاہیں تو ان سے لے کر آپ شائع کر دیں۔ عزیزی مسعود انور کو دوبارہ پیغام بھیج دیا ہے القول الجلی کے سلسلے میں۔ غالباً اب اس کے نسخے ان کے پاس نہیں ہیں، لیکن انھیں چاہیے تھا کہ جواب تو آپ کو دے دیتے۔ مجھ سے بھی آکر نہیں ملے۔ آپ کی جب طلبی ہوگی تو بے شان و گمان آپ مدینہ شریف کی گلیوں میں ہوں گے۔ مولانا اشرف قادری واپس تشریف لائیں تو حج و زیارت پر انھیں میری طرف سے مبارکباد دیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۱۰﴾

علی گڑھ ۵ فروری ۱۹۹۵ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مکتوب گرامی مورخہ ۱۳ دسمبر یہاں ۲۴ کو موصول ہوا۔ آپ کی خیریت و عافیت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ رجسٹرڈ پارسل مل گیا تھا، جس میں اکتوبر، نومبر کے شمارے تھے۔

جس شمارے میں مالک رام صاحب کا مضمون آپ نے شائع کیا ہے اس کی مانگ زیادہ تھی، جس نے طلب کی اسے ایک نسخہ دے دیا۔ 'نذر مختار' یہاں بازار میں ملتی بھی نہیں۔ خود مجھے جب ضرورت ہوتی ہے مکتبہ جامعہ دہلی سے منگواتا ہوں، وہاں سے مل جاتی ہے۔ قارئین کو اس بہانے کچھ اور چیزیں پڑھنے کو مل جاتی ہیں۔

امریکہ سے حسین امام سلمہ کا خط پڑھا۔ یہ حضرت اب امریکی ہیں اور وہاں انجینئر ہیں۔ دینی ذوق کے ساتھ ادبی شوق بھی رکھتے ہیں۔ ان کا ورجینیا سے خط آیا ۲۳ دسمبر کا لکھا ہوا تھا۔ اس وقت تک انھیں 'جہانِ رضا' کے دو شمارے نہیں ملے تھے لیکن اب مل گئے ہوں گے۔ انھوں نے رسید بھی آپ کو بھیج دی ہوگی۔

سابق سجادہ نشین شاہ حامد حسین ارزاں شاہی مرحوم شاعر بھی تھے۔ داغ کے شاگرد تھے لیکن نوح ناروی اور احسن مارہروی سے انھوں نے زیادہ فیض اٹھایا تھا۔ موخر الذکر دونوں بزرگوں کو میں نے درگاہ شاہ ارزاں کے مشاعرے میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ میں نے 'نقوش' لاہور میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں مولانا احسن مارہروی سے اپنی ملاقات کا حال بھی درج کیا ہے۔ مرحوم پر ایک علیحدہ مضمون دو سال ہوئے کراچی کے رسالہ 'دائرے' میں شائع ہوا ہے۔ شاید آپ کی نظر سے گزرا ہو۔ اس تحریر میں میں نے اس وقت کے عظیم آباد کی ادبی زندگی کی جھلک دکھائی ہے۔ آپ تو شاید پسند کریں لیکن مولوی آصف حسین صاحب اس سے لطف اندوز نہ ہو سکیں گے۔ بہرحال انھیں راضی رکھنا بلکہ راضی کرنا آپ کا کام ہے۔

دوسرے رسالے مشرقی اور سمت قبلہ پر اگرچہ فی الحال انھوں نے اور حافظ فیاض احمد صاحب نے کوئی تحریر طلب نہیں کی لیکن میں نے 'تحفے چندے' کے عنوان سے کئی صفحے لکھ دیے ہیں۔ اس وجہ سے مزید تاخیر ہوئی اور درمیان میں مختلف جامعات کے مقالوں پر رپورٹیں لکھنی پڑیں اور کچھ دوسرے کام آگئے تھے، ان میں الجھا رہا۔

ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی کو ممکن ہے آپ نے لاہور میں دیکھا بھی ہو، دیکھا نہیں ہوگا تو ان کا نام ضرور سنا ہوگا اور ان کی کتابیں بھی پڑھی ہوں گی۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے ان کی وفات کی اطلاع دی، بہت افسوس ہوا۔ دو دن میں مضمون لکھا اور یونیورسٹی کے رسالے 'فکر و نظر' میں اشاعت کے لیے بھیج دیا۔ یہ انجمن ترقی اردو کے اخبار 'ہماری زبان' میں نقل ہوا اور اب مشفق خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مضمون انجمن کے رسالے 'قومی زبان' کراچی میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ اورینٹل کالج لاہور کے احباب کے پاس ضرور آتا ہوگا، کہیں مل جائے تو دیکھیے گا۔ یہاں لوگوں نے پسند کیا۔ مدیر 'معارف' اعظم گڑھ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کا خط آیا کہ ابو اللیث مرحوم پر یہ مضمون آپ کو 'معارف' کو بھیجنا چاہیے تھا۔ میں نے انھیں لکھا مرحوم علی گڑھ کے اولڈ بوائے اور شعبۂ اردو کے استاد تھے، اس لیے یہاں میں نے شائع کرانا مناسب سمجھا۔ مشفق خواجہ صاحب جو اسے چھاپ رہے ہیں انجمن کے رسالے میں تو وہ بھی ٹھیک ہے۔ مرحوم کی زندگی کے آخری چالیس سال تو کراچی میں ہی گزرے اور ان کے جاننے والے زیادہ تر کراچی اور سندھ کے دوسرے علاقوں میں ہوں گے۔

آپ کو چند سطروں کا رقعہ لکھنا تھا لیکن لکھنے بیٹھا تو رقعہ، خط بن گیا۔ اب کچھ دیر میں روانہ ہوگا، آصف حسین صاحب کے نام بھی یہی لکھنا کافی ہے کہ مضمون واحد ہے۔ مولانا اشرف قادری، مولانا مفتی عبد القیوم ہزاروی سے ملاقات ہو تو سلام پیش کر دیں۔

میں آج کل شانے اور گردن کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ لکھنے پڑھنے پر قدغن ہے۔ نرم بستر استعمال کرنے اور تکیہ نہ لگانے کا حکم ہے۔ ڈاکٹروں اور بیگم صاحب کی نظر بچا کر کچھ لکھ پڑھ لیتا ہوں اور بقیہ باتیں

ڈاکٹروں کی مان لیتا ہوں اور ان کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں، صحت کے لیے دعا فرمایئے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۱۱﴾

علی گڑھ، ۶؍مارچ ۱۹۹۵ء

میرے محترم جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

آپ کے دو محبت نامے ملے۔ مورخہ ۶؍فروری براہ بمبئی ۲۱؍کو اور مورخہ ۱۷؍فروری یہاں ۲۸؍کو موصول ہوا۔ بہت مسرور ہوا۔ آپ کی محبت وخلوص کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ میرے خطوط نہ لکھنے اور کبھی نہ پہنچنے سے آپ کس طرح فکرمند ہو جاتے ہیں۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے اور صحت مند رکھے کہ آپ اپنے دینی وعلمی کاموں میں مصروف رہیں۔ بارگاہ خداوندی میں یہ بھی دعا ہے کہ آپ کے لیے دو بارہ حج وعمرہ اور زیارت روضۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری کے وسائل پیدا کرے۔

مکرمت نامہ ۲؍جون: الخیرات الحسان کا ترجمہ ترکی موصول ہوا۔ ترکی میں اس کتاب کا ترجمہ یا ملک العلماء کی اردو کتاب جواہر البیان کا ترکی ایڈیشن؟ حسین حلمی بن سعید استنبولی کو جواہر البیان (مطبوعہ کلکتہ ۱۳۲۳) کا کوئی نسخہ نہیں مل سکا۔ لیکن مکتبۂ انوار رضویہ گلبرگ لائل پور نے جو ایڈیشن نکالا تھا وہ کسی طرح ترکی پہنچ گیا اور انھوں نے ۱۹۷۶ء میں اس کا عکسی ایڈیشن چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا۔ پاکستان کے ایک دوست نے اس کا ایک نسخہ بھیج دیا۔ جس سے مجھے پہلی مرتبہ استنبول اور لائل پور کے ایڈیشنوں کا علم ہوا۔

آپ مطلع فرمائیں کہ ترکی ایڈیشن کو دوبارہ وہاں چھاپا گیا ہے یا اردو ترجمے کا ترکی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ عزیزی حسین امام اگر حیات ملک العلماء کے عربی، انگریزی تراجم کی اشاعت میں دلچسپی رکھتے ہوں تو بہتر ہے کہ وہ انگریزی ترجمہ امریکہ میں کسی سے کرا کر آپ کو بھیج دیں۔ عربی ترجمے کا بھی کام ہونا چاہیے۔

اب کچھ گرامی نامہ مورخہ ۱۷؍فروری کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ انجینئر محمد کاظم صاحب (علیگ) کی وساطت سے آپ کو اور آصف صاحب کو خطوط مل گئے اس کی اطلاع ملی۔ رجسٹرڈ پارسل جس میں خیرات الحسان (اردو) کے ترجمے تھے اب تک موصول نہیں ہوئے، بظاہر ضائع ہوئے۔ اس خط میں جناب نے خیرات الحسان کا اردو ترجمہ جو استنبول میں چھپا ہے لکھ کر وضاحت فرمادی کہ یہ حضرت ملک العلماء کی جواہر البیان کے اردو ترجمہ کا ترکی ایڈیشن ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ طبع ۱۹۷۶ء کے نسخے ہیں یا وہاں سے کوئی اور ایڈیشن نکالا گیا ہے۔ 'جہان رضا' دسمبر مل گیا تھا، جس میں سید الرحمٰن والا رسالہ شائع ہوا ہے۔ آپ کا لکھا ہوا مقدمہ بہت پسند آیا۔ جنوری، فروری کا مشترک شمارہ بھی مل گیا۔ جامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری جلد اوّل کی ترتیب میں جو مشکلات مولانا عبدالحکیم شرف اور مفتی عبدالقیوم صاحب قبلہ کو ہو رہی ہیں، اس کا مجھے اندازہ ہے لیکن مصنف علام نے اعلیٰ حضرت کے تمام رسالوں کے حوالے ہر صفحہ کے اوپر دے دیے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی تالیفات سامنے رکھی جائیں تو عبارت کے مقابلے میں آسانی ہو جائے

گی لیکن اصل زحمت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے رسالوں میں جدید طریقے کے مطابق تخریج شدہ حوالے نہیں درج ہوتے، اس لیے مرتبین کو زحمت ہو رہی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت کا اصول قدیم علما و فضلا کا اصول رہا ہے۔ وہ اکثر لکھتے ہیں رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، رواہ ابن شیبہ فی المصنف، صفحات وابواب کا حوالہ بھی نہیں دیا کرتے تھے۔ بہر حال یقین ہے کہ بہت جلد یہ فضلائے کرام ان مشکلات پر قابو پالیں گے اور جلد اول کا پہلا حصہ ان شاء اللہ جلد منظر عام پر آجائے گا۔ آپ لوگوں کی بڑی ہمت ہے کہ خطوط اور مطبوعات کی ترسیل پر اس قدر رقم خرچ کرتے ہیں۔ انجینئر محمد کاظم صاحب نے اپنے دوست ڈاکٹر خورشید رضوی گورنمنٹ کالج کے چند مضامین کے آف پرنٹس بھیجے ہیں، اس پر ۹۰ روپے کے ٹکٹ چپاں ہیں۔ اخبار اردو (اسلام آباد) کے شمارے پر ۲۷ روپے کے ٹکٹ لگے ہیں، 'جہان رضا' پر ۲۳ روپے آپ نے خرچ کیے ہیں۔ لکھیے گا کہ دو کلو وزنی رجسٹرڈ بک پیکٹ پر ہندستان بھیجنے میں کیا خرچ آتا ہے۔ یہ بھی تحریر فرمائیے گا کہ رجسٹرڈ بک پیکٹ اور رجسٹرڈ پارسل میں اخراجات میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ ضرور فرق ہوگا۔

'جہان رضا' (جنوری، فروری) کے سارے مضامین بہت اچھے ہیں اور بہت مفید۔ خلیل احمد رانا صاحب کا مضمون اعلیٰ حضرت کے اساتذۂ کرام اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا مضمون مولانا سید ایوب علی رضوی میں نے بہت شوق سے پڑھا۔ دونوں بہت کام کے مضامین ہیں۔ کاش 'حیات اعلیٰ حضرت' (مصنفہ ملک العلماء) کے تینوں غیر مطبوعہ مجلدات مفتی محمود احمد قادری صاحب شائع کر دیتے یا مجھے واپس کر دیتے یا آپ کو اشاعت کے لیے دے دیتے تو رانا صاحب کا مضمون اور زیادہ پر از معلومات ہو جاتا۔ معلوم نہیں مصنف علام نے اور کن کن اساتذہ کا اس میں ذکر کیا ہے۔ یہ ساری معلومات سامنے ہوتیں اگر وہ جلدیں اشاعت پذیر ہوتیں۔ مولانا سید ایوب علی رضوی سے والد صاحب مرحوم مغفور کا بہت زیادہ گہرا تعلق تھا اس لیے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کا مضمون بہت توجہ سے میں نے پڑھا۔ صدرالافاضل سیمینار میں شریک نہ ہو سکا۔ آپ نے اچھا کیا کہ انجم صاحب کا مضمون شائع کر دیا جس سے ان کے حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس مضمون سے یہ بھی اطلاع ملی کہ پروفیسر اشتیاق طالب اور غلام معین الدین صاحب نے صدرالافاضل پر کتابیں لکھی ہیں۔ دیکھنا چاہتا ہوں، ممکن ہو تو ان کے نسخے میرے لیے پیدا کیجیے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۱۲﴾

علی گڑھ، ۳۱ر مارچ ۱۹۹۵ء

محترمی پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی! السلام علیکم

آپ کا آخری خط مورخہ ۷ر فروری، ۲۸ر کو ملا تھا اور اس کا جواب ۶ر مارچ کو میں نے دے دیا تھا۔ یہ رجسٹری سے آپ کو ۱۰ر مارچ کو روانہ کیا گیا تھا (رجسٹری نمبر ۱۳۱۷)۔ اس میں حافظ فیاض احمد، آصف حسین،

پروفیسر محمد اسلم، ڈاکٹر خورشید رضوی، انجینئر سید محمد کاظم اور سید معین الرحمٰن صاحبان کے نام کے خطوط بھی تھے۔ آپ کا کوئی خط اس کے بعد نہ براہِ راست آیا نہ براہِ بمبئی پہنچا۔ اس لیے تعلق خاطر ہے۔ براہِ کرم اپنی اور اپنے احباب کی خیر و عافیت کی جلد اطلاع دیجیے۔

'ملفوظات' والا میرا مضمون جو آپ نے 'جہانِ رضا' میں شائع کیا ہے، وہ آپ کو کہاں سے ملا؟ خیال ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے مجلّہ میں شائع کیا ہوگا۔ وہ احباب اگر یہ شمارہ مجھے بھی بھیج دیتے تو اچھا ہوتا۔ اگر بھیجا تو یہاں نہیں پہنچا۔ معمولی ڈاک سے بھیجا ہوگا۔ اگر آپ وہاں بھی خط لکھیں تو سید وجاہت رسول قادری صاحب اور ڈاکٹر مجید اللہ صاحب کو متوجہ کیجیے گا۔ ڈاکٹر صاحب کی تھیسس بھی شائع ہوگئی ہوگی۔ منتخبات حدائق بخشش بھی انھوں نے بھیجنے کو کہا تھا شاید یاد نہ رہا۔ وجاہت رسول صاحب کا آخری خط مجھے ۱۳؍مارچ کو ملا تھا۔ اس کا جواب میں نے ۲۳؍مارچ کو دے دیا تھا۔ پچھلے سال اگر کراچی میں امام احمد رضا پر کوئی کانفرنس ہوئی تو اس کی روداد بھی نہیں آئی۔

آپ تو بہت پابندی سے خطوط لکھتے ہیں۔ آپ کے خط نہ آنے سے بہت تردد ہے۔ خیر و عافیت کی خبر بھیج کر شاد کام کیجیے۔ آپ یا حافظ فیاض احمد صاحب 'مشرقی اور سمت قبلہ' ضرور شائع کریں۔ علمی موضوع ہے، اس موضوع پر لکھنے والے اب خال خال ہیں۔ یہ تحریر چھپ کر محفوظ ہو جائے تو اچھا ہے۔ یہ نہ ہو تو آپ پورا رسالہ 'جہانِ رضا' میں شائع کر دیجیے، اس کی تمہید میں نے لکھ لی ہے، آپ کی طلب پر فوراً بھیج دوں گا۔ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب اور مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کی خدمت میں بوقت ملاقات میرا اسلام پیش کردیں۔ اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۱۳﴾

علی گڑھ، ۱۰؍جون ۱۹۹۵ء

محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

۱۰؍مئی کو 'مشرقی اور سمت قبلہ' کا پروف اور تمہید رجسٹری سے بھیجا ہے۔ میلاد حامدی اور 'حرفے چند' کے پروف بھی اس کے ساتھ واپس کیے گئے ہیں۔ اب تک رسید نہ آنے پر تردد ہے۔ رجسٹری نمبر ۴۶۳۳ ہے۔ ۱۲؍مئی کو آپ کے نام ایک طویل خط لکھا ہے رسائل ملک العلماء کے بارے میں کچھ مشورے دیے ہیں۔ چند دنوں کے بعد 'جہانِ رضا' کا تازہ شمارہ آیا جس میں 'مشرقی اور سمت قبلہ' پر آپ نے مضمون شائع کیا ہے جزاک اللہ۔ آپ تمہید کا انتظار فرما لیتے تو دونوں چیزیں ایک ساتھ چھپتیں تو زیادہ مناسب ہوتا۔ اب تمہید آپ علیحدہ کسی شمارے میں شائع کریں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے ادارے کے حالات کیا ہیں، لیکن یہ بہت اچھا ہوتا کہ آپ دونوں تحریریں ایک ساتھ کتابی شکل میں شائع کر دیتے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ طباعت میں آپ کی کوششوں کے باوجود بہت اغلاط اُردو اور عربی تحریروں میں رہ گئی ہیں۔ جیسا میرا مرسلہ پروف

دیکھنے سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا۔

'مشرقی' والے رسالے کی تمہید شاید آپ کو پسند آئے۔ خاکسار تحریک کے رد میں جو کچھ لکھا گیا تھا اس کا اضافہ کر دیا ہے کہ مضمون پُر از معلومات ہو جائے۔ آج کی ڈاک سے کچھ مزید تحریریں اس تمہید کے سلسلے میں بھیج رہا ہوں۔ ایک تو علامہ اقبال کے خط کا اقتباس ہے۔ یہ خط ابھی حال ہی میں دریافت ہوا ہے اور خطوط اقبال کے کسی مجموعے میں ابھی نہیں آیا۔ دوسری تحریر اسطرلاب کے بارے میں میری لکھی ہوئی ہے، جس کا سرسری ساذکر حضرت کے اصل مضمون میں آیا ہے۔ اس کی اشاعت بھی بہت مفید ہوگی۔ تمہید میں یہ دونوں تحریریں مناسب جگہ پر لگا کر کتابت کروائیں کہ افادہ عام ہو۔

ڈاکٹر عبدالعلیم عزیزی صاحب اور ڈاکٹر نجم القادری کو آپ کے خطوط بھیج دیے گئے ہیں۔ عزیزی صاحب بریلی سے ملنے بھی آئے تھے۔ ان سے مل کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ بہت فعال اور مستعد آدمی ہیں۔ تالیف و تصنیف کا بہت اچھا درک رکھتے ہیں۔ وہ حیات ملک العلماء کو انگریزی میں منتقل کر رہے ہیں۔ تکمیل کے بعد آپ کو اشاعت کے لیے بھیجیں گے۔ آپ لوگوں کا کوئی ادارہ یا انگریزی رسالہ چھاپ دے تو سبحان اللہ ورنہ مولانا خوشتر کو ڈربن یا لندن خط لکھیے۔ اگر وہ پورے طور پر مستعد ہوں تو انگریزی مضمون کی زیروکس کاپی انھیں بھیجیے۔ ابھی آپ کا خط تیسری بار پڑھا کہ دو بار پہلے پڑھ چکا تھا، تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ لندن میں چھپ سکتا ہے۔

اب ایک خوشخبری سن لیں۔ آپ کا گمشدہ پیکٹ ایک صاحب کے ذریعے لکھنؤ سے ۲۶ رمئی کو موصول ہوا۔ اس میں اور کتابچوں کے ساتھ جامع البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان کا نسخہ بھی تھا۔ اس کے ساتھ آپ کا مکرمت نامہ مورخہ ۸ ر جنوری ۱۹۹۵ء بھی جو مجھے چھ ماہ کے بعد موصول ہوا۔ آئندہ ایسے سست رفتار احباب کے ہاتھ کوئی خط یا کوئی پیکٹ نہ بھیجیے۔

اب میں کچھ آپ کے اس خط کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خطوط آپ اپنے رائٹنگ ہیڈ یا سادہ کاغذ پر لکھا کریں۔ 'جہاد کیمپ' کی اسٹیشنری پر نہیں۔ 'جہانِ رضا' اکتوبر، نومبر کے شمارے ملے۔ تجلی الیقین کے نسخے بھی ملے۔ انھیں تقسیم کر رہا ہوں، آپ کی تجویز کے مطابق جواہر البیان مرتب کر دوں گا انشاء اللہ لیکن اگست کے بعد۔ میں جولائی میں ایک ہفتے کے لیے عمان، اُردن ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ واپسی پر کچھ اور کام نپٹانے ہیں۔ اس کے بعد جواہر البیان کی طرف ان شاء اللہ توجہ کروں گا۔ یہ ہندستان کے کون صاحب ہیں جنھوں نے میرا الملفوظات والا مضمون پڑھ کر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے میری عربی کتابیں اور تحریرات نہیں دیکھی ہوں گی۔ غالب اور اردو ادب پر مضامین دیکھے ہوں گے اور سمجھتے ہوں گے کہ میں یہاں شعبۂ اُردو میں استاد ہوں۔ اب وہ 'عنایت اللہ مشرقی' اور اسطرلاب پر مضمون دیکھیں گے تو اور حیرت کریں گے۔

ایک بزرگ کا خط میسی سے آیا ہے، آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔'' ہمارے بھی

ہیں مہرباں کیسے کیسے؟' جواب لکھ کر آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ بھی پڑھیں اور قبلہ حکیم محمد موسیٰ صاحب کو بھی موقع ہو تو سنا دیں۔ اگر مناسب ہو تو مکتوب الیہ کو بھیج دیں اور احتیاطاً اس کی نقل رکھ لیں۔ نامناسب ہو تو خط نہ بھیجئے۔ مناسب ہوگا اگر تمہید اور اصل مضمون علیحدہ کتابی شکل میں آپ شائع فرما دیں۔ فی الحال یہ ممکن نہیں تو تمہید 'جہانِ رضا' میں شائع کر دیں، یہ آپ کو بھیج چکا ہوں۔ آج اسی کے متعلق تین تحریریں بھیج رہا ہوں۔ یہ مناسب جگہ پر رکھ کر کاتب کو سمجھا دیجیے۔ تین تحریریں C،B،A ہیں۔ A تمہید صفحہ ۲ پر اقبال کے دو خطوں کے بعد نقل ہوگا۔ یہ بھی اقبال کے خطوط ہیں جو اسی مہینے دریافت ہوئے ہیں۔ اسی صفحہ ۲ پر ایک سطر کی عبارت "سید صاحب نے جواب میں جو خط لکھا، ہمارے سامنے نہیں" کے بعد نئے پیراگراف میں نقل ہوگا۔ اس سے اقبال کے بعد پنجاب کے دوسرے اصحاب کی کوششوں کا اندازہ ہوگا جو رد مشرقی میں ان لوگوں نے کی ہیں۔ تمہید ۳ کے بعد (اور آپ کے شکریے سے پہلے) C کی کتابت ہوگی۔ سب سے آخر میں صفحہ ۵ یعنی "مشرقی کی سرگرمیوں...... تقسیم کر رہے ہیں" والی عبارت۔

آج ۱۷رجون کی ڈاک بھی دیکھ لی۔ میرے ۱۰رمئی کے رجسٹرڈ لفافے کی جس میں میرا خط تھا اور کچھ مشمولات تھے، آج بھی رسید نہیں آئی سخت تردد ہوا۔ ویسے بھی آپ کا گرامی نامہ بہت دنوں سے نہیں آیا ہے اس لیے بھی متردد ہوں۔ خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں اور لفافہ بھی مل گیا ہو۔ میرا خیال ہے کہ خط نہ لکھنے کی وجہ لاہور کا درجۂ حرارت اور آپ کی مشغولیات ہوں گی۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب سے ان کی مطبوعات منگوا کر اپنے پاس رکھ لیجیے اور جیسے جیسے موقع ملے بھیجتے جائیے۔ ان کی اکیڈمی محصول ڈاک دینے پر تیار نہیں۔ اسلم صاحب کتابیں بھیجنے پر آمادہ ہیں، یہ ان کا کرم ہے، آپ کے کرم مزید سے توقع ہے کہ ان کے ادارے کے چھپے ہوئے تین تحقیقی مقالات کے مطالعے سے میں مستفید ہو سکوں گا۔ اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۱۴)

علی گڑھ، ۲۱رجون ۱۹۹۵ء

محترم جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۱۶ھ جو ۵رجون کو پوسٹ ہوا شدید انتظار کی حالت میں موصول ہوا۔ رجسٹرڈ پارسل (سمت قبلہ کے پروف، تعارفی مقدمہ پر مشتمل) پہنچنے کی اطلاع ملی۔ اب اس رجسٹرڈ لفافہ کی رسید کا انتظار ہے جس میں 'مقدمہ مشرقی اور سمت قبلہ' کے بعض اضافات (اصطرلاب اور مشرقی کے خلاف لکھی گئی تحریرات) بھیجی ہیں۔ یہ ۱۸ر یا ۱۹رتک آپ کو ملا ہوگا۔ یقین ہے اس کی رسید آپ نے بھیج دی ہوگی اور وہ راہ میں ہوگی۔

آپ کی رائے نہایت مناسب ہے کہ مشرقی والا رسالہ مقدمے کے ساتھ الگ سے شائع ہونا چاہیے۔ کتابت مرسلہ پروف سے کرائی جائے اور مقدمے میں اصطرلاب پر نوٹ اور مشرقی کے خلاف تحریرات کا جائزہ

مناسب مقامات پر اضافہ کر دیا جائے۔ میلاد نامہ اور القلب المحزون کی طباعت کی خبر سن کر مسرت ہوئی۔ ایصالِ ثواب والا رسالہ ضرور چھپوایئے۔ یہ اچھا ہوا طبع ہندستان بھی آپ کے پاس پہنچ گیا۔ یہ غالباً کانپور سے شائع ہوا ہے۔ میں نے بھی اس کا ایک نسخہ آپ لوگوں کو یا حکیم محمد موسیٰ صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں ایک ہفتے کے لیے ۲۰ یا ۲۱ رجولائی کو ان شاء اللہ عمان جارہا ہوں۔ واپسی پر جولائی کے آخر میں تو شاید نہیں لیکن اگست کے آخر تک جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان دیکھ کر بھیج دوں گا۔

امریکہ سے انجینئر حسین امام سلّمہ کا مہینوں سے خط نہیں آیا۔ پچھلے ماہ انھیں ایک ضروری خط لکھا ہے، اس کا جواب بھی آیا۔ خدا کرے مانع بخیر ہو۔ امریکہ کی زندگی کے مسائل سخت ہوتے جارہے ہیں۔ 'جہانِ رضا' ابھی تک نہیں پہنچا۔ خواجہ معزالدین احمد کے نام آپ کا خط پوسٹ کر دیا ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۱۵﴾

علی گڑھ، ۱۳ ر ستمبر ۱۹۹۲ء

مکرم و محترم! السلام علیکم

آپ کے گرامی نامے مورخہ ۱۵ راگست اور ۲۳ راگست پیشِ نظر ہیں۔ پہلے خط میں جو بمبئی سے بھیجا گیا تھا 'ناظمہ منزل' کے بجائے 'فاطمہ منزل' لکھ دیا گیا تھا اس لیے وہ ایک دوست کے یہاں پہنچ گیا تھا۔ اس دوسرے خط پر پتا چونکہ آپ کے ہاتھ کا انگریزی میں لکھا ہوا تھا اور بھیجنے والے ٹکٹ لگانا بھول گئے تھے اس لیے بیرنگ ہو کر آیا تھا جس کا پہنچنا قطعی ہوتا ہے، یہ ایک طرح سے اچھا ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا غالب ضروری خطوط بیرنگ بھیجتے تھے اور تاکید کرتے تھے کہ تم بھی بیرنگ بھیجو۔ آپ ان احباب کو تاکید کر دیں کہ پتا انگریزی میں لکھیں تاکہ خطوط بحفاظت یہاں پہنچ جائیں۔ یہ دوسرا خط جو آپ نے ۲۳ رکو لکھا ہے معلوم نہیں کہاں پڑا رہا مجھے ۱۰ رماہ رواں کو ملا ہے۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ حسین امام سلّمہ کو کچھ مطبوعات اور صحیح البخاری شریف بھیج دی۔ امریکہ میں دین کی طرف توجہ ہو رہی ہے اس سے خوشی ہوئی۔ حسین امام اعلیٰ انجینئر ہونے کے باوجود مذہب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں یہ مسرت کی بات ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو انھیں اردو ادب سے بھی دلچسپی ہے۔ افسانے اور مضامین بھی لکھتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں اور تحت اللفظ سناتے ہیں۔ کبھی وہ لاہور آئے تو ان سے ان کے اشعار ضرور سنیے۔ ان کی تحریر پاکیزہ ہوتی ہے اور خط وہ بہت اچھے اور مفصل لکھتے ہیں جب انھیں اس کی فرصت مل جاتی ہے ورنہ مہینوں خط نہیں لکھتے۔ میرے۔ بس چھ ماہ سے ان کا خط نہیں آیا لیکن آپ انھیں کچھ نہ لکھیں انھیں امریکہ کی مصروف زندگی سے کبھی فرصت ملے گی تو خود لکھیں گے، ہاں ان کے خطوط کے عکس بھیج دیں کہ انھیں پڑھ کر اور دیکھ کر سکون و اطمینان حاصل ہو۔

جون کا 'جہانِ رضا' آ گیا تھا۔ غالباً براہ بمبئی آیا۔ جولائی کا بھی موصول ہوا۔ آپ نے لاہور کے بعض

علمائے کرام اور مشاہیر کے بارے میں جو مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا ہے وہ بہت پسند آیا۔ اس قسم کے تاثراتی مضامین بھی آپ بہت اچھے اور دلچسپ انداز میں لکھتے ہیں۔ ان سے بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا تاثر دیر تک قائم رہتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان حضرات پر بعد کو لکھنے والوں کے لیے آپ بہت اچھا اور نئی معلومات مواد مہیا کر دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رکھیے۔ جہاں تک ہو سکے سنین کا التزام بھی رہے تو اچھا ہے۔ لاہور کے جلسوں کے بارے میں آپ نے جو کچھ سپردِ قلم کیا ہے وہ تاریخ و سیاست کے طالب علموں اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مفید ہوگا۔ احباب کو میرا سلام کہیے۔ خطوط پر ایک نظر ڈال کر مفاہیم سے آپ بھی آگاہ ہیں، مکتوب الیہم کو دے دیں یا بھیج دیں۔ خطوط آپ اسی احتیاط سے بھیجتے ہیں کہ کبھی ضائع نہیں ہوئے اور نہ تاخیر سے کبھی پہنچے۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مخلص مختار الدین احمد

(۱۶)

المجمع الملكي لبحوث الحضارة الاسلامية

عمان، الاردن

۷رجولائی ۱۹۹۵ء

محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

آپ کے خط کا علی گڑھ میں انتظار رہا۔ ممکن ہے اب وہاں پہنچا ہو، لیکن قبلہ حکیم محمد موسیٰ صاحب کا والا نامہ مل گیا تھا جس سے حالات معلوم ہوئے۔ انھیں جواب لکھا ہے آپ بھی اُسے پڑھ لیجیے۔ اچھا ہوا میں نے اُن مولوی صاحب کو خط براہِ راست نہ بھیجا اور آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ یہ حضرت پروفیسر اسلم صاحب کے اس قدر خلاف کیوں ہیں؟ یہ سمجھ میں نہ آیا۔

میں اُردن کی کانفرنس میں ۳رجولائی کو آیا تھا اور ان شاء اللہ ۹رجولائی کو روانہ ہو کر ۱۰رکو دہلی اور علی گڑھ پہنچ رہا ہوں، وہاں ممکن ہے آپ کا گرامی نامہ اور آپ کا رسالہ ڈاک میں رکھا ہوا ملے۔ یہ چند سطریں لکھ کر ڈاکٹر ظفر الحق انصاری صاحب کو دے رہا ہوں، جو تھوڑی دیر میں عمان سے اسلام آباد کے لیے پرواز کر رہے ہیں۔

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔ پرسانِ حال کی خدمت میں سلامِ شوق۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۷)

علی گڑھ، ۱۹رجولائی ۱۹۹۵ء

محترمی و مکرمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

رسالوں کا پارسل اور مکتوب گرامی مورخہ ۱۷رجون موصول ہوا۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کے نام کا پیکٹ بھیج دیا گیا۔ خوشی ہوئی کہ آپ نے ان کے مضمون پر میرے اضافی نوٹس پسند فرمائے۔ میرا خیال ہے کہ

اگست تک کم ازکم دو کتابیں شائع ہو جائیں گی۔ ایصالِ ثواب والے رسالے کی کتابت یا کمپوزنگ ویپنگ ہزاری باغ کے مطبوعہ نسخے سے کرائیں لیکن مسودہ مصنف سے مقابلہ بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔ حکیم صاحب قبلہ اور آپ جیسے مستعد اور محبت کرنے والے حضرات کی توجہ سے یہ رسالے شائع ہو رہے ہیں خدا آپ لوگوں کو جزائے خیر دے۔

۱۹ رجون کو سید خواجہ معزالدین احمد حیدرآباد کے نام آپ کا خط روانہ کر دیا تھا۔ عزیزی حسین امام کا جو خط آپ نے ارسال فرمایا تھا ملا اس سے ان کی خیریت معلوم ہوئی۔ پروفیسر اسلم صاحب کو ٹیلی فون کر کے ان سے کتابیں منگوا لیجیے اور جب موقع ہو بھیج دیجیے۔ ہر پیکٹ پر گفٹ انگریزی میں ضرور لکھوا دیا کریں۔ صحیح البہاری شریف جلد اوّل کا کام کہاں تک پہنچا؟ کچھ معلوم ہو تو لکھیے۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے ابنِ عربی کی ایک تصنیف بھیجی ہے اس کی رسید انھیں بھیج دی ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۱۸)

علی گڑھ، ۲۱ رجولائی ۱۹۹۵ء

فاروقی صاحب مکرم! السلام علیکم

یہ خط ابھی پوسٹ نہیں ہوا تھا کہ آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲ رجولائی بریلی سے موصول ہوا۔ سمت قبلہ والی کتاب آپ جلد شائع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اچھی خبر ہے، بہتر ہو کہ اس کی کتابت کرا لیجیے۔ میلاد رضوی ہفتۂ عشرہ میں شاید چھپ جائے۔ حکیم صاحب قبلہ سرور القلب المحزون چھپوا رہے ہیں۔ گویا تین کتابیں ملک العلماء کی جلد ہی شائع ہو جائیں گی۔ پروفیسر محمد اسلم کی کتاب ابھی نہیں آئی۔ وہ اگر یہ کتاب براہِ راست بھیج نہیں سکتے، تو آپ براہِ کرم ان سے منگوا کر بھیج دیں۔

اسی طرح ملک العلماء کے خطوط بھیج دیں اور ساتھ ہی حیاتِ ملک العلماء کے کچھ مزید نسخے بھی۔ یہاں ان کی خاصی مانگ ہے۔ خطوط آرہے ہیں کہ سوانح حیات مرتب کروں۔ اس کے دو نسخے مشفق خواجہ صاحب (کراچی) اور شیخ منظور الٰہی صاحب (لاہور) کو بھیج کر ممنون کریں۔ حکیم محمد سعید صاحب اور ڈاکٹر ظفر اسحٰق انصاری ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد نے یہ کتاب بہت پسند کی۔ حکیم صاحب قبلہ مکمل سوانح حیات چاہتے ہیں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۱۹)

علی گڑھ، ۲۹ رستمبر ۱۹۹۵ء

محترمی حضرت فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۳۰ راگست یہاں ۱۶ رستمبر کو موصول ہوا۔ آپ کے اور سید صابر حسین صاحب بخاری

کے خطوط ۱۸ ار کو روانہ کر دیے گئے۔ چہ پا کوٹ سے ممکن ہے جواب بھی آپ کو روانہ ہو گیا ہو۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ملک العلماء کی تینوں کتابیں ستمبر میں چھپ کر آ جائیں گی۔ خدا آپ لوگوں کو جزائے خیر دے۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ چھپ گئی ہیں تو مجھے پارسل وسط اکتوبر تک ان شاءاللہ پہنچ جائے۔

جن دو کتابوں پر میری تحریریں ہیں ان کا ایک ایک نسخہ براہ کرم جناب مشفق خواجہ صاحب [3D,9/26 ناظم آباد کراچی] کو فوراً بھیج دیجیے گا۔ مولوی آصف حسین صاحب نے کتابچے کے پانچ نسخے بھیجے ہیں۔ انھیں رسید اور شکریہ کا خط لکھ دیا ہے۔ پاکستان کے اہل علم کی ایک فہرست انھیں بھیج دی ہے کہ انھیں بھی یہ رسالہ بھجوا دیں۔ ۳۰ یا ۵۰ جس قدر نسخے مل جائیں یہاں بھیج دیں۔ جلد ہی ہندستان کے مختلف مقامات پر تقسیم کرا دوں گا۔ حافظ فیاض احمد صاحب یقین ہے کتاب اچھی چھپوائیں گے اور جلد شائع کریں گے۔ خوشی ہوئی کہ ایصال ثواب والی کتاب بھی جلد ہی شائع ہو رہی ہے۔ یہ سب آپ کی توجہات کا نتیجہ ہے۔ خدا کرے معراج والی کتاب کی اشاعت کا آپ کوئی انتظام کر سکیں۔ اگر ایک جلد میں یکجا یہ تقریریں شائع نہ ہو سکیں تو فی الحال الگ الگ یہ تقریریں مختلف ادارے چھاپ دیں تو محفوظ ہو جائیں گی۔ پھر خدا کا کوئی بندہ ممکن ہے پیدا ہو جو ان تقریروں کو یکجا چھاپ کر شائع کر دے۔

مولانا عبدالحکیم شرف قادری کا خط آیا ہے کہ [فتح البہاری جلد اول] کے مسودے کی ترتیب میں الجھن ہو رہی ہے لیکن مشکل مقامات ان کی اور مولانا ہزاروی صاحب کی توجہ سے یقیناً حل ہو جائیں گے۔ جو اور ادارے دینی کتابیں شائع کر رہے ہیں ان کے بارے میں کسی خط میں اطلاع دیجیے یا اپنے 'جہانِ رضا' میں معلومات شائع کر دیجیے تو بہتوں کا بھلا ہو۔

'جہانِ رضا' کا اگست کا شمارہ کہیں سے آیا تھا۔ ابھی تک بمبئی سے کوئی پیکٹ نہیں آیا۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب نے اپنے ادارے کی کتابیں اب تک آپ کے پاس نہیں بھجوائیں۔ وحید قریشی صاحب کہتے ہیں مطبوعات میں دینے کو تیار ہوں لیکن ادارہ محصول ڈاک نہیں برداشت کر سکتا۔ میں نے انھیں لکھا ہے کہ آپ وہ تمام مطبوعات پیرزادہ صاحب کو پہنچا دیجیے، وہ کتابیں ڈاک سے یا کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بھیج دیں گے۔ ان مطبوعات میں بعض نہایت ہی عمدہ علمی و تحقیقی مقالے ہیں جن میں میری دلچسپی ہے۔ یہ حضرت دیر کر رہے ہیں اور آپ کے یہاں ڈاک کے اخراجات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اب رجسٹری فیس پاکستان کے لیے دگنی ہو گئی ہے۔ انگریزوں کے عہد میں لاہور کراچی کی بھی رجسٹری پر تین آنے خرچ ہوتے تھے اور دو تین دن میں ڈاک پہنچ جاتی تھی۔ دیکھیے ہم لوگوں نے کتنی ترقی کی ہے! پہلے بنگال اور آسام سے بھی خطوط تیسرے دن سندھ پہنچ جاتے تھے۔ اب دس دن میں بھی پہنچ جائیں تو شکر ادا کرنا چاہیے۔ میرے بچپن میں پوسٹ کارڈ دو پیسے میں آ جایا کرتا تھا اور لفافہ ایک آنے میں۔ اب کارڈ آٹھ آنے میں اور لفافہ پانچ روپے میں جاتا ہے۔

اس زمانے کی ٹرین کا حال بھی سن لیجیے۔ غالباً انجمن حزب الاحناف لاہور کے ایک جلسے میں شرکت

کے لیے والد صاحب علیہ الرحمہ لاہور تشریف لے گئے تھے، ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری کی دعوت پر۔ پٹنہ سے لاہور کا واپسی ٹکٹ ۳۲ روپے میں ملا تھا، یہ ٹکٹ بچپن میں میں نے خود دیکھا تھا تھرڈ کلاس کا۔ تھرڈ کلاس کا تھا یا انٹر کلاس کا، ویسے وہ تھرڈ کلاس ایسا تھا کہ آج کے سیکنڈ کلاس سے کہیں بہتر بلکہ شاید موجودہ فرسٹ کلاس سے بھی زیادہ آرام دہ تھا۔ والد مرحوم فرماتے تھے خدام اور معتقدین نے جو پٹنہ میں بستر بچھا دیا تھا، وہ لاہور میں لپیٹا گیا۔ بہت بڑا کمپارٹمنٹ تھا، نصف خالی بہت آرام سے سفر مکمل ہوا۔ اب کیا حال ہے وہ بھی سن لیجیے۔

بہار میں حکومت ایک عربی فارسی کی یونیورسٹی قائم کر رہی ہے، وہاں کے گورنر ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی صوبے کی پندرہ یونیورسٹیوں کے چانسلر ہیں۔ انھوں نے مشورے اور یونیورسٹی کے قواعد وضوابط بنانے کے لیے عربی فارسی کے دو استاد مقرر کیے۔ مجھے عربی کے لیے اور فارسی کے لیے پروفیسر ڈاکٹر نذیر احمد سابق صدر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی کو۔ ہم تین دن گورنر ہاؤس میں ٹھہرے، وہیں مشورے ہوتے رہے۔ میٹنگ ہوتی رہی اور دستور مرتب ہوتا رہا۔ ہم لوگوں نے بی اے، ایم اے، ایم فل کا کورس بھی بنا کر دے دیا۔ ابتدائی اخراجات کے لیے دس کروڑ طلب کیے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کا نام 'مظہر الحق عربک پرشین یونیورسٹی' رہے گا۔ اصل کہنا یہ تھا کہ علی گڑھ سے پٹنہ کا کرایہ سیکنڈ کلاس ایئر کنڈیشنڈ کمپارٹمنٹ کا ۸۰۰ کے قریب تھا، بستر کا کرایہ ۲۰ روپے اس پر مستزاد۔ فرسٹ کلاس ایئر کنڈیشنڈ کا اس سے کہیں زیادہ ہوائی جہاز کے کرایے کے قریب۔ میری طالب علمی کے زمانے میں تھرڈ کلاس کا کرایہ ۱۶ روپے تھا اور اسٹوڈنٹس کے لیے ۸ روپے کا۔ اس وقت اس کلاس کے ۲۰۰ روپے لیے جا رہے ہیں۔ تھرڈ کلاس کا نام بدل کر سیکنڈ کلاس کر دیا گیا ہے لیکن ہے وہ سابق تھرڈ کلاس سے کہیں بدتر۔ آپ کے ملک میں بھی حالات اس سے زیادہ مختلف کیا ہوں گے۔ بھائی یہ صفحہ بھرنا تھا کہ آپ یہ شکایت نہ کریں کہ بہت مختصر خط لکھ دیا اس لیے یہ خرافات لکھ کر آپ کا وقت ضائع کیا۔ معذرت خواہ ہوں۔ اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— (۲۰) ——

علی گڑھ، ۱۰ راکتوبر ۱۹۹۵ء

مکرمی ومحترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

کچھ چیزیں آپ کو کراچی سے پہنچیں گی انھیں رکھ لیجیے اور پروفیسر محمد اسلم صاحب کتابیں دیں تو فوراً روانہ کردیں اور اگر انھوں نے اب تک کتابیں نہیں بھیجی ہوں تو انھیں فون کر دیجیے کہ اپنے یہاں کی مطبوعات جلد بھیجیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— (۲۱) ——

علی گڑھ، ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۹۵ء

محترمی و محبی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مورخہ ۲۷؍ ستمبر کا لفافہ ۱۴؍ اکتوبر کو موصول ہوا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میلادِ رضوی کے پچاس نسخے بھیجے جا رہے ہیں اور یہ کہ آئندہ ہفتے نصرۃ الاحباب کے کچھ نسخے بھی آپ ارسال فرما رہے ہیں۔ انتظار تھا کہ یہ دونوں پارسل آ جائیں تو اپنے خط کے ساتھ ان کی رسیدیں بھی بھیج دوں۔

ایک دن پہلے ۱۳؍ اکتوبر کو ایک لڑکی کراچی جا رہی تھی اس کی معرفت مشفق خواجہ صاحب کو ایک لفافہ کراچی بھجوایا تھا۔ اس میں ایک رقعہ آپ کے نام بھی تھا، یقین ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا دوسرے تیسرے ہی دن۔ میں تو توقع کر رہا تھا کہ کتابوں کے پارسل کے ساتھ آپ کا والا نامہ بھی آ جائے گا۔ کئی روز انتظار کرتا رہا، آج ۲۱؍ اکتوبر کو یقین تھا کہ پارسل اور خط ضرور آئے گا۔ مایوسی ہوئی تو آپ کو خط لکھنے بیٹھ گیا۔

محمد یسین رضا قادری صاحب کا خط آیا تھا، اس کا جواب بھیج رہا ہوں۔ صاحبِ ذوق آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک سو بیس کتابیں تو شاید بہت کم لوگوں کے پاس ہوں گی۔ میں نے انھیں لکھا ہے کہ آپ سے رابطہ قائم کریں۔ میرا خیال ہے کہ آپ میرا خط انھیں ارسال کریں اور اگر مناسب نہ ہو تو ایک خط انھیں لکھ کر رابطہ قائم کریں۔ انھیں بلوائیں اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت جو اُن کے پاس ہیں اُن کی فہرست بنوا کر جہانِ رضا میں ضرور شائع کریں۔ ان کی تفصیلات مکمل ہوں تو بہتر ہے ورنہ تعدادِ صفحات، مقام و سالِ اشاعت ضرور درج کروائیں۔ معلوم نہیں لاہور میں ان کا شغل کیا ہے۔

اب میں آپ کے مکتوب محررہ ۲۷؍ ستمبر کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آصف صاحب نے میلادِ رضوی کے صرف پانچ نسخے بھیجے تھے جو فوراً تقسیم ہو گئے۔ اب ان کے مرسلہ پارسل کا انتظار ہے۔ آتے ہی ہندستان کے مختلف مقامات پر ان کو بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ ایصالِ ثواب والے رسالے کا پارسل ممکن راستے میں ہو، یہ غالباً عکسی ایڈیشن ہے۔ آپ کے ایک اور دوست اسے کتابت کروانے کے بعد شائع کرنے والے تھے۔ یہ کام کہاں تک پہنچا؟ یہ رسالہ غالباً کتابت کروا کے آفسیٹ سے چھپے گا۔ رسالہ مشرقی اور سمت قبلہ بھی اب چھپ گیا ہوگا، یہ سب آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ یہ سرکاری آفیسر کون ہیں جو عظیم آباد میں کسی زمانے میں تھے؟ ان کا نام اور پتا لکھیے گا، ممکن ہے کہ میں نے انھیں دیکھا ہو یا ان کے بارے میں کچھ سنا ہو۔ یہ کس عہدے پر تھے یا کس محکمے میں تھے؟ مجھے خوشی ہوئی کہ انھیں میلادِ رضوی پر میری لکھی ہوئی تمہید پسند آئی۔

فیض احمد صاحب کی فرمائش ضرور پوری کروں گا لیکن ابھی بہت مصروف ہوں۔ متعدد کانفرنسوں کے لیے مقالات لکھنے ہیں۔ ستمبر کے بعد ان شاء اللہ جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان کا کام ہاتھ میں لوں گا۔

'جہانِ رضا' کا اگست کا شمارہ بمبئی سے آیا ہے، بہت پسند آیا، دینی مجالس میں ناپسندیدہ روایات پر آپ کی تحریر وقت کی ایک اہم ضرورت پوری کرتی ہے۔ مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری پر آپ کا مضمون بہت

جامع ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ان کی تصانیف کی فہرست شائع کر دی، یہ خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ ان کی تصانیف کی تعداد ۷۰ تک جا پہنچی ہوگی۔ آپ کا مضمون 'علمائے کرام کی یادیں' میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ یہ سلسلۂ مضامین جاری رکھیے بہت مفید ہے۔

علامہ کوکب نورانی نے اپنے ذاتی کتب خانے کی بعض منتخب کتابوں کی فہرست خوب شائع کی، یہ بھی بہت مفید مضمون ہے۔ سالہائے طباعت درج ہو جاتے تو مضمون اور مفید ہو جاتا۔ بریلی کی چھپی ہوئی کچھ مفید کتابیں میرے ذخیرۂ کتب میں بھی ہیں۔ کبھی فرصت ملی تو فہرست بنا کر آپ کے رسالے کی نذر کروں گا۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب کا خط ۱۱؍اکتوبر کو آیا ہے۔ انھوں نے مجھے لکھا ہے کہ اقبال اکیڈمی کی مطبوعات جناب کی خدمت میں پیش کرنے کی منظوری ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے لے لی ہے۔ عنقریب تازہ مطبوعات جناب کی خدمت میں پہنچ جائیں گی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے کتابیں آپ کو نہیں بھیجیں، اب وہ اپنے ادارے کی طرف سے بھیج دیں گے۔ مولوی صاحب نے خط کا جواب نہیں دیا، خیر یہ تو کوئی ایسی بات نہیں، ڈاکٹر محمد اسلم صاحب کے بارے میں میرے تاثرات انھیں پسند نہیں آئے ہوں گے۔ لیکن وہ ملک العلماء کے مکاتیب کا عکس بھیج دیں تو میں ان کا بہت ممنون ہوں گا۔ آپ اس کی کوئی شکل نکالیں۔

۲۷؍اکتوبر کو آپ کا ایک پارسل پہنچا جس میں رسالہ 'ایصالِ ثواب' کے دس اور 'جہانِ رضا' کے کچھ شمارے ملے، مسرور اور ممنون ہوا۔ کتاب بہت خوبصورت چھپی ہے، اراکین نوجوانانِ اہلِ سنت لاہور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یہ سب آپ کی توجہات کا نتیجہ ہے۔ ایک ایک نسخہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو بھیج رہا ہوں۔ 'جہانِ رضا' (ستمبر؍اکتوبر) کے سب مضامین اچھے ہیں۔ 'وارثانِ محراب و منبر' بہت خوب ہے، یہ سلسلہ جاری رکھیں۔

مکرمت نامہ مورخہ ۹؍اکتوبر بھی ملا، خوشی ہوئی کہ ایصالِ ثواب والا رسالہ ایک اور صاحب بھی شائع کر رہے ہیں۔ اس ایڈیشن کے لیے میں ایک مختصر سی تمہید لکھ کر نومبر کے وسط تک ان شاء اللہ بھیج دوں گا۔ آصف صاحب نے خوب کیا کہ میلادِ رضوی کے نسخے میرے پاکستانی احباب کو بھجوا دیے۔ اب ان سے کہیے کہ پچاس نسخے مجھے بھی بھجوا دیں۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) اور حیاتِ ملک العلماء آپ دوبارہ شائع کروانا چاہتے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ صحت مند رکھے کہ آپ بدستور دینی و علمی خدمات سرانجام دیتے رہیں۔ میرا ایک ۳؍اکتوبر کا مکتوب مشفق خواجہ صاحب (کراچی) کے ذریعے اب تک آپ کو مل گیا ہوگا۔ ۳؍اکتوبر کو ایک لڑکی یہاں سے کراچی گئی ہے، اس کے ذریعے خواجہ صاحب کو کچھ خطوط بھجوائے تھے اس میں آپ کے نام کا بھی ایک خط تھا جو آپ کو ۹؍اکتوبر تک نہیں ملا تھا۔ اُمید ہے کہ اس کے بعد پہنچ گیا ہو۔ والد علیہ الرحمہ کے نام آج سے ۴۰ سال پہلے کا ایک خط کاغذوں میں مل گیا، یہ علمی خط لائیڈن (ہولینڈ) سے ۱۹؍ستمبر ۱۹۵۴ء کو میں نے لکھا تھا۔ یہ ایک علمی خط ہے، میں اس کا عکس آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اب پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یورپ کے دوران قیام میں جب میں اپنی ریسرچ کے سلسلے میں بے حد مصروف تھا کیسے کیسے طویل خط لکھ لیتا تھا۔ اُمید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

﴿۲۲﴾

علی گڑھ ۲۲؍دسمبر ۱۹۹۵ء

محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

آپ کے دو کرم نامے موصول ہوئے۔ مورخہ ۱۹؍اکتوبر یہاں ۱۱؍دسمبر کو اور مورخہ ۱۱؍نومبر ۲۲؍نومبر کو ملے۔ یعنی جو خط آپ نے پہلے ۱۹؍اکتوبر کو لکھا تھا وہ بعد کو ۱۱؍دسمبر کو پہنچا۔ یہ ڈاک کی بدنظمیوں کے لطائف میں سے ہے۔ ۱۱؍نومبر کے گرامی نامے میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک ہفتے کے بعد ایک پارسل بھیجنے والا ہوں وہ ابھی تک نہیں پہنچا۔ خیال تھا کہ وہ آ جائے تو اس کی رسید بھی ایک ساتھ بھیج دوں۔ اب انتظار دیکھ کر یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔

رسالہ ایصال ثواب کے دس نسخے اب تک ملے ہیں۔ اب یہ یاد نہیں کہ آپ نے براہ راست بھیجے تھے یا بواسطہ فرقان علی رضوی صاحب۔ بہر حال اس کے کچھ مزید نسخے بھجوا دیجیے۔ دس نسخے تو ایسے ہیں جیسے "گرم توے پر پانی کی ایک بوند"۔ لٹریری سنی سوسائٹی، ۴۹- ریلوے روڈ، لاہور نے ملک العلماء کی جو کتاب شائع کی ہے اس کا نام نہیں پڑھا گیا۔ ملک شہزاد مجددی نے شائع کیا ہے، بہر حال اس کا سخت انتظار ہے، اس پر آپ نے مقدمہ لکھ دیا ہوگا۔

حافظ محمد فیاض صاحب کو میرا سلام کہیے۔ میں ۹؍ستمبر سے گویا بستر علالت پر ہوں۔ ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے پر بھی قدغن لگا دی ہے اس لیے جواہر البیان کے بھیجنے میں تاخیر ہو گی۔ آپ کو اپنی علالت کا حال لکھ کر تردد میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا لیکن فیاض صاحب کی فرمائش کے سلسلے میں لکھنا پڑا۔ اب بہتر ہوں، آپ اور دوسرے احباب میری صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

پروفیسر محمد اسلم نے اپنی اور اپنے ادارے کی تصانیف بھیج دی ہیں۔ آصف صاحب سلمہٗ سے کہیے کہ اگر ممکن ہو تو میلاد رضوی کے کچھ مزید نسخے بھیج دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ گاؤں اور قصبات میں بھی یہ میلاد نامہ پہنچ جائے۔ خدا کرے انھیں کوئی مخیر مل جائے اور اس کی دوسری طباعت کا موقع فراہم ہو سکے۔

اب گرامی نامہ مورخہ ۱۱؍نومبر پیش نظر ہے۔ یٰسین قادری صاحب کے ذوق کتب کا حال معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ حافظ محمد شاہد اقبال صاحب کو بھی میرا سلام کہیے۔ ان کے لیے بھی دعا گو ہوں۔ ایصال ثواب کے موضوع پر آپ کی تقریر بہت دلچسپ اور پر از معلومات ہے۔ آپ نے ہالینڈ والا خط بہت پسند فرمایا شکریہ۔ مشرق اور سمت قبلہ اور سرور القلب المحزون کا انتظار ہے۔ خدا کرے تنویر السراج فی ذکر المعراج کی اشاعت کا بھی جلد کوئی انتظام ہو جائے۔ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری کی ایک قدیم تحریر کاغذات میں ملی تھی، 'جہان رضا' میں اشاعت کے لیے بھیجنا چاہتا تھا لیکن مولانا تقدس علی خان مرحوم کا خط اشاعت پذیر نہ ہوا تو میں نے اسے بھیجنا مناسب نہیں سمجھا۔ آج کی ڈاک سے بھی آپ کا کوئی گرامی نامہ یا پیکٹ موصول نہیں ہوا۔ اب یہ خط کس

شنبہ کو پوسٹ کروں گا کہ ڈاک کا وقت نکل گیا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۳)

علی گڑھ، ۱۹؍جنوری ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

آپ کے دو گرامی نامے مورخہ ۲۶؍دسمبر اور ۵؍جنوری موصول ہوئے۔ کتب و رسائل کے دو پیکٹ بھی موصول ہوئے۔ بہت ممنون ہوا۔ رسالہ معراجیہ (تنویر السراج فی ذکر المعراج) دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ بہت اچھی چھپی ہے۔ آپ کے یہاں کے جو مطبوعہ رسالے اب تک میں نے دیکھے ہیں، ان میں حسن طباعت کے لحاظ سے یہ سب سے بہتر ہے۔ خدا آپ کو اور اراکین 'تنظیم نوجوانانِ اہلِ سنت' کو خوش رکھے۔ رسالہ دیکھ کر آپ لوگوں کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اللہ عزّوجل آپ لوگوں کو خوش و خرم اور تندرست رکھے۔

'جہانِ رضا' (دسمبر) بھی ملا۔ ڈاکٹر عزیزی صاحب کا مضمون دیکھا۔ بڑی محبت اور عقیدت سے انھوں نے ایک ایسے موضوع پر مضمون لکھا ہے جس کی طرف لوگوں نے توجہ نہیں کی تھی۔ 'تضمینِ رضا' از پروفیسر منیر الحق کعبی کا کوئی نسخہ ابھی تک مجھے نہیں ملا۔ بمبئی سے 'افکارِ رضا' کے دو شمارے ملے ہیں۔ اچھا رسالہ ہے اور امید ہے کہ یہ مزید ترقی کرے گا۔ آپ نے جن غیر مطبوعہ تصانیف کا ذکر کیا ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان موضوعات پر ہمارے اہلِ قلم کس قدر توجہ کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ رمضان المبارک میں رسالہ 'ایصالِ ثواب' پر ایک مختصر سی تحریر لکھ کر بھیج دوں گا۔ اس کے بعد 'جواہر البیان' کی طرف توجہ کروں گا۔

جناب کا مکتوبِ گرامی مورخہ ۵؍جنوری مجھے ۱۶؍جنوری کو ملا جو میرے عریضہ مورخہ ۲۲؍دسمبر کی رسید ہے۔ پیکٹ میں 'سرور القلوب المحزون' ۱۳ عدد، 'انوار الحق' ۳ عدد، 'تعظیم النبی' ۳ عدد اور انگریزی ترجمہ 'سید المرسلین' کا ایک نسخہ ملا۔ یہاں صاحب 'میلادِ رضوی'، 'تنویر السراج'، 'ایصالِ ثواب' اور 'سرور القلوب المحزون' کی وہاں اشاعت آپ کی توجہ اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ آپ توجہ نہ فرماتے تو یہ رسالے ہندستان، پاکستان اور دوسرے مقامات پر نہ پہنچتے۔ خدا آپ کو اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو جزائے خیر دے کہ آپ حضرات، حافظ فیاض احمد صاحب، مولوی آصف حسین صاحب اور جناب ملک شہزاد صاحب مجددی جیسے علم دوست حضرات کو اشاعتِ دین کی طرف متوجہ رکھتے ہیں اور برابر ان کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یقین ہے 'مشرق اور سمت قبلہ' والا مضمون بھی اب جلد چھپ جائے گا اور ان شاء اللہ صحیح چھپے گا۔ اس پر جو میری ناچیز تحریر ہے اس کے پڑھنے میں کمپوز کرنے والے صاحبان کو شاید دشواری ہو۔ آپ پروف پر ایک نظر ضرور ڈال لیں۔ 'سرور القلوب المحزون' پر میں نے آپ کا لکھا ہوا تعارف بہت پسند کیا۔ ایصالِ ثواب والے رسالے پر بھی آپ چند صفحے لکھ دیں تو خوب ہو۔

میرے نام میں اسم پاک 'محمد' جزوِ اسم نہیں آخر میں 'احمد' ہے۔ ملک العلماء کا نام بعض رسائل میں اب غلط چھپ رہا ہے۔ 'ملک العلماء فاضل بہار حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی' یا صرف 'مولانا محمد ظفر الدین'

قادری رضوی چھپوا دیجیے۔ 'محمد' جزو علم ہے۔

کچھ خطوط بھیج رہا ہوں انھیں ازراہِ کرم پوسٹ کرا دیجیے گا۔ ۲۲ر دسمبر کو جو خطوط آپ نے سید محمد نور قادری، محترمہ ادا جعفری اور پروفیسر نظیر صدیقی صاحب کو بھجوائے ہیں ان کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ ممکن ہے راہ میں ہو۔ ۲۲ر نومبر کو جو آپ نے ایک کاغذ مورخہ ۱۹ر اکتوبر بھیجا تھا وہ اسی دن جناب محمد معین الدین صاحب کو بمبئی بھجوا دیا تھا۔ قادری صاحب نے واہ کینٹ کے پتے پر نذرِ مختار منگوائی تھی مشفق خواجہ صاحب نے کراچی سے بھیج دی۔ اس کی رسید نہ آنے سے تردد ہے۔ آپ سے تعلقات ہوں تو ایک کارڈ لکھ کر پوچھ لیجیے انھوں نے میری مطبوعات کی فہرست بھی طلب کی تھی جو میری علالت کی وجہ سے مرتب نہ ہو سکی اور انھیں بھیجی نہ جا سکی۔ 'التعلیم النبی' کیا حافظ فیاض احمد صاحب کے ادارے نے شائع کی ہے۔ ٹائپ ذرا بڑا ہے لیکن پرانھیں، موقع نکال کر اپنے دو رسالے جلد ہی آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ ایک تو اعشیٰ کا نعتیہ لامیہ قصیدہ مع شرح الشیری جو مجھے لائیڈن یونیورسٹی لائبریری میں ملا تھا اور دوسرا رسالہ ابن عسکیر البغدادی کا ہے جس کا نام 'الفضائل من اسمہ احمد او محمد' ہے۔ یہ دونوں رسالے کئی سال پہلے ادارۂ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے شائع کیے ہیں۔ آپ دیکھیں گے تو پسند کریں گے۔ یہ رسالے چھوٹے چھوٹے ہیں، ان کی اشاعت آسان ہوگی۔ لائیڈن والا خط ۱۹۵۴ء کا لکھا ہوا ہے اور علمی معلومات پر مشتمل ہے۔ اسے بھی 'جہانِ رضا' یا کسی رسالے میں چھپوا دیجیے تو اچھا ہے۔

نیاز مند

مختار الدین احمد

(۲۴)

علی گڑھ، ۲۲ر جنوری ۱۹۹۶ء

محترمی و مکرمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

کل دوپہر ایک لفافہ رجسٹری سے روانہ کیا اور شام کی ڈاک سے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۹ر جنوری اور کتب و رسائل کا پیکٹ پہنچا۔ یادفرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ اس سے پہلے بھی خطوط لکھے تھے جواب تک مل گئے ہوں گے۔ پیکٹ میں بیان المعراج کے دس اور ایصالِ ثواب کے نو، 'جہانِ رضا' (نومبر) کے تین اور (دسمبر) کے دو شمارے ملے۔ یہ نوجوانانِ اہلِ سنت تو آپ کی نگرانی میں بڑا کام کر رہے ہیں۔ خدا انھیں خوش رکھے۔ رسالوں کی کتابت و طباعت بھی معیاری ہے۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ 'جہانِ رضا' کے نومبر کے شمارے میں ملک العلماء کا رسالہ 'المجمل المعدد لتالیفات المجدد' شائع کر دیا لیکن صفحات کچھ گڑبڑ ہو گئے ہیں۔ شاید کاپیاں جوڑنے میں کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تالیفات کی جو تقریباً مکمل فہرست حضرت نے بریلی شریف میں کئی ماہ قیام کر کے بنائی تھی جس کا ذکر میں نے 'حیاتِ ملک العلماء' میں کیا ہے، اس کا پتا لگائیے اور اسے شائع کیجیے۔ یہ بڑا اہم کام ہے۔

بھائی اگر مفتی محمود احمد قادری صاحب سے حیاتِ اعلیٰ حضرت کی چاروں جلدوں کے مسودات ملنے سے مایوسی ہو رہی ہے تو آپ تو حضرت داتا گنج بخش کے پڑوس میں رہتے ہیں، کسی دن مزار پر حاضر ہو کر دعا فرمایئے کہ مفتی صاحب کے دل میں مسودات واپس کرنے کا خیال پیدا ہو جائے اور وہ مجھے یا آپ کو مسودہ بھیج دیں تاکہ یہ غیر مطبوعہ کتاب مکمل طور پر چھپ جائے اور لوگ اس سے مستفید ہوں۔

مولوی محمد فیاض صاحب کا بہت دنوں سے نہ کوئی خط آیا ہے اور نہ ان کے بھیجے ہوئے مطبوعہ رسالے مجھے ملے ہیں۔ دلائل الخیرات شریف کا کوئی اگر نیا ایڈیشن نکلا ہے تو نہ انھوں نے بھیجا ہے اور نہ آپ کے کسی پیکٹ میں اس کا نسخہ ملا ہے، ہاں سال ڈیڑھ سال پہلے ایک چھوٹا سا جیبی ایڈیشن انھوں نے بھیجا تھا۔ آپ کا مرسلہ مجموعہ وظائف مرتبہ مولانا رضاء المصطفیٰ مل گیا تھا جو آپ نے از راہِ کرم کراچی سے منگوا کر بیگم صاحبہ کے لیے بھیجا تھا اور اس وقت رات کے جب سوا نو بجے ہیں میں بستر میں لیٹا آپ کو یہ سطریں لکھ رہا ہوں، بیگم صاحبہ نمازِ عشاء کے بعد آپ کا تحفہ مجموعہ وظائف پڑھ رہی ہیں۔ بمبئی سے اب تک 'آستانہ' کا 'محدث اعظم نمبر' موصول نہیں ہوا ہے، جس کا مجھے سخت انتظار ہے۔ کم از کم ایک نسخہ آپ لاہور سے بھیج کر ممنون فرمائیں۔ بمبئی سے پیکٹ آیا تو ایک نسخہ کتب خانہ خدا بخش کو ضرور بھیج دوں گا۔ ویسے بھی لاہور کے علاوہ کراچی اور دوسرے مقامات سے جو لٹریچر میرے پاس آتا ہے وہ کوشش کرتا ہوں کہ وہاں ضرور محفوظ ہوتا کہ وہاں کا کوئی شخص اگر اعلیٰ حضرت پر کام کرنا چاہے تو اسے وہاں پر وافر معلومات فراہم ہوں۔

ملک العلماء کے اتنے خطوط جمع ہو گئے ہیں کہ دو ڈھائی سو صفحوں کا ایک مجموعہ چھپ سکتا ہے۔ آپ لوگوں کے پاس جب بھی ذرائع حاصل ہو جائیں براہِ کرم مطلع کر دیجیے کہ انھیں نکال کر ضروری حواشی لکھ دوں اور ایک مختصر سا مقدمہ بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ دو کام کرنے کے ہیں، ایک مکاتیب ملک العلماء اور دوسرے 'مکاتیب بنام ملک العلماءؒ'۔ یہ بڑا اہم اور مفید مجموعہ ہوگا اور بہت سے حضرات خاص طور پر سنّی علماء کی تحریرات محفوظ ہو جائیں گی اور عرصہ تک لوگ ان سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ یہاں ٹھنڈک بہت بڑھ گئی ہے لیکن جب یہاں کا یہ حال ہے تو لاہور کا کیا حال ہوگا۔ رمضان شریف کے روزے الحمد للہ شروع ہو گئے ہیں۔ تراویح سے واپس آ کر کبھی ارضِ پاک کی تراویح سنیے، یہ حرم پاک اور مدینہ منورہ دونوں جگہوں سے نشر ہوتی ہے۔ یہاں تو آواز بہت صاف آتی ہے کبھی سن کر دیکھیے، میں تو اکثر بستر پر لیٹ کر لکھتا پڑھتا رہتا ہوں (لکھنا کم ہو گیا ہے پڑھنا زیادہ) تلاوتِ قرآن سنتا رہتا ہوں۔ کبھی سن کر دیکھیے۔ دو خط بھیج رہا ہوں۔ پڑھ کر روانہ کر دیجیے گا۔ میں پڑھنے پر ہمیشہ اس لیے اصرار کرتا ہوں کہ آپ بھی ان مطالب و مفاہیم سے آگاہ ہو جائیں اور موقع ہو تو اپنی معلومات سے مجھے مستفید کریں، مثلاً راؤ عبد الرشید صاحب (لاہور) کا کبھی نام سنا ہو یا اُن کی انگریزی خود نوشت پڑھی ہو تو ضرور مطلع کیجیے۔ تقسیم ہند کے بعد جو اصحاب وہاں چلے گئے اور اب بھی وہیں ہیں، وہ ضرور ان سے واقف ہوں گے یعنی کوئی پرانا علیگ آپ کو مل جائے تو وہ راؤ صاحب سے ضرور واقف ہوگا۔ راؤ صاحب علی گڑھ میں میرے معاصرین بلکہ دوستوں میں تھے، لیکن مجھ سے سینئر تھے۔ ۱۹۲۵ء کے

بعد اپنے وطن لاہور چلے گئے۔ وہاں انھوں نے بہت شہرت حاصل کی۔ انگریزی میں اپنی خود نوشت شائع کی ہے، اس کی مجھے مدت سے تلاش ہے، کہیں سے حاصل کیجیے۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

نیاز مند مختار الدین احمد

﴿۳۵﴾

علی گڑھ، ۱۰ر فروری ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مکتوب گرامی جو آپ نے بہت پہلے ۲۰ر دسمبر کو تحریر فرمایا تھا یہاں ۲ر فروری کو پہنچا، تاخیر کی وجہ نہیں معلوم ہو سکی۔ یہ میرے عریضہ مورخہ ۲۱ر اکتوبر کے جواب میں ہے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کے نام آپ کا گرامی نامہ بھیج دیا گیا۔ اتفاق سے جس دن آپ کا لفافہ ملا اسی دن ان کی بھیجی ہوئی پروفیسر منیر الحق کعبی کی کتاب سلام رضا تضمین و تفہیم اور تجزیہ ملا، اسی دن جناب زبیر احمد قادری صاحب کا مرسلہ پیکٹ مشتمل بر آستانہ (محدث اعظم نمبر) موصول ہوا۔ دونوں صاحبان یعنی عزیزی صاحب اور زبیر صاحب کو رسید اور شکریہ کا خط بھیج دیا گیا۔ لکھ چکا ہوں کہ ڈاکٹر عزیزی کا مضمون 'ملک العلماء فاضل بریلوی کے مکتوب کے آئینے میں' یہاں جس نے دیکھا پسند کیا۔ آپ نے خوب کیا کہ 'جہان رضا' میں تالیفات امجد شائع کر دی۔ حسین امام صاحب خط کتابت کم کرتے ہیں لیکن جب خط لکھتے ہیں تو جم کر لکھتے ہیں اور اپنی طویل خاموشی کی کسر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ فرصت پاتے ہی آپ کو خط لکھیں گے۔ وہ امریکہ میں کسی فرم میں انجینئر ہیں اور وہاں کی مصروفیات کا حال آپ کو معلوم ہے۔ میں ان کو لکھتا رہا ہوں کہ بھائی مختصر ہی خط لکھا کرو لیکن جلد جلد لکھا کرو۔

آپ نے خوان رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔ مجھے اب تک یہ کتاب نہیں ملی، معلوم نہیں آپ نے کس کے ذریعے بھجوائی ہے۔ کتاب کا اندازہ پروفیسر منیر الحق کعبی کی تنقید سے ہو گیا۔ کتاب آ بھی گئی تو میں اس پر کچھ لکھ نہیں سکوں گا۔ طبیعت پر اب تک اضمحلال کا اثر ہے۔ کتابیں اور رسائل پڑھ لیتا ہوں لکھنا بہت کم ہو گیا ہے۔

'جہان رضا' کے قارئین کا ذوق دینی اور مذہبی ہے، اس میں ایسی ہی تحریریں چھپنی چاہئیں لیکن ایسی تحریروں کے لکھنے اور شائع کرنے کے لیے جو زحمت آپ کو اٹھانی پڑتی ہے اس کا مجھے اندازہ ہے۔ اللہ آپ کو صحت مند اور خوش و خرم رکھے کہ قارئین آپ کی تحریر سے مستفید ہوتے رہیں۔ آپ نے علماء کی پرانی یادوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ بہت مفید ہے، اس طرح اپنے معاصر علماء و مشاہیر پر جو مضامین کبھی کبھی آپ 'جہان رضا' میں لکھتے ہیں وہ لکھتے رہیے۔ اپنے دوستوں سے بھی اصرار کر کے اس موضوع پر کچھ لکھواتے رہیے۔ جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب سے بھی عرض حال کرتے رہیے۔ وہ بہت مصروف رہتے ہیں لیکن ہم لوگ آپ جیسے کامیاب ایڈیٹر سے توقع رکھتے ہیں کہ ایسے مصروف لوگوں سے بھی اصرار کر کے مضمون ضرور لکھوا لیں گے۔ ان سے کہیے کہ اپنے معاصرین پر بھی کبھی کچھ لکھتے رہیں۔ عید سعید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۶﴾

علی گڑھ، ۱۳؍فروری ۱۹۹۶ء

میرے محترم! السلام علیکم

آپ کے نام لفافہ ابھی روانہ نہیں ہوا تھا کہ آج دوپہر کو کرمت نامہ مورخہ ۳۰؍جنوری موصول ہوا۔ اسے پڑھ کر مسرور ہوا۔ مولانا محمد دین غریب کی کتاب آپ کو خوب ہاتھ لگی۔ واپسی ڈاک سے بھیج دیجیے۔ میں ان حضرت کی تلاش میں ایک مدت سے تھا۔ یہ ریاضی اور ہیئت سے واقف تھے اور کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ضیاءالدین مرحوم کے شاگرد تھے۔ ریاضی کے بعض مسائل پر ان کے اور والد علیہ الرحمہ کے مراسلات دبدبہ سکندری، رام پور میں شائع ہوئے تھے۔ ان کی بعض قسطوں کے عکس میں نے رام پور سے منگوا لیے ہیں۔ ایک قسط جس شمارے میں چھپی تھی وہ شمارہ تلاش کے باوجود کہیں نہیں ملا۔ کراچی میں 'درس خاندان' کے بزرگوں کے پاس کہا جاتا ہے کہ مکمل فائل اس اخبار کی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قادری مظہری کی کوشش اس اخبار کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مولانا محمد دین غریب محمڈن اینگلو کالج علی گڑھ میں استاد تھے۔ یہاں ان کے بارے میں اطلاعات حاصل نہ ہو سکیں۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری سے بھی ایک زمانے میں اس سلسلے میں خط کتابت رہی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ غریب صاحب کی کتاب پر ان کے نام کے ساتھ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور لکھا ہوا ہے۔ یہ اہم اطلاع ہے۔ اورینٹل کالج میں کسی باخبر اور مستعد آدمی سے رجوع کیجیے، ممکن ہے وہاں کی تاریخوں میں مرحوم کا ذکر ہو۔ حافظ فیاض احمد صاحب نے کمال کیا۔ دیارِ عرب میں جہاں اس قسم کے لٹریچر کا ایک نسخہ بھی نہیں پہنچ سکتا وہاں انھوں نے سات سو نسخے پہنچا دیے۔ خدا انھیں جزائے خیر دے۔ کئی سال پہلے جب میں بیگم صاحب کے ساتھ حج و زیارت کے لیے جدہ ایئرپورٹ پر اترا تو کسٹم کی ایک سعودی خاتون افسر نے ان کے وظیفے کی کتاب جس میں صرف ۱۲ قرآنی سورتیں تھیں ان سے لے کر وہیں کمرے کے فرش پر ڈال دیں۔ یہ کہتی رہیں کہ یہ دلائل الخیرات نہیں قرآن پاک کی سورتیں ہیں لیکن اس عقلمند کو دلائل الخیرات اور قرآن پاک کا فرق معلوم نہیں تھا۔ پڑھ کر دیکھنے کی زحمت بھی انھوں نے گوارا نہیں کی۔ فیاض احمد صاحب کی مطبوعہ دلائل الخیرات' کا پارسل ابھی مجھے نہیں ملا ہے۔

مفتی محمود احمد صاحب کو خدا ہدایت دے۔ ان کے لیے دعا کیجیے کہ انھیں توفیق ہو کہ وہ حیات اعلیٰ حضرت کا مسودہ واپس کر دیں۔ کوشش بھی کرتے رہیے اور دعا بھی کرتے رہیے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اس کی اشاعت کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ وہ شاید ان کو کچھ معاوضہ دینے کو بھی تیار تھے۔ میں نے ایک بار آپ کو لکھا تھا کہ حیات اعلیٰ حضرت کی دوسری جلد ملک العلماء نے مولانا سید ایوب علی رضوی مرحوم و مغفور کو رجسٹری کے بھیجی تھی۔ ان کے اعزہ سے پوچھیے دوسری جلد تو انھوں نے شائع نہیں کی۔ مسودہ ان کے خاندان میں محفوظ ہونا چاہیے۔ اگر مل جائے تو آپ دوسری جلد شائع کر دیں۔ مجھے خیال ہوتا ہے کہ کبھی دوسری جلد کا مسودہ پروفیسر مسعود احمد صاحب کی نظر سے گذرا ہے۔ دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے مضمون کے آخر میں فہرست مصادر میں حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد دوم کا حوالہ موجود ہے۔ اگر یہ مسودہ انھیں سید ایوب علی سے حاصل ہوا ہوگا تو انھوں نے ضرور واپس کر دیا ہوگا اور اب ان کے خاندان میں محفوظ ہوگا۔ آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ میں بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے کہیں بہتر ہوں۔ عید سعید کی تہنیت قبول فرمایئے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۴۷﴾

علی گڑھ ۱۲ر مارچ ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی! السلام علیکم

کچھ دیر پہلے عصر کے وقت ڈاک آئی۔ آپ کا مرسلہ پارسل اور مکتوب ۵ر مارچ موصول ہوا۔ میں نے ایک لفافہ ۲۳ر جنوری کو بذریعہ رجسٹری (رسید نمبر ۳۹۰۸) آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، جس میں پروفیسر محمد اسلم، شہزاد ملک، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، انیس شاہ جیلانی، شیخ نذیر حسین اور مشفق خواجہ صاحبان کے نام خطوط تھے۔ شام کو آپ کا مرسلہ پارسل اور خط مورخہ ۱۶ر جنوری ملا۔ پارسل میں بیان المعراج ۱۰، ایصالِ ثواب ۲، 'جہانِ رضا' (نومبر) ۳، 'جہانِ رضا' (دسمبر) کے دو نسخے ملے۔ جو خط آج ملا ہے اس میں میرے لفافے کے ملنے کا ذکر ہے۔ خط کا ذکر نہیں۔ وہ پارسل جس میں تذکرۂ صوفیائے پنجاب، 'زمزم' کے ایک صفحے کا عکس اور 'جہانِ رضا' کے پرچے تھے مل گیا تھا۔ اس سے پہلے دلائل الخیرات اور مجموعہ وظائف کے نسخے بھی مل گئے تھے جو بیگم صاحب کے حوالے کر دیے گئے تھے، وہ ہر صبح شام پڑھتی ہیں اور آپ کو دعائیں دیتی ہیں۔ ان دونوں پیکٹوں کی رسید بھیج چکا ہوں۔

آج کے پارسل میں نعت رنگ، جہانِ رضا، جانِ رحمت، رثائی ادب اور نسوۃ المساجد کے نسخے ملے۔ نسوۃ المساجد آپ کو خوب ملی ہے میں ایک عرصے سے محمد دین غریب کی تلاش میں تھا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ کسی زمانے میں علی گڑھ میں مقیم تھے، تعجب نہیں کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے قریب رہے ہوں۔ 'دبدبۂ سکندری' میں ان کے اور ملک العلماء کے مراسلات چھپے ہیں جس کی ایک قسط مجھے نہیں حاصل ہو سکی ہے۔ یہ شاید اورینٹل کالج لاہور میں بھی کبھی رہے تھے۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کیجیے بڑا کرم ہوگا۔

ڈاکٹر عزیزی کو کتابیں کل روانہ کر دی جائیں گی۔ آپ کے مکتوبات مکتوب الیہم کو بھیج دیے جائیں گے پتا انگریزی میں ضرور لکھ دیا کریں۔ مولانا انجم القادری کے خط میں شہر کا نام مدھی کر صاف پڑھا نہیں گیا، اسے امجد رضا خان صاحب کو پٹنہ بھیج دوں گا تاکہ وہ انھیں ارسال کر دیں۔ ان کا پتا بھی اردو میں لکھا ہے 'پتھر کی مسجد' سے میں واقف نہیں ہوں۔ 'پتھر کی مسجد' پٹنہ میں واقع ہے۔ قدیم مسجد ہے محلہ سلطان گنج اور محلہ عالم گنج کے درمیان لیکن لفظ منڈی سمجھ میں نہیں آیا۔ رسالہ رثائی ادب ایک لحاظ سے منفرد رسالہ ہے۔ ایک دوست

علی جواد زیدی صاحب کو بھیج رہا ہوں۔ آپ حضرت ملک العلماء کے کچھ خطوط اشاعت کے لیے چاہتے ہیں۔ خاص موضوع کے اعتبار سے خطوط کا انتخاب مشکل ہے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک فرد کے نام کے خطوط علاحدہ کر دوں۔ فیاض صاحب نے واقعی ہی کمال کیا۔ وہ شام کے راستے حجاز مقدس پہنچے۔ وہاں کی سرحد پر شاید کتابوں کی دیکھ بھال سخت نہ ہو۔ وہ واپس آئیں تو انھیں عمرے کی مبارکباد پیش کیجیے۔ مشرقی والا رسالہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ مدت سے انتظار ہے۔ فیاض صاحب، آصف صاحب، شہزاد صاحب اور دوسرے احباب واعزہ کو متوجہ کیجیے کہ بیان المعراج کے دو دو حصے شائع کر کے ان تقریروں کو محفوظ کر دیں پھر شاید خدا کا کوئی ایسا بندہ مل جائے جو ساری تقریریں ایک مجموعے میں ایک جگہ شائع کر دے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ کبھی حکیم محمد موسیٰ صاحب کی خدمت میں جائیں تو انھیں میرا سلام پیش کریں۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۲۸﴾

علی گڑھ، ۱۸؍اپریل ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۷؍مارچ موصول ہوا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ بڑی خوشی ہوئی اس خبر سے کہ بیان المعراج کی ایک اور تقریر کی اشاعت کا آپ نے انتظام کر لیا، جزاک اللہ!

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

کاش حافظ محمد فیاض احمد صاحب، مولوی محمد آصف صاحب، جناب شہزاد ملک مجددی صاحب اور آپ کے حلقے کے دوسرے احباب اور معتقدین توجہ فرما کر بقیہ تقریریں بھی جستہ جستہ شائع کر دیں۔ ڈاکٹر صاحبان کا آرام اور پرہیز پر بڑا اصرار ہے۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ ایک مختصری تحریر آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔ بیان المعراج کی کتابت ہو جائے تو اس کی زیروکس کاپی بھجوا دیجیے اس طرح اصل کتابت شدہ اوراق پارسل میں خراب نہیں ہوں گے اور آپ کے پاس محفوظ بھی رہیں گے انھیں دیکھ کر تصحیح اغلاط کر دوں گا۔

جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان سامنے رکھی ہوئی ہے جلد ہی توجہ کروں گا۔ آپ نے ملک العلماء کے چند مکاتیب برائے اشاعت طلب کیے تھے شرط یہ تھی کہ ایک مضمون کے خطوط ہوں یہ ممکن نہیں۔ آپ فرمائیں تو دس پندرہ متفرق خطوط بھیج دوں آپ 'جہانِ رضا' میں شائع کر دیں، ابتداء میں آپ کا ایک نوٹ آ جائے تو بہت اچھا ہو۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب کی علالت کی خبر سے تردد ہوا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ انھیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ حافظ فیاض احمد صاحب، آصف حسین صاحب اور شہزاد ملک صاحب کو دعا و سلام کہہ دیں۔ مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب اور مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب بہت یاد آتے ہیں۔ ان کی خدمت میں بوقت ملاقات میرا سلام کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۹)

علی گڑھ ۲۰ راپریل ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

ایک عریضہ حاضر خدمت کر چکا ہوں، ملا ہوگا۔ کل جمعہ کو وقت سہ پہر آپ کا رجسٹری شدہ پیکٹ اور مکتوب ۸؍اپریل موصول ہوا۔ 'جہانِ رضا' اپریل کے نسخے ملے۔ حافظ فیاض کا مرسلہ رسالہ حضور کی نماز ۴ عدد، دلائل الخیرات ۳ عدد بھی پہنچے۔ انھیں میرا سلام کہیے اور ان تک میرا شکریہ پہنچا دیجیے۔ دلائل الخیرات بیگم صاحب اور دوسری خواتین کے لیے بھی بھیجیے تو ایک نسخہ جلی قلم کا ضرور مرحمت کیجیے، باریک کتابت پڑھنے میں انھیں کچھ زحمت ہوتی ہے۔

'جہانِ رضا' پہلی فرصت میں دیکھ لیا، اچھے اور مفید مضامین ہیں اور اس کی طباعت بھی بہت صاف ستھری اور خوبصورت ہونے لگی ہے۔ گویا ظاہری و باطنی محاسن سے آراستہ ہے۔ جیلانی میاں علیہ الرحمہ پر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا مضمون بہت اچھا ہے، کسی سے کہیے کہ ان کے بھائی نعمانی میاں پر بھی جو کم عمری میں کراچی میں رحلت کر گئے تھے، ایک تأثراتی اور سوانحی مضمون سپردِ قلم کریں۔ حضرت حفیظ تائب بڑے کامیاب نعت گو ہیں۔ ان سے اورینٹل کالج لاہور میں ایک بار ملاقات ہوئی تھی، انھیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت سے معمور پایا۔ پروفیسر سید رفیع الدین صاحب سابق صدر شعبۂ عربی، فارسی و اردو، ناگپور یونیورسٹی کچھ دن پہلے ملنے تشریف لائے تھے تو حفیظ تائب صاحب سے ملاقاتوں کا حال بتاتے تھے۔ انھوں نے ان پر مضمون لکھنے کی بھی اطلاع دی تھی۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ وہ مضمون 'جہانِ رضا' میں شائع کر دیا، بڑا خوبصورت مضمون ہے۔

'ثناخوانانِ رسولؐ کی یادیں' از جناب محمد علی صاحب ظہوری پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ بہت اچھا سلسلہ آپ نے شروع کیا ہے اسے جاری رکھیے۔ ایک مختصر سا مضمون ان شاء اللہ عظیم آباد کے خواجہ صاحب پر میں بھی لکھوں گا۔ وہاں کے مشہور نعت خواں تھے۔ اعلیٰ حضرت کی نعتیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے تھے۔ 'خبرنامہ' میں اس اطلاع سے بہت مسرور ہوا کہ آپ نے احباب مرکزی مجلس رضا کی طرف سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ایسے رسائل شائع کر دیے ہیں جو اب تک کہیں نہیں چھپے تھے۔ جزاک اللہ۔ الحکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی علالت کی وجہ سے تردد ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے کہ وہ مغتنمات میں سے ہیں۔

'بیان المعراج' کا پروف ملا، اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے ان تقریروں کی اشاعت کا انتظام کر دیا۔ میں نے رات دن لگ کر بہت توجہ سے پروف کی تصحیح کی۔ آپ کو پیکٹ بنا کر ڈاک گھر بھیجنے والا تھا کہ یاد آیا آج شنبہ کو ۱۲ بجے ڈاک گھر میں رجسٹریاں لینی بند ہو جاتی ہیں۔ اب یہ اوراق ان شاء اللہ دوشنبہ کو روانہ ہوں گے۔ اغلاط بہت ہیں، تصحیح کروانے کے بعد آپ خود ان صفحات پر نظر ڈال لیں تو بہت مناسب ہوگا کہ جن اغلاط پر آپ کی یا میری نظر نہیں گئی ہے ان کی بھی تصحیح ہو جائے۔ بعض صفحات پر اتنے اغلاط ہیں کہ ان کی

تصحیح نہیں ہو سکی۔ کتابت شدہ اجزاء کی زیروکس کاپی بہت خراب اور ناقص ہی، تمام سیاہ دھبے ہیں، کہاں لکھا جائے۔ کاغذ کی تقطیع چھوٹی ہے اور حاشیے پر تصحیح کی مناسب جگہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اس کی تصحیح کرا کر اس کی عکسی نقل بڑے کاغذ پر کرا کے بھیج دیجیے تا کہ میں ایک نظر اور ڈال لوں، تاخیر کا خدشہ ہو تو آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔ میرے پاس پروف آئے تو میں دو دن میں پڑھ کر روانہ کر دوں گا ان شاء اللہ۔ سرخیاں آپ نے اچھی تجویز کی ہیں ان سے قارئین کو آسانی ہوگی، موقع ہو تو کچھ سرخیاں اور لکھ دیجیے۔ دو مقامات پر کمپیوٹر نے ڈیڑھ ڈیڑھ سطریں چھوڑ دی ہیں اضافہ کروا دیجیے۔ آپ اگر دوبارہ پروف بھیجیں تو زیروکس کاپی صاف ستھری بنوائیں اور کچھ بڑی تقطیع پر تا کہ تصحیح میں آسانی ہو۔

'جہانِ رضا' (فروری، مارچ) مل گیا تھا۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت کا مسودہ اب ضائع ہی سمجھئے۔ مفتی محمود احمد قادری صاحب نے علم ودانش، تاریخ وسیر اور سنیت ورضویت کا کس قدر نقصان کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں اس کا شاید انہیں اندازہ نہیں۔ کوئی پچیس سال ہوئے کہ مسودہ ان کے پاس محبوس ہے۔ نہ وہ کتاب چھاپتے ہیں نہ نسخہ مجھے واپس کرتے ہیں۔ اب تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن چھپ گئے ہوتے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۳۰﴾

علی گڑھ، ۲۳؍مئی ۱۹۹۶ء

مکرمی ومحترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۷؍اپریل، جو گنج بخش پوسٹ آفس سے ۴؍مئی کو روانہ ہوا بہت تاخیر سے آج پہنچا۔ رسالہ 'معراجیہ' کے پروف پڑھنے پر بہت وقت خرچ ہوا اسے دیکھ کر ۲۳؍اپریل کو رجسٹری سے بھجوایا۔ اُمید کہ سارے اغلاط کی تصحیح ہو جائے گی، پھر بھی آپ دوسرا پروف توجہ سے پڑھ کر پریس کے حوالے کریں یا مجھے بھیج دیں، میں تصحیح کر دوں گا۔ اب ایک مہینہ پورا گزر گیا، پروف واپس آئے نہ اُن کی رسید۔ آپ کا پیشِ نظر خط بہت انتظار کی حالت میں ملا لیکن یہ تو ۲۷؍اپریل کا لکھا ہوا ہے، پروف کا پیکٹ اوائل مئی میں مل گیا ہوگا، اگر آپ نے اس کی رسید بھیج دی ہے تو راہ میں ضائع ہوئی یا ابھی یہاں نہیں پہنچی۔ اپنے تردد سے آپ کو آگاہ کرنا تھا اس لیے فوراً یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

ڈاک کا بھی عجیب حال ہے۔ آپ کا یہ گرامی نامہ شدرحال کے بعد ادا ہو دے کچھ ۲۰ دنوں کے بعد پہنچا جبکہ کراچی سے مشفق خواجہ صاحب کے بھیجے ہوئے مطبوعات کے تین ضخیم پیکٹ ۱۴؍مئی کو روانہ کیے ہوئے یہاں ۲۲؍مئی کو نو یا دس دن میں بحفاظت تمام پہنچ گئے۔ لطف یہ ہے کہ یہ پیکٹ سرفیس میل سے آئے ہیں، جبکہ آپ کا لفافہ ہوائی ڈاک سے پہنچا ہے۔ سنا ہے ۱۵؍مئی سے آپ کے یہاں ڈاک کی شرح بڑھنے والی ہے۔ احتیاطاً ڈاک گھر سے معلوم کروا لیجیے کہ اب ہوائی لفافے کی شرح اُجرت کیا ہے اور زمینی ڈاک کی کس

قدر ہے، کیا آپ کے یہاں ہوائی کاغذ ڈاک گھر سے نہیں ملتے۔ ہمارے یہاں دو قسم کے ایروگرام چھپتے ہیں پاکستان کے لیے پہلے ۲ روپے میں ملتا تھا اب ۵ روپے کو آتا ہے۔ اسی کاغذ پر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں۔ دوسرا ایروگرام یورپ امریکہ بلکہ ساری دنیا کے لیے ہے اور یہ ۶ روپے پچاس پیسے کو آتا ہے۔ ایک ان لینڈ لیٹر کارڈ ہوائی کاغذ کے سائز کا ۷۵ پیسے میں ملتا ہے۔ لفافے کی جگہ عام طور پر یہ استعمال کیا جاتا ہے۔ چھپا ہوا لفافہ ایک روپے میں ملتا ہے اور پوسٹ کارڈ ۵۰ پیسے میں، میں نے بھی یہ کیا خرافات لکھنا شروع کیے لیکن جتنی دیر آپ کو خط لکھتا ہوں آپ سے مخاطبت کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے طول کلامی سے کام لیتا ہوں، اس کی معذرت چاہتا ہوں۔

شمس الدین صاحب کا پتا یہ ہے B-124, Sector 11-A, Gulshan-e-Usman Nort, Karachi

مجھے کچھ ایسا خیال تھا کہ ان کے نام کے خط کی پشت پر پتا درج کر دیا تھا۔ حافظ فیاض احمد صاحب کو میرا سلام کہیے اور یہ پیغام دیجیے کہ پورے طور پر صحت مند ہوتے ہی جواہر البیان دیکھنی شروع کر دوں گا۔ اس کے لیے کتب خانہ جانا ضروری ہے۔ مولانا آزاد لائبریری کا مشرقی شعبۂ مخطوطات و مطبوعات دوسری منزل پر ہے جس کے لیے سیڑھیاں چڑھنی ضروری ہیں۔ مکتوبات پر بھی کام کرنے کو دل چاہتا ہے۔ میری صحت کے لیے دعا فرمائیں کہ خدا پہلی سی توانائی عطا فرمائے۔ مئی کے 'جہانِ رضا' کا انتظار ہے۔ ہالینڈ والے خط کی ایک عکسی نقل مولانا سید نور محمد قادری واہ کینٹ کو مناسب سمجھیں تو بھیج دیں۔ وہ آج کل کچھ لکھ رہے ہیں یا لکھنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب کا خط آیا ہے جس میں حکیم محمد موسیٰ صاحب کی علالت کا ذکر ہے۔ آپ نے بھی اطلاع دی تھی۔ متردد ہوں اور دعا گو ہوں کہ شافیِ مطلق انھیں شفائے عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ ان کی ذاتِ گرامی مغتنمات میں سے ہے۔ آپ کے گھر یا دفتر کا ٹیلی فون نمبر کیا ہے، آپ کس وقت تک گھر میں رہتے ہیں اور کس وقت سے کس وقت تک دفتر میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ دفتر آپ کا اسی مکتبۂ نبویہ میں ہے یا کسی اور جگہ۔ مکتبۂ نبویہ تو اسی جگہ ہے جہاں ایک شام پروفیسر محمد اسلم صاحب کے ساتھ میں پہلی مرتبہ آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا۔ اس شام کی یاد آئی تو مولانا شرف قادری صاحب بھی یاد آگئے جو آپ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ان کی خدمت میں سلام کہیے اور پوچھیے کہ صحیح البخاری شریف جلد اول کی ترتیب کا کام کہاں تک پہنچا ہے۔ اسلم صاحب نے اطلاع دی ہے کہ حکیم صاحب کے کتب خانے کی فہرست ان کا ادارہ چھاپ رہا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس میں بڑے نفائس اور نوادر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۱﴾

علی گڑھ، ۲ر جون ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

رسالۂ معراجیہ کے پروف انتظار کی حالت میں ملے۔ ڈر رہا تھا کہ میری رجسٹری ضائع نہ ہوگئی ہو۔

اس اثناء میں ایک دو خط بھی آپ کو لکھے تھے جو بعد میں پہنچے ہوں گے۔ پروف واپس کررہا ہوں۔ آپ نے اچھا کیا کہ دوسرا پروف بھیج دیا، بہر حال کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اگر تصحیح توجہ سے کی گئی تو یقین ہے کہ کتاب بہت حد تک صحیح چھپے گی۔ کمپوزیٹر صاحب کو زحمت تو ہوگی اور بعض صفحات کی تصحیح دیکھ کر انھیں کوفت بھی ہوگی لیکن انھیں سمجھا دیجیے کہ یہ ایک دینی و علمی کتاب ہے۔ اسے حتی الامکان صحیح شائع کرنا چاہیے اور اس کی اشاعت کے ثواب میں وہ بھی شریک ہوں گے۔ صفحہ ۱۵ پر ایک دلچسپ تصحیح آپ کو نظر آئے گی۔ پہلے پروف میں 'بستر مرگ' پر ہی چھپا ہے۔ آپ کی اور میری نظر اس پر نہیں پڑی۔ اب جو دوسرا پروف پڑھنے لگا تو یہ کلمہ کچھ عجیب سا لگا۔ اصل مسودہ و اصل عالم کا نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کمپوز کرنے والے صاحب نے 'مستر مرتبہ' کو 'بستر مرگ' پڑھا اور کمپوز کیا۔ اچھا ہوا کہ اس پر نگاہ پڑ گئی۔ ایک اور مقام پر بعض الفاظ اب بھی مشتبہ ہیں۔ مثلاً صفحہ ۲۷ پر شعرا امیر خسرو دہلوی کا نہیں، پھلواری شریف (صوبہ بہار) کے ایک بزرگ حضرت شاہ ابوالحسن فرد کا ہے۔ 'برکاتیوں' سے پہلے 'منعمیوں' ہونا چاہیے۔ یعنی حضرت منعم پاک کے مسترشدین۔ اب پروف تصحیح ہوکر آئے تو احتیاطاً ایک نظر ڈال کر چھپوا دیجیے۔

'جہان رضا' (اپریل، مئی) کے دو نسخے ڈاکٹر عزیزی صاحب کو بھیج دیے گئے ہیں اور کچھ یہاں کچھ بریلی شریف میں تقسیم کروادیے گئے ہیں۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۳۲﴾

علی گڑھ، ۱۳ر مئی ۱۹۹۶ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

حافظ فیاض احمد صاحب کو سلام کے بعد کہیے کہ اگلے ماہ ان شاء اللہ جواہر البیان کا مطالعہ شروع کردوں گا۔ ان سے یہ بھی دریافت کیجیے کہ مشرقی اور سمت قبلہ کی طباعت میں کیا دیر ہے۔ بہت اچھا علمی رسالہ ہے اور میں نے بہت وقت صرف کرکے محنت سے اس کی تمہید لکھی ہے۔ ذرا توجہ فرمائیں۔

مولوی مفتی محمد مشتاق تجاروی صاحب بہت نیک اور صالح جوان ہیں، لکھنے پڑھنے کا بہت اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اپنے اعزہ سے ملنے آپ کے یہاں جارہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ لاہور ضرور جائیں اور آپ سے ضرور ملاقات کی مسرت حاصل کریں۔ میرے کتب خانے میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ مکمل موجود ہے، صرف جلد ۲ نہیں ہے، کہیں مل جائے تو اسے حاصل کیجیے۔ یہ سب ضخیم مجلدات ہیں۔۔ مجھے ضرورت ایک ایسے انسائیکلو پیڈیا کی ہے جو ضخیم ہو لیکن ایک جلد میں ہو اور مصنفین و مؤلفین و شعراء کے مختصر حالات اس میں مل جائیں۔ یاد آتا ہے کہ ایسے ایک دو مختصر انسائیکلوپیڈیا اردو میں آپ کے یہاں چھپے ہیں۔ ایک تو غالباً فیروز سنز نے چھاپی ہے، ہر چند پروفیسر محمد اسلم کہتے تھے کہ قابل اعتبار نہیں لیکن کیا کیا جائے مجبوری میں ایسی کتابوں سے بھی احتیاط کے ساتھ کام چلایا جاسکتا ہے۔ فیروز سنز والی دائرۃ

المعارف' یا ایسی ہی کوئی قاموس العلوم مل جائے تو خرید کر مفتی محمد مشتاق صاحب کے حوالے کر دیجیے۔ وہ خوشی لانے کو تیار ہو جائیں گے، ایسی ضخیم کتاب کا ڈاک سے بھیجنا مناسب نہ ہوگا۔

بمبئی سے مولانا سعید نوری صاحب تشریف لائے تھے، بڑی خوبیوں کے آدمی معلوم ہوئے۔ آپ کا ذکرِ خیر دیر تک رہا۔ میں بمبئی سے اُن کے ذریعے 'فتاویٰ رضویہ' کی ۱۲ جلدوں کا مکمل سیٹ منگوا رہا ہوں لیکن آپ لوگوں نے جو ترجمے اور تعلیقات کے ساتھ کئی جلدیں شائع کی ہیں، ان کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اب ہمارے ہاں ایک ٹیلی فون اور لگ گیا ہے، اس کا نمبر ہے 405154، گویا تین ٹیلی فون ہو گئے۔ میرے کمرے کے ٹیلی فون کا نمبر وہی ہے یعنی 403517۔ ابتدا میں اب 2 کا اضافہ ضروری ہے۔ کبھی تینوں ٹیلی فون خراب رہتے ہیں۔ اب بچوں نے موبائل خرید لیے ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب، حافظ فیاض احمد اور مولوی آصف حسین کو سلام کہیے۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— ﴿۳۳﴾ ——

علی گڑھ ۱۴؍جون ۱۹۹۶ء

محترمی و مکرمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

ابھی جمعہ کی نماز سے پہلے آپ کا مرسلہ پیکٹ اور مکتوب گرامی مورخہ ۲؍جون ملا۔ رسید لکھنے فوراً بیٹھ گیا کہ آج ہی کی ڈاک سے نکل جائے۔ مرسلہ لیٹر ہیڈ دیکھا آپ کی محبت اور عنایت کے لیے بہت ممنون ہوں، اچھے چھپے ہیں، کاغذ اور تقطیع سب مناسب ہے۔ آپ کو اس لیے پسند نہیں آئے کہ آپ اسے اپنے معیار اور ذوق سے دیکھ رہے ہیں۔ ہاں روشنائی بہت ہلکی استعمال کی ہے اور رنگ کا انتخاب مناسب نہیں۔ کچھ رنگ میں مناسب اسپیس دیے جانے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ میں نے دو کاغذوں پر کچھ ترمیم کر دی ہے، آئندہ پیشِ نظر رہیں لیکن اس کی کوئی جلدی نہیں۔

رسالۂ 'معراجیہ' کا دوسرا پروف ۳؍جون کو رجسٹری سے روانہ کیا ہے۔ وہ آپ کو کل ملا ہوگا یا آج ۱۴؍کو آپ تک پہنچے گا۔ ۲۹؍کو شعبۂ عربی کے ایک عزیز کراچی جا رہے تھے، اُن کی معرفت حافظ فیاض احمد صاحب کو ایک خط بھیجا ہے کہ جواہر البیان کا کام آئندہ ماہ شروع کروں گا۔ لیکن آپ نے تو اب تک مشرقی اور سمتِ قبلہ نہیں چھاپا، کمپوز ہو جائے تو پروف ضرور بھیجیں۔ چند دنوں کے بعد وہ عزیز لاہور سے ہوکر آگے جانے والے تھے، اُن کی معرفت ایک خط آپ کو بھیجا ہے اور تاکید کی ہے کہ اسے ڈاک میں نہ ڈالیں بلکہ جب لاہور آئیں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں شرفِ ملاقات حاصل کریں اور میرا خط آپ کی خدمت میں پیش کریں۔ میں نے آپ سے ملنے کا وقت اور مکتبہ کا پتا اُن کے ذہن نشین کرا دیا ہے۔ یہ مولوی محمد مشتاق ہیں تجارہ (الور) کے رہنے والے۔ راجستھان کے ایک ایسے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں جو تقسیم ہند سے پہلے حکمت اور علم و ادب کا مرکز تھا۔ یہ اصحاب حالات کے تغیر کے باوجود اب تک وہاں ہیں۔ ان کی مسجدیں اور

مدرسے مجدد آباد ہیں۔ مولوی صاحب علی گڑھ کے ایک علمی و دینی ادارے سے منسلک ہیں، یقین ہے آپ ان سے مل کر خوش ہوں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ اس اردو انسائیکلوپیڈیا کی تلاش کریں جسے غالباً فیروز سنز نے شائع کیا تھا۔ یہ ایک جلد میں چھپی ہے اور ریڈی ریفرنس کے لیے بہت مفید ہے۔ اسی طرح کی ایک قاموس اور بھی آپ کے یہاں چھپی تھی لیکن اس وقت اس کا نام یاد نہیں آرہا ہے۔ یہ دونوں کتابیں بہت ضخیم ہیں ڈاک سے بھیجنا مناسب نہیں۔ مولوی صاحب اپنے ساتھ لانے پر آمادہ ہیں۔ اس کے حصول میں ان کی مدد کر کے مجھے ممنون فرمائیں۔

۶؍جون کو مولوی محمد سعید نوری صاحب بمبئی سے ملنے آئے۔ یہ مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاںؒ کے مسترشدین میں ہیں اور اپنے کو اسیر مفتی اعظم لکھتے ہیں۔ آپ تو ان سے بہت اچھی طرح واقف ہیں، میں انھیں بہت معمر مجدد سمجھ رہا تھا، یہ تو جوان بلکہ نوجوان نکلے۔ دین کی اشاعت میں بڑے سرگرم ہیں اور بمبئی میں دینی کتابوں کی اشاعت کا بہت مفید کام کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ترجمہ قرآن مع تفسیر نعیمی میرے پاس موجود تھے جو انھوں نے شائع کیا ہے۔ ان سے معلوم ہوا کہ انھوں نے صحاح ستہ اور درس نظامی کی بعض کتابیں چھپوا کر مفت تقسیم کی ہیں۔ موطا امام محمد بھی انھوں نے شائع کی ہے۔ میں نے مشورہ دیا تھا کہ موطا امام مالک بھی ضرور شائع کر دیں لیکن ہندستان میں درس میں داخل نہیں ہے اس لیے شائع نہ کر سکے۔ مغرب اقصیٰ اور شرق اوسط میں 'موطا' کی دونوں روایتیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ فتاویٰ رضویہ کی بارہ کی بارہ جلدیں سعید نوری صاحب شائع کر چکے ہیں اور ستر پچھتر کتب و رسائل ان کے علاوہ ہیں، بہت خوشی ہوئی۔ صحیح البہاری کا ایک ہی نسخہ میرے پاس رہ گیا تھا وہ میں نے ان کی نذر کیا۔ ملک العلماء علیہ الرحمہ کا رسالہ ایصال ثواب بھی میں نے انھیں پیش کیا۔ طباعت دیکھ کر خوش ہوئے۔ سعید صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی، بہت مستعد اور بہت خوش اخلاق آدمی ہیں۔ خدا انھیں خوش و خرم رکھے۔ شمس الدین صاحب ملک (کراچی) کا جواب ابھی تک نہیں آیا، آجائے گا۔ آپ کے یہاں سے خط آنے میں کبھی کبھی بیس دن لگ جاتے ہیں۔ آپ نے خوب کیا کہ اپنا ٹیلی فون نمبر لکھ دیا، میرے گھر پر ایک ٹیلی فون اور لگ گیا ہے۔ نمبر 406154 ہے۔ کہیں لکھ لیجیے، لطف یہ ہے کہ ٹیلی فون اگر خراب ہوتا ہے تو پھر تینوں ٹیلی فون خراب ہوتے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۴﴾

علی گڑھ، ۱۶؍جولائی ۱۹۹۶ء

فاروقی صاحب کرم و محترم! السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا تھا، میں نے جواب دے دیا تھا، آپ کی فرمائش بھی کہ رسالۂ معراجیہ پر کچھ لکھ دوں اگر کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی ہے تو دو ہفتے اگر آپ مجھے مہلت دیں تو کچھ اس پر لکھ کر آپ کو بھیج دوں۔ جواب

فوراً دیجیے۔ اگر ممکن ہو اور زیادہ گراں نہ ہو تو مندرجہ ذیل نمبروں میں سے کسی پر بھی ٹیلی فون کر کے بتا دیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ میں کچھ لکھنا شروع کروں اور وہاں کتاب چھپ کر شائع ہو جائے۔ رات کو ٹیلی فون کیجیے۔ میں بارہ ایک بجے تک لکھتا پڑھتا رہتا ہوں، ویسے بھی ایک ٹیلی فون نمبر میری خواب گاہ میں ہے جس کا نمبر 4703517 ہے۔ علی گڑھ کا کوڈ نمبر 0571 ہے۔ ہندوستان کا کیا ہے وہ معلوم نہیں۔ اس میں زحمت ہو تو ہوائی خط فوراً بھیج دیجیے۔ ایک ہفتے میں عام طور پر مل جاتا ہے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری دہلی میں تشریف فرما ہیں، ان کا خط آیا تھا جواب دے دیا ہے۔ وہ اواخر ماہ تک کراچی واپس ہوں گے۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۵﴾

علی گڑھ، ۱۲؍اگست ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

مولوی محمد مشتاق تجاروی ۲۷؍جولائی کو دہلی پہنچے۔ ۳۰؍کی شام کو مجھ سے ملنے آئے، انھوں نے آپ کا مکرمت نامہ مورخہ ۱۰؍جولائی، مطبوعہ لیٹر ہیڈ اور حسب ذیل کتابیں دیں: رسائلِ نقشبندیہ، مبدا و معاد۔ دونوں کتابیں بہت شوق اور توجہ سے پڑھیں۔ آپ کی تحریروں سے بہت مستفیض ہوا۔ کتابیں ظاہری حسن سے بھی بھرپور ہیں۔ 'جہانِ رضا' (جون، جولائی) بمبئی سے آیا۔ سید محمد حسین سید پوری صاحب بدایونی (۱۸۶۳ء-۱۹۱۸ء) کی کتاب مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء کے اقتباسات بہت توجہ سے پڑھے، تشنگی رہی۔ کاش مکمل کتاب کوئی ادارہ ترتیب جدید کے ساتھ چھاپ دے۔ بہرحال جناب خلیل احمد رانا ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کی تلخیص چھاپ دی اور ہم لوگوں تک پہنچا دی جزاہ اللہ خیراً۔ رسالہ 'العلم' کراچی میں اگر پوری کتاب چھپی ہے تو میں زیروکس کاپی حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

آپ کا مضمون 'علمائے کرام کی یادیں' بہت شوق سے پڑھا اور اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ میں برابر آپ کو لکھ رہا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رکھیے اس طرح بہت مفید اور قیمتی معلومات محفوظ ہو جائیں گی۔ ڈاکٹر محمد دین قادری مرحوم کا مضمون 'تذکارِ رضا' بھی خوب ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۶﴾

علی گڑھ، ۱۰؍اگست ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

کل ایک لفافہ بھیج چکا ہوں، آج صبح ڈاکٹر مسعود انور علوی ملنے آئے، تاخیر سے آنے کے سبب بہت معذرت کی۔ جو وجوہ انھوں نے بیان کیں وہ قابل قبول تھیں۔ میں نے القول الجلی کے بارے میں ان سے بات کی، ان کے صرف دو چار نسخے اب باقی رہ گئے ہیں۔ ان کے بھائی صاحب نے کتاب کا ترجمہ کیا ہے، وہ

ان سے بات کر کے دوسرا ایڈیشن نکال کر ۳۰۰ نسخے بمبئی، دہلی یا جہاں آپ کہیں بھجوانے کو تیار ہیں۔ معاملے کی بات ہے اس لیے واضح الفاظ میں آپ خود انھیں خط لکھ کر واضح جواب طلب کریں۔ ان کا پتا یہ ہے: ڈاکٹر مسعود انور علوی، C-1176/4، نیو سرسید نگر، علی گڑھ–202002۔ لیکن مکان نیا بنا ہے، اور نئے علاقے میں، اس لیے چاہتے ہیں کہ شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ 202002 کے پتے پر خط کتابت کی جائے۔ خط رجسٹری سے بھیجنا بہتر ہوگا۔ کہتے ہیں آرڈر ملنے پر ایک ماہ میں کتاب چھپ جائے گی۔ ۳۰۸ صفحات کی قیمت ۱۵۰ تھی اب زائد ہوگی، کیا قیمت مناسب ہوگی لکھیے گا۔ کہتے تھے ترجمے کا مسودہ جب بعض لوگوں نے دیکھا تو اس کی اشاعت پسند نہیں کی۔ ان میں مولانا نسیم احمد فریدی، مولانا علی میاں اور مولانا منظور نعمانی تھے۔ مولانا ابوالحسن زید فاروقی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی اور مولانا سعید احمد رضا بجنوری مصر تھے کہ کتاب اور اس کا ترجمہ ضرور شائع ہونا چاہیے۔ دونوں جماعتوں کی وجوہ کا آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا۔ آپ کی مساعی سے یہ کتاب دوبارہ چھپ جائے تو خوب ہو۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۳۷﴾

علی گڑھ، ۱۷؍۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۶؍۱۱ اکتوبر موصول ہوا۔ میں دس دنوں کے لیے پٹنہ گیا ہوا تھا۔ یونیورسٹی میں عربی کی پروفیسرشپ کی سلیکشن کمیٹی تھی۔ خدا بخش لائبریری اور بہار اردو اکیڈمی میں بھی کچھ کام تھا اور برسوں سے اپنے اعزہ سے نہیں ملا تھا۔ 'میلاد رضوی' کے نسخے بالکل ختم ہو گئے ہیں، کچھ نسخے جلد بھجوا دیجیے۔ رسالۂ معراجیہ پر کچھ لکھنے کی میں نے خود پیشکش کی تھی۔ آپ کا خط نہ آیا تو پھر میں نے سمجھا طباعت مکمل ہو گئی اور اب گنجائش نہیں۔ اب آپ کے گرامی نامے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے لکھا لیکن مجھ تک نہیں پہنچا۔ اس اثناء میں نے ایرانی انسائیکلوپیڈیا کے لیے چند مضامین لکھنے کا وعدہ کر لیا ہے اور آج کل اسامة بن منقذ الشیرزی پر مقالہ لکھنے میں مصروف ہوں۔ اب یا تو رسالہ شائع کر دیجیے یا حافظ محمد شاہد اقبال اصرار کریں تو مجھے ان کی خوشی مطلوب ہے۔ لکھ دوں گا لیکن انھیں کچھ انتظار کرنا ہوگا۔ فی الحال وہ دوسری تقریر شائع کر دیں لیکن اس کا مسودہ آپ کی نظر سے گذرنا چاہیے۔ پیراگرافنگ کر دیجیے اور عنوانات لکھ دیجیے۔

حافظ محمد فیاض صاحب ترجمۂ خیرات الحسان کے لیے ذرا انتظار کر لیں۔ انھوں نے بہت انتظار کیا، کچھ اور کر لیں۔ ایک کتاب جوان کے پیش نظر ہے وہ تو پہلے چھاپ لیں۔

راؤ عبدالرشید صاحب کا انٹرویو آپ نے خوب بھیجا جزاک اللہ۔ پڑھ کر ان کی یاد تازہ ہو گئی۔ تصویر دیکھ کر یقین ہو گیا کہ یہی مطلوب ہیں۔ کچھ سوچتا تھا کہ شاید یہ کوئی دوسرے صاحب ہیں۔ رسالۂ زندگی میں پروفیسر محمد اسلم صاحب کے 'سفرنامۂ ہند' پر تبصرہ نظر سے گذرا۔ ممکن ہو تو اس کی عکسی نقل بھیج دیجیے۔

'انجمن نعمانیہ لاہور کی تاریخ' کی ترتیب بہت ضروری ہے۔ یہ ایسا کام تھا جو اب تک نہیں ہوا تھا۔ آپ نے قلم اٹھایا ہے تو ان شاء اللہ تکمیل کو بھی پہنچ جائے گا۔ خاندانی کاغذات میں کوئی کام کی چیز ملی تو آپ کو بھیجوں گا۔ والد علیہ الرحمہ کا سفرِ لاہور ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں ہوا ہوگا۔

'معارفِ رضا' کا کوئی نسخہ موصول نہیں ہوا۔ پہلے، ادارے کے اصحاب کراچی سے بھیجا کرتے تھے، اس کے صدر اور معتمد دونوں سے میرے تعلقات ہیں اور بہت خوشگوار۔ شاید ڈاک کے اخراجات کے اضافے کی وجہ سے میلنگ لسٹ مختصر کر دی گئی ہو۔

'القول الجلی' کے ترجمہ اردو کی اشاعت کے بارے میں کچھ غلط فہمی ہوئی۔ میں نے ڈاکٹر علوی کو بلوا کر آپ کا خط پڑھوا دیا تھا، وہ بظاہر اشاعت پر آمادہ تھے۔ میں نے لکھا تھا کہ انھیں شعبۂ عربی کے پتے پر آپ ضابطے کا خط لکھ دیجیے۔ پھر ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کے ایک خط سے اندازہ ہوا کہ آپ لوگ خود اس کا عکسی ایڈیشن تیار کر لیں گے۔ بہر حال آج دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کل کالوری گئے۔ یونیورسٹی میں تعطیل کر دی گئی۔ اس سے انھوں نے فائدہ اٹھایا۔ اگر آپ نے انھیں لکھا ہے تو ان کا جواب آپ کو پہنچا یا نہیں؟ مطلع کیجیے تاکہ وہ واپس آئیں تو میں ان سے صورتِ حال پوچھوں۔ یہ اچھی بات ہے کہ وہ اگر تیار ہو گئے تو کتاب یہیں چھپے گی۔ ان کا کام ختم ہوگا پھر کتب فروشوں کا کام شروع ہوگا۔ پروفیسر سید معین الرحمٰن نے لکھا کہ اب یہاں کی مطبوعات لاہور میں فروخت ہو رہی ہیں۔ انھوں نے بعض کتابیں خریدی ہیں۔ 'تجدد اور ادب کا جائزہ' کے کچھ نسخے ملے۔ جلد ہی تقسیم کر دوں گا۔ راؤ عبد الرشید صاحب کے نام خط آپ کو بھیجوں گا۔ آپ ان کے صحیح پتے پر پوسٹ کر دیں گے۔ کبھی خیال ہوتا ہے کہ نصف صدی سے زائد زمانہ گذرا اور درمیان میں تجدیدِ محبت کیا تجدیدِ تعلقات بھی نہ ہوئی۔ میں انھیں یاد بھی ہوں گا یا نہیں!

اس کاغذ میں خرابی یہ ہے کہ باریک ہے، دوسری جانب تحریر کبھی کبھی مغشوش ہو جاتی ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ دوسرے خطوں پر ایک ایک نظر ڈال کر مکتوب الیہم کو بھیج دیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— ﴿۳۸﴾ ——

علی گڑھ ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

خلافِ معمول بہت دنوں سے آپ کا کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ خدا کرے مانع بخیر ہو۔ ۱۹ ر اکتوبر کو رجسٹری سے ایک لفافہ بھیجا تھی، یہی نہیں کہ اس کا جواب آپ کی طرف سے نہیں آیا بلکہ دوسرے مکتوب الیہم مولوی آصف حسین، حافظ فیاض احمد، حافظ شاہد اقبال، سید معین الرحمٰن، شیخ منظور الٰہی صاحب، راؤ عبد الرشید، پروفیسر ریاض الاسلام (کراچی) اور محمد راشد شیخ (ملیر) میں سے بھی کسی کا آج تک خط نہ آیا۔ اس لیے سخت حیرت اور موجبِ تشویش ہے۔ لفافہ رجسٹری شدہ تھا (رسید نمبر ۲۵۲۲) اس لیے ضائع ہونے کا امکان بہت کم ہے۔

بہر حال تشویش ہے۔ اپنی خیر و عافیت سے جلد اطلاع دیں۔ ڈاکٹر مسعود علوی ایک ماہ سے کالوری گئے ہوئے ہیں۔

والسلام

مختار الدین احمد

—— ﴿۳۹﴾ ——

علی گڑھ، ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

۱۶ نومبر کا والا نامہ پرسوں ۲۷ کی شام کو ملا۔ یہ انتظار کی حالت میں ملا اس لیے زیادہ مسرور ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۹ اکتوبر کے سارے خطوط آپ تک پہنچ گئے۔ چونکہ کسی کا جواب نہیں آیا تھا اس لیے تشویش تھی کہ آپ کے نام کا پورا لفافہ ہی ضائع ہو گیا۔ بعض بزرگوں کو دیکھا کہ کارڈ یا لفافہ پر سلسلہ بالخیر لکھ دیتے ہیں۔ میں یوں تو لکھتا تو نہیں ہوں لیکن عام طور پر لفافہ پر پتا لکھ کر پھونک ضرور دیتا ہوں۔ خاص طور پر آپ کے نام کے خطوط پر۔

نعت رنگ اور دوسرے رسائل ملتے رہے۔ افسوس کہ رسالہ معراجیہ کے لیے وقت پر تمہید لکھ کر نہیں بھیج سکا۔ رجب المرجب کا مہینہ تو گذر گیا۔ اب اطمینان سے لکھ کر بھیج دوں گا۔ رسالہ ست قبلہ اب تک کیوں نہیں چھپا، اصل متن کمپوز ہو چکا ہے اور یاد آتا ہے اس کی تمہید بھی۔ اس کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں۔

انجمن نعمانیہ کے سلسلے میں حضرت فاضل بریلوی اور ملک العلماء کے اسفار کا ذکر کاغذات میں کہیں نہیں ملا لیکن حضرت ملک العلماء ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں لاہور کسی جلسے میں ایک بار ضرور تشریف لے گئے تھے۔ میری بہت کم عمری کا زمانہ تھا، واپسی کا ٹکٹ محفوظ رہ گیا تھا۔ اس کا دیکھنا مجھے اب تک یاد ہے، یقین ہے وہ انجمن نعمانیہ ہی کے کسی جلسے میں تشریف لے گئے ہوں گے۔ ملک العلماء کے نام مولانا ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ خطوط محفوظ ہیں۔ انھیں کبھی نکال کر دیکھوں گا۔ اب یہ خطوط مکمل طور پر جہان رضا میں چھاپ دیں تو میں ان کی عکسی نقل بھیج دوں۔ آپ کی زیر تحریر کتاب میں بھی ممکن ہے ان خطوط سے کچھ مدد ملے۔

علوی صاحب آ گئے ہیں۔ میں نے ان سے القول الجلی کی طباعت کے بارے میں دریافت کیا، وہ براہ راست آپ کے خط کے انتظار میں ہیں۔ ایک خط آپ انھیں شعبۂ عربی کے پتے سے لکھ کر تفصیلات سے آگاہ کر دیں تو اچھا ہے۔ کتابیں انھیں دہلی پہنچانے میں آسانی ہوگی، ورنہ بہ مجبوری ریلوے سے بھیجیں۔ تعداد اشاعت آپ نے تین سو لکھی تھی یا چار سو، قیمت اس ضخیم کتاب کی کیا مناسب ہوگی؟ یہ اور دوسرے امور لکھیے اور ممکن ہو تو خط رجسٹری سے تحریر فرمائیے۔

حافظ فیاض احمد صاحب کو عمرہ مبارک ہو۔ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ کبھی موقع ہو تو کسی پیکٹ میں کچھ سادہ پوسٹ کارڈ بھیج دیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۰)

علی گڑھ، ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۶ء

مکرمی و محترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

مرسلہ پیکٹ مورخہ ۵؍دسمبر اور گرامی نامہ مورخہ ۶؍دسمبر کل دوپہر کو ملا۔ کتابیں ساری خیر و عافیت سے پہنچیں۔ آپ کا بہت ممنون ہوا۔ کتابیں پڑھ کر جو قابلِ تقسیم ہوں گی وہ اہلِ ذوق تک پہنچادی جائیں گی۔

ڈاکٹر سراج احمد صاحب بستوی کے لیے جو دو کتابیں مصنف کی عطا کردہ آپ نے بھیجی ہیں وہ ابھی، پیکٹ بنا کر ڈاک گھر بھیج کر آپ کو یہ خط لکھنے بیٹھ گیا کہ آج ہی ڈاک سے یہ خط نکل جائے۔ بیان المعراج کے نسخے ملے، دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کو اور شاہد اقبال صاحب کو جزائے خیر دے۔ آپ لوگوں نے اچھا کیا کہ حضرت کی تصانیف کی اشاعت میں آپ دلچسپی لے رہے ہیں اور انھیں منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔ اس تقریر کی اشاعت ہی میں نہیں اس کی ترتیبِ نو میں آپ نے گہری دلچسپی لی ہے۔ خدا آپ کو صحت مند اور خوش و خرم رکھے۔ عنوانات آپ نے بہت اچھے اور بہت موزوں قائم کیے ہیں جن سے پڑھنے والے کو مطالب کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ کئی صاحبوں نے اس کا ذکر مجھ سے کیا اور سرورق پر آپ نے جو اقبال کا مصرع ''عہد دیگر عہدہ چیزے دگر'' درج کیا ہے، وہ اس قدر موزوں ہے اور موضوعِ کتاب کے لحاظ سے اس قدر بلیغ کہ اس کی داد نہیں دی جا سکتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے یہ مصرعہ اسی تحریر کے لیے لکھا ہو۔ مولانا حافظ شاہد اقبال صاحب کو اس کی اشاعت پر مبارکباد دیجیے اور انھیں میری دعا کہیے۔ اب ساتویں سال کی تقریر کا مسودہ نکالیے اور فرصت کے وقت اس پر بھی کبھی ایک نظر ڈال لیا کیجیے۔

'جہانِ رضا' کا انتظار ہے۔ 'ہفت رنگ' کا ایک شمارہ ملا تو تھا اس میں کسی مکتوب کا دیکھنا یاد نہیں۔ اس صفحے کا آپ عکس بھیج دیں تو کرم ہو۔ یہ شمارہ اور کتابوں کے ساتھ میں نے خان بہادر بشیر الدین لائبریری اٹاوہ کو بھیج دیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوں۔

ملفوظاتِ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ دیکھ لیا، خوب ہے۔ ان کے معتقدین میں ایک دو صاحبوں کو لکھوا دوں گا۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب کے خویش کی رحلت کی خبر سے بہت افسوس ہوا۔ کچھ قرآن شریف پڑھ کر اس کی روح کو بخش دیا ہے۔ آپ کو خط لکھ کر حکیم صاحب قبلہ کو براہِ راست خطِ تعزیت کا لکھ رہا ہوں۔ فہرست ان کے کتب خانے کی مل گئی تھی۔

حسین امام کا خط میرے پاس بھی نہیں آیا ہے۔ انھوں نے آپ کو بھلایا نہیں ہے خط لکھنے کی عادت بچپن میں ڈالنی چاہیے اور خط کا جواب تو فوراً دینا چاہیے۔ میں انھیں لکھوں گا۔

آپ نے مساکین اور صاحبِ اقتدار اصحاب کا ذکر کیا ہے۔ ''تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ'' ابھی خط ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ عزیزی یاسر احمد (میری چھوٹی بیٹی فریدہ مختار سلمہا کے نو عمر صاحبزادے جو یہاں لیڈی فاطمہ ہائی اسکول میں پڑھتے ہیں) رجسٹری کرا کے رسید لے آئے۔ ان شاء اللہ ایک ہفتے میں

کتابیں ڈاکٹر سراج احمد صاحب کو مل جائیں گی۔

میں نے القول الجلی کے لیے سید مسعود انور علوی سے بات کی تھی ان کی کاکوری سے واپسی کے بعد۔ انھیں آپ کے خط کا انتظار ہے۔ لکھ دیجیے اور لکھ کر مجھے بھیج دیجیے یا براہ راست شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پتے پر روانہ کر دیجیے۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

میں نے کسی خط میں لکھا تھا کہ کچھ پوسٹ کارڈ بھجوا دیجیے۔ بعض اصحاب کو مختصر سا خط لکھنا ہوتا ہے۔ اب اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو سطروں کے لیے آپ دو روپے محصول کے خرچ کریں۔ پروفیسر احمد خاں (اسلام آباد) نے میرا ایک عربی خطبہ جو اردن کانفرنس کے لیے لکھا گیا تھا منگوایا تھا، ایک نظر ڈال کر انھیں بھجوا دیجیے اور مجھے ممنون کیجیے۔

﴿۳۱﴾

علی گڑھ، یکم جنوری ۱۹۹۷ء

مکرمی و محترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲ دسمبر موصول ہوا۔ ۱۳ دسمبر کا جواب ۱۷ کو دے چکا ہوں، ملا ہوگا۔ پروفیسر سراج احمد بستوی صاحب کے نام دو کتابیں غبار خاک وآہن اور مہکتے آنچل رجسٹری کے ذریعہ ۱۴ دسمبر کو بھیجی گئیں۔ رسید نمبر ۲۰۶۳۔ وہ چند دن ہوئے واپس آگئیں کہ پتا صحیح نہیں۔ Dead Letter والوں نے کچھ تحقیق کی، پتا نہ چلا اور رجسٹری واپس آگئی۔ براہ کرم ان کا پتا صاف صاف انگریزی میں لکھ کر بھیج دیجیے۔ ویسے میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس پتے پر خط لکھ کر درخواست کی تھی کہ یہ خط آپ کو مل جائے تو اپنا پتا انگریزی میں لکھ کر بھیجیے گا۔ یاد آتا ہے کہ ضلع بستی اب دو ضلعوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور نام میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے۔ خط کس کی معرفت جائے گا؟ ڈاکٹر مسعود انور علوی سے رات پھر بات ہوئی، وہ کتاب چھپوانے پر بالکل آمادہ نظر آتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ تفصیلات انھیں براہ راست لکھ بھیجیں۔ وہ آپ کے خط کے انتظار میں ہیں۔ انھیں شعبۂ عربی یا ان کے گھر کے پتے پر خط لکھیں: ڈاکٹر مسعود انور علوی، C-1176/4، نیو سر سید نگر، علی گڑھ-202002 (ٹیلی فون: 408079)۔

حامل رقعہ ہذا مولوی محمد شمیم الدین مصطفائی، پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب حیدر آباد سندھ کے مرید و معتقد خاص ہیں۔ ہندستان کا سفر انھوں نے اپنے پیر و مرشد کے اجداد کرام کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لیے کیا ہے جو ناگپور میں آسودہ ہیں۔ سفر ناگپور کے مختصر حال ان سے پوچھیے۔ کس قدر زحمت برداشت کر کے انھوں نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کا بھی کمال ہے کہ انھوں نے اپنے بزرگوں کی تمام قبور کا کس طرح زمانہ گزرنے کے بعد صحیح صحیح پتا نشان کا نقشہ انھیں ایک کاغذ پر بنا کر دے دیا تھا۔ یہ بھی دیکھنے کی چیز ہے۔

انجمن نعمانیہ کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت اور ملک العلماء کے اسفار کے متعلق اب تک کوئی تحریر نہیں ملی ہے۔ کوئی قابل ذکر اطلاع ملی تو لکھوں گا۔ بچپن کا زمانہ تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ملک العلماء نے لاہور کا ایک سفر کسی جلسے کے سلسلے میں ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں کیا تھا۔ لاہور سے پٹنہ کا واپسی ٹکٹ اسٹیشن پر ٹی سی نے نہیں لیا ہوگا وہ میں نے دیکھا تھا۔ کچھ ایسا خیال آتا ہے کہ کرایہ -/۳۲ لکھا تھا لیکن یا انٹر کلاس کا ہوگا یا یہ واپسی ٹکٹ ہوگا۔ کچھ خطوط بھیج رہا ہوں ملاحظہ فرما کر مکتوب الیہم کو ارسال کر دیں۔ نقد قاطع برہان سید انیس شاہ جیلانی صاحب کو رجسٹری کرا کے بھیج دیجیے اور مجھے ممنون کیجیے۔ جولائی میں ان شاء اللہ اردن جانے کا ارادہ ہے۔ دعوت نامہ موتمر یازدہم کا آیا ہے۔ میں نے دعوت قبول کر لی ہے۔ دعا کیجیے کہ خدا صحت مند اور قوی و توانا رکھے کہ یہ سفر کر سکوں۔ میں نے حسین امام کو لکھا ہے کہ آپ کو فوراً خط لکھیں اور تاخیر کی معذرت کریں۔ اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ نیا سال آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے خدا کرے ہر طرح باعث خیر و برکت ہو۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— (۳۲) ——

علی گڑھ، ۱۸ر جنوری ۱۹۹۷ء

مکرمی و محترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

کل مکتوب مورخہ ۲۹ر دسمبر اور مولانا برکاتی اور معین الدین احمد کے نام کے کاغذات ملے۔ یہ آج روانہ کر دیے جائیں گے۔ جن اصحاب کے نام بھی خطوط ہوں مجھے بھیجیے اور اس قسم کے کاغذات ڈاکٹر عزیزی یا کسی اور ذمہ دار کو روانہ کیجیے ورنہ ڈر ہے کہ آپ کے خطوط ابھی مجھے نہیں ملیں گے۔ رسالۂ جہانِ رضا (نومبر، دسمبر) ملا۔ آپ کی ہمشیرہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ کر رنج ہوا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی تربت ٹھنڈی رکھے اور آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا سید نور محمد قادری کی وفات کی اطلاع ملی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ ان کی تحریریں اکثر نگاہ سے گذرتی تھیں۔ ان سے اور ان کے صاحبزادے سے خط کتابت بھی تھی۔ ان پر کوئی مضمون کہیں چھپے تو اس کی عکسی نقل بھیجیے گا۔ انھوں نے نذر مختار دیکھنی چاہی تھی، مشفق خواجہ صاحب نے بھیج دی تھی۔ ان کی تو نہیں ان کے صاحبزادے کی رسید آ گئی تھی۔

مناظرے کی دلچسپ روداد پڑھی۔ ایسے مضامین شائع کرتے رہیے اور اپنا کالم 'علمائے کرام کی یادیں' جاری رکھیے۔ اعلیٰ حضرت پر مطبوعہ غیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست بہت مفید ہے۔ نمبر ۹۷ کے بعد ہی کہیں ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا نام آ سکتا تھا۔ غیر مطبوعہ کتابوں کی نشاندہی ہو جاتی تو اچھا تھا۔ مطبوعات میں تاریخ و مقام اشاعت کا اندراج بھی ضروری تھا۔ بہر حال کبھی آئندہ سہی۔

ڈاکٹر سراج الدین احمد بستوی کے نام کا پارسل لکھ چکا ہوں کہ واپس آ گیا۔ ان کا پتا انگریزی میں صاف

صاف لکھ کر بھیج دیجیے۔ انھیں بھی خط لکھا ہے۔ ضلع بستی اب شاید دو ضلعوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور نام میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہے۔

'نعت رنگ' (۳) میں مطبوعہ خط کی عکسی نقل عنایت کیجیے۔ ٹکٹ والا لفافہ اب تک نہیں پہنچا۔ کارڈوں کا لطیفہ خوب رہا۔ شاد عظیم آبادی کا شعر ہے:

گر سانس نہ آئے کھیل سب رُک جائیں
چلتا ہے ہوا پہ کارخانہ میرا

یہاں ہم لوگوں کی خط کتابت کا کارخانہ پوسٹ کارڈوں پر چلتا ہے۔ لکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ میں تو چالیس پچاس ہندستانی کارڈ ایک بار منگوا کر رکھ لیتا ہوں سامنے کی میز پر۔ کوئی بات یاد آ گئی یا کسی کا کوئی مضمون پڑھا یا کوئی اور بات کسی کو مختصر طور پر لکھنے کی ہوئی کارڈ اٹھایا پتا لکھا چند سطریں تحریر کیں اور ڈاک کے حوالے کیا۔ صرف پندرہ پیسے میں اس پورے وسیع ملک میں جہاں چاہیے بمبئی سے کوہما (آسام) اور کشمیر سے ٹراونکور بھیج دیجیے۔ حکومت ہند کا ہر کارڈ پر کوئی ڈیڑھ روپیہ خرچ آتا ہے لیکن عوام کے فائدے اور آسانی کے لیے حکومت قیمت پندرہ پیسے لیتی ہے۔ اخراجات کی بقیہ رقم حکومت سبسڈی کے طور پر ادا کرتی ہے۔ ہمارے ہاں لفافہ ایک روپے کو ملتا ہے اور ان لینڈ لیٹر کارڈ ۵۰ پیسے میں۔ اس طور پر طویل خط لکھنے کی گنجائش بھی نکل آتی ہے۔ قاضی عبدالودود صاحب، رشید احمد صدیقی مرحومین، پروفیسر گیان چند (مشہور محقق) اور کالی داس گپتا رضا (ماہر غالبیات)، حسرت شملوی (مشہور شاعر) کارڈ ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ میں بھی یہی کرتا ہوں، آپ بھی یہی کریں۔ کہاں ۱۵ پیسے پاکستانی اور کہاں ۴ روپے۔

میرے مرتب کردہ مجموعہ 'خطوطِ مہر' میں صرف ہندستانی مکتوب الیہم کے نام کے خطوط ہیں۔ ان کی اشاعت کا بھی ابھی کوئی مناسب انتظام نہیں ہوا۔ مرحوم کے خطوط مطبوعہ اس لیے منگواتا رہتا ہوں کہ ادبی کاموں کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بڑی عزت ہے۔ پھر یہ کہ وہ خطوط بہت اچھے لکھتے ہیں اور وہ محفوظ رکھنے کے لائق ہیں۔ مولانا محمد عالم مختار حق کے نام مہر صاحب کے خطوط بہت اچھے ہیں اور حواشی مولانا نے بہت اچھے لکھے ہیں۔ کبھی وسائل پیدا ہوئے تو ان کے یہ خطوط بھی ایک مجموعے میں شائع کرنے کے لائق ہیں۔

میرے نام کے خطوط ادبی و علمی ہیں۔ صرف دو ایک خط میں بہار کے فسادات اور تقسیم ہند کا ذکر ہے۔ انھیں اس کا بہت رنج تھا کہ مشرقی پنجاب، پنجاب سے علیحدہ کر دیا گیا اور لوگوں نے اسے منظور کر لیا۔ مولانا آزاد سے مہر صاحب کو بہت عقیدت تھی لیکن اس کی بنیاد سیاست پر کم دین اور علم و ادب پر زیادہ تھی۔

'الرشید' میں نے نہیں دیکھا ضرور بھیجیے۔ '۲۰ بڑے مسلمان' میں کون کون اصحاب ہیں؟ یہ لفافہ سادہ ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْہُ بِالْخَیْر۔

مولوی شاہ مسیح الدین مصطفائی (حیدرآباد دکن) آپ سے ملے ہوں گے۔ ان کے ہاتھ ایک خط آپ کے نام ہے اور کچھ دوسرے احباب کے نام سید انیس شاہ جیلانی کے لیے ایک کتاب بھی ہے۔ یقین

ہے کہ آپ نے بھیج دی ہوگی۔ نئے سال کی تہنیت قبول فرمایئے۔ خدا کرے یہ سال آپ کے لیے اور آپ کے متعلقین کے لیے باعثِ خیر و برکت ہو۔ مرسلہ خط یا خطوط پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ رفیع الدین ہاشمی صاحب کا خط آپ اسلم صاحب کو بھی بھیج سکتے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۳)

علی گڑھ، ۲۱ فروری ۱۹۹۷ء

مکرمی و محترمی فاروقی صاحب! السلام علیکم

ابھی ایک بک پوسٹ پیکٹ اور گرامی نامہ مورخہ ۱۲ فروری موصول ہوا۔ مولانا کوثر نیازی کے کتابچے کے دو نسخے ملے۔ پیکٹ اگرچہ رجسٹری شدہ نہ تھا لیکن بحفاظت تمام پہنچ گیا۔ علوی صاحب کا نسخہ اور ان کے نام کا خط کل انھیں بھجوادوں گا ان شاء اللہ۔ جنوری کا 'جہانِ رضا' مل گیا ہے۔ اختلافات کا حال سن کر افسوس ہوا۔ مفتی صاحب کو جو کام کرنا چاہیے وہ کرتے نہیں جو نہیں کرنا چاہیے وہ کرتے ہیں۔ بہت مصروف ہوں۔ مکروہات میں مبتلا ہوں۔ موسم بھی بہت خراب سا ہے۔ بہر حال الخیرات الحسان کی طرف خدا کرے توجہ کرنے کا جلد موقع مل جائے۔ راؤ صاحب کی کوششیں بظاہر کامیاب نہیں ہوئیں۔ ان لوگوں کا تو دور دور کہیں پتا نہیں۔ جو لوگ کامیاب آئے ہیں ان کی ایسی شاندار کامیابی بھی حیران کن ہے۔ خدا وہ کرے جو ملک و ملت کے لیے مفید ہو۔ والسلام

مختار الدین احمد

ابھی علوی صاحب کو ٹیلی فون کیا ۴۰۰۸۹۷ نمبر پر، آج جمعہ ہے۔ گھر پر نہیں ملے۔ شام کو ٹیلی فون کرکے بلاؤں گا۔ آج ۲۲ دسمبر کو انھیں بلوایا، آپ کا لفافہ ان کے حوالے کیا، وہ جلد ہی تعمیلِ حکم کا وعدہ کرتے ہیں۔ کچھ خطوط بھیج رہا ہوں انھیں پڑھ کر ڈاک کے سپرد کردیجیے۔ مولانا کوثر نیازی کا کتابچہ پاکر وہ بہت خوش ہوئے۔ کتابچہ واقعی بہت اچھا چھپا ہے۔ آج بہت سے خطوط آپ کو پوسٹ کرنے کے لیے بھیج رہا ہوں۔ زحمت دہی کے لیے عذر خواہ ہوں۔

(۴۴)

علی گڑھ، ۱۵ اپریل ۱۹۹۷ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

دو کرم نامے مورخہ ۳ مارچ اور ۵ مارچ مجھے ۱۸ مارچ کو اور مورخہ ۱۲ مارچ یہاں ۲۶ مارچ کو موصول ہوئے۔ پڑھ کر بہت مسرور ہوا۔ علوی صاحب کو کئی بار تلاش کیا نہ ملے۔ کئی فون کیے گھنٹی بجتی رہی، شعبۂ عربی میں اطلاع کروائی تو وہ کل آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ کاکوری اور پھر گلبرگہ شریف عرس میں گئے ہوئے تھے۔ آج کل میں وہ پھر لکھنؤ جانے والے ہیں۔ خیال تھا کہ ان سے ملاقات ہوجائے اور انھیں آپ کا گرامی نامہ

اور کتب مرسلہ دے دوں، پھر آپ کو خط لکھوں جواب میں تعویق اسی وجہ سے ہوئی۔

کتابیں شواہد النبوت، حسام الحرمین اور رسالہ 'جہانِ رضا' (فروری، مارچ) ان کے حوالے کیا گیا۔ خط انھوں نے پڑھ لیا اور وہ اسی کے مطابق عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ لاہور میں ملک العلماء کے درود کے متعلق مجھے بھی اب تک کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔ ملک العلماء کے کچھ مکتوبات بھیجوں گا مگر کچھ عرصہ کے بعد۔ مکاتیب اعلیٰ حضرت جن صاحب کے پاس ہیں ان سے حاصل کیجیے اور دیکھیے کہ وہ انھی کے ہیں یا کیا صورت ہے؟ میرے پاس وہ خطوط ہیں جو ملک العلماء کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ سب بخطِ اعلیٰ حضرت ہیں اگر آپ ان خطوط کے عکسی ایڈیشن چھاپنا چاہتے ہوں تو یہ ایک دلچسپ مجموعہ ہوگا۔

یہ امور آپ کے مکتوب مورخہ ۳ر مارچ کے متعلق تھے۔ اب آپ کا مکتوب مورخہ ۵ر مارچ لیتا ہوں۔ طرابلس (لیبیا) میں لائبریرین سے آپ کی گفتگو دلچسپ رہی۔ آپ کا یہ کہنا خوب تھا کہ "کتابیں رکھ لو پڑھنے والا بھی بھیج دوں گا۔" خیر یہاں پڑھنے والوں بلکہ شائقین کی کمی نہیں۔ آپ کے یہاں کی علمی و ادبی کتابوں کا فقدان ہے۔ جو کتابیں آتی ہیں ان میں سے کچھ بعض شائقین کی نذر کر دیتا ہوں اور بعض کتابیں ان سے پڑھوا کر رکھ لیتا ہوں کہ دوسرے بھی مستفید ہوں۔ شواہد النبوت کئی احباب کو پڑھوا رہا ہوں۔ مجھے اس کا ترجمہ پسند آیا اور آپ کا مقدمہ تو بہت پُر معلومات ہے اور بڑے شگفتہ انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

'سمت قبلہ' والے رسالے کی تمہید لکھنے میں بہت وقت صرف ہوا ہے اور آپ تو اس کا متن عرصہ ہوا کمپوز کروا کر اس کی تصحیح بھی کر چکے ہیں۔ ہاں میں نے اپنی تمہید کے پروف نہیں دیکھے ہیں۔ میں نے کسریٰ منہاس کی تاریخ وفات آپ سے پوچھی تھی، ان پر کوئی مضمون شائع ہوا ہو تو اس کی عکسی نقل بھی بھیجیے۔ مورخہ ۱۲ر مارچ کتابوں کے ساتھ موصول ہوا۔ کتابیں جیسا کہ لکھ چکا ہوں علوی کو دے دیں۔ مولوی محمد مشتاق صاحب بخاروی مہینوں سے لاپتا ہیں۔ آئیں گے تو انھیں 'جہانِ رضا' دے دوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۵)

علی گڑھ، ۲۲ر اپریل ۱۹۹۷ء

حضرت والا! السلام علیکم

ابھی مکتوب گرامی محررہ ۲۰ر اپریل و مرسلہ ۱۲ر اپریل کا جواب لکھ کر فارغ ہوا ہوں۔ یہ خط تجربہ حاصل کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں تا کہ معلوم ہو سکے کہ لفافہ کے بجائے کارڈ کتنے دنوں میں پہنچتا ہے آپ کے یہاں اور یہ بھی کہ زمینی ڈاک اور ہوائی ڈاک کے پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ ایک صاحب اپنا تجربہ بتاتے تھے کہ کارڈ کھلا ہوتا ہے اس لیے کہیں اور نہیں جاتا سیدھا مکتوب الیہ کو بھیج دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زمینی اور ہوائی ڈاک کی مدت میں کوئی خاص فرق نہیں، ایک دو دن کا فرق ہو تو ہو۔ آپ تحریر فرمائیں گے کہ ۲۲ر اپریل کے یہ دونوں میرے لکھے ہوئے خط آپ کو کب ملے۔ یہ بھی لکھنا ہے کہ یہ خطوط ملتے بھی ہیں یا نہیں۔

'جہانِ رضا' کے تازہ شمارے کا انتظار ہے جس میں آپ نے فاضل بریلوی کے عملیات پر مضمون چھاپا ہے۔ مولانا علوائی پر بھی آپ کا مضمون بہت شوق سے پڑھوں گا۔ علمائے کرام کی یادوں پر جو مضامین آپ تحریر فرماتے ہیں وہ بہت اہم ہوتے ہیں اور میں پہلی فرصت میں پڑھ کر مستفید ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ ان مضامین کی اہمیت اب نہیں نصف صدی کے بعد معلوم ہوگی۔ یہ سلسلہ جاری رکھیے۔

پہلا کارڈ ہوائی ڈاک سے بھیج رہا ہوں اور یہ دوسرا زمینی ڈاک سے۔ اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

——«۲۶»——

علی گڑھ، ۱۱ اپریل ۱۹۹۷ء

جناب پیرزادہ فاروقی صاحب! السلام علیکم

گرامی نامہ مرسلہ ۱۲ اپریل موصول ہوا۔ میں نے آپ کے خطوط ۳/۳، ۳/۵ اور ۳/۱۲ کے جوابات ۴/۵ کو دے دیے ہیں جو آپ کو براہِ حیدرآباد اب تک مل گئے ہوں گے۔ لفافہ میں متعدد خطوط احباب کے نام تھے۔ آپ کے وقت اور عافیت پر زیادہ بار ڈالنا اچھا معلوم نہ ہوا اس لیے لفافہ بھیج دیا۔ بعض امور دوبارہ مختصر طور پر لکھتا ہوں۔

مکتوب ۳/۳: ملک العلماء کے کچھ مکتوبات بھیجوں گا۔ اعلیٰ حضرت کے مکاتیب سب چھپ چکے ہیں ہاں آپ کوئی عکسی ایڈیشن نکالیں تو یہ تبرکات قابلِ قدر ہوں گے یعنی ملک العلماء کے نام سارے مکتوبات بخطِ اعلیٰ حضرت اچھے کاغذ پر چھاپے، پچاس ساٹھ صفحات میں آجائیں گے۔

مکتوب ۳/۵: طرابلس میں لائبریرین سے آپ کا یہ کہنا کہ "کتابیں رکھو لوٹا کوئی پڑھنے والا بھی بھیج دوں گا" لطف پیدا کر گیا۔ کسری منہاس مرحوم سے آپ کے تعلقات کا حال معلوم ہوا، بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ حق مغفرت کرے۔

مکتوب ۳/۱۲: خط کے ساتھ شواہد النبوت، حسام الحرمین اور 'جہانِ رضا' کا شمارہ فروری مارچ موصول ہوا۔ علوی صاحب لکھنؤ اور گلبرگہ شریف کے سفر سے واپس آگئے۔ دونوں کتابیں انھیں دے دیں اور 'جہانِ رضا' کے بعض شمارے بھی۔ مولوی محمد مشتاق عرصے سے غائب ہیں، ملنے بھی نہیں آئے۔ غالباً اپنے ادارے کی طرف سے دہلی میں مقیم ہیں اور مطبوعات کا کام دیکھ رہے ہیں۔

مکتوب ۳/۳: حافظ صاحب کی واپسی کا حال معلوم ہوا۔ وہ مشرقی والے رسالے کا ملک العلماء کا تحریر کردہ کیوں نہیں چھاپ رہے ہیں۔ وہ مشرقی کا خیال نہ کریں، یہ دیکھیں کہ کتاب ملک العلماء کی ہے اور ایسے فن پر جس کے جاننے والے اب شاید پانچ سات بھی نہ ہوں۔ رسالہ کمپوز ہوئے بھی مدت ہو چکی ہے، انھیں متوجہ کیجیے۔

بہت خوشی ہوئی کہ حافظ محمد ارشد اقبال صاحب نے رسالہ ’معراجیہ‘ کے تیسرے حصے کی کمپوزنگ (یا کتابت) مکمل کرالی، یہ سب آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ خدا آپ کو خوش وخرم اور شادماں رکھے۔ آپ کے بمبئی کے دوست کا خط آیا ہے، پکھ اور آیا تو مشتاق الٰہی کو مل جائے گا۔

ملک العلماء کے مجموعہ خطوط سے جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں چند خطوط ان شاء اللہ فرصت پاتے ہی بھیج دوں گا۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۴۷﴾

علی گڑھ، ۱۸ رمئی ۱۹۹۷ء

مکرمی ومحترمی جناب فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۷ ؍اپریل کے مطالعے کا شرف ابھی تھوڑی دیر پہلے حاصل ہوا، جب میں تقریباً دو ہفتے کے بعد پٹنہ سے واپس آیا۔ یہاں میں مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی کے انتظام وانصرام میں مصروف تھا۔ ’جہانِ رضا‘ (اپریل) کے نسخے بھی ملے اور خلیل احمد رانا صاحب کی کتاب انوارِ قطبِ مدینہ بھی۔ غالباً یہ کتاب پہلے بھی کبھی نظر سے گذری تھی اور پسند آئی تھی۔ رانا صاحب کا بڑا اچھا علمی ذوق ہے اور وہ بڑی صاف ستھری نثر لکھتے ہیں۔ کبھی انھیں خط لکھیں تو اطلاع دیں کہ کتاب مجھے بہت پسند آئی ہے، وہ دوسرے علماء کی طرف بھی توجہ مبذول رکھیں۔ معین الدین احمد صاحب کا لفافہ بھی ملا۔ انور علوی صاحب کو بلوایا ہے کہ ان کی امانت ان کے سپرد کردی جائے۔ آپ کا خط بھی انھیں دے دوں گا۔

شواہد النبوت کی تیاری اور بشیر حسین ناظم کے انٹرویو کا حال پڑھ کر لطف آیا۔ ملک العلماء کے خطوط آپ کو بھیج دوں گا۔ شادیوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے کام بہت بڑھ گئے ہیں۔ حافظ شاہد اقبال کی فرمائش پوری نہ کرسکوں گا۔ پکھ آپ لکھ دیجیے اور پکچر چھپوا دیجیے۔ حکیم محمد موسیٰ صاحب کی خیر وعافیت لکھیے گا ان کی علالت سے تردد ہے۔

’جہانِ رضا‘ کے تازہ شمارے میں حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی اور آپ کا جامع اور مفصل مضمون پڑھ کر مسرور ہوا۔ ماشاء اللہ آپ نے ان کی دینی زندگی پر بہت اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ صحت مند رکھے۔ آپ متقدم علمائے کرام کے حالات ضبطِ قلم کرتے رہیں۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو خدا خوش وخرم رکھے کہ انھوں نے اس بار ایسے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے جس کی طرف لوگوں نے بہت کم توجہ کی ہے۔ حضرت ملک العلماء کے کتب خانے میں اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ القدیر کے تعویذات وعملیات کا ایک ضخیم مجموعہ تھا جو چار سو صفحوں سے کم نہ ہوگا اس کی اہمیت یہ ہے کہ پورا نسخہ بخطِ ملک العلماء ہے جس کی ابتداء میں اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم سے عربی میں نہایت خوش خط نسخ میں ایک مختصر لیکن جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ یہ تحریر زعفران سے لکھی ہوئی ہے لیکن عرصہ گذر جانے کے بعد بھی واضح اور روشن ہے۔

۱۳۸۲ھ میں جب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت ملک العلماء کے وصال پر 'ظفر منزل پٹنہ' تعزیت کے لیے تشریف لے گئے تو والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے عرض کیا آپ میرے پیر زادہ ہیں اور تعزیت کے لیے بریلی سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کی خدمت میں دعاؤں کے علاوہ کیا پیش کروں۔ تعویذات و عملیات کا ایک مجموعہ جسے ملک العلماء جان کی طرح عزیز رکھتے تھے وہ آپ کی نذر ہے۔ والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ جب انھوں نے دیکھا کہ اس میں بیشتر اعلیٰ حضرت کے ارشاد کیے ہوئے تعویذات و عملیات ہیں ملک العلماء کی تحریر میں اور جس پر اعلیٰ حضرت کا مقدمہ ان کے خط میں ہے بے حد خوش ہوئے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر قیمتی تحفہ میرے لیے کچھ اور نہیں ہو سکتا اور وہ اپنے ساتھ اسے بریلی لے گئے۔ اسے تلاش کیا جائے تو ضرور مل جائے گا۔ یہ کارڈ تجربے کے طور پر بھیج رہا ہوں دیکھیے کب تک پہنچتا ہے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۴۸﴾

علی گڑھ ۱۲؍ مئی ۱۹۹۷ء

محترمی! السلام علیکم

خوشی ہوئی کہ دونوں کارڈ آپ کو بیک وقت ملے۔ گویا مسافت طے کرنے میں ہوا اور زمین میں کچھ فرق نہ رہا۔ جو کارڈ پہلے آپ نے تحریر کیا وہ ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ موجودہ کارڈ جو ۳؍ مئی کو لکھا گیا ہے لیکن شنبہ کے بجائے دوشنبہ کو ڈاک گھر سے چلا ٹھیک ایک ہفتے میں آج شنبہ کی سہ پہر کو موصول ہو گیا۔ آپ کارڈ جس پر اشتہار چھپا ہوا ہو نہ بھیجا کریں۔ ڈاک گھر والا سادہ کارڈ بھیج کر دیکھیں اس میں زیادہ مضمون لکھنے کی گنجائش ہوگی اور میرا اندازہ ہے کہ نسبتاً ارزاں ہوگا۔ علوی کا کوری گئے ہوئے ہیں آج کل میں وہ آنے والے ہیں۔ ایک کارڈ ۸؍ مئی کو لکھ چکا ہوں۔ وہ بہت باریک لکھا گیا تھا اس کے مطالعے میں آپ کو زحمت ہوئی اس لیے بڑے کاغذ پر اسے نقل کر کے آپ کو اسی روز بھیجا ہے، کہیں کہیں اضافے بھی حسب معمول کر دیے ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کارڈ پر بھی خاصا مواد آ سکتا ہے۔ اس خط میں کتاب اور 'جہان رضا' کی رسید لکھ دی ہے۔ حکیم صاحب قبلہ کی خیر و عافیت جان کر مسرت ہوئی۔ اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۴۹﴾

علی گڑھ ۲۹؍ مئی ۱۹۹۷ء

محترمی! السلام علیکم

آزمائشی کارڈ مورخہ ۵؍ مئی مجھے ۱۲؍ مئی کو ملا۔ اس کا جواب ۱۵؍ کو دے دیا تھا۔ پیکٹ مرسلہ ۱۳؍ مئی یہاں ۱۹؍ کو پہنچا۔ اس کے ساتھ کوئی خط نہیں آیا۔ آپ کو دعائیں دیں، دوسرا نسخہ علوی کو بھجوا دیا انھوں نے شکریہ ادا کیا۔

'نذرِ رحمان' کا نسخہ بہت قیمتی ہے، بہت ممنون ہوا۔ راناصاحب کے بھجوائے ہوئے رسالے 'داتا گنج بخش'، 'درود تاج'، 'روشن راستہ' اور 'مولانا عبدالعلیم صدیقی' ملے۔ 'امام ابوحنیفہ'، 'فاضل بریلوی کا مسلک'، 'قرآن، سائنس اور احمد رضا'، 'دودھ کے رشتے'، 'سکونِ زمین'، 'فقہائے ملتان' بھی ملے اور ہاں راناصاحب کی مرسلہ کتاب 'ذکرِ علی گڑھ' بھی۔ انھیں رسید لکھ رہا ہوں۔

مولانا معین الدین اور کتب خانہ برکاتیہ کو مرسلہ کاغذات بھیج دیے گئے و نیز مولانا خواجہ علوی کہتے ہیں کہ انھوں نے لفافۂ مرسلہ از بمبئی کی رسید آپ کو اور انھیں بھیج دی ہے بلکہ بقول ان کے بمبئی ان کو ٹیلی فون بھی کردیا ہے۔ ایک آزمائشی کارڈ مورخہ ۱۰ مئی تاخیر سے ۲۹ کو کل ملا۔ آپ پتے پر علی اور گڑھ علیحدہ علیحدہ نہ لکھیں۔ یہ کارڈ علی پور ضلع مظفر نگر چلا گیا تھا بلکہ 'علی گڈھ' بھی نہیں لکھیں 'علیگڑھ' لکھیں اور بہتر ہے کہ انگریزی میں Algarh تحریر فرمادیں۔ کارڈ مورخہ ۲۳ مئی ابھی ۳۰ کی دوپہر کو ملا، فوراً جواب دے رہا ہوں کہ سہ پہر کی ڈاک سے آج ہی نکل جائے۔ باریک الفاظ کا کارڈ اور تعلیقات والا خط ملا یا نہیں۔ سادہ کارڈ لکھا کیجیے، اس میں لکھنے کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے اور کچھ مجھے بھی بھیجیے۔ یکم جون سے یہاں ڈاک کی اُجرت بڑھ رہی ہے۔ کارڈ پچاس پیسے، ان لینڈ ایک روپیہ (صرف ہندستان کے لیے)، لفافہ دو روپے (برائے ہندستان) لیکن آپ کے یہاں سے اب بھی اُجرت مزید کم ہے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۵۰﴾

علی گڑھ، ۵؍جون ۱۹۷۶ء

مکرمی محترم! السلام علیکم

کارڈ مورخہ ۲۶ مئی آج دوپہر کو ملا۔ جواب لکھ رہا ہوں مگر یہ اب کل صبح ہی روانہ ہوسکے گا۔ وہ دونوں خط مل گئے، اچھا ہوا 'زعفرانی مرقع' بخط ملک العلماء جس کا پہلا صفحہ اعلیٰ حضرت کے قلم سے زعفران میں لکھا ہوا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات کے قریب ہونی چاہیے اگرچہ ہر باب کے بعد مزید چند سادہ صفحے اندراج کے لیے چھوڑے ہوئے تھے۔ خدا کرے مفتی اعظم کے خاندان میں محفوظ ہو۔ ڈاکٹر مفتی عبدالنعیم عزیزی کو متوجہ کیجیے۔ اگر انھیں اس مجموعہ تعلیقات کی زیارت ہوجائے تو اس کے دوچار صفحات کا عکس لے لیں۔ اس کے مندرجات پر ایک مضمون لکھ کر آپ کو بھیج دیں۔ انھیں اس موضوع سے دلچسپی بھی ہے۔ ۱۰ مئی اور ۲۲ مئی کے آزمائشی کارڈ ملے تھے، ایک ہی دن دونوں کے جوابات ۳۰ مئی کو دے دیے تھے، ملے ہوں گے۔

آپ کے علامہ صاحب بہت کم عمر ہیں، کچھ دن پہلے انھوں نے شادی کی ہے، 'جہانیاں جہاں گشت' ہیں، لیکچرر تھے اب کئی سال سے ریڈر ہیں ساتھ ہی ساتھ ایک ہال کے پرووسٹ ہوگئے ہیں۔ سو دو سو لڑکوں کے مسائل انھیں حل کرنے ہوتے ہیں اس لیے وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مصروف رہتے ہیں، اب پھر مفقود الخبر ہوگئے ہیں۔ نہ اس طرف آئے اور نہ ٹیلی فون کیا۔ ملیں گے تو کہوں گا کہ آپ کا جلد کام کرادیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۵۱﴾

علی گڑھ، ۱۸رجون ۱۹۹۷ء

محترمی! السلام علیکم

مکتوب مورخہ ۸رجون کل شام کو ملا۔ آج صبح پہلا کام یہ کر رہا ہوں کہ آپ کو جواب لکھ رہا ہوں۔ میں نے آپ کو خطوط لکھے ہیں ممکن ہے کہ ۸رجون کے بعد پہنچے ہوں۔ 'تذکرہ رحمان'، 'دلائل الخیرات' اور خلیل رانا صاحب کی کتابوں کی رسید بھیج چکا ہوں۔ رانا صاحب کو ۶رجون کو علیحدہ سے شکریے کا خط لکھ دیا تھا۔ ملک العلماء کے مکتوبات بنام اعلیٰ حضرت اگر محفوظ رکھے گئے تو بریلی میں ہوں گے۔ ان کے مکاتیب گرامی جن کے عکس آپ نے طلب فرمائے ہیں، سب چھپ چکے ہیں اور آخری مرتبہ آپ ہی نے 'حیات اعلیٰ حضرت' کے تیسرے جزو میں چھاپے ہیں۔ ان خطوط کا عکسی ایڈیشن نکالا جا سکتا ہے۔ حسین امام کے ذمے میرے بھی دو خطوں کے جواب باقی ہیں۔ ہر شخص مصروف ہے کیا کیا جائے۔

علوی کل صبح آئے تھے کہتے تھے اب کا کوری جاؤں گا تو پتا چلے گا کہ کتاب کی طباعت کس منزل پر ہے۔ وہ کہتے ہیں بمبئی سے انھیں جو تحفہ ملا تھا اس کی رسید انھوں نے بھی بھیج دی ہے اور آپ کو بھی اطلاع دے دی ہے۔ آپ کے خط میں اس کا ذکر نہیں، آپ کے بمبئی والے صاحب اچھا کام کر رہے ہیں، اچھی کتابیں چھاپ رہے ہیں۔

میں نے پروفیسر اسلم صاحب کو لکھا ہے کہ آپ موٹر کی سواری ترک کر کے پھر سائیکل چلانا شروع کر دیں یہ صحت کے لیے مفید بھی ہے اور اس طرح آپ حکیم صاحب محترم اور فاروقی صاحب کے پاس بھی آ جا سکیں گے۔ گاڑی ان کا بیٹا ذفر چلاتا تھا، وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکہ چلا گیا ہے۔ ان کا خط 'تہذیب الاخلاق' میں دیکھا تھا، وہ کبھی ملیں تو ان سے ان کا ٹیلیفون نمبر لے لیجیے گا، کبھی کام آئے گا۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۵۱﴾

علی گڑھ، ۲۶رستمبر ۱۹۹۷ء

محترمی! السلام علیکم

مکتوب مورخہ ۹رجولائی 'جہان رضا' اگست کے ساتھ ملا جو آپ کے دوست نے اجمیر شریف سے روانہ کیا ہے۔ آپ نے اس شمارے کا کوئی پیکٹ لاہور سے بھیجا ہے یا بمبئی سے بھجوایا ہے تو وہ ابھی نہیں ملا۔ اجمیر میں نے رسید بھیج دی اور ان کا شکریہ ادا کر دیا۔ جن معاملات میں آپ مجھ سے مشورہ چاہتے ہیں بلا تکلف لکھیں۔

۲۳ر ماہ رواں کو آپ کا لفافہ مرسلہ ۱۶رستمبر موصول ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ میرے بھیجے ہوئے دونوں

خطوط آپ کو مل گئے۔

ڈورین احمد کی تاریخِ وفات معلوم ہوگئی ہے۔ مشفق خواجہ صاحب نے مرحمت فرمائی۔ اسلم صاحب یہ کریں کہ اپنا رسالہ تہذیب الاخلاق ضرور بھیجیں، اب تک تو کئی شمارے نکل چکے ہوں گے۔ مجھے صرف پہلا شمارہ ملا ہے۔ کئی ماہ ہوئے انھوں نے اپنے یہاں کی بعض مطبوعات بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا۔ پروفیسر غلام مصطفیٰ صاحب کے پوتے حافظ منیر احمد خاں کو جو آپ سندھ یونیورسٹی میں عربی کے لیکچرر ہو گئے ہیں، کچھ عربی مطبوعات کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا خط آیا ہے۔ علی گڑھ میں تو یہ کتابیں نہیں ملتیں۔ کتب خانہ رشیدیہ دہلی کو خط لکھا ہے لیکن اب یہ کتاب فروش بھی عربی کی کتابیں عرب ملکوں سے نہیں منگواتے اس لیے ان کی دستیابی یہاں مشکل معلوم ہوتی ہے۔ فہرست کی نقل بھیج رہا ہوں۔ لاہور میں یہ کتابیں کہاں مل سکتی ہیں اس کی اطلاع آپ سے زیادہ کس کو ہوگی۔ جو کتابیں مل سکیں ان کی قیمت سے ڈاکٹر صاحب کو مطلع کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ جو کتابیں بازار میں نہ ملیں ان کی زیروکس کاپی کرالی جائے۔ کم یابی بلکہ ان کتابوں کی نایابی کی شکل میں عکس خواہ ناگزیر ہوگا۔ اورینٹل کالج یا یونیورسٹی لائبریری میں بہت کتابیں مل جائیں گی اور لاہور میں عکس برداری ہو تو ڈاکٹر صاحب پر بار کم ہوگا۔ ممکن ہے سارے عکس ان کے کسی معتقد یا شاگرد کے ذریعے ان تک پہنچ جائیں۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کے لیے جو بھی ممکن ہو کیجیے۔

یاد آیا، میرے ایک کرم فرما شیخ نذیر حسین (اردو دائرۂ معارف اسلامیہ لاہور) اکثر خطوں میں عربی کی جدید مطبوعات کا ذکر کرتے ہیں۔ لاہور کے کتاب فروشوں کے ہاں ان کے وجود کی اطلاع دیتے ہیں۔ موقع ہو تو ان سے رابطہ قائم کر کے معلومات حاصل کیجیے۔ ان کے دفتر میں ٹیلی فون بھی ہوگا۔ ان سے ملاقات ہو تو یہ بھی پوچھیے گا کہ ضمیمے کی جلدیں جو وہ مرتب کر رہے تھے ان میں سے کوئی جلد شائع ہوئی ہے یا نہیں؟ ایک بات کا آپ بھی خیال رکھیں کہ میرے پاس دائرۂ معارف اسلامیہ لاہور کا مکمل سیٹ ہے۔ صرف جلد ۱۲ موجود نہیں، بہت کوشش کی اس کے حصول کی، اسلم صاحب اور شیخ صاحب کو بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ شیخ صاحب کہتے تھے کہ آؤٹ آف پرنٹ ہے، دوبارہ چھپے گی، غالباً اب تک اس کی نوبت نہیں آئی۔ آپ کو لاہور کے کسی کتاب فروش سے مل جائے تو ضرور خرید لیجیے۔ (جلد دوازدہم)

'جہانِ رضا' بابت اگست ۱۹۹۷ء جو میرے محترم جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی علمی و دینی خدمات پر بطور نذر پیش کیا گیا ہے موصول ہوا۔ مضامین نظم و نثر بہت توجہ اور شوق سے پڑھے۔ آپ نے یہ شمارہ شائع کر کے ہم سب کی طرف سے گویا فرضِ کفایہ ادا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری نے حکیم صاحب پر بہت اچھا مضمون لکھا ہے۔ میں انھیں کامیاب مصنف اور ممتاز نثر نگار سمجھتا تھا لیکن ان کے فارسی قطعات دیکھ کر ان کی نغز گوئی اور قادر الکلامی کا بھی اندازہ ہوا۔ حکیم صاحب قبلہ کی 'خود نوشت' بہت پسند آئی۔ کاش یہ اور مفصل ہوتی! مجبور رضوی صاحب کی نظم بھی دیکھی اور اصغر علی شاہ جعفری صاحب کے بارے میں آپ کا مضمون پڑھا۔ آپ نے بہت توجہ سے تحریر کیا ہے۔ آپ سے ایسے ہی اچھے مضمون کی توقع تھی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ

..نا کا تصنیف کردہ "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" اور بعض نعتیں ریڈیو پر اکثر سنتا تھا۔ یہ بات اب آپ کے مضمون سے معلوم ہوئی کہ ان کی ترویج میں حکیم صاحب قبلہ کی کوششوں کا دخل ہے۔ میں آپ کے ساتھ دعا میں شریک ہوں کہ حکیم صاحب کو اللہ تعالیٰ بہت دیر تک سلامت رکھے اور انھیں زندگی بھر صحت مند رکھے۔ 'مرکزی مجلس رضا' کی روئیداد سید عبداللہ صاحب قادری نے بہت اچھی لکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ 'مرکزی مجلس رضا' اب تک تقریباً سو کتب و رسائل شائع کر چکی ہے۔ آپ نے اس شمارے کے لیے ان کے والد محترم سید نور احمد قادری صاحب سے کوئی مضمون کیوں نہیں لکھوایا؟ حکیم صاحب پر وہ بہت توجہ سے مضمون لکھتے۔

والسلام

مختار الدین احمد

﴿۵۲﴾

علی گڑھ، ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۷ء

محبِ گرامی! السلام علیکم

آپ کا مرسلہ لفافہ ۵ اکتوبر یہاں ۱۳ کو ملا۔ آپ نے بہت کرم فرمایا کہ خطوط فوراً ڈاک کے سپرد کر دیے۔ معین الدین عقیل نہیں پروفیسر ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج لاہور کے نام وہ خط تھا جن کا پتا یہ ہے 'الوقار' ۵۰-اونز مال، لاہور ۵۴۰۰۰۔ شاید عجلت میں میں اس پر پتا لکھنا بھول گیا تھا۔ اب یہی شکل سمجھ میں آتی ہے کہ ایک کارڈ شمس الدین صاحب کو (B-124، سیکٹر A-11، گلشن عثمان نو رتھو، کراچی) لکھ بھیجیں کہ براہِ کرم سید معین الرحمٰن کا خط اس پتے پر بھیج دیجیے۔ کیا اچھا ہو اگر انھوں نے یہ خط آپ کو واپس بھیج دیا ہو کہ یہاں میں کسی 'معین الدین صاحب' سے واقف نہیں۔

ابھی خیال آیا کہ آپ کا وقت بچانے کے لیے میں ہی چند سطریں لکھ کر بھیج دوں کہ آپ ان کے نام روانہ کر دیں کہ آپ کو بہر حال لفافہ میں بھیجنا ہوگا، پوسٹ کارڈ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے یہاں نہیں ملتے۔ حالانکہ یہ بہت ضروری ہے۔ دو سطریں لکھنے کے لیے دو روپے آپ کیوں خرچ کریں۔ میں تو کارڈ پر بھی کبھی کبھی ۲۵-۳۰ سطریں لکھ دیتا ہوں۔ میری والدہ (اللہ ان پر رحمت و رضوان کے پھول برسائے) کا لکھا ہوا ایک پوسٹ کارڈ میرے پاس بہت دنوں تک محفوظ رہا۔ اس میں چالیس سطریں تھیں۔ یہ انھوں نے علی گڑھ بھیجا تھا جب میں یہاں انٹرمیڈیٹ کا طالب علم تھا۔ میں نے اس خط کی مکمل اشاعت کے لیے شاید لکھا ہو جو ملتان کی کانفرنس کے متعلق تھا۔ میرا خیال چھوٹا سا مضمون لکھ کر 'سیارہ' یا 'اوراق' کو بھیجنے کا تھا لیکن جب آپ کے نام کا خط طویل ہو گیا اور اس میں بہت سی باتیں آ گئیں تو میں نے مضمون لکھنے کا خیال ترک کر دیا۔ سوچا آپ کے یہاں چھپ جائے گا جب بھی بہت سے لوگ پڑھ لیں گے۔ لیکن آپ کا رسالہ چونکہ ایک دینی رسالہ ہے اس کے لیے سفرنامہ موزوں نہ ہو تو آپ میرے پاس بھیج دیجیے، میں اسے مضمون کی شکل دے کر 'معارف' کو بھیج دوں گا۔ خدا کے واسطے اسے گم نہ کیجیے گا۔

علوی کو آپ کا خط شعبے کے پتے پر بھیج دیا ہے۔ ان کا ٹیلی فون آیا کہ کتاب چھپ گئی ہے۔ تین نسخے بمبئی بھیج دیے ہیں۔ ساری کتابیں بمبئی بھیجنے میں بڑی قباحت ہے۔ دہلی جا کر پہنچا سکتا ہوں۔

لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی!

پروفیسر محمد اسلم صاحب کے رسالے کا صرف پہلا شمارہ مجھے ملا ہے۔ آپ ان سے اب تک کے سارے شمارے لے کر از راہ کرم بھیج دیں۔ مدتوں سے ان کا خط نہیں آیا۔ ان کا ٹیلی فون نمبر آپ کے پاس ہو تو ان سے کہیے کہ وہ خط لکھ کر آپ کو بھیج دیں۔ آپ اپنے لفافہ میں روانہ کر دیں۔ ان کے ادارے کی تازہ مطبوعات سے بھی مطلع فرمایئے۔ 'دائرہ معارف اسلامیہ' کی جلد دوازدہم شیخ نذیر حسین صاحب سے تو نہیں مل سکے گی۔ میں انھیں کئی بار لکھ چکا ہوں اور لاہور میں ان سے ایک بار کہہ بھی چکا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسٹاک میں نہیں ہے اور دوسرے ایڈیشن کی نوبت نہیں آئی۔ آپ کسی کتب فروش سے حاصل کر لیں تو کر لیں ورنہ تو مجھے اس کے ملنے کی زیادہ توقع نہیں ہے۔

حکیم صاحب قبلہ کے کتب خانے کی فہرست کی دوسری جلد بھجوا کر ممنون کیجیے۔ عرس اعلیٰ حضرت پر بریلی شریف میں آپ کی متوقع آمد پر خوشی ہوئی۔ علی گڑھ ضرور آیئے سرسید کی یادگار ایک نظر دیکھ جایئے۔ حضرت مولانا سید سلیمان اشرفؒ کی قبر کی زیارت کیجیے فاتحہ پڑھ لیجیے۔ خانقاہ برکاتیہ کے چشم و چراغ شاہ محمد امین مارہروی، حکیم خلیل احمد جائسی اور مولانا سید ظہیر احمد زیدی (تلمیذ صدر الشریعہ) یہیں تشریف فرما ہیں اور ہاں میں بھی یہیں ہوں۔ حافظ منیر احمد خان کو جن عربی کتابوں کی ضرورت ہے ان کے بارے میں شیخ نذیر حسین صاحب آپ کو صحیح اطلاع دے سکتے ہیں۔ یہ تو عربی ادب کی مشہور کتابیں ہیں اور اُمہات کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صدر شعبہ عربی اس کتاب فروش کا پتا بتا سکتے ہیں جہاں سے یہ کتابیں مل سکتی ہیں۔ اگر یہ کتابیں جامعہ سندھ کے نصاب میں شامل ہیں تو حیدرآباد، کراچی میں بھی مل سکتی ہیں لیکن نہیں ملتی ہوں گی اسی لیے ڈاکٹر صاحب نے مجھے لکھا اور اب میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ اُمید ہے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

—— ﴿۵۴﴾ ——

علی گڑھ، ۸ر نومبر ۱۹۹۷ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب! السلام علیکم

کل ایک ضخیم پیکٹ اور آپ کے دو گرامی نامے ملے ممنون و مسرور ہوا۔ 'دائرۃ المعارف' کی جلد دوازدہم آپ نے خوب حاصل کی، میں تو مایوس ہو چلا تھا۔ اب میرا سیٹ مکمل ہو گیا۔ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ دوسرا ایڈیشن ہے یا پہلے ایڈیشن کا نسخہ ہے جو پنجاب یونیورسٹی بک ڈپو میں محفوظ تھا۔ پروفیسر اسلم صاحب اور شیخ نذیر حسین صاحب کو تو یہی لکھتے اور بوقت ملاقات کہتے رہے کہ اب بک ڈپو میں کوئی نسخہ اس جلد کا موجود نہیں۔ مجھے

حیرت ہوتی تھی کہ جب سب جلدیں موجود ہیں تو یہ بارہویں جلد کیوں نہیں ملتی۔ اس میں ایسی کیا خاص بات ہے جو سب فروخت ہوگئی اور بقیہ جلدیں باقی بچ گئیں۔ میرا خیال تھا کہ مجلد نسخے ختم ہوگئے ہوں گے اور کارکنان جلد ۱۲ کے فرمے مجلد کرانے سے کسی وجہ سے پہلوتہی کرتے رہے ہوں گے۔ اس لیے کہہ دیتے ہوں گے کہ کوئی نسخہ موجود نہیں۔ الحمدللہ آپ کی سعیِ پیہم سے یہ جلد حاصل ہوگئی۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ حکیم صاحب کی مرسلہ کتاب بھی ملی، انھیں شکریے کا خط لکھ دوں گا اور موقع ملا تو میاں جمیل احمد صاحب شرق پوری کو بھی لکھوں گا۔

'جہانِ رضا' کے دس نسخے ملے، اس شمارے کا خط جلی ہے، اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ کتاب کے لیے موزوں ہے، رسالے کے لیے تو وہی باریک خط بہتر ہوگا جس میں زیادہ مواد سما جائے۔ قارئین کے خطوط اگر آپ شائع کریں تو ایڈیٹر کا حق بھی تصرف میں لائیں۔

یہ آپ نے لوگوں کے ٹیلی فون نمبر خوب چھاپے مگر میرا نمبر غلط چھپ گیا ہے۔ صحیح وہی ہے جو آپ نے میرے لیٹر ہیڈ پر چھاپا ہے یعنی 403517۔ کسی موقع پر اگر آپ اپنے رسالے کے مضمون نگاروں اور کچھ عام لوگوں کے ڈاک کے پتے چھاپ دیں تو لوگوں کو ایک دوسرے سے خط کتابت میں آسانی ہو جائے گی۔ اب میں مفتی رجب علی صاحب نان پارہ کو خط لکھ کر ان سے ملک العلماء کے خطوط کے عکس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے کہ ملک العلماء کے نام ان کے کچھ خطوط مجھے ملے ہیں مگر صحیح پتا معلوم نہ ہونے کے سبب انھیں اب تک نہ لکھ سکا۔ آپ پتے چھاپیں تو نام حروفِ تہجی کے حساب سے 'الف' سے شروع کر کے 'ی' تک یا بہتر ہو کہ انگریزی میں چھاپیں A سے Z تک۔ انگریزی میں چھاپنے سے پتے کی صحت کا زیادہ امکان ہے۔

'بیان المعراج' کا انتظار رہے گا۔ خدا کرے وقت پر چھپ جائے۔ کوئی حرج نہیں اگر کاغذ اس میں ہلکا لگایا جا رہا ہے۔ رسالہ کسی طرح چھپتا رہے۔ یہی بہت ہمت کی بات ہے۔ کسی کو موقع ملے تو ساری تقریریں کتابی شکل میں اچھے کاغذ پر چھاپ لے گا۔ یہ سب آپ کی توجہات کا نتیجہ ہے کہ رسالے چھپ چھپ کر شائع ہو رہے ہیں اور لوگ فیض اٹھا رہے ہیں۔

شیخ منظور الٰہی صاحب بڑی خوبیوں کے آدمی ہیں، بہت لائق آدمی ہیں اور بہت اچھے مصنف و انشا پرداز، اور پھر مصروف لیکن مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور طویل خط لکھا کرتے ہیں۔ ابھی چند دن سے ایک خط کا جواب نہ لکھ سکا تو اس خط کی زیروکس کاپی انھوں نے بھیج دی۔ تقریباً ہر خط میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ لاہور نہیں آتے۔ آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ فارسی شعروں کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے ہیں۔ انھیں کثرت سے اشعار یاد ہیں۔

خوشی ہوئی تھی اس اطلاع سے کہ صفر المظفر میں آپ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ اب افسوس ہوا کہ فی الحال آپ سفرِ بریلی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ دار العلوم نعمانیہ کی تاریخ کی ترتیب بھی بہت اہم کام ہے۔ اس وقت بوجہ احسن آپ ہی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ اب کاغذ بھر گیا۔ خط ختم کرتا ہوں۔ خدا آپ کو

خوش وخرم رکھے اور ہمیشہ صحت مند و توانا رکھے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۵۵﴾

علی گڑھ، ۱۳ر جنوری ۱۹۹۸ء

محترمی و مکرمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مورخہ ۲ر جنوری کا خط ابھی ملا۔ اس طرف کانفرنسوں، سیمیناروں اور دوسرے مکروہات میں پھنسا رہا۔ اس لیے یہ ضرور ہے کہ زیادہ خطوط نہیں لکھ سکا لیکن ایسا ابھی نہیں کہ دو مہینے میں میں نے کوئی خط نہ لکھا ہو۔ اب دیکھیے آج بلکہ ابھی آپ کا خط موصول ہوا تو فوراً خط لکھنے بیٹھ گیا اور خط ابھی براہ راست آپ کو بھیج رہا ہوں کہ جلد از جلد مل جائے۔

'جہانِ المعراج' نمبر ۳ کے ۳۹ نسخے ۱۰ر دسمبر کو ملے اور میں نے رسید اسی دن بھیج دی۔ میں نے حسنِ طباعت کی تعریف کی اور آپ کا شکریہ ادا کیا تھا۔ آپ کی توجہات کی برکت سے حضرت ملک العلماء کے رسائل برابر شائع ہو رہے ہیں۔ خدا آپ کو اور آپ کے رفقاء کو جزائے خیر دے۔ حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے لیے برابر دعا گو رہتا ہوں۔ اُن کی سرپرستی میں آپ کا ادارہ اعلیٰ حضرت اور ان کے خلفاء و تلامذہ کے آثار چھاپ کر محفوظ کر رہا ہے اور خلق خدا کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

مولوی شمس الضحیٰ نے جو ملک العلماء کی رجبی شریف کی تقریر 'مِن' پر چھاپی تھی اس کی اشاعت مفید ہوگی۔ ایک تو یہ کہ وہ اب نایاب ہے اور دوسرے آپ کا سلسلہ مکمل ہو جائے گا۔ آپ نے اگر نہیں شائع کیا تو علمی و دینی ذوق رکھنے والے لوگ 'مِن' کی تفسیر اور تشریح کہاں ڈھونڈتے جائیں گے۔ آپ اسے ضرور شائع کریں۔ مجھے تو یاد آتا ہے کہ جو تقریریں ملی تھیں ان سبھوں کے عکس آپ کو روانہ کر دیے تھے۔ اب غیر مطبوعہ مواد دیکھ کر تحریر فرمائیں کہ آخر تحریر کس لفظ تک اور کس سال تک کی آپ کو مل گئی ہے تاکہ میں آگے کے مسودات تلاش کروں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ عزیزی محمد شاہد اقبال صاحب نے مزید چند لیکچر کمپوز کروا لیے ہیں جن کی تفصیلات ایک سابقہ خط میں درج ہیں، عرض ہے کہ آپ کا یہ خط غالباً مجھے نہیں ملا۔ براہ کرم تفصیلات پھر بھیج دیجیے تاکہ میں کتب خانے میں مسودات تلاش کروں۔ 'الخیرات الحسان' نکال کر سامنے رکھ لی ہے، ابھی تک مصروفیات کی وجہ سے اس کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہیں مل سکا لیکن اب بہت تاخیر ہو گئی ہے۔ ان شاء اللہ اب یہ کام جلد کروں گا۔

ہاں صاحب مکتوبات ملک العلماء چھپ جائیں تو خوب ہو لیکن آپ کیا التزام کر سکیں گے کہ جتنے اوراق 'جہانِ رضا' میں چھپتے جائیں آپ ان کے دو سو اڑھائی سو یا پانچ سو فرمے فاضل چھپواتے جائیں جو بعد میں جمع کر کے کتابی شکل میں آپ شائع کریں۔ یا اس شکل میں تردداتِ زیادہ ہوں گے اور آپ یہ پسند فرمائیں گے کہ ایک بار رسالے میں چھپ جانے کے بعد پھر تصحیح و اغلاط، ترمیمات اور اضافات کے ساتھ کمپوز ہو کر

کتابی شکل میں شائع کیے جائیں۔ اپنی رائے سے مطلع کیجیے۔ مجھے تو دوسری شکل بہتر معلوم ہوتی ہے۔ ابھی تو مختلف احباب کے نام متفرق خطوط چھپ سکتے ہیں۔ کتابی شکل کے لیے تو ضرورت ہے کہ سارے خطوط مکتوب الیہم کے اسمائے گرامی کی ابجدی ترتیب سے شائع کیے جائیں۔ یہ تحریر فرمائیے کہ ہر صفحے کے نیچے فٹ نوٹ کمپوز کروائیں گے یا آخر میں۔ ہر صفحے کے نیچے فٹ نوٹ لکھنے اور چھپوانے اور پڑھنے میں بھی آسانی ہوگی۔ یہ کاغذ جس پر آپ نے موجودہ خط تحریر فرمایا ہے بہت باریک ہے۔ براہ کرم اپنا چھپا ہوا رائٹنگ پیڈ استعمال فرمائیے۔ موسم اس زمانے میں بھی یہاں ناہموار اور غیر معقول ہے۔ آج اچھی دھوپ نکلی ہے، باہر لان میں بیٹھ کر آپ کو یہ خط تحریر کر رہا ہوں۔

معلوم نہیں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب سفر سے واپس آئے یا نہیں۔ ان کا کوئی خط نہیں آیا۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب کا خط آیا تھا اسے آئے ہوئے کچھ دن ہو گئے ہیں۔ جواب لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اب لفافہ بند کر کے ڈاک گھر بھجواؤں گا اور ظہر پڑھ کر اسی لان میں قرآن شریف تلاوت کروں گا۔ کل ۲۲ پارے ہو گئے، مصروفیات کے باوجود دو پارے روز کا اوسط ہے۔ میرے پاس اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اور تفسیر نعیمی کا وہ ایڈیشن ہے جو بڑی تقطیع پر چھپا تھا۔ یہ ذرا وزنی ہے۔ بمبئی سے مولوی سعید نوری صاحب تشریف لائے تھے۔ وہ وہاں رسالہ بھی چھاپتے ہیں اور سنی لٹریچر بھی۔ انھوں نے اپنے یہاں سے حمائل بھیج دیا تھا۔ یہ ترجمے کے ساتھ ہے لیکن بہت باریک ہے۔ آنکھوں پر زور پڑتا ہے خاص طور پر ترجمہ پڑھتے وقت۔ یہاں علی گڑھ شہر میں کتابوں کی دکانیں غیر مسلم حضرات کی ہیں۔ وہ چھوٹی بڑی تقطیع کے مصحف اور حمائل اور دلائل الخیرات سب کچھ رکھتے ہیں۔ ایک دن میری بیگم صاحبہ شہر جانے لگیں تو میں نے کہا کہ میرے واسطے اوسط درجے کا مصحف پاک لیتی آئیں جو وزنی نہ ہو لیکن ترجمہ اعلیٰ حضرت ہی کا ہو۔ وہ کہتی ہیں کہ انھیں تعجب ہوا ہندو دکاندار نے ان سے پوچھا کہ ترجمہ آپ کو کس کا چاہیے۔ وہ فاتحہ نیاز والے بڑے مولانا صاحب کا یا دوسرے مولانا صاحبان کا۔ انھوں نے کہا فاتحہ نیاز والے مولانا صاحب کا۔ اس نے اعلیٰ حضرت کا ترجمے والا قرآن انھیں پیش کر دیا۔ ہدیہ بہت مناسب۔ یہ حضرات تجارت کا ہنر جانتے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۵۶﴾

علی گڑھ، ۵ر فروری ۱۹۹۸ء

فاروقی صاحب مکرم! السلام علیکم

مؤرخہ ۲۵ر جنوری، ۶ر فروری کو موصول ہوا۔ آپ عزت افزائی فرماتے ہیں کہ خطوط اس قدر پسند فرماتے ہیں۔ میں تو کثرت سے اور قلم برداشتہ خطوط لکھا کرتا ہوں اور عام طور پر عجلت میں کہ خیال رہتا ہے ڈاک نکلنے کا وقت قریب ہے۔ زندگی میں پچاس ساٹھ ہزار خطوط تو ضرور لکھے ہوں گے۔ آپ کو اگر پسند آتے ہیں تو اس کی ایک وجہ شاید یہ ہو کہ مختلف الطبائع اور مختلف ذوق کے احباب سے میری خط کتابت ہے

اور انھیں مختلف موضوعات پر لکھتا رہتا ہوں۔ یہ طبقہ بہت وسیع ہے۔ ہندستان، پاکستان، بنگلہ دیش، شرق اوسط، یورپ، امریکہ میں میرے مکتوب الیہم پھیلے ہوئے ہیں۔ خود پاکستان کے متعدد شہروں میں میرے ملنے والے، میرے جاننے والے ہیں جو مختلف حلقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ مرسلہ خطوط پر ایک نظر ڈال لیا کیجیے کہ یہ مختلف ذوق کے لوگ ہیں اور ان کے نام کے خطوط کے موضوعات میں تنوع ہے۔ آپ شاید انھیں دلچسپ پائیں۔

مولوی شمس الضحیٰ بہار کے رہنے والے ہیں، لاہور چلے گئے تھے مدت سے ان کا پتا نہیں۔ جن صاحب کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ شاید دوسرے صاحب ہیں، لیکن پتا چلایئے خدا کرے آپ کی اطلاع صحیح ہو۔

آپ کا رجسٹرڈ پارسل تو مل گیا تھا جس میں دلائل الخیرات کے دو نسخے تھے، ایک آپ کے شکریے اور دعاؤں کے ساتھ بیگم صاحبہ نے قبول فرمایا اور اسے سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا اور دوسرا علوی صاحب کے لیے ہے جن پر چار پانچ ماہ سے نگاہ نہیں پڑی ہے۔ ان کا نسخہ محفوظ رکھا ہوا ہے۔

مکتوبات ملک العلماء کی اشاعت کی تجویز پسند آئی۔ خیال رکھوں گا، ایک مجموعہ ان خطوط کا بھی مرتب ہو سکتا ہے جو علمائے اہل سنت، مشاہیر ہند و پاک، ان کے احباب و تلامذہ نے انھیں لکھے ہیں۔

'تہذیب الاخلاق' (لاہور) کا مرسلہ شمارہ مل گیا تھا۔ میں نے اسلم صاحب سے اور طلب کیے تھے وہ نہیں آئے۔ فاروقی صاحب! میری حیثیت صرف یہی رہنے دیجیے کہ عربی کا یونیورسٹی میں استاد رہا ہوں، علی گڑھ اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی، اُردو اور فارسی ادب سے شوق رکھتا ہوں اور اسلامیات سے دلچسپی۔ میں اس میں خوش ہوں، ہاں مشاہیر علماء اور اپنے بزرگوں سے محبت و عقیدت رکھتا ہوں۔ میں اتنے ہی میں مگن ہوں اور جسے آپ جیسا مخلص اور قدر شناس مل جائے اسے اور کیا چاہیے۔ دیکھیں یہ خط آپ کو کب ملتا ہے؟ خیر و عافیت کا طلب گار۔

مختار الدین احمد

﴿۵۷﴾

علی گڑھ، ۱۰ر مارچ ۱۹۹۸ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم!

کارڈ مورخہ ۱۲ر فروری ۲۳ر کو اور مورخہ ۲۵ر مارچ ۶ر تاریخ کو موصول ہوا۔

میں نے آپ کی فرمائش نوٹ کر لی ہے کہ مکاتیب ملک العلماء مجھے مرتب کرنے ہیں، ابھی تو فکر ہے کہ پہلی فرصت میں جواہر البیان دیکھ کر آپ کو بھیج دوں۔ مواہب ارواح القدس کا موضوع بھی بہت اہم ہے، اسے بھی شائع ہونا چاہیے۔

خطوط لکھنے پر میرا خاصا وقت صرف ہوتا ہے، یہ تو آپ کو اندازہ ہوگا۔ کبھی مفصل خط لکھتا ہوں تو اچھا خاصا کام کا وقت اس عمل میں صرف ہو جاتا ہے۔ میرے تعلقات بہت وسیع ہیں اور میری دلچسپیاں بھی متنوع

قسم کی ہیں اس لیے اطراف و اکناف سے خاصے خطوط آتے رہتے ہیں اور چونکہ سبھوں کو جواب دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور جلد از جلد، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصل کام رہ جاتے ہیں اور دوسرے متفرق کاموں میں سارا یا بیشتر وقت نکل جاتا ہے۔ بہر حال آپ کو ایک مفصل خط لکھا ہے جسے دوسرے خطوں کے ساتھ آپ کی خدمات میں ۳ مارچ کو رجسٹری سے بھیجا ہے اور کچھ مقالات و تحریرات کے عکس ۲۷ فروری کو روانہ کیے ہیں۔ اب آپ سے تفصیلی خط کا انتظار ہے۔ 'جہانِ رضا' کا بھی منتظر ہوں۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۸)

علی گڑھ، ۱۹ مارچ ۱۹۹۸ء

محبِ گرامی، السلام علیکم!

آج سہ پہر کو علی گڑھ کے شعبۂ اردو میں ہندستان بھر کے شعبۂ اردو کے کوئی پچاس نوجوان اساتذہ کی مجلس میں شمالی ہند کی قدیم ترین اردو نثر کی کتاب کربل کتھا (فضلی) پر لیکچر دے کر گھر واپس آیا تو ڈاک میں آپ کا مرسلہ پیکٹ رکھا ہوا ملا۔ بہت شوق سے کھولا اور بڑی مسرت سے آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۱ مارچ اور مرسلہ مطبوعات دیکھیں۔ اعلیٰ حضرت اور علمائے اہلِ سنت کے رسالے آئندہ بھیجیں تو اگر ممکن ہو تو ان کے دو نسخے بھیجا کریں۔ مولوی جمیل اختر رضوی ایک صاحب قصبہ پارا ضلع کانپور میں چھوٹے سے تاجر ہیں، انھیں اعلیٰ حضرت اور علمائے اہلِ سنت کی تصانیف جمع کرنے کا شوق ہوا ہے۔ وہ تحریکِ تلاشِ کتبِ رضویہ کے ناظم ہیں۔ اپنی محدود آمدنی سے بڑی رقم کتابوں کی تلاش، خرید و عکس پر خرچ کرتے ہیں۔ کئی سو کتب و رسائل انھوں نے جمع کر رکھے ہیں اور مزید تلاش جاری ہے۔ انھیں کتب و رسائل بھیجا رہتا ہوں۔ ان کا پتا یہ ہے۔ قصبہ پارا ضلع کانپور ۲۰۹۳۱۱ (یوپی) ہندستان۔ 'الصارم' اور 'تذکرۂ کافی شہید' انھیں بھیج رہا ہوں۔ پھر بھی یہ دونوں رسالے آپ مجھے بھیج دیں گے۔

یہ خط اس اطلاع کے لیے بھیج رہا ہوں کہ پرسوں ۲۱ مارچ کو یہاں سے تین احباب جشنِ سرسید میں شرکت کے لیے کراچی جا رہے ہیں۔ ایک ہفتے کے بعد تین دن کے لیے لاہور جائیں گے اور جاوید طفیل صاحب مدیر 'نقوش' کے یہاں ٹھہریں گے۔ آپ خطوط و کتب ان کے ذریعے بھیج سکتے ہیں۔ لیکن یہ لکھ دوں کہ ان میں ایک صاحب مرفوع القلم ہیں۔ آپ کی مرسلہ کتابیں اور خطوط بھول آئیں اور کہاں دے آئیں معلوم نہیں، دوسرے صاحب جو انگریزی کے استاد ہیں وہ خطوط کا بار اٹھا سکتے ہیں اور بس ان کے ہاتھ کتابیں نہ بھیجیں۔ تیسرے صاحب جو ادبیات کے استاد ہیں اور لاہور آتے جاتے رہتے ہیں وہ باہمت آدمی ہیں۔ خطوط لا سکتے ہیں اور کتابیں بھی۔

ملک العلماء کی رجبی کی تقریریں بھیج دیجیے۔ میں ایک نظر ڈال لوں گا اور ان تقریروں کا اچھا عکس بنا کر بھیج دوں گا۔ آپ نے فاضل بریلوی پر یہ میرا مضمون پسند کیا، محنت سوارت لگی۔ آپ نے کمپوز کرالیا ورنہ کہتا۔

ہر جگہ ناموں کے ساتھ تعظیمی الفاظ بڑھا دیجیے۔ یہ شمارہ زیادہ تعداد میں بھیجیے۔ بعد کو کچھ ترمیم واضافہ کر دوں گا۔ پھر آپ چاہیں تو کتابی شکل میں شائع کر دیں۔ 'مشرقی اور سمت قبلہ' بھی کہیں چھپوا دیں بہت قیمتی علمی رسالہ ہے۔ میں نے بھی توجہ سے تمہید لکھی ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۵۹﴾

علی گڑھ، ۲۷ر مارچ ۱۹۹۸ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

مورخہ ۱۱ر مارچ وصول پا کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے نسبتاً مفصل لکھا ہے مطبوعہ مضامین اور خطوط کے پیکٹ کی رسید بھی ملی۔ فاضل بریلوی پر تو مضمون کی آپ نے کمپوزنگ کرائی لیکن شاید ایک بات نظر انداز ہوگئی۔ میں نے لکھا تھا کہ یہ مضمون اصل میں ایرانی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے لیے لکھا گیا تھا اور مقالہ لکھنے میں ان کے بنائے ہوئے اصول اور ضابطوں کا لحاظ رکھا گیا تھا اور اسی طرح مسلم یونیورسٹی کے رسالے 'فکر ونظر' میں بھی چھپا۔ آپ شائع کرتے وقت حضرت مولانا وغیرہ کا اضافہ کر دیتے تو اچھا تھا۔ اس لیے کہ آپ کے قارئین عام قارئین سے مختلف ہیں جو چیز جب کتابی شکل میں آپ شائع کریں گے اس وقت خیال رکھیے گا۔ ممکن ہے میں کچھ اضافے بھی کر دوں۔ خوشی ہوئی کہ فاضل بریلوی پر یہ مضمون آپ کو پسند آیا۔ آپ لوگوں کو تو پسند آنا ہی لیکن یہاں ایسے حلقوں میں پسند کیا گیا ہے جن سے داد پانے کی توقع بہت کم تھی۔

ملک العلماء کی جو تقریر پڑھی نہیں جا رہی ہے کمپوزیٹر نے اس کی نشاندہی فرمائی کہ دوسرا صاف عکس بھیجا جا سکے۔ فاضل بریلوی پر یہ میرا تیسرا مقالہ ہے۔ پہلا 'المیزان' بمبئی میں اس کے خصوصی شمارے میں چھپا تھا۔ دوسرا 'ملفوظات' پر تھا، اب اضافوں کے ساتھ پھر شائع ہو رہا ہے اور تیسرا یہی مضمون جو آپ کے زیر مطالعہ رہا۔ ایک دو مضمون اس موضوع پر اور ہو جائیں تو آپ کتابی شکل میں شائع کر سکتے ہیں۔

ایک کرم فرمانے 'مجمع الواصلین' کا آف پرنٹ منگوایا تھا بھیج رہا ہوں۔ ڈاک سے یا کسی معتبر ذریعے سے انھیں بھجوا دیجیے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

﴿۶۰﴾

علی گڑھ، ۹ر اپریل ۱۹۹۸ء

محترمی! السلام علیکم

عید کی تہنیت قبول فرمایئے۔ میری تحریرات پہنچی ہوں گی۔ اب جواب کا انتظار ہے۔ ممکن ہے آپ کا خط راستے میں ہو۔ کل اور آج عید کی تعطیل ہے، حکومت ہند کی طرف سے دفاتر بند ہیں اس لیے نہ کل ڈاک آئی نہ آج توقع ہے۔

ہاں صاحب آزمائشی کارڈ جو سرفیس میل سے بھیجتا تھا برابر آپ لوگوں کو مل رہا تھا۔ اب نہ معلوم کیا ہوگی پڑا کہ ایک ہی دن آپ کے اور نجم الاسلام صاحب کے نام کے کارڈ بغیر وجہ بتائے واپس آ گئے۔ یا تو اُجرت مزید بڑھ گئی ہے یا یہ کارڈ کسی ایسے بابو کے ہاتھ آ گئے جو صحیح اُجرت سے واقف نہیں، سوچا ہوگا کہ یہ ایک روپے میں خطا اتنی دُور کیسے پہنچ سکتا ہے۔ سوچا تھا انھیں لے کر جنرل پوسٹ آفس کے کسی ذمہ دار آفیسر سے مل کر صورت حال معلوم کروں اور شکایت کروں، پھر خیال ہوا یہ دردسری اور تضیع اوقات ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کچھ اور خرچ کر کے دونوں کارڈ آپ کو بھیج دوں۔ ایک آپ رکھ لیں اور ایک نجم الاسلام صاحب کو لفافے میں رکھ کر بھیج دیں۔ آج شام چند دنوں کے لیے حکومت بہار کے گورنر صاحب کی دعوت پر پٹنہ جارہا ہوں، واپس آ کر تفصیل لکھوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۷۱)

گورنمنٹ ہاؤس پٹنہ، ۱۸ر اپریل ۱۹۹۸ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

میں ۱۰ر اپریل سے پٹنہ میں ہوں اور ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی صاحب گورنر بہار کے ساتھ ٹھیرا ہوا ہوں۔ انھی کی طلبی پر یہاں آیا اور چند گھنٹوں کے بعد ایک نئی یونیورسٹی مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی پٹنہ کا پہلا وائس چانسلر مقرر ہوا۔ اسی شام کو گورنر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ سابق، حکومت بہار کے دوسرے وزراء، مجالس مقننہ کے اراکین، بہار کے مشاہیر، اور عربی و فارسی و اردو کے اساتذہ اور ان مضامین سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کی موجودگی میں یونیورسٹی کا افتتاح عمل میں آیا۔

میں اب تک راج بھون میں مقیم ہوں۔ ایک دو دن کے بعد عزت مآب ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی عازم بنگالہ ہوں گے، جہاں وہ گورنر ہو کر جارہے ہیں اور میں ایک عزیز کے یہاں فی الحال منتقل ہو جاؤں گا جب تک حکومت بہار میرا مستقر متعین نہ کر دے۔ صوبہ بہار کا میں پانچواں یا چھٹا مسلم وائس چانسلر ہوں یعنی بہار کی گیارہ یونیورسٹیز میں پانچ یونیورسٹیز کے وائس چانسلر مسلمان ہیں۔ عربی، فارسی یونیورسٹی کے قیام کا انتظام بھی صوبہ بہار میں ہوا۔ یہ دونوں اعزاز یہاں ہندوستان کے کسی اور صوبے کو حاصل نہیں۔ حیدرآباد میں مرکزی حکومت نے اردو یونیورسٹی قائم کر دی ہے۔ عربی فارسی اور اُردو یونیورسٹی تو قریبی ملکوں میں بھی جہاں تک مجھے علم ہے کہیں قائم نہیں۔ کچھ دن پہلے آپ کو ایک خط لکھا تھا ملا ہوگا، رسالے کا انتظار ہے۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۷۲)

علی گڑھ، ۱۵ر مئی ۱۹۹۸ء

مکرمی و محترم ! السلام علیکم

ایک ماہ پٹنہ میں قیام کے بعد مظہر الحق یونیورسٹی کے کام سے علی گڑھ آیا تو آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۶ راپریل ڈاک میں رکھا ہوا ملا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ مرسلہ کارڈ ابھی نہیں پہنچا، درود شریف کے دو نسخے ملے ایک بیگم صاحب کو پیش کیا گیا۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، انھوں نے کہا لاہور میں طباعت بہت خوبصورت ہوتی ہے، میں نے کہا جی ہاں لیکن وہاں کتابیں بہت بُری بھی چھپتی ہیں۔ اس نسخے کے حسن طباعت میں اصل میں پیرزادہ صاحب کا ذوق کام کر رہا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کا مجلہ دیکھا، قابل قدر ہے۔ 'تہذیب الاخلاق' کے دو شمارے بھی ملے، دیکھ کر بہت محظوظ ہوا۔

اب 'جہانِ رضا' کے تازہ شمارے کا انتظار ہے۔ مضمون چھپا تو یہاں تقسیم کرا دوں گا جس کے لوگ بڑے منتظر ہیں۔ نسخے زیادہ تعداد میں بھیجیں تو اچھا ہو۔ ۲۲ راپریل کو پروفیسر محمد اسلم صاحب کے نام ایک رجسٹرڈ پیکٹ بھیجا ہے، جس میں پٹنہ کے اخبارات کے کچھ تراشے ہیں۔ میں نے تاکید کی ہے کہ وہ آپ کو دکھا دیے جائیں۔ انھیں دیکھ کر یقین ہے آپ بہت خوش ہوں گے۔ اسلم صاحب نے اب تک رسید نہیں بھیجی اس لیے تردد ہے۔ رجسٹری کا نمبر ۱۹۲۸ ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا 'حیات ملک العلماء' کے کچھ مزید نسخے مطلوب ہیں، شاید اب باقی نہ بچے ہوں۔ مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کے کام سے اگلے ہفتے پھر جانا ہو لیکن اب خطوط، کتب و رسائل فی الحال علی گڑھ کے پتے پر ہی روانہ فرمائیں۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

یہ خط ابھی پوسٹ نہ ہو سکا تھا کہ آج ۱۶ رکو آپ کے دو کارڈ مورخہ ۲۳ راپریل اور ۶ رمئی ایک ساتھ ملے۔ کارڈ پر آپ عام طور پر ۵ روپے کا ٹکٹ لگاتے ہیں۔ یہ نرخ تو ہوائی کارڈ کا ہوگا پھر آپ اس پر بائی ایئر کیوں نہیں لکھ دیتے۔ ۲۳ راپریل کا کارڈ ۱۶ رمئی کو تو نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس پر یاد آیا مختار مسعود صاحب (کمشنر لاہور) جب کارڈ بھیجتے ہیں تو چار روپے کا ٹکٹ لگاتے ہیں اور اس پر بائی ایئر لکھ دیتے ہیں۔ آپ پر واجب ہے کہ اپنے شہر کے کمشنر کی اچھے فرماں بردار شہری کی حیثیت سے اتباع کریں۔

اگر ملک العلماء کی عربی تصنیف کا کوئی نسخہ ملا تو اطلاع دوں گا۔ میرے خیال میں کوئی ایسی مستقل کتاب محفوظ نہیں رہی جس پر کام کر کے کوئی ڈاکٹریٹ کر سکے۔ صحیح البہاری جلد اول کتاب العقائد ہے، پی ایچ ڈی کا کوئی طالب علم اس کی تصحیح و ترتیب کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر خالق داد صاحب کو بتا دیجیے گا۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر سابق صدر شعبۂ عربی کی نگرانی میں ایک اسکالر کا مقالہ پی ایچ ڈی کا رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے بھیجا تھا، میں نے اسی زمانے میں رپورٹ بھیج دی تھی اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس کا معاوضہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے حوالے کر دیا جائے۔ اس مضمون کا ایک خط رجسٹرار کو لکھ دیا تھا۔ نہ ڈاکٹر اظہر صاحب کا کوئی خط آیا نہ ان لوگوں نے معاوضہ آپ لوگوں کو بھیجا ورنہ آپ اس کا ذکر ضرور کرتے۔ ڈاکٹر خالق داد صاحب اور

موجودہ صدر شعبہ سے پوچھئے کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے تا کہ اس کے مطابق عمل کیا جا سکے۔

﴿۶۳﴾

علی گڑھ، ۲۰ رمئی ۱۹۹۸ء

مکرمی و محترمی! السلام علیکم!

پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب محترم کے ایک عقیدت مند محمد ظفر الدین صرف ان کی زیارت کے مقصد سے علی گڑھ سے حیدر آباد سندھ جا رہے تھے۔ ان کے ذریعے ایک خط بھیجا تھا، وہ پہلے ایک ہفتہ اسلام آباد ٹھہریں گے پھر کراچی جائیں گے۔ وہ آج دہلی سے روانہ ہوں گے، یہ خط آپ کو دو ہفتے کے بعد ہی مل سکے گا۔

ابھی آپ کا تحریر کردہ خط مورخہ ۱۰ رمئی اور مرسلہ پیکٹ موصول ہوا، ممنون ہوا۔ اس میں چودہ کے بجائے 'جہانِ رضا' کے چودہ شمارے نکلے اور ان میں بھی تین شمارے غلطی سے جنوری، فروری کے آگئے ہیں۔ گویا میرے پاس اپریل، مئی کے صرف گیارہ شمارے پہنچے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر مضمون آپ نے صحیح اور بڑے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ مولا آپ کو جزائے خیر دے۔ جس شخصیت پر مضمون چھپا ہے اس کی روح اسے دیکھ کر خوش ہوگی۔ شذرات کے آخری حصے نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، مفتی محمد حسین نعیمی اور دوسرے مرحومین پر آپ کے نوٹس جامع اور مفید ہیں۔ میں ہمیشہ آپ سے عرض کرتا رہا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ ان سوانحی نوٹس کی اہمیت لوگوں پر آہستہ آہستہ واضح ہوگی۔ 'تہذیب الاخلاق' کا شمارہ بھی ملا اور 'ادو رنگار' پر اشاعت خاص (مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۹۸ء) بھی، وہ پہلی فرصت میں پڑھوں گا۔

ملک العلماء کا مجموعہ خطوط ڈیڑھ دو سو صفحوں کا مرتب کروں گا بشرطیکہ آپ ویسا ہی خوبصورت چھپوائیں جیسا کہ آپ نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اللہ پر یہ مضمون چھاپا ہے۔ دوسری شرط فرصت ہے۔ آپ کو پروفیسر محمد اسلم صاحب سے معلوم ہوا ہوگا کہ مجھ پر ایک نئی ذمہ داری مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی پٹنہ (بہار) کی وائس چانسلر شپ کی آگئی ہے۔ ۱۰ اپریل کو میں اس کا وائس چانسلر مقرر ہوا اور اسی شام یونیورسٹی کی تنصیب عمل میں آئی جس میں بہار کے گورنر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ سابق، وزیر تعلیم، دوسرے محکموں کے وزراء، مجلسِ مقننہ کے اراکین، متعدد یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز، عربی فارسی اُردو کے نامور مشاہیر شریک ہوئے۔ کچھ یاد آتا ہے کہ آپ کو اس نئی ذمہ داری کی اطلاع دے چکا ہوں۔ میں ایک ماہ کے بعد یکا دمرکا علی گڑھ آیا ہوں، ضرورت ہوئی تو اسی سلسلے میں حیدر آباد جانے کا بھی ارادہ ہے۔ جدید عربی و جدید فارسی کے نصابات اور چار امتحانات کے قواعد و ضوابط تیار کرنے ہیں۔ خطوط علی گڑھ کے پتے ہی پر ارسال فرمایئے۔ یہ محفوظ پتا ہے اور پھر یہ کہ ضروری ڈاک یہاں سے برابر پٹنہ بھیجی جاتی رہی ہے۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب کو ۲۲ راپریل کو ایک رجسٹرڈ لفافہ بھیجا ہے جس میں کچھ اخبارات کے تراشے بھیجے ہیں تاکید کر دی تھی کہ آپ کو دکھا دیے جائیں۔ آپ کے پیشِ نظر خط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ کل اسلم صاحب کا ایک خط ایک دوست کے نام آیا ہے اس

میں رجسٹری شدہ پیکٹ کا کوئی ذکر نہیں۔ ان سے کہیے کہ اگر ان کے پاس اب بھی رجسٹری نہیں پہنچی تو ڈاک گھر سے استفسار کریں۔ رجسٹری نمبر 1928 ہے اور محصول ۳۷ روپے ادا کیا گیا ہے۔ آپ کا خط ابھی آیا اور ابھی جواب سپرد قلم کر رہا ہوں کہ آپ کو 'جہانِ رضا' (اپریل و مئی) کی رسید مل جائے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۶۴﴾

علی گڑھ، ۸ر مارچ ۱۹۹۸ء

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم

مورخہ ۲۲ر جون کا خط یہاں ۳۰ر کو مل گیا تھا لیکن علالت اور دوسرے مکروہات کی وجہ سے آپ کی خدمت میں کوئی عریضہ حاضر نہ کرسکا۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب کا امریکہ سے خط اور ٹیلی فون آیا تھا پھر ایک مشترک دوست عبدالوہاب سلیم خاں صاحب کے ذریعے یہ اطلاع کہ یکم اگست کو وہ ان کے یہاں نیویارک آرہے ہیں۔ یقین ہے کہ وہ نیویارک آگئے ہوں گے۔ امروز فردا میں ان کا ٹیلی فون آئے گا یا چند دنوں کے بعد خط۔ وہ لفافہ جس میں کچھ اخبارات کے تراشے تھے جن کے بارے میں ہدایت تھی کہ آپ کو دکھا دیے جائیں ان کے نام اور آپ کے نام ایک ایک خط تھا۔ رجسٹری سے انھیں پٹنہ سے ۲۲ر اپریل کو بھیجا گیا تھا۔ ڈاک گھر والے صحیح ڈاک کے نرخ سے واقف نہ تھے۔ انھوں نے ایک ۱۷ روپے کے بجائے ایک اور ۱۷ لے لیے یعنی ۳۴ روپے کے ٹکٹ لگوائے اور مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد رجسٹرڈ لفافہ واپس آ گیا کہ مکتوب الیہ کا پتا نہیں چلا۔ میری صرف یہ غلطی تھی کہ لفافے پر ۹۵۰- سمن آباد کے جگہ ۹۰۵- سمن آباد لکھ دیا تھا۔ لیکن اسلم صاحب سمن آباد میں مشہور ہیں۔ لفافہ ان تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔ میں نے ان کا خط اور لفافے کا ریپر انھیں امریکہ بھیج دیا ہے۔ آپ کے نام کا خط جو نسبتاً تفصیلی تھا اور تاریخ ۲۱ر اپریل کا لکھا ہوا تھا کہیں حفاظت سے رکھ دیا ہے۔ اس وقت تلاش پر نہیں ملا پھر بھی بھیج دوں گا اور اگر ڈاک کے روانہ ہوتے وقت تک مل گیا تو اسی لفافے میں پہنچے گا۔ حیرت ہے کہ 'جہانِ رضا' جس کے بارے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا ۲۲ر جون کی چھپ گیا ہے، کل روانہ ہوگا وہ ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ ہمارے یہاں ڈاک کی ہڑتال اگرچہ جزوی ہوئی تھی لیکن اس میں ڈاک بری طرح ضائع ہوئی ہے، اب دوبارہ بھیج دیجیے چند نسخے ہی سہی۔ مکتوبات کی طرف ابھی توجہ نہیں کرسکا۔ مصروفیات پہلے کیا کم تھی اب کچھ اور بڑھ گئی ہیں۔ بھائی سمت قبلہ والے مضمون کا کیا ہوا اس پر بہت محنت کی اس لیے توجہ خاص سے کام لیجیے۔ احباب و پرسانِ حال خاص طور پر حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ کی خدمت میں میرا سلام ضرور پیش کیجیے۔ آج آپ کے خط کو ملے ہوئے ایک ماہ تین دن ہوئے۔ سخت انتظار ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

﴿۶۵﴾

علی گڑھ، ۲۹ر اگست ۱۹۹۸ء

میرے محترم فاروقی صاحب! السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۸ اگست آج دوپہر کو ملا، جواب آج ہی لکھ رہا ہوں۔ اگرچہ یہ جواب پیر ہی کو روانہ ہو سکے گا، پیر ہی کو آپ کا خط علوی صاحب کو بھیجوں گا۔ آپ نسخوں کی تحدید کر دیتے تو اچھا تھا۔ 'القول الجلی' کے کتنے نسخے مطلوب ہیں؟ دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ اور تحفۂ درود شریف یہ نسخے آپ کی طرف سے بیگم صاحب کو پیش کیے بہت خوش ہوئیں اور آپ کو دعائیں دیں۔

خوشی ہوئی کہ رسالہ 'سست قبلہ' چھپنے والا ہے رسالہ تنویر السراج کے تو دو مجھے یاد آتا ہے کہ ابھی آپ کے پاس ہیں جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے۔ ایک کا تو پروف بھی میں نے دیکھا تھا۔ اس کے مسودے میں آپ نے ذیلی سرخیاں قائم کی تھیں جو مجھے بہت پسند آئی تھیں اور میں نے آپ کو لکھا تھا کہ دوسری تقریر پر بھی ایک نظر ڈال کر آپ ذیلی عنوانات لکھ دیں۔ مجھے تو یاد نہیں آتا کہ یہ دونوں تقریریں ابھی چھپی ہوں۔ جو تقریریں آپ نے چھاپ کر بھیجی ہیں وہ پانچویں رجب ۱۳۵۷ھ اور ساتویں رجب ۱۳۵۹ھ کی ہیں۔ یہی میرے سامنے رکھی ہیں۔ اگر ان کے علاوہ کوئی اور تقریر چھپی ہو تو اطلاع دیجیے۔ ایک سال کی تقریر مولوی شمس الضحیٰ نے لاہور سے چھاپی تھی اور یہی تقریر بعض طالب علموں نے گھوسی ضلع اعظم گڑھ سے شائع کی تھی۔ آپ نے بھی 'تنظیم نوجوانانِ اہلِ سنت لاہور' کی طرف سے شائع کرادی ہے۔ میں نے ایک عریضے میں تحریر کیا تھا کہ آپ لکھ بھیجیں کہ آخری تقریر کب کی ہے اور کس لفظ پر ہے تاکہ اس کے بعد کی تقریر کا مسودہ نکال کر اس کا عکس بنوا کر آپ کو بھیج دوں۔ اب توجہ فرمائیں۔ حافظ محمد شاہد اقبال صاحب سے کہیے کہ دو تقریریں پہلے چھاپ لیں پھر دوسری بھی بھیج دوں گا۔ آپ نے ۲ جنوری کے الطاف نامے میں تحریر فرمایا ہے کہ حافظ شاہد اقبال صاحب نے ملک العلماء کے چند مزید لیکچرز کمپوز کرالیے ہیں آپ کا مرسلہ رجسٹرڈ پارسل جس میں تحفۂ درود شریف اور 'جہانِ رضا' کے اس شمارے کے نسخے تھے جس میں آپ نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر میرا مضمون چھاپا تھا، وہ تو مجھے مل گیا تھا اس کی رسید بھی بھیج دی تھی، وہ غالباً آپ کو نہیں ملی۔ آپ یہ سمجھتے رہے کہ پارسل گم ہو گیا آپ کے دو کارڈ بھی ملے تھے لیکن دو خط ڈاک والوں کی ہڑتال کی نذر بھی ہوئے جس کا افسوس ہے۔ 'جہانِ رضا' کا یہ شمارہ اس مضمون کی وجہ سے سب کا سب تقسیم ہو گیا اب میرے پاس اپنی فائل کے لیے کوئی نسخہ نہیں ہے اگر ہو سکے تو چند نسخے مزید بھیج دیجیے۔

آج کے پارسل میں جون، جولائی اور اگست کے دو شمارے ملے۔ سب سے پہلے آپ کے اداریے پڑھے اور حسبِ معمول مفید اور فکر انگیز پائے۔ آپ کی تحریر بہت متوازن ہوتی ہے۔ دین کے معاملے میں سخت زبان استعمال کرنا کبھی ناگزیر ہو جاتا ہے لیکن میرا ہمیشہ ایسا خیال ہے کہ نرم لہجے میں گفتگو قلوب پر اچھا اور دیرپا اثر ڈالتی ہے۔ ہمارے صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین کا یہی طریقہ تھا۔ لاہور میں جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب اسی خوبی سے متصف ہیں۔ خدا انہیں تندرست رکھے اور ان کی عمر دراز کرے۔ اپنے وقت کے علماء، صوفیہ، مقررین اور معاصرین پر تاثراتی مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ان شماروں میں اس کمی کا احساس ہوا۔

جناب سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری اپنے مراسلے میں آپ سے پوچھتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر بنیادی کتاب حیات اعلیٰ حضرت کی باقی جلدیں بھی آپ نے چھپوانے کا وعدہ کیا تھا لیکن تا حنوز نہ چھپ سکیں، آخر یہ باقی جلدیں کہاں گئیں۔ انھیں زمین کھا گئی یا آسمان۔ آخر ماجرا کیا ہے؟''

ماجرا یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے برسوں کی محنت کے بعد 'حیات اعلیٰ حضرت' چار جلدوں میں ۱۳۶۹ھ/۱۹۳۸ء میں مرتب کی۔ پہلی اور دوسری جلد کا مسودہ علی الترتیب انھوں نے مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی کو اشاعت کے لیے کراچی بھیجا۔ انھوں نے پہلی جلد مکتبۂ رضویہ سے جولائی ۱۹۵۵ء میں شائع کی۔ (اسی کو آپ نے اپنے اہتمام میں تین حصوں میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے دوبارہ چھاپ کر عام کیا۔) دوسری جلد کے بارے میں مولانا مرحوم نے قلتِ وسائل کا شکوہ کیا اور لکھا کہ پہلی جلد کی آمدنی سے دوسری جلد اور اسی طرح ساری جلدیں چھاپ دی جائیں گی۔ غالباً سنیوں اور رضویوں کی بے حسی اور عدم دلچسپی کی بنا پر سید صاحب کے پاس اتنا سرمایہ بھی جمع نہ ہو سکا کہ وہ دوسری جلد کی اشاعت کا بیڑا اٹھاتے۔ کچھ دنوں کے بعد سید صاحب کا وصال ہو گیا۔ حیات اعلیٰ حضرت جب پاکستان میں نہیں چھپ سکی تو ہندستان میں ان دنوں کیا چھپتی!

کوئی تیس سال ہوئے ایک رات مولانا مفتی محمود احمد قادری بغیر کسی سابقہ تعارف کے علی گڑھ کے ایک سنی عالم اور طبیب حاذق جناب پروفیسر حکیم خلیل احمد صاحب جائسی استاد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی کو لے کر مجھ سے ملنے تشریف لائے۔ تعارف ہوا تو معلوم ہوا سنی رضوی عالم ہیں، حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد ہیں، مدرسۂ منظر اسلام بریلی کے تعلیم یافتہ ہیں اور مشہور عالم مولانا مفتی شاہ رفاقت حسین استاد مدرسہ کانپور کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی زیر تالیف کتاب تذکرہ علمائے اہل سنت کا ذکر بھی سن رکھا تھا۔ انھوں نے فرمایا 'حیات اعلیٰ حضرت' کا مسودہ دیکھنا چاہتا ہوں، انھیں دکھایا گیا پھر انھوں نے فرمایا آپ کی اجازت ہو تو میں اسے شائع کر دوں۔ حکیم صاحب نے اس کی تائید بلکہ سفارش کی، میں نے کہا سبحان اللہ، اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی کہ یہ سوانح عمری زیور طبع سے آراستہ ہو جائے۔ میں نے مشورہ دیا کہ جلد اول چھپ چکی ہے فی الحال اسے نہ چھاپیے دوسری جلد شائع کیجیے اور اس کا مسودہ وہ مجھ سے لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کا خط آیا کہ سلسلۂ کلام سمجھنے کے لیے اور جلدوں کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ کتاب کی چاروں جلدوں کا مبیضہ جو شاید ملک العلماء کے کسی شاگرد کے اپنے قلم سے تھا، ان کے حوالے کیا گیا۔ انھوں نے میرا مشورہ نہ مان کر جلد اول کی کتابت شروع کرا دی۔ چھوٹی تقطیع پر ۶۴ صفحوں کے پروف انھوں نے بھیجے۔ ان کے طول طویل حواشی مجھے پسند نہ آئے۔ میں نے لکھا کہ اس طرح تو یہ کتاب چار جلدوں کی جگہ آٹھ جلدوں میں تمام ہوگی۔ بہر حال اطمینان ہوا کہ کتاب چھپنی شروع ہو گئی ہے۔ پھر معلوم نہیں کیا افتاد اس پر پڑی کہ اس کی طباعت رک گئی۔ اس زمانے میں برابر ان سے خط کتابت جاری رہی پھر یہ آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ برسوں کے بعد بتایا گیا کہ اس کی کتابت کانپور میں ہو رہی ہے۔ مدت گزر گئی کتابت نے طباعت کی شکل نہیں دیکھی۔ استفسار حال کیا،

جواب نہ آیا، خطوط الکھتار یا جواب میں خاموشی رہی۔ پھر دہلی کے ایک رسالے میں اعلان ہوا کہ 'حیات اعلیٰ حضرت' پٹنہ سے بہت جلد شائع ہو رہی ہے۔ برسوں گزر گئے کتاب غیر شائع شدہ رہی۔ مولانا محمود میاں، عالم ہیں، مفتی ہیں، حامدی ہیں، پیر ہیں، وہ ضرور چاہتے ہوں گے کہ یہ کتاب چھپ کر پھیلے۔ عرض کیا گیا کوئی بات نہیں، مسودہ واپس بھیج دیجیے۔ یہ درخواست قابلِ اعتنا نہ ٹھہری۔ پروفیسر مسعود احمد مجددی، آپ اور کئی اصحاب اس کی اشاعت کے لیے تیار ہوئے اور مسودے کے بدلے انھیں کچھ رقم دینے کو بھی تیار ہوئے لیکن مفتی صاحب نے توجہ نہیں فرمائی۔ وہ چاہتے ہوں گے کہ جب وہ مسودہ مجھ سے مانگ کر لے گئے ہیں تو شائع بھی وہی کریں۔ یہ تکلف محض تھا انھیں اندازہ نہیں کہ سنیوں کا کس قدر نقصان انھوں نے کیا۔ تیس سال پہلے یہ کتاب چھپ جاتی تو اب تک اس کے متعدد ایڈیشن نکل گئے ہوتے۔ علمی و دینی دُنیا چودھویں صدی ہجری کے ایک منفرد عالم اور بے مثال مصنف سے کماحقہ متعارف ہوتی۔

حکیم خلیل احمد اور مولانا ارشد القادری نے مسودے کی واپسی کی بہت کوشش کی، کامیابی نہیں ہوئی۔ کئی سال ہوئے بہار کے مشہور سنی عالم علی احمد سیوانی صاحب اور میرے عزیز نسیم الحق صاحب ایگزیکیٹو انجینئر بہار دریافت حال کرنے ان کے گاؤں بھوانی پور (مظفر پور) جا پہنچے۔ وہ وہاں جا کر رمضان کے مہینے میں صبح سے شام تک ان کے گھر ملاقات کے لیے انتظار میں بیٹھے رہے، باریابی نہ ہو سکی۔ عصر کے بعد گھر سے رقعہ آیا، میری طبیعت علیل ہے۔ اگر آپ لوگ مسودہ حیات اعلیٰ حضرت کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں تو اطلاع دیتا ہوں کہ کتاب کانپور میں چھپ رہی ہے۔ اس بات کو بھی دس سال ہو گئے اور ہنوز روزِ اوّل ہے۔

کئی سال گزر گئے اب آپ 'جہانِ رضا' کے ذریعے علمی و دینی دُنیا کی آواز ان تک پہنچا ئیں کہ مصطفیٰ مسا مصطفیٰ، اب وہ براہِ کرم سنیوں اور رضویوں پر کرم فرما کر مسودہ مجھے واپس کر دیں یا حکیم محمد موسیٰ امرتسری کو یا آپ کو یا پروفیسر مسعود احمد صاحب مجددی کو بحفاظت تمام بھیج دیں۔ سارے سنی رضوی بھائی ان کے شکر گزار ہوں گے۔

تیس سال تک میں خاموش رہا اور اس بات کا منتظر رہا کہ مفتی صاحب کو اپنے فرائض کا احساس ہو گا، یا تو وہ کتاب شائع کر دیں گے یا مسودہ واپس بھیج دیں گے، لیکن آج سید صابر حسین شاہ صاحب کی مندرجہ بالا سطریں ('جہانِ رضا' جولائی، صفحہ ۵۱) دیکھ کر اور اسی رسالے کے اگست کے شمارے صفحہ ۱۹ میں آپ کے نام صاحبزادہ محمد الیاس قادری فاضلی صاحب (ملک وال گجرات) کے مکتوب گرامی کی یہ عبارت دیکھ کر یارائے صبر نہ رہا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں: "چند سال پیشتر آپ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت آٹھ حصوں میں مجلس رضا کی جانب سے طبع کرانے کا اعلان فرمایا تھا جن میں سے تین حصے پہلی جلد کے ملے باقی کیا ہوئے۔ غالباً انڈیا کے کسی مفتی نے تین حصے دبائے ہوئے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ کسی نے اس سے واپس لینے کی ہمت نہیں کی اور تو اور پروفیسر مختار الدین احمد صاحب قبلہ بھی بے بس نظر آتے ہیں اور بریلی شریف والے بھی خاموش ہیں۔ کیا وہ مفتی اتنا طاقتور ہے کہ کوئی ہمت والا اس سے کتاب بازیافت نہیں کروا سکتا۔ کسی ادارے میں اس

مسئلے پر بھی بحث فرمائیں اور اچھی طرح سے فرمائیں۔"

صاحبزادہ صاحب کی یہ سطریں پڑھ کر ضبط کا بند ٹوٹ گیا اور یہ سرنوشت آپ کو لکھ دی تاکہ آپ صورت حال سے واقف ہو جائیں۔ مفتی محمود صاحب کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ کبھی کبھی وعظ و نصیحت، تبلیغ و ارشاد کے لیے اپنے وطن سے باہر تشریف لے جاتے ہیں لیکن زیادہ تر اپنے وطن مالوف (خانقاہ، قادریہ اشرفیہ بھوانی پور ضلع مظفر پور، بہار) میں مقیم رہتے ہیں۔ انھیں خطوط لکھتے لکھواتے رہیے اور ان کے لیے دُعا بھی کیجیے کہ خدا انھیں اس بات کی توفیق دے کہ وہ مسودہ واپس کر دیں، میں ان کا بہت شکرگزار ہوں گا۔

علامہ ارشد القادری نے ایک ملاقات میں مجھ سے فرمایا کہ اس کا بھی امکان ہے کہ حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ ملک العلماء فاضل بہار حضرت مولانا ظفر الدین صاحب قادری رضوی کچھ دنوں کے بعد کسی اور نام سے شائع ہو جائے۔ کتاب کے چار حصوں میں حصہ دوم اس لحاظ سے سب سے زیادہ اہم ہے کہ اس میں تصانیف اعلیٰ حضرت کا مفصل ذکر ہے۔ اعلیٰ حضرت کی جن کتابوں سے ہم لوگ واقف نہیں ہیں بلکہ ان کے نام بھی ہم نے نہیں سنے ہیں توقع ہے کہ اس حصے میں ایسی نادر کتابوں کا بھی ذکر ہوگا۔

کراچی کے اہل علم کے لیے ایک اہم خوشخبری یہ بھی ہے کہ 'حیات اعلیٰ حضرت' کے حصہ دوم کا ایک نسخہ بخط مصنف مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی کے خانوادے میں کہیں دبا ہوا ہے۔ ملک العلماء نے یہ حصہ اشاعت کے لیے انھیں بھیجا تھا، اس کی رجسٹری کی رسید میرے پاس موجود ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ سید صاحب کے اعزہ سے جو کراچی میں ہیں رابطہ قائم کر کے مسودے کا پتا چلائیں۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مجددی (ناظم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی) خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ میرے پاس مفتی محمود احمد صاحب قادری کے سارے خطوط محفوظ ہیں۔ ان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس ذوق و شوق سے انھوں نے اس کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا تھا، کیا ہوا کہ انھوں نے سخت سرد مہری اختیار کر لی۔ بہر حال اللہ مقلب القلوب ہے، ہمیں توقع رکھی چاہیے کہ کسی دن مسودہ واپس آئے گا اور انشاء اللہ پوری کتاب شائع ہوگی اور اسی طرح جس طرح ملک العلماء نے لکھی تھی۔ اچھا اب خدا حافظ۔

طالب دعا

مختار الدین احمد

—﴿۷۲﴾—

علی گڑھ، ۳۱ راکتوبر ۱۹۹۸ء

محترم المقام جناب پیرزادہ صاحب! السلام علیکم

کارڈ مورخہ ۷ را کتوبر بہت تاخیر سے ۲۷ کو ملا۔ ۳۲ کا گرامی نامہ 'تنویر السراج فی بیان المعراج اور 'جہان رضا' نومبر کا پیکٹ ابھی ملا۔ کل یکم جنوری کو طارق مختار سلمہٗ کی بیٹی رخشندہ طارق کی تقریب شادی ہے۔ اعزہ و احباب پٹنہ اور دوسرے مقامات سے کوئی پچاس کی تعداد میں اب تک آ چکے ہیں۔ ان میں گھرا ہوا ہوں۔ حویلی میں خواتین اور بچوں کا شور ہے۔ بجلی غائب ہے اس لیے جنریٹر چل رہا ہے اس کی آواز کان کے

پروے پھاڑ رہی ہے۔ لوگ آجا رہے ہیں۔ مبارکباد دے رہے ہیں گھر کے لوگ، پڑوسی حضرات اور یونیورسٹی کے احباب کچھ مشورے دے رہے ہیں۔ کچھ کارکن مشورے و ہدایات طلب کر رہے ہیں۔ اسی ہنگامے میں ڈاک آئی۔ آپ کے خط پڑھنے کا موقع نکالا۔ کتابچے اور رسالہ دیکھا۔ اب کاغذ اور قلم لے کر اس ہنگامے سے کچھ دور ہو کر آپ کو خط لکھنے بیٹھ گیا تاکہ آج شنبہ کی ڈاک سے یہ خط نکل جائے ورنہ پھر پرسوں پیر ہی کو خط روانہ ہو سکے گا۔

آپ نے سات اکتوبر کو پروفیسر محمد اسلم کی وفات کی خبر دینے کے لیے جس وقت کارڈ اٹھایا ہوگا اس سے کئی گھنٹے پہلے مجھے یہ افسوسناک اطلاع مل گئی تھی۔ لاہور اور کراچی سے نہیں، ایک مشترک دوست نے صبح سات بجے نیویارک سے فون کر کے ان کی وفات کی خبر سنائی۔ یہ پاکستانی دوست، علم و ادب کے شیدائی اچھی کتابیں پڑھنے، خریدنے اور جمع کرنے کے شوقین عبدالوہاب سلیم صاحب ہیں جن کے یہاں اسلم صاحب ابھی ہفتوں قیام کر کے حرمین شریفین اور پھر پاکستان پہنچے تھے۔ کیا کہوں اس اچانک اور غیر متوقع خبر پر کس قدر افسوس ہوا۔ فوراً بیگم صاحبہ کو لے کر اسلم صاحب کے برادر نسبتی خورشید احمد (مولانا سعید احمد اکبرآبادی کے صاحبزادے) کے گھر 'الریحان' گیا تعزیت کے لیے۔ ان کے پاس ابھی تک اطلاع نہیں آئی تھی اس لیے یہ خبر بہت احتیاط سے اور کچھ رک رک کر انھیں اور ان کی اہلیہ (بنت قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی مرحوم) کو سنائی۔ واپس آ کر ریحانہ اسلم سلمہا کو تعزیت کا خط لکھا۔ خدا مرحوم کی تربت ٹھنڈی رکھے انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اب رسالہ 'تہذیب الاخلاق' میں تحقیق والا حصہ کون چھاپے گا۔ کون پابندی سے طویل خطوط لکھے گا۔ لاہور بلکہ پاکستان کی علمی اور ادبی خبریں کون سنائے گا اور کون لاہور میں مجھے ایئرپورٹ پر لینے اور پھر واپس پہنچانے جائے گا۔ اخبار کے دو تراشوں کی جگہ صرف ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی لکھی ہوئی مرحوم کے بارے میں ایک تحریر ملی جو نوائے وقت میں چھپی ہے۔ دوسرا تراشا شاید اگا غذوں میں دب گیا ہے، بہرحال مل جائے تو بھیج دیجیے۔

خدا حافظ محمد شاہد اقبال کو خوش رکھے۔ انھوں نے معراج والی گیارہویں تقریر چھاپ دی اور اچھے طریقے سے چھاپی، اس پر ۱۳۹۴ھ چھپ گیا ہے دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ 'لیلاً' والی تقریر جو انھوں نے جلسے میں رجب ۱۳۲۰ھ میں کی تھی اس کی عکسی نقل مل گئی تھی اس تقریب کا کوئی اور صحیفہ نہیں ہے، جو موجود ہے اسے سامنے رکھ کر اس پر ایک نظر ڈال لوں گا اور مشتبہ الفاظ صاف صاف لکھ کر مسودہ آپ کو بھیج دوں گا کہ یہ بھی جلد اشاعت پذیر ہو جائے۔ بارہویں تقریر المسجد الحرام صفحہ ۵۶ پر فہرست مطبوعات میں (شمار ۲۸ اور ۳۲) میں پانچ تقریروں کا یہ اندراج ہے کیا یہ سب چھپ گئی ہیں؟ میرے پاس تین تقریریں تھیں، ایک آج آئی، چار ہو گئیں۔ جب آپ 'لیلاً' والی تقریر چھاپ دیں گے تو وہ اس سلسلے کی آپ کی فہرست کے اندراج کے مطابق چھٹی تقریر ہوگی۔ اب تک اتنی ہی تقریریں ملی ہیں تلاش جاری ہے اور مسودات بھی دیکھ لوں گا۔

ایک مضمون 'فضیلتِ علم' بر علاوہ 'جہانِ رضا' کے لیے بھیج دوں گا۔

جناب محمد عالم مختار حق صاحب سے کون پڑھا لکھا واقف نہ ہوگا۔ میں ان کا پرانا مداح ہوں۔ ان کی تحریریں جو ہندستان پہنچی ہیں سب پڑھ چکا ہوں اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ مشفق خواجہ صاحب کے بھی دوستوں میں ہیں۔ انھوں نے دو سال کے 'وفیات' کسی رسالے میں چھاپے تھے ان کی زیروکس کاپی مجھے خواجہ صاحب سے مل گئی ہے، آئندہ کی تلاش ہے۔ ان کی عکسی نقلیں آپ بھجوادیں۔ محمد عالم صاحب سے لاہور میں ملاقات کی ایک دھندلی یاد آتی ہے۔ ایک خط ان کا آیا تھا، میں نے جواب حسب معمول فوراً بھیج دیا تھا۔ آپ کو شاید یہ معلوم نہیں وہ میرے خواجہ تاش ہیں یعنی غلام رسول مہر مرحوم کے عقیدت مندوں میں ہم دونوں ہیں۔ میں نے مرحوم کے خطوط کا ایک چھوٹا سا مجموعہ مرتب کیا ہے اور وہ ایک ضخیم مجموعہ خطوط کے مرتب ہیں۔ میں نے ایک دوست کے ذریعے یہ سارے خطوط (مطبوعہ رسالہ 'الرشید') کے عکس منگوا لیے ہیں، حواشی دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ بہت محنت اور توجہ سے انھوں نے حواشی و تعلیقات لکھے ہیں۔ وہ یہ فن جانتے ہیں۔ وہ مصنف اور شاعرِ خوش نصیب ہے جس کے خطوط محمد عالم مختار حق مرتب کریں۔ کیا رسالہ 'الرشید' اب بھی شائع ہوتا ہے بہت دنوں سے ان کے کسی مضمون کا مطالعہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا اگر کہیں چھپا ہو تو مطلع کیجیے گا۔

'جہانِ رضا' کا تازہ شمارہ دیکھا ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے بہت اچھا اور مفید مضمون لکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد مفاضات شریف کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت کے مسودے کی پوری داستان چھاپ کر ان کے عقیدت مندوں کی صحیح صورتِ حال سے واقف کر دیا۔ مجھے خط لکھتے وقت خیال بھی نہ تھا کہ باتیں اس تفصیل سے آ گئی ہیں۔ میرا کام ختم ہوا اب سنیوں اور رضویوں کا فرض ہے کہ مفتی محمود احمد قادری صاحب کو متوجہ کریں اور خطوط لکھ کر تقاضے کر کے چاروں جلدوں کا مسودہ حاصل کریں تاکہ تیس سالوں کے بعد ہی سہی، یہ اہم کتاب اشاعت پذیر ہو سکے۔ خدا آپ کو اور آپ کے احباب کو جزائے خیر دے۔ میں پٹنہ میں وائس چانسلری کروں یا مندوب کی حیثیت سے کسی کانفرنس میں شرقِ اوسط میں رہوں یا علی گڑھ میں قیام پذیر رہوں آپ کے خطوط کے جوابات ان شاء اللہ لکھتا رہوں گا اس کا یقین دلاتا ہوں۔ اُمید ہے آپ ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام۔

مختار الدین احمد

Prof. Dr. Mukhtar-ud-Din Ahmad
Vice Chancellor
MAULANA MAZHARU HAQ
ARABIC & PERSIAN UNIVERSITY
PATNA

باسمہ عزّ وجل

—(۲۷)—

علی گڑھ، ۱۴ر دسمبر ۹۸ء

میرے مکرم   السلام علیکم

ایک خط لکھ چکا ہوں جواب اس خط کے ساتھ ہی آپ کو ملے گا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑوس کے ایک صاحب نے جو تقریباً میرے ہم نام ہیں آپ کا مرسلہ پیکٹ (اور خط مورخہ یکم دسمبر) بھجوایا؛ ڈاکیا ان کے گھر ڈال آیا تھا حالاں کہ آپ نے پتا بہت صاف اور واضح لکھا تھا۔ تنویر السراج کی بارہویں تقریر کے نسخے ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور حافظ اقبال شاہد صاحب دونوں کو جزائے خیر دے۔ یہ تقریریں، احباب اور صاحب ذوق حضرات میں جلد ہی تقسیم کردوں گا۔ مولانا شمس الحق کا پتا معلوم کرکے ضرور اطلاع کیجیے پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔

جہانِ رضا (دسمبر) کے کچھ شمارے ملے شکریہ۔ آپ کے استاذ مولانا نبی بخش حلوائی پر خواجہ رضی حیدر صاحب کا مضمون بہت دل چسپی سے پڑھا، اپنے بزرگوں کو یاد کرتے رہنا چاہیے ورنہ نئی نسل کے نوجوان انھیں بالکل فراموش کردیں گے۔ یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ان کی پنجابی منظوم تفسیر اردو نثر میں منتقل کرکے "مکتبۂ نبویہ" سے شائع کردی ہے جزاک اللہ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ آپ نے ان کی شاگردی کا حق ادا کردیا۔

مولانائے مرحوم کا ذاتی کتب خانہ جو محفوظ ہے، کبھی لاہور آیا تو آپ کے ساتھ چل کر دیکھوں گا اور استفادہ کروں گا۔ آپ ایک کام کردیجیے کہ کسی مستعد، صاحب صلاحیت شخص سے کتب خانے کی وضاحتی فہرست مرتب کراکے جہانِ رضا کے کسی شمارے میں شائع کردیجیے۔ اب قدیم مطبوعات بھی کبریت احمر کا درجہ رکھتی ہیں اور وہ قلمی کتابوں سے اہمیت میں کسی طرح کم نہیں۔ خدا منشی نول کشور کی روح کو سکون دے کہ انھوں نے

ہزاروں عربی فارسی اردو کتابیں شائع کر کے اسلامی ادب کا ایک بڑا حصہ محفوظ کر دیا۔ کاش کوئی نول کشور پریس کی مطبوعات کی مکمل و مفصل فہرست مرتب کر دے تو لوگوں کو اندازہ ہو کہ اس ادارے نے کتنا بڑا کام کیا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم و مغفور کے ایک دوست سید حسین مرحوم نے (جو امریکہ جا کر بس گئے تھے) ایک اچھی رقم علی گڑھ کے شعبۂ اردو کو دی تھی کہ منشی نول کشور کی زندگی اور خدمات پر کام کرایا جائے۔ ایک ریسرچ اسکالر نے کام شروع بھی کیا، لیکن غالباً پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ ضرورت ہے کہ ہندستان پاکستان کے سارے کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں کو اچھی طرح کھنگال کر مطبع نول کشور کی مکمل مبسوط فہرست تیار کی جائے۔ لیکن یہ کام کسی ایک آدمی کے بس کا نہیں۔ ضرورت ہے کہ کوئی علمی ادارہ ایک منصوبہ تیار کرے اور اس کے تحت کسی ماہر علوم و فنون کی نگرانی میں کچھ ریسرچ اسکالرز یہ کام انجام دیں۔

اکلاباذی کی مشہور کتاب آپ نے ضرور دیکھی ہوگی التعرّف بمعرفۃ التصوف یا ایسا ہی کچھ نام ہے۔ مستملی نے اس کی شرح لکھی ہے۔ ایک ایرانی اسکالر کو بہت پسند آئی جب اس کا ایک قلمی نسخہ ان کے مطالعے سے گزرا۔ ایران میں چھپوانے کی بہت کوشش انھوں نے کی، کوئی تیار نہیں ہوا۔ وہ نسخہ لے کر ممبئی کے جمال شیرازی اور دوسرے ناشروں سے جو فارسی کتابیں شائع کرتے تھے ملے، وہ بھی آمادہ نہیں ہوئے۔ کسی نے انھیں منشی نول کشور کا نام بتایا یہ لکھنؤ آ کر ان سے ملے۔ منشی صاحب اسے شائع کرنے پر فوراً تیار ہو گئے۔ یہ کتاب ۱۹۱۱ میں لکھنؤ سے چھپی۔ آزاد لائبریری میں موجود ہے۔ تو یہ تھے اور ایسے تھے منشی نول کشور۔ ۱۶ ردسمبر کو ڈاکٹر آصف زمانی صدر شعبۂ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی، منشی نول کشور پر ایک سیمینار کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مقالہ لکھنے میں مصروف ہیں۔ دل میرا بھی شرکت کے لیے بہت چاہتا تھا لیکن مجھے دو مضمون مکمل کرنے ہیں اور ٹھنڈک بھی بہت ہے۔ حیات اعلیٰحضرت کے مسودے کی پٹنہ میں بازیافت کی خبر سے کیا کہوں کس قدر خوشی ہوئی۔ جب مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب یہ اطلاع دے رہے ہیں تو خبر صحیح ہوگی مظفر پور میں چھپا ہوا خزانہ پٹنہ سے برآمد ہوا۔ ویسے آٹھ دس سال پہلے بھی پٹنہ اور دہلی کے اخبار و رسائل میں یہ خبر چھپی تھی کہ ملک العلماء کی یہ کتاب پٹنہ کے ایک ادارے سے بہت جلد اشاعت پذیر ہونے والی ہے، کتاب آج تک نہیں چھپی۔ ادارے کے مہتمم کو میں نے خط لکھا جواب تک نہ آیا۔ مولانا

شرف قادری اپنے ساتھ اس کا عکس لیتے آتے تو خوب تھا۔ میں مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا اور آپ کو اطلاع دوں گا۔

میں وزارت تعلیم حکومت بہار کی ایماء پر چند دنوں کے لیے پٹنہ گیا تھا۔ مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی کے سلسلے میں بعض مسائل پر گفتگو کرنی تھی۔ وہاں یونیورسٹی کے چانسلر اور وزیر تعلیم دونوں بدل گئے ہیں۔ کسی پرانی یونیورسٹی میں بحیثیت وائس چانسلر کے کام کرنا (اگرچہ اس کے بھی اپنے مسائل ہیں) نسبتاً آسان ہے لیکن ایک نئی یونیورسٹی قائم کرنا بڑا مشکل اور تھکا دینے والا کام ہے۔ اس میں چونکہ حکومت کے سارے ادارے اور وہاں کے سربراہ اور کارکن تعاون نہ کریں، کاموں کی رفتار سست رہتی ہے۔

جی ہاں نقوش کے ''قرآن نمبر'' کی تقریب رونمائی کی اطلاع مل گئی تھی۔ جاوید طفیل صاحب نے رونمائی سے پہلے ہی دونوں مجلدات بھیج دیے تھے۔ جاوید صاحب نے بڑا کام کیا ہے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اور ایسے وسائل پیدا کر دے جن سے وہ اس اہم کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

دربار حبیب سے ان شاء اللہ بلاوا ضرور آئے گا۔ جائیے اور ممکن ہو تو رمضان شریف سے حج تک کا زمانہ اس دیار میں گزاریے۔ لیکن اس کا انتظام رکھیے کہ جہان رضا ہر ماہ وقت پر شائع ہوتا رہے۔

دو پیکٹ بھیج رہا ہوں ایک میں مجلة المجمع العلمی الهندی کے شمارے ۱۰ اور ۱۱ ہیں جو حضرۃ الاستاذ علامہ عبدالعزیز المیمنیؒ پر میں نے علی گڑھ سے ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء میں شائع کیے تھے۔ یہ محمد عالم مختار حق صاحب کے لیے ہیں۔ ان پر ایک نظر آپ بھی ڈال لیں اور جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب قبلہ کی نظر سے بھی گزر جائے تو اچھا ہے۔ دوسرے پیکٹ پر بھی میں نے پتا لکھ دیا ہے یہ براہ کرم آپ پوسٹ کرا دیں۔ ایک رسالہ اور خط سید معین الرحمٰن صاحب کے لیے ہے انہیں اگر گھر پر یا گورنمنٹ کالج میں فون کر دیں تو وہ کسی کو بھیج کر منگوا لیں گے اور آپ انہیں بھیجنے کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ اس میں ایک آدھ مضمون آپ کی دلچسپی کا بھی ہے۔

امید مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوگا۔ والسلام

خیر طلب ..... مختار الدین احمد

-----(۷۰)-----

علی گڑھ، ۱۵-دسمبر ۹۸ء

جناب فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

دو دوستوں کے دوست یعنی حامل رقعہ (بلکہ رقعات حاضرہ ۱۴/دسمبر کے بجائے بستی (مشرقی یوپی) کے اب ۱۶ کی صبح کو چار بجے کسی ٹرین سے علی گڑھ سے گزریں گے۔ ان کا ٹیلیفون آیا ہے کہ ہوائی ریزرویشن ۱۶/ کو ملا ہے۔ میں نے سوچا جب تک دو تین خط اور لکھ لوں۔

آپ کے نام ایک پیکٹ جس میں مجلہ انگع کا میمن نمبر وغیرہ ہے وہ اپنے ساتھ بستی لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں خطرے سے آگاہ کر دیا تھا کہ دوسرا پیکٹ بھی آپ کی واپسی پر تیار ملے گا۔ وہ مسکرائے گویا وہ مزید بوجھ اٹھانے کے لیے بھی تیار تھے۔ چنانچہ میں نے دوسرا پیکٹ کتابوں رسالوں اور خطوط کا کل تیار کر دیا۔ رات کے دو بجے معلوم ہوا کہ وہ ۱۵/ کی رات گزار کر ۱۶/ کی صبح کو چار بجے علی گڑھ اسٹیشن سے گزریں گے۔ یہ تین خطوط علیحدہ لفافے میں بھیج رہا ہوں، گویا دو دو پیکٹ اور ایک لفافہ آپ کے لیے جا رہے ہیں۔ میرے بیٹے طارق مختار سلمہ (لکچرر شعبہ عربی) کو دعا دیجیے کہ وہ دسمبر کی علی گڑھ کی ٹھنڈک میں صبح تین بجے اٹھ کر تین چار کلو میٹر دور علی گڑھ اسٹیشن جانے کو بخوشی آمادہ ہو گئے۔

حامل "رقعہ ہائے ہذا" سے بھی میں نے کہا ہے کہ آپ کا کام صرف یہ ہے کہ دن کے وقت مکتبۂ نبویہ جا کر یہ پیکٹ پہنچا دیں۔ بقیہ کام مکتوب الیہ (یعنی پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مدظلہ العالی) خود کر لیں گے۔

یہ صاحب دیکھنے میں تو ایسے معلوم ہوئے کہ جیسے خود پہلوان ہوں یا دنگل لڑاتے ہوں۔ لیکن دل گداز رکھتے ہیں۔ میں اپنے بیٹے کے پاس میڈیکل کالج کو لوٹی گیا ہوا تھا، یہ اپنی بی بی کے ساتھ طارق کے ایک دوست کی معیت میں پہنچے تو مجھ سے ملاقات ہوئی۔ یہ معلوم کر کے کہ یہ فی الحال علی گڑھ سے بستی جا رہے ہیں اور وہاں سے دہلی اور پھر لاہور، میں نے ان سے پوچھا کہ وہ میرے خط لے جا کر ڈاک گھر کے سپرد کر سکتے ہیں وہ آمادہ ہو گئے۔ میں نے کہا خط نہیں خطوط ہوں گے۔ بولے اچھا۔ رخصت ہوتے وقت میں نے کہا

پیکٹ میں ایک آدھ کتاب یا رسالہ بھی رکھ دوں؟ بولے رکھ دیجیے گا۔ میں نے کہا میں پیکٹ بنا دوں گا آپ ڈاک گھر جانے کے بجائے یہ پیکٹ میرے ایک دوست کو جن کا ایک دفتر لاہور میں شاہراہ پر واقع ہے پہنچا دیجیے، بقیہ سارے کام وہ کر لیں گے۔ انھوں نے کمال خوشی اسے منظور کر لیا۔

بعد کو میرے بیٹے نے ان سے کہا یہ پیکٹ رکھ لیجیے اور جب آپ واپس ہوں گے تو تعجب نہیں ابو ایک دوسرا پیکٹ بھی تیار رکھیں۔ وہ اس کے لیے بھی ذہنی طور پر آمادہ ہو گئے۔ خدا کرے ان سے علی گڑھ اسٹیشن پر ملاقات ہو جائے اور وہ دوسرا پیکٹ اور یہ لفافہ بھی قبول کر لیں اور آپ کو پہنچا دیں۔

آپ ملیں تو ان کا شکریہ ادا کیجیے، انھیں بازار سے گرم گرم پکوڑے منگوا کر کھلا دیجیے، اچھی لب دوز، لب سوز اور لبریز چائے پلا دیجیے (میں لکھنے والا تھا کہ انھیں نمکین لسی پلا دیجیے جس کا لاہور میں خاصا رواج ہے لیکن دسمبر کے مہینے میں لاہور میں کسی کو لسی پلانا اس کے ساتھ دوستی نہیں ہے۔ لسی پر ایک بات یاد آ گئی۔ قبلہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب سے ملانے پہلی بار جب پروفیسر محمد اسلم مرحوم مجھے ان کے مطب لے گئے تو حکیم صاحب نے مجھے لسی ہی پلائی تھی یہ اپریل کا مہینہ تھا۔ یہ لسی نمکین تھی۔ میرے لیے یہ ایک نئی چیز تھی۔ میں اب تک میٹھی لسی پیتا آیا تھا، مجھے کچھ یہ عجیب سی لگی۔ حکیم صاحب نے اس موقع پر نمکین لسی کے حق میں ایسی پرزور اور دل چسپ وکالت کی اور اس کے ایسے ایسے طبی فوائد بیان کیے کہ میں قائل ہو گیا کہ واقعی لسی تو نمکین ہی پینے کی چیز ہے۔

ان حضرت سے جو میرے محسن ثابت ہوئے نام تک نہیں پوچھ سکا (یہ فریضہ آپ پورا کر لیجیے) صرف یہ معلوم ہوا کہ لاہور میں ماڈل ٹاؤن میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا ماڈل ٹاؤن میں تو ہمارے کرم فرما مولانا غلام رسول مہر بھی رہا کرتے تھے جن سے طالب علمی کے زمانے سے تعلقات قائم ہوئے اور ان کی وفات تک قائم رہے۔ اللہ ان کی تربت ٹھنڈی رکھے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کی ڈاک سے آپ کے دوست محمد عالم مختار صاحب کا مرسلہ، مولانا مہر مرحوم کے نام ۵۳ سال پہلے کے لکھے ہوئے میرے ایک خط کا عکس موصول ہوا جس سے یاد آیا کہ ۱۹۴۵ میں میں نے نامۂ غالب اڈٹ کیا تھا اور اسے ٹائپ میں رپن پریس لاہور میں مولانا کی نگرانی میں چھپوانا چاہتا تھا۔ ۴۸ صفحہ کے اس

رسالے کی طباعت پر میں نے ان سے اخراجات پوچھے تھے۔ یاد آتا ہے کہ انھوں لکھا تھا کہ اپنے ناشر مبارک علی صاحب سے کہہ کر اسے یہاں سے شائع کرادینے کی کوشش کروں گا۔ کیسے بھلے آدمی تھے مولانا غلام رسول مہر۔

معراج پر ملک العلماء کی کوئی اور تحریر نظر سے نہیں گزری پھر بھی تلاش کروں گا۔ کیا آپ کو جن تقریروں کے عکس بھیجے تھے سب چھپ گئے یا ابھی آپ کے پاس کوئی غیر مطبوعہ تقریر موجود ہے۔ جس تقریر کا عکس آپ نے بھیجا میں اسے اصل سے ملا کر درست کر کے جلد ہی ان شاء اللہ بھیج دوں گا۔ والسلام مع الاکرام خیر طلب

مختارالدین احمد

—(۲۹)—

پرووائس چانسلر

جامعۂ اردو، علی گڑھ، ۲۰ر دسمبر ۱۹۸ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب   السلام علیکم

خلاف معمول دو تین ہفتوں سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے مانع بخیر ہو، محمد عالم صاحب نے رسالۂ معراجیہ کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ خیال تھا کہ دو چار دنوں میں مزید نسخوں کا پیکٹ آپ کی طرف سے موصول ہو جائے گا وہ اب تک نہیں آیا اور اگر آپ نے بھیجا تو وہ ضائع ہوا۔ ممکن ہے آپ اغلاط کی تصحیح کرا رہے ہوں اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہو۔ بہر کیف آپ کا خط آئے تو صورت حال واضح ہو۔

آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مسعود انور علوی صاحب نے بمبئی کتابیں بھیجیں یا نہیں۔ مجھ سے تو انھوں نے کئی ہفتے پہلے کہا تھا کہ لکھنؤ جا رہا ہوں اور مطبع والوں سے کہہ کر کتابیں بمبئی بھجوا دوں گا۔ پھر ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔

میں وزارت تعلیم حکومت بہار کے ایما پر چند دنوں کے لیے پٹنہ گیا تھا بعض ضروری کاغذوں پر بحیثیت وائس چانسلر دستخط کرنے اور بعض ضروری امور کے مشوروں کے لیے۔ افسوس کہ حکومت بہار نے وائس چانسلر کی ریزیڈنس کا اب تک کوئی معقول انتظام نہیں کیا۔ ایک کوٹھی اگرچہ اچھے علاقے میں مجھے ملی تھی جہاں وزراء اور مجلس قانون ساز کے اراکین رہتے ہیں لیکن بیگم صاحبہ کو نہ وہ کوٹھی پسند آئی نہ وہاں کا ماحول۔ بڑے اور

آرام دہ مکان میں رہنے کے بعد نسبتاً چھوٹے مکان میں رہنا مشکل نظر آتا ہے۔ جب تک کوئی متبادل انتظام نہ ہو جائے اس وقت تک علی گڑھ سے آنا جانا لگا رہے گا۔

کچھ یہ بھی محسوس کر رہا ہوں کہ میرے علمی و ادبی کاموں پر اگر وہاں رہا، تو برا اثر پڑے گا لیکن کوئی فیصلہ بہار کے گورنر اور ہمارے علی گڑھ کے ایک سینیئر رفیق پروفیسر اخلاق الرحمٰن قدوائی صاحب کے مشورے کے بعد ہی کروں گا جو مظہر الحق یونیورسٹی کے چانسلر بھی تھے۔ اب وہ بنگال کے گورنر ہو کر کلکتہ چلے گئے ہیں، وہ ۱۳،۱۴ دسمبر کو ایک جلسے میں علی گڑھ آرہے ہیں۔

مشکل یہ ہے کہ میرا پروگرام دہلی جانے کا ہے۔ کل ۱۱ر دسمبر کو وہاں 'ایوان غالب' کے غالب سیمینار میں شرکت کرنی ہے۔ ایک مقالہ پڑھنا ہے اور ایک جلسے کی صدارت کرنی ہے۔ شام کو افتتاحی جلسے میں بعض مشاہیر سے ملاقات کی توقع ہے۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کا دعوت نامہ بھیج رہا ہوں کیا اچھا ہوتا اگر آپ اس میں شریک ہوتے اور دہلی، علی گڑھ کی بھی سیر کر لیتے۔

ایک صاحب منتظر ہیں کہ یہ خط لکھ کر انھیں دوں اور وہ ان لاہور کے دوست کو پہنچا دیں جو چند گھنٹوں کے بعد علی گڑھ سے روانہ ہونے والے ہیں۔ وہ اپنے وطن جا کر دہلی جائیں گے اور اسی ہفتے لاہور پہنچیں گے۔ ان کی معرفت مجلة المجمع العلمي الهندي کے دو خاص شمارے بھیج رہا ہوں جن کی فرمائش محبی محمد عالم مختار حق صاحب نے کی ہے۔ خدا کرے وہ انھیں بحفاظت تمام آپ تک پہنچا دیں۔ رسید بھیجئے گا اور ممکن ہو تو آپ ایک نظر ان پر ڈال لیجیے گا۔

امید کہ آپ بخیر ہوں گے   والسلام   مختار الدین احمد

بھئی میرے بچپن کے ایک دوست اور علی گڑھ کے رفیق سید ابوالحسنات ایم اے، ایل ایل بی علیگ ہیں یہ یہاں بہت اچھے سرکاری عہدوں پر فائز رہ کر بچیوں کے اصرار پر کراچی چلے گئے ہیں۔ بہت اچھے آدمی ہیں اور بڑے مخلص انسان۔ ۷ر دسمبر کو لاہور اپنے بیٹے کے پاس ایک ماہ کے لیے گئے ہیں۔ ان کا پتا لکھتا ہوں، فون نمبر بھی۔ ان سے ملیے ان سے فون کر کے ان کے پاس جایئے یا اپنے پاس انھیں مکتبہ بلا یئے۔ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ یہاں وہ بیوروکریٹ تھے کراچی میں ایڈووکیٹ ہیں۔ ان سے ملیے اور اپنے تاثرات بھیجئے۔

—(۷۰)—

علی گڑھ، ۱۴ر جنوری ۹۹ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

یکم دسمبر کا خط مل گیا تھا آج سے ٹھیک ایک ماہ پہلے ۱۴ر دسمبر کو میں نے اسی دن آپ کو جواب لکھ دیا تھا۔ اس اثناء میں ایک کرم فرما لاہور جارہے تھے ان کے ذریعہ ایک پیکٹ خطوط وکتب کا بھیجا تھا اس میں محمد عالم صاحب کے لیے مجلة المجمع العلمی الهندی کا 'میمن نمبر' بھی تھا، اب ان کا خط لاہور سے آیا ہے کہ انھوں نے پیکٹ آپ کے مکتبہ جا کر پہنچا دیا ہے۔ دوسرے صاحب کراچی جانے والے تھے ہفتہ عشرے کے بعد ایک پیکٹ ان کے حوالے کیا گیا ہے جو انھوں نے ڈاک سے کراچی سے بھیج دیا ہوگا۔ نہ آپ کا اب تک کوئی خط آیا نہ محمد عالم مختار حق صاحب کا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دیار حبیب میں آپ کی طلبی ہوگئی اور آپ آج کل حرمین شریفین میں قیام فرما ہیں۔ اگر آپ رمضان المبارک تک وہاں ہیں تو خیر اور اگر حج کے بعد تشریف لانے کا ارادہ ہو تو دفتر میں کسی کو لکھیے کہ میمن نمبر والا پیکٹ محمد عالم صاحب کے حوالے کر دیں۔ انھیں خطوط بھی روانہ کر دینے کی ہدایت کر دیں۔ دوسرے پیکٹ کے مشمولات کی ترسیل کا بھی وہی مناسب انتظام فرمادیں۔

جہان رضا (دسمبر) یعنی وہ شمارہ جس میں حیات اعلیٰحضرت کے بارے میں آپ نے میرا بڑا مفصل خط چھاپا ہے مجھے نہیں ملا۔ صرف ایک کاپی بمبئی سے مجھے ملی تھی جس کے مندرجات کا علم ہوا۔ جو پیکٹ آپ نے بھیجا ہے وہ ظاہرا راستے میں گم ہوا اس لیے کہ اب تک ہمیں نہیں پہنچا۔ یہ شمارہ تو اپنے متعدد مضامین کی وجہ سے بہت مفید شمارہ ہے اس کے کچھ نسخے ضرور بھجوا دیجیے۔

پٹنہ سے کوئی اطلاع میرے پاس ایسی نہیں آئی جس سے معلوم ہو کہ مفتی محمود احمد قادری صاحب سے حیات اعلیٰحضرت کا مسودہ مولانا مطیع الرحمٰن یا کسی کے پاس آگیا ہے۔ مولانا عبدالحکیم صاحب شرف سے تفصیلات معلوم کیجیے۔

اگر میرا خط آپ کو حرمین شریفین بھیج دیا جائے تو جواب وہیں سے دیجیے۔ اگر

آپ حرمین شریفین میں ہوں تو میرے والدین رحمہما اللہ تعالیٰ کی مغفرت وترقی درجات اور میری اور بیگم صاحبہ کی خیر وعافیت اور نجاتِ اخروی کے لیے دعا فرماتے رہیں۔

امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

—(۷۱)—

علی گڑھ، ۹رفروری ۹۹ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

کچھ دیر پہلے سخت انتظار کی حالت میں آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۷رفروری ۱۹۹۹ موصول ہوا۔ اس سے آپ کی حرمین شریفین سے واپسی کی اطلاع ملی۔ آپ کا مرسلہ کارڈ ابھی سرگرمِ سفر ہے۔ خط بلکہ خطوط کے جواب نہ آنے سے تردد تھا، اب الجھن دور ہوئی۔

میں نے اس زمانے میں آپ کو متعدد خطوط لکھے آپ کے موجودہ کرم نامے سے پتا نہیں چلتا کہ کون سے خطوط ملے اور کون سے ''تاریک راہوں میں مارے گئے''۔ تفصیل عنایت ہو۔

میں نے آپ کو دو پارسل بھیجے ہیں جن میں آخری، محمد عالم مختار حق صاحب کے نام ہے لیکن آپ کے پتے پر، جس میں مجلة المجمع العلمي الهندي کا میمن نمبر ہے۔ یہ اس لیے کہ آپ بھی ایک نظر ان شماروں پر ڈال لیں۔ پارسل لے جانے والے لاہور میں رہنے والے ایک صاحب تھے۔ ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ آپ مزید زحمت نہ فرمائیں اس ٹیلیفون نمبر پر اطلاع کر دیں، مرسل الیہ خود منگوالیں گے، چناں چہ آپ کے صاحب زادے سلمہٗ لے آئے اور رسالہ اور خطوط محمد عالم صاحب کو مل گئے جس کی اطلاع آج ہی ان کے خط سے ملی۔ تاخیر ہوئی رسید ملنے میں تو یہ سمجھ کر کہ آپ غالباً حرم پاک میں ہیں میں نے انھیں ایک خط حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کے پتے پر بھیجا کہ آپ کے نام کا پارسل مکتبۂ نبویہ میں رکھا ہوگا جا کر لے لیجیے۔ کچھ خیال تھا کہ شاید پارسل لے جانے والے صاحب آپ کے قریب ہوں اور وہ خود پیکٹ لے جا کر مکتبے میں دے دیں۔

بعد کو معلوم ہوا کہ یہ صاحب چند دنوں کے بعد ۱۲ردسمبر کو پریاگ راج

اکسپریس سے دہلی پہنچیں گے اپنے وطن بلیا سے براہ راست، علی گڑھ میں قیام نہیں کریں گے میرے بیٹے طارق مختار سلمہ کے دوست (جن کے دو عزیز لاہور میں رہتے ہیں) آمادہ ہوئے کہ آپ دوسرا پارسل تیار کر دیں گاڑی اگر چہ علی گڑھ صبح کے چار بجے پہنچتی ہے لیکن میں اسٹیشن جا کر پیکٹ انھیں گاڑی پر دے آؤں گا۔ وہ اس صبح وقت مقررہ پر تیار ہوئے، کار نکالی لیکن اس قدر شدید دھند تھی اور موسم اس قدر خراب تھا کہ دس قدم آگے کی سڑک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ ہمت ہار گئے اور یہ دوسرا پارسل اسٹیشن نہیں پہنچ سکا۔ انھوں نے ندامت سے مجھ سے اس کوتاہی کا ذکر نہیں کیا اور یہ انتظام سوچا کہ ان کے ایک اور ملنے والے چند دنوں کے بعد کراچی جانے والے تھے ان کے ذریعہ وہاں پہنچ جائے گا اور وہ آپ کو ڈاک سے لاہور بھیج دیں گے۔ یہ تکلف محض تھا مجھے معلوم ہوتا تو میں منع کرتا اور آپ کو ڈاک کے ذریعہ براہ راست بھیجتا تو اب تک آپ کو مل چکا ہوتا اور آج اس کی رسید میرے ہاتھ میں ہوتی ۱۶ ردسمبر کو جو پیکٹ جانے والا تھا اس کی تفصیل یہ ہے۔

بنام پیرزادہ فاروقی صاحب لاہور ۴ صفحوں کا طویل خط

پروفیسر سید معین الرحمٰن ، خط اور علی گڑھ میگزین

شیخ منظور الٰہی صاحب ، خط، غالب نامہ (دسمبر ۹۸)، خطبہ استقبالیہ، کتابچہ ورنذیر احمد، کتابچہ انعامات ایوان غالب دہلی

مفتی محمد ادریس نوشہرہ / خط، نذر مختار، علی گڑھ میگزین

ڈاکٹر ظفر اسحٰق انصاری، ڈائرکٹر مجمع البحوث الاسلامیہ، اسلام آباد، خط

محمد راشد شیخ، کراچی خط

یہ پیکٹ ۷ رفروری تک تو آپ کو نہیں پہنچا تھا ممکن ہے اب مل گیا ہو اور آپ نے اپنی نگرانی میں ہمارے احباب کو کتب و رسائل و خطوط بھیج دیے ہوں، لیکن یہ تو اس وقت ہو جب یہ چیزیں آپ کو پہنچ گئی ہوں۔ آپ کا عربی میں خط ملا بہت لطف آیا اگر براہ راست ملک عرب سے آتا تو زیادہ لطف آتا اور آپ کی خیر و عافیت بھی بہت پہلے معلوم ہو جاتی۔

فون سید ابوالحسنات صاحب نے تو نہیں کیا ہوگا وہ تو لاہور سے کراچی جا چکے ہوں گے، پیکٹ لے جانے والے صاحب نے کیا ہوگا۔ ہاں آپ کو موقع ملے تو ابوالحسنات صاحب کو لاہور کے پتے پر ایک خط لکھ دیجیے کہ اب آپ لاہور آئیں تو بغیر

ملاقات کیے واپس نہ جائیں۔ ان کے بیٹے آپ کا خط کراچی بھیج دیں گے۔

ہاں، ان عزیز کا خط آیا تھا، اب وہ پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں تجوید وقرأت پر کسی مخطوطے کو ایڈٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ملک العلماء پر مقالے کی زیروکس بھیج رہے ہیں دیکھ کر مناسب مشورے دے سکوں گا۔ مقالہ ضرور چھپنا چاہیے اردو میں بھی اور عربی میں بھی۔ مقالے میں سے کوئی اچھا جاندار باب رسالہ الکوثر (سہسرام) میں چھپ سکتا ہے بشرطیکہ آپ عکس جلد بھیج دیں۔

مولانا محمد حسین قادری کی وفات پر رنج ہوا۔ خدا انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اگر صحیح البہاری کا اردو ترجمہ ہو گیا تھا تو اسے شائع کرانے کی کوشش کیجیے۔ دو چار سطروں میں مولانا کے حالات لکھیے اور تاریخ وفات سے مطلع کیجیے۔ جہان رضا میں کچھ ان پر لکھیے۔

تازہ جہان رضا کا انتظار ہے۔ آپ کی تحریریں بڑی جاندار ہوتی ہیں وہ اور آپ کے احباب کے کرم نامے پہلے پڑھتا ہوں پھر کچھ اور دیکھتا ہوں۔

آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے میرے والدین اور اعزہ کو حرمین شریفین میں یاد رکھا اور ان کے لیے دعائیں کیں خدا آپ کو خوش وخرم رکھے اور صحت وشادمانی اور سکون وراحت کی دولت سے مالا مال کرے۔

ہمارے ملک میں یکم فروری سے ڈاک کی اجرت میں اضافہ ہو گیا ہے TV پر اعلان ہوا ہے لیکن ''نرخ نامہ'' اب تک ڈاک گھر نہیں پہنچا ہے۔ پاکستان، جاپان، یورپ امریکا کے خطوط لکھ چھوڑے ہیں ڈاک کے سپرد اس لیے نہیں کر رہا ہوں (کہ ایک تو صحیح نرخ نہیں معلوم پھر آج کل ٹکٹ بھی محلے کے ڈاک گھر کے ختم ہو گئے ہیں۔ آبادی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ حکومت بھی کیا کرے، خط لکھنے والوں کی تعداد کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں پچاس ساٹھ ممالک کے طلباء پڑھتے ہیں ان کی ضروریات پوری کرنے کو کہاں سے اسٹیمپ آئیں؟ یہ اتفاق ہے کہ کل ہی اطلاع ملی کہ دو دن میں ایک صاحب کراچی جا رہے ہیں ان کے ہاتھ یہ خط بھیج رہا ہوں وہ آپ کو لاہور بھیج دیں گے۔

بیان المعراج، گیارہویں تقریر ۱۹۴۳ (لفظ مس کی تحقیق)، نومبر دسمبر کا شمارہ اور جہان رضا بھی جس میں میرا طویل خط چھپا ہے مل گیا۔ آپ نے جلسۂ ہشتم

(۱۹۴۱) کی تقریر کی زیروکس کاپی ایک زمانے میں بھیجی تھی کہ بعض الفاظ پڑھے نہیں جاتے ہیں مسودہ دیکھ کر درست کردوں۔ یہ زیروکس کاغذات میں گم ہو گیا تھا اب ملا ہے۔ کیا یہ رسالہ ابھی نہیں چھپا ہے۔ یہ تقریر لفظ لیلا کی تفسیر میں ہے، اب تک نہ چھپا ہو تو مطلع فرمایئے میں درست کر کے بھیج دوں۔ مجھے بعض اشارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کسی نے کہیں کہیں الفاظ پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال اس کے بارے میں صورت حال سے آگاہ کریں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے   والسلام   مختارالدین احمد

پس نوشت: ہاں صاحب وہ بزرگ جو عازم پاکستان تھے وہ تو روانہ ہو گئے اب یہ خط آج ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔ جمیل الدین عالی صاحب کے نام کے خط کی عکسی کاپی بھیج رہا ہوں یہ ابوالحسنات صاحب کو کراچی بھیج دیجیے ان کا پتا خط میں درج ہے۔ شکریہ

—(۷۴)—

علی گڑھ، ۱۵/ مارچ/ ۱۹۹۹ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب   السلام علیکم

بیان المعراج کی چار مطبوعہ تقریریں میرے پیش نظر ہیں یعنی پانچویں، چھٹی، ساتویں اور گیارہویں جلسے کی۔ کیا ان کے علاوہ بھی کوئی تقریر حافظ محمد شاہد اقبال صاحب نے شائع کی ہے؟ اب آٹھویں جلسے کی تقریر کی جو عکسی نقل آپ نے واپس بھیجی تھی وہ اصل مسودے سے مقابلے کے بعد درست کر کے بھیج رہا ہوں۔ تصحیح کا اہتمام رکھیے گا۔

سرورق پر تاریخ کے بعد کی سطر کے بعد ”آٹھویں جلسے کی تقریر“ چھپوا دیجیے گا اور اندر کے سرورق پر تکیۂ بارگاہ عشق قدس سرہ کا ذکر ضروری ہے جس کے اہتمام میں جلسے ہوا کرتے تھے بلکہ ”باہتمام حضرت سید شاہ حمید الدین احمد علیہ الرحمہ (متوفی شوال ۱۳۷۴)“ کا کہیں اندراج ہو جائے تو بہتر ہے ملک العلماء کے نام میں قادری رضوی علیہ الرحمۃ ہونا چاہیے کہ وہ وطن کی نسبت کے باعتبار قادری المشرب ہونے کا ذکر زیادہ پسند کرتے تھے۔

اب اس سلسلے کی آپ کے پاس اور کوئی تقریر ہے یا نہیں مطلع کیجیے گا۔ آج

ویں جلسے ۱۳۹۴/۱۹۷۵ کی تقریر کا اصل مسودہ بھیج رہا ہوں یہ تقریر مسجد الحرام کے متعلق ہے۔ اطلاع ملی کہ ایک صاحب کراچی جا رہے ہیں لیکن اب اس کا موقع نہیں ہے کہ عکس بنوا سکوں ناچار اصل مسودہ بھیج رہا ہوں۔ آپ کسی کو دینے سے پہلے براہ کرم اس کی دو عکسی نقلیں تیار کر لیجیے ایک اصل کے ساتھ مجھے بھیج دیجیے کہ ترتیب کی طرف کچھ اشارے دے سکوں اور ایک آپ اپنے پاس رکھ کر مرتب کر لیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مبیضہ تیار نہیں ہو سکا اس کے لیے آپ کو محنت کرنی ہوگی خود ایک نظر ڈال کر اور ربط وغیرہ کا خیال کر کے تقریر مسلسل کر دیجیے پھر طباعت کے لیے حافظ شاہد اقبال صاحب کے حوالے کیجیے۔

اس کے ساتھ تبرک کے چار صفحات بقلم مصنف علام بھیج رہا ہوں یہ اس تقریر کے ہیں یا کسی اور کے، دیکھ لیجیے۔ اس کے تو بظاہر نہیں معلوم ہوتے ابھی دسویں اور تیرہویں تقریر کے کچھ اجزا ابھی بھیج رہا ہوں۔ انھیں آپ کس طرح کام میں لائیں گے یہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں۔ یہ اوراق چھپ کر محفوظ ہو جائیں تو اچھا ہے۔ گیارھویں تقریر آپ چھاپ چکے ہیں اس طرح دسویں، گیارھویں، اور تیرھویں تقریریں (کچھ ناقص کچھ مکمل) آپ کی توجہ سے چھپ جائیں گی۔

پروفیسر محمد اسلم مرحوم پر محمد عالم مختار حق صاحب کا مضمون دو ہفتے سے زائد ہوا ''فکر ونظر'' میں چھپ گیا ہے اور انھیں آپ کے پتے پر بھیج دیا گیا ہے ملا ہوگا لیکن اب تک اس کی رسید نہیں آئی۔ آج دوشنبہ ہے آج کی ڈاک دیکھ کر یہ صفحات ان صاحب کو بھیجوں گا جو آپ کو کراچی پہنچتے ہی پوسٹ کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

ایک بڑا پیکٹ کتب و رسائل و خطوط کا جو ایک صاحب کراچی لے گئے تھے وہ تو اب تک آپ کو نہیں ملا ورنہ آپ ضرور اطلاع دیتے اس میں آپ لوگوں کے نام متعدد خطوط بھی تھے۔

کل پرسوں ان شاء اللہ حکومت بہار کی وزارت تعلیمات کی دعوت پر پٹنہ جا رہا ہوں مظہر الحق یونیورسٹی کے سلسلے میں۔ چند دنوں میں واپس آجاؤں گا۔ آپ خط علی گڑھ بھیجیے کہ واپس آتے ہی اس کے مطالعے سے شادمان ہو سکوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۷۳)—

علی گڑھ، ۲۸/ مارچ ۹۹ء

میرے محترم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۰/ مارچ موصول ہوا۔ ام فلل کا عربی مقالہ ملا اور ملک العلماء پر مصباحی کا مضمون بھی۔ اس کے ساتھ جہان رضا کے تازہ شمارے کے نسخے بھی۔ یہ تقسیم کرنے شروع کر دیے۔ عربی مقالہ کمزور ہے معلوم ہوتا ہے نگراں صاحب کو اس کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ لیکن آفریں ہے ان کی ہمت کو، کہ انھوں نے یہ مقالہ اس کے باوجود کہ انھیں پورا تعاون نہیں ملا، مکمل کر دیا۔ اسے ٹھیک کر کے اردو میں ضرور شائع کر دیجیے۔ مقالہ بہت کچھ اصلاح چاہتا ہے اس وقت تو بہت مصروف ہوں وہ ذرا مہلت دیں تو اس پر ایک نظر ڈال لوں گا۔ حشو زوائد نکالنا ضروری ہے۔ موجودہ حالت میں اسے ہرگز نہ چھاپیں۔ رسالہ ''الکوثر'' اس کا اردو ترجمہ کر کے چھاپے اس کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

مصباحی صاحب کا مضمون دیکھا اچھا ہے اس لائق ہے کہ ''الکوثر'' کے خاص نمبر میں بھی چھپے۔ مضمون میں کچھ رد و بدل اور کچھ حک و اصلاح کر دی ہے۔ وہ مجھ سے عمر میں کم ہوں گے اس لیے خیال ہے کہ برا نہیں مانیں گے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بھسرام پر دس سطروں کا ایک نوٹ لکھ دوں۔ میں آج کل مقالات اور مختلف علمی کاموں کے قرض میں گردن تک ڈوبا ہوا ہوں لیکن آپ کی محبت کا تقاضا تھا کہ فوراً تعمیل حکم کروں اس لیے سارے کام پس پشت ڈال کر پروف لے کر بیٹھ گیا اور کچھ ترمیمات و اضافات کر دیے، ہر چند آپ کے پریس کا کام بڑھ جائے گا لیکن اب مضمون زیادہ مفید ہو گیا۔ دس سطروں کے بجائے چار پانچ صفحوں کا استدراک لکھ دیا ہے اس لیے کہ بہت دنوں سے 'جہان رضا' کے لیے کچھ لکھ نہیں سکا تھا۔ اگر یہ سطور آپ کو پسند آ گئے تو سمجھوں گا محنت سوارت لگی۔

۱۵/ مارچ کو اپنے ایک کرم فرما سید علی اکبر رضوی صاحب کے ذریعہ جو کراچی جا رہے تھے ایک پیکٹ بہت ضروری کاغذات کا بھیجا ہے اب تک مل چکا ہوگا۔ رسید کا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ تحریر ڈاک سے بھیجنے پر دل مائل نہیں تھا۔ رجسٹریاں بھی گم ہو جاتی ہیں۔ یہ صاحب کہتے تھے یہ پارسل وہ کوریر کے ذریعہ آپ کو بھیج دیں گے مسودات کی

زیروکس کاپی بنوانے کا وقت نہیں تھا اس لیے ان کی نقلیں میرے پاس نہیں ہیں، خدا نہ کرے کہ اس کا ایک صفحہ بھی ضائع ہو۔ یہ اتفاق ہے کہ اسے مبیضہ کرنے کا موقع بھی حضرت مصنف کو نہیں مل سکا اس لیے مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ کمپوز کرنے کے لیے پریس کو دینے سے پہلے آپ ان اوراق کی زیروکس کاپی ضرور بنوالیں اور وہی پریس کو دیں۔ اصل فی الحال اپنے پاس محفوظ رکھیں جب کام ختم ہو تو بھیج دیں۔ رسید تفصیل سے بھیجیں کہ کیا کیا تحریریں آپ کو ملیں۔

جی ہاں مقالہ 'حیات ملک العلماء' جو آپ نے حافظ فیاض احمد صاحب کے ذریعہ چھپوا کر شائع کیا تھا یہاں بہت مقبول ہوا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن نکلوایئے اس کا سخت تقاضا ہے یہاں۔ ذکر بیان المعراج کے سلسلے میں اب بہت کچھ آپ کو بھیج دیا، سپردم بتو مایۂ خویش را۔ موقع ملتے ہی الخیرات الحسان پر توجہ کروں گا۔ حافظ فیاض احمد صاحب سے شرمندہ ہوں۔ پروفیسر محمد اسلم مرحوم پر محمد عالم مختار صاحب کا مضمون یہاں کے علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا۔ آپ کے لفافے میں ان کے نام کا خط بھی ہے۔ ان سے کہیے وفیات مشاہیر وہ ہر سال شائع کرتے رہیں دو سال کے وفیات انھوں نے یا مشفق خواجہ صاحب نے بھیج دیے تھے، بقیہ اب آپ ان سے بھجوایئے اور کہیے کہ یہ مفید سلسلہ جاری رکھیں۔ ان سے یہ بھی کہیں کہ لاہور، کراچی کی علمی و ادبی خبریں بھی کبھی بھیجیں اور ضروری مفید تحریروں کے عکس بھجوادیا کریں تو میں مزید ممنون ہوں گا۔ الکوثر کے شمارۂ ملک العلماء کے لیے کچھ لکھیے اور لکھوایئے امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔ عید کی تہنیت قبول فرمایئے۔

والسلام

مختار الدین احمد

—(۷۴)—

علی گڑھ، ۲۱ر اپریل ۹۷ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب مکرم — السلام علیکم

اسلام آباد سے ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی صاحب آئے ہوئے تھے وہ کل یہاں سے دہلی گئے ہیں۔ ان کی معرفت آپ کو ایک لفافہ پہنچے گا جو آپ کے نام ہے۔ وہ صبح روانہ ہوئے، ابھی دہلی تک بھی نہ پہنچے ہوں گے کہ ڈاکیا آپ کا مرسلہ پیکٹ دے گیا۔ آپ کے خط سے اطلاع ملی کہ آپ کو دونوں پیکٹ مل گئے اور آپ نے خطوط میرے

مکتوب الیہم کو بھیج بھی دیے۔ چناں چہ کل ہی حیدر آباد سندھ سے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب محترم اور ڈاکٹر نجم الاسلام مکرم کے خطوط آ گئے۔ جزاک اللہ۔ شیخ منظور الٰہی صاحب، سید معین الرحمٰن صاحب، مفتی محمد ادریس صاحب (ہزارہ) کو کتب و رسائل بھی آپ نے بھیج دیے ہوں گے لیکن ابھی ان حضرات کی طرف سے رسید نہیں پہنچی ہے، لیکن یقین ہے کہ اس ہفتے پہنچ جائے گی۔

۲۵ مارچ اور پھر شاید ۲۷ ر کے لکھے ہوئے خطوں کا تکملہ پہنچا۔ بڑی اچھی خبر لایا کہ بحمد و آپ کو ہمارے خطوط وغیرہ مل گئے۔

محمد عالم مختار حق صاحب کے مرتب کیے ہوئے دو سال کے وفیات ملے تھے ان سے تعلقات شروع ہونے سے پہلے ہی، اب یاد نہیں مشفق خواجہ صاحب نے بھیجے تھے یا انھوں نے کرم فرمایا تھا، مجھے اس سے پہلے اور اس کے بعد کے وفیات مطلوب ہیں۔ انھیں متوجہ کر کے مجھے ممنون کیجیے۔

آپ چھوٹے بڑے جس لیٹر ہیڈ پر چاہیں خط لکھیں لیکن صرف یہ خیال رکھیں کہ انجمن نعمانیہ والے کاغذ پر خط تحریر فرمائیں تو پشت پر سفید کاغذ پر لکھیں ورنہ سبز کاغذ پر سبز روشنائی کی تحریر صاف پڑھی نہیں جاتی۔

مسرت صدیقی صاحب کا مجھے پتا معلوم ہوتا تو انھیں شکریے کا خط لکھتا۔ آپ کو بھی کیا معلوم ہوگا، ہاں سید علی اکبر صاحب رضوی (کراچی) کو شکریے کا خط ضرور لکھ دیجیے۔ بڑے لائق آدمی ہیں ہزار مصروفیات کے باوجود بھی انھوں نے فوراً پیکٹ آپ کو روانہ کیا اور وہ بھی کوریر سے۔ میں انھیں اس کا سفرنامہ 'ترکی و شام' پڑھنے کے بعد ہی خط لکھوں گا۔

ملک العلماء کے جو مسودات میں نے بھیجے ہیں ان کی کوئی نقل میرے پاس نہیں ہے اگر خدانہ کرے وہ گم ہوا تو گویا ایک کتاب گم ہوئی۔ اس لیے براہ کرم عکس بنوا کر اپنے پاس پہلے محفوظ کر لیجیے پھر حافظ صاحب کے حوالے کیجیے۔ ہونا یہ چاہیے کہ اصل آپ ہمیں واپس کر دیں اور طباعت کے لیے زیروکس ان کے حوالے کریں۔

حضرت والا: ان دونوں تقریروں کی طباعت آپ کی توجہ کے بغیر کس طرح ہو سکتی ہے، ایک کی زیروکس کاپی کا مقابلہ تو میں نے اصل سے کر دیا ہے لیکن اس کی تبویب، پیراگرافنگ وغیرہ آپ کر دیں اور سب سے اچھا ہے کہ ان پر عنوانات قائم

کریں جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے تقریر میں کر دیا تھا۔ دوسرے مسودے کے ساتھ بھی آپ سے درخواست ہے کہ یہی عمل کریں۔ ہزاروں مصروفیات کے باوجود یہ "خستہ و آب خوردہ" مسودہ سب سے زیادہ آپ کی توجہ کا مستحق ہے۔ اسے زندہ کرنا آپ کا کام ہے۔ اب اس سلسلے میں نہ میرے پاس کچھ ہے نہ پٹنہ میں کچھ ہے۔ سپردم بتو مایۂ خویش را۔

اب آپ کو ملک العلماء پر ایک مضمون لکھنا ہے، جس موضوع پر آپ لکھنا چاہیں لکھیں 'الکوثر' کے اس مخصوص شمارے کے لیے۔

آپ نے اس سلسلے کے ایک مضمون جو ملک العلماءؒ پر تھا مصباحی صاحب کا پروف بھیجا تھا۔ اس پروف پر میں نے بہت توجہ کی ہے، اور بہت پر معلومات تعلیقات لکھے ہیں۔ آپ خط میں مصباحی کے اس مضمون کا کوئی ذکر نہیں۔ آپ اسے چھاپ لیں پھر یہی مضمون 'الکوثر' کے اڈیٹر صاحب کو بھیج دیں۔ میں نے سہسرام کی مناسبت سے وہاں سے تعلق رکھنے والے ایک کرم فرما سید مرتضیٰ حسین بلگرامی صاحب سے اس پر نوٹ لکھوایا ہے اور خود بھی اضافے کیے ہیں۔

محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام کہیے۔ مولانا غلام رسول مہر سے میری ۱۹۴۴ کے زمانے سے خط کتابت ہے۔ میرے پرانے خطوط ان کے نام اگر انھیں کہیں مل جائیں تو ان کی نقلیں ضرور بھیجیں۔ شیخ محمد اکرام صاحب کے نام کے میرے کچھ خطوط سید معین الرحمن صاحب کو ملے ہیں جن کی عکسی نقلیں انھوں نے مجھے بھیج دی ہیں۔ ان کے علم میں ہوگا کہ ابھی حال میں میرے پچاسوں خطوط ڈاکٹر انجم الاسلام صاحب نے رسالۂ تحقیق کے ایک دو شمارے میں چھاپے ہیں، چالیس بیالیس خطوط پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے نام ان کے ایک معتقد نے ایک مجموعے میں شائع کر دیے ہیں جس کا نام یادگار خطوط ہے، مرتب خالد محمود صاحب ہیں۔

ہاں میں نے جو خط والد مرحوم کی خدمت میں ہالینڈ سے ۱۹۵۵ء میں لکھا تھا اس کی نقل آپ کو بھیجی تھی براہ کرم اس کی ایک صاف ستھری عکسی نقل ڈاکٹر انجم الاسلام صاحب کو بھیج دیجیے، ممنون ہوں گا۔

پچھلے سفر عمان کے موقع پر ایک تفصیلی خط آپ کو لکھا تھا وہاں کے کوائف پر مشتمل، اس کی بھی عکسی نقل انھیں بھیج دیجیے اور ایک مجھے، مزید ممنون ہوں گا امید کہ آپ

بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

پس نوشت:

رفاقت علی شاہد صاحب، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اورینٹل کالج لاہور) کے شاگردوں میں ہیں وہ اردو گلدستوں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ دہلی آتے جاتے رہتے ہیں۔ شیخ مبارک علی (لاہور) کے کتب خانے سے ان کا کچھ تعلق ہے اور وہ ان کی اور دوسری پاکستانی مطبوعات لے کر لاہور سے دہلی آتے ہیں اور یہاں کی مطبوعات بھی غالباً وہاں لے جاتے ہیں۔ شاید جولائی میں وہ پھر دہلی آئیں۔ ان کے نام کا خط آپ سید رفیع الدین ہاشمی صاحب کو بھجوا سکتے ہیں۔ کبھی رفاقت صاحب کو بلوا کر ان سے ان کے اسفار کا حال پوچھیے، ممکن ہے یہ مکتبۂ نبویہ کی مطبوعات کے سلسلے میں بھی مفید ثابت ہوں۔ پڑھے لکھے مستعد نوجوان ہیں بہت اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں اور مجھے محبوب ہیں۔

—(۷۵)—

علی گڑھ، ۱۵/ اپریل ۹۹ء

محترمی السلام علیکم

سید علی اکبر رضوی صاحب اعظم گڑھ کے رہنے والے ۴۷ء میں نقل مکانی کر کے کراچی گئے اور انھوں نے وہاں ۱۹۵۰ میں قالین سازی کا پہلا کارخانہ قائم کیا اور اب وہ آل پاکستان کارپٹ اور الائیڈ انڈسٹریز کے بانی صدر ہیں، یہ اپنے عزیزوں سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ میری دل چسپی کی وجہ ان کی قالین سازی نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ سیاح ہیں اور سفرنامہ نگار، ازبکستان، ایران، ارض مقدس اور ترکی و شام کے چار سفر ناموں کے مصنف ہیں جن کے نام علی الترتیب: کوہ قاف کے آر پار، سرزمین انقلاب، ارض جلال و جمال اور حدیث عشق ہیں۔ اب وہ سفرنامۂ ہند کی تیاریوں میں مصروف ہیں اور مجھ سے تین ملاقاتیں کر چکے ہیں۔

وہ ۲۱/ مارچ کو یہاں سے گئے اور آپ کے نام خطوط اور ملک العلماء کے قلمی مسودات کا پیکٹ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ عید سے پہلے انھوں نے آپ کے نام کا پیکٹ کوریر سے بھجوا دیا ہوگا لیکن چوں کہ خلاف معمول آپ کی اب تک رسید نہیں آئی اس لیے سخت تردد ہے۔ ویسے ان کے علی گڑھ کے میزبان کہتے ہیں کہ ان

کا فون آگیا ہے کہ انھوں نے خطوط وغیرہ آپ کو بھجوا دیے ہیں۔ ان کا پتا یہ ہے: سید اکبر علی رضوی، بی۔۸۱ کے ڈی اے نمبر۱ (الف) کراچی ۷۵۳۵۰۔ ان کا ٹیلی فون نمبر یہ ہے ۹۳۳۲۷۵۰۔ تردد یوں ہے کہ ۱۴ دسمبر کو کراچی جانے والے ایک صاحب کے ذریعہ آپ کے نام چار صفحوں کا طویل خط، ڈاکٹر معین الرحمٰن کو ایک خط اور علی گڑھ میگزین (۱۹۹۸)، شیخ منظور الٰہی صاحب کو ایک خط اور غالب نامہ (دسمبر ۹۸) خطبۂ استقبالیہ از ڈاکٹر نذیر احمد، کتابچۂ انعامات ایوان غالب، مفتی محمد ادریس ہزارہ، نوشہرہ کے نام ایک خط، نذر مختار، علی گڑھ میگزین، ڈاکٹر ظفر اسحٰق انصاری اسلام آباد کو خط اور محمد راشد شیخ (کراچی) کو محمد یونس خاں (دہلی) کا پتا بھیجا تھا، ساری چیزیں ایک پیکٹ میں رکھ کر اس پر آپ کا پتا اور ٹیلی فون نمبر لکھ دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ وہ صرف یہ کام کریں کہ یہ پیکٹ آپ کو بھیج دیں بقیہ سارے کام آپ کر دیں گے۔ چار مہینے ہو گئے اور پیکٹ اب تک لا پتا ہے۔ یہاں کے دوست انھیں ٹیلی فون کرتے ہیں کراچی، تو وہ ملتے نہیں۔ یا تو ان کے کئی گھر اور کئی بیبیاں ہیں جہاں وہ طواف کرتے رہتے ہیں یا ان کی متعدد دوکانیں اور تجارتی مراکز ہیں جن کی دیکھ بھال بلکہ بھاگ دوڑ میں مصروف رہتے ہیں۔ اب ان کا پتا بھی صحیح طور پر نہیں معلوم کہ آپ کو لکھوں کہ آپ اپنے کسی معتقد کو لکھیں اور وہ ان سے پیکٹ وصول کر کے آپ کو بھیج دیں یا سید علی اکبر رضوی کو کراچی میں دے دیں کہ وہ آپ کو بھیج دیں۔

یہاں ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی صاحب (اسلام آباد) پرسوں سرائے میر سے آئے اور آج صبح دہلی جا رہے ہیں دو دن وہاں کے قیام کے بعد لاہور پہنچیں گے اور یہ خط آپ کو پوسٹ کر دیں گے۔

مولانا حمید الدین فراہی پر انھوں نے بڑا تفصیلی کام کیا ہے۔ ان کے کسی ناشر نے مکاتیب فراہی اور مشاہیر کے خطوط بنام فراہی شائع کیے ہیں۔ پہلی کتاب کسی دینی رسالے نے چھاپی ہے اور دوسری کسی ناشر نے، اس میں شیخ عبدالحق حقی بغدادی کے چالیس عربی خطوط ہیں جن کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ شرف الدین صاحب پر بار ڈالنا نہیں چاہتا لاہور کی کسی کتاب فروش کے یہاں مل جائے گی۔ اورینٹل کالج کے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی وغیرہ بھی اس کتاب سے ضرور واقف ہوں گے۔ آپ حاصل کر کے مجھے بھیج دیں ممنون ہوں گا۔

مرسلہ پیکٹ کے مشمولات دیکھ کر آپ خوش ہوں گے۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔عید سعید کی تہنیت قبول فرمایئے۔ والسلام مختار الدین احمد

—(۷۶)—

علی گڑھ، ۳ مئی ۹۹ء

محترمی جناب اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم

آپ کو مفصل خط آج شب کو یا کل لکھوں گا، اس وقت ایک بات یاد آ گئی مبادا بھول جاؤں اس لیے صفحۂ قرطاس پر لے آتا ہوں۔

سید علی اکبر رضوی صاحب نے جو پیکٹ آپ کو کراچی سے بھیجا تھا اس میں ملک العلماء کی تحریرات کا آپ نے بہت اختصار سے ذکر کیا ہے براہ کرم مطلع فرمایئے کہ اس میں حضرت کی کیا کیا تحریریں آپ کو ملی ہیں۔ جو قلمی رسالہ حضرت کا ہے اس کی کوئی نقل میرے پاس موجود نہیں براہ کرم اپنے اہتمام میں اس کا عکس بنوا کر رکھ لیں اور اصل کتاب حفاظت سے مجھے بھیج دیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔ اس دن جب رضوی صاحب یہاں سے جا رہے تھے وقت بہت تنگ تھا، میں زیروکس کاپی نہ بنوا سکا اب آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

—(۷۷)—

علی گڑھ، ۴ مئی ۹۹ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم

آج دو پیکٹ اور دو خط (مورخہ ۱۹/۴، ۲۷/۴) موصول ہوئے۔ ممنون اور مسرور ہوا۔ ۷ اپریل کا لفافہ علی گڑھ سے گیا تھا اور اہمیت کی بنا پر میں نے خود G.P.O جا کر ڈالا تھا۔ اس لیے بھی کہ امیر نشاں روڈ اور یونیورسٹی کے ڈاک خانے علیحدہ علیحدہ محصول اس لفافہ پر بتا رہے تھے اور خود GPO والوں نے مجھے کہا کہ سات روپے کے ٹکٹ لگا دیجیے، مجھے یہ کم معلوم ہوا۔ میں نے اصرار کیا کہ قواعد وضوابط کا کتابچہ دکھایئے تو معلوم ہوا اس پر -/۱۰ کے محصول لگیں گے۔ کم ٹکٹ لگ جائے تو خط یا پارسل بھیجی سے واپس آ جاتا ہے اور نئے سرے سے ٹکٹ لگانے ہوتے ہیں۔ پیسے الگ ضائع

ہوتے ہیں اور تاخیر علیحدہ ہوتی ہے اس لیے یہ احتیاط لازمی تھی۔ ابھی مکتوب الیہم میں کسی کا جواب نہیں آیا تردد ہے۔

ایک بات آپ سے پوچھنی چاہتا تھا۔ دو گم شدہ پیکٹوں میں ایک پیکٹ میں نذر مختار اور ایک ضروری خط مفتی محمد ادریس صاحب ایڈوکیٹ (مانسہرہ) کے لیے تھا۔ یہ دونوں چیز انھیں بھیج دی گئی ہوں گی لیکن حیرت یہ ہے کہ اب تک نہ کتاب کی رسید آئی اور نہ خط کا جواب۔

مضمون ''ملک العلماء اور سہسرام'' چھپ جائے تو اس کے چند نسخے فاضل بھیجئے گا۔ خدا کرے مضمون نگار کو بھی یہ ترمیمات و اضافات پسند آئیں اور انھیں ناگوار نہ ہوں۔ مضمون چھپ جائے تو اس کی اصل کاپی محمد عالم صاحب کے پاس محفوظ ہو جائے تو اچھا ہے۔

'جہان رضا' کے مارچ اپریل کے چند شمارے ملے۔ اپنا خط دیکھا، مجھے یاد بھی نہ تھا کہ ان مفاہیم پر مشتمل میں نے کوئی خط آپ کو لکھا ہے۔ پہلا پیراگراف چھاپنے کی ضرورت نہ تھی۔ ویسے بھی کوئی خط چھاپنے کے لائق ہو تو آپ توجہ کر کے غیر ضروری اور غیر مناسب باتیں نکال دیا کریں، ان خطوط میں ویسے بھی کیا رکھا ہے۔ آپ محبت کرتے ہیں اور قدر بڑھاتے ہیں۔ میں بیگم صاحبہ سے اکثر کہتا ہوں کہ پیرزادہ صاحب 'دکانِ بے رونق' کے خریدار ہیں۔ آپ نے مولانا شمس الہدیٰ صاحب کو خوب ڈھونڈھ نکالا۔ خدا کرے یہ وہی صاحب ہوں جو ملک العلماء کے مکتوب الیہ رہے ہیں، ان سے کبھی پوچھیے ان کے پاس مکتوبات ملک العلماء ضرور ہوں گے۔ رسالۂ معراجیہ بھی انھیں بھیجئے اور دریافت کیجیے کہ ابتدائی تین چار جلسوں کی تقریریں ان کے پاس ہوں تو وہ آپ کو اشاعت کے لیے بھیج دیں۔ اگر ان کے پاس محفوظ نہیں بھی ہوں گی تو آپ کی چھپوائی ہوئی تقریر دیکھ کر خوش ہوں گے اور مسودات ان کے پاس ہوئے تو قریب بہ یقین ہے کہ وہ آپ کو اشاعت کے لیے بھیج دیں۔ آج کل بےحد مصروف ہوں فرصت ملتے ہی انھیں لکھوں گا۔ ان سے ان کے حالات زندگی بھی منگوا لیجیے۔ ممکن ہے کہ وہ ملک العلماء کے شاگردوں میں ہوں۔ ایسا ہو تو میں الکوثر کے لیے جو مضمون اس کے تلامذہ پر لکھنا چاہتا ہوں اس میں انھیں شامل کر لوں گا۔

۲۷/۴ کا یعنی یوم عاشورہ کو جو خط آپ نے لکھا ہے وہ بھی ساتھ ہی ملا۔ خطوط

بنام فراہی کے لیے بہت ممنون ہوں۔ اخبار 'تکبیر' کا وہ رنگ نہیں رہا جو مرحوم محمد صلاح الدین کے زمانے میں تھا۔ ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ اس 'تکبیر' اور اس 'تکبیر' میں وہی فرق ہے جو مولانا عبدالماجد کے 'صدق جدید' اور حکیم عبدالقوی کے 'صدق جدید' میں ہے یا علامہ سید سلیمان ندوی کے 'معارف' اور آج کے 'معارف' میں ہے۔

مجھے کیا معلوم تھا کہ مہر مرحوم کے مرتبہ 'خطوط غالب' کے سوسیٹ آپ نے ایران بھیج دیے۔ اگر اس زمانے میں آپ سے نیاز حاصل ہو گیا ہوتا تو آپ سے ایک نسخہ منگوالیتا۔ مولانا مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ وہ اپنی ادبی کتابیں دستخط کر کے مجھے برابر بھیجتے رہے۔ خطوط کی جلدیں بھی ضرور بھیجی ہوں گی یا تو مجھ تک پہنچیں نہیں یا اس زمانے میں کوئی صاحب اٹھالے گئے اور واپس کرنا بھول گئے۔ پروفیسر حمید احمد خان صاحب مجھ سے عمر میں بڑے تھے اور علم وفضل میں کہیں بڑھ کر لیکن دوستوں کی طرح ملتے تھے ان سے بھی منگوا سکتا تھا، کیا معلوم تھا وہ مجھ سے اس قدر جلد جدا ہو جائیں گے! میرے نام ان کے کئی خطوط سید معین الرحمٰن صاحب نے ایک درسی کتاب میں چھاپے ہیں کیا آپ کی نگاہ سے گزرے؟ یہ کتاب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے، محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس ممکن ہے موجود ہو۔ بازار میں اب بھی ملتی ہوگی۔

ابھی یاد آیا میں نے مرحوم حمید احمد خاں پر آل انڈیا ریڈیو دہلی سے ایک تقریر ریکارڈ کرائی تھی اور مولانا حامد علی خاں صاحب کو اطلاع کر دی تھی۔ وقت کم تھا لیکن اتفاق دیکھیے کہ وہ خط انھیں اسی شام کو ملا جس رات میری تقریر دہلی سے نشر ہونے والی تھی۔ بعد کو حامد علی خاں مرحوم نے لاہور میں ایک ملاقات میں مجھے بتایا کہ انھوں نے حمید احمد خاں مرحوم کے صاحب زادے کو فون کر دیا تھا اور انھوں نے میری پوری تقریر ریکارڈ کر لی تھی۔

آپ جانتے ہوں گے کہ یہ تین بھائی تھے۔ مولانا ظفر علی خاں، حمید احمد خاں اور مولانا حامد علی خاں۔ مقام مسرت ہے کہ میں تینوں کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ ظفر علی خاں سے پٹنہ میں ملا، حمید احمد خاں صاحب سے لندن میں ملاقاتیں رہیں اور حامد علی خاں کی خدمت میں لاہور میں حاضر ہوا، پروفیسر محمد اسلم مرحوم میرے گائڈ بنے۔ آپ کسی ادبی رسالے کے ایڈیٹر ہوتے تو یہ باتیں اور ایسی بہت باتیں آپ کو لکھ کر بھیجتا۔

آخر الذکر دونوں بزرگوں کے پچیس تیس خط اب بھی میرے پاس محفوظ ہوں

گے۔ میرے پاس کوئی لٹریری اسسٹنٹ ہوتا تو اپنے نام پاکستانی مشاہیر ادب کے خطوط مرتب کر کے شائع کرا دیتا یہ چار پانچ سو سے کم کیا ہوں گے۔

میرے پاس ملک العلماء کی کتاب جواهر البيان في ترجمة خيرات الحسان کاتر کی ایڈیشن موجود ہے جو پاکستان کے ایڈیشن پر مبنی ہے، یہ ایڈیشن میرے پاس نہیں۔ لیکن اس کا پہلا ایڈیشن جسے حاجی محمد لعل خان صاحب مرحوم نے کلکتہ سے شائع کیا تھا اور اب نایاب ہے، میرے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس پر آپ مقدمہ لکھیں اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی۔ ذرا تفصیل سے لکھیے، کہ میں یہ مقدمہ 'الکوثر' کے "ملک العلماء نمبر" میں شائع کرادوں۔ لیکن اس سے آپ کی وہ ذمہ داری کم نہیں ہو جائے گی جو آپ نے شائد قبول کر لی ہے کہ آپ ملک العلماء پر ایک مضمون لکھیں گے جو ممکن ہوا تو رسالۂ 'معراجیہ' پر آئندہ کسی رسالے کی تمہید کے طور پر بھی چھپ جائے گا۔ میں آپ کے پیر صاحب کے ایڈیشن کے لیے طبع کلکتہ کے سرورق کا عکس اشاعت کے لیے بھیج دوں گا۔

رسالۂ معراجیہ کی ابتدائی چار (یا پانچ؟) تقریروں کے مسودات کتب خانے میں نہیں ملے۔ مجھے ایسا یاد آتا ہے کہ یہ تقریریں چھپوانے کے لیے ملک العلماء نے مولانا شمس الضحیٰ صاحب کو بھیج دی تھیں۔ ان سے ضرور استفسار کیجیے۔

حیات اعلیٰحضرت کی دوسری اور تیسری جلدیں اگر مولانا عبدالمبین نعمانی کے پاس ہیں تو چوتھی جلد کہاں ہے، یہ بات بھی دریافت طلب ہے، مولانا شرف قادری صاحب سے پوچھیے شاید انہیں کچھ علم ہو۔

دو سوال اور ہیں، صحیح البهاری شریف جلد اول (كتاب العقائد) غیر مطبوعہ کی ترتیب و تحشیے کا کام کہاں تک پہنچا اور جو بزرگ، جلد دوم کا اردو ترجمہ کر رہے تھے وہ مکمل ہوا یا نہیں۔

'جہان رضا' کے دونوں شمارے از اول تا آخر دیکھ گیا۔ "پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے بلایا" کی دونوں قسطیں پڑھیں۔ دل پر بہت اثر ہوا۔ ایسے پر تاثیر الفاظ میں بڑے مبارک جذبے کے ساتھ آپ نے مضامین لکھے ہیں کہ پڑھ کر دل کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں۔ جزاک اللہ۔ ص ۱۸ پر جنت البقیع کا نقشہ چھاپ کر آپ نے کیسے کیسے اصحاب کی یاد دلا دی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ وحید احمد مسعود بدایونی مرحوم پر ڈاکٹر لطیف حسین ادیب کا مضمون یہاں کے ایک رسالے میں پڑھ چکا تھا۔ قند مکرر کا لطف آیا۔ خلیل احمد رانا صاحب نے خوب کیا کہ مضمون کا اختصار دور دور پہنچا دیا۔ رانا صاحب بہت اچھا علمی ادبی ذوق رکھتے ہیں اور خوشی کی بات ہے کہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

'جہانِ رضا' (اپریل، مئی) میں ص ۳۲ اور ص ۵۱ پر دو وصلیاں '' کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؔ'' اور '' مجالِ عشق و مستی نے نوازی '' کس خوش نویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں؟ اشاعت کے وقت باریک خط میں سہی لکھنے والے کا نام ضرور درج کر دینا چاہیے۔ مرحوم وصلی نویسوں اور خوش نویسوں کے لیے ہم اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔

فہرست مطبوعات دیکھی قاضی عیاضؒ کی 'کتاب الشفاء' بھیج دیجیے۔ ایک عبارت کی مدتوں سے تلاش ہے ایک مسئلے کے سلسلے میں ایک چھوٹا سا نوٹ لکھ کر آپ کو بھیج دوں گا۔

یہاں موسم بہت خراب ہے لاہور کی حالت علی گڑھ سے اچھی کیا ہوگی۔ کراچی ٹیلی ویژن سینٹر کے قریش پور صاحب میرے پسندیدہ فن کاروں میں ہیں، وہ جب اپنا پروگرام '' کسوٹی '' ختم کرتے ہیں تو کہتے ہیں اپنا خیال رکھیے گا اور ہو سکے تو ہمارا پروگرام پھر دیکھیے گا تو جناب فاروقی صاحب آپ بھی اس موسم میں اپنا خیال رکھیں اور ہو سکے تو جواب جلد دیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۷۸)—

علی گڑھ، ۷/مئی/۹۹ء

پیرزادہ صاحب محترم السلام علیکم

خطوط آپ کے نام لفافے میں رکھ چکا تھا ابھی گوند نہیں لگایا تھا کہ ڈاک آئی اور آپ کا مکتوب مورخہ ۳۰/۴ موصول ہوا۔ نماز جمعہ کا وقت قریب ہے لیکن خیال ہوا اس خط کا جواب بھی لکھ ہی دوں تاکہ آپ کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

الحمد للہ کہ مضمون کی کتابت ہوگئی اور خوشی ہوئی کہ پروف آپ نے دیکھ لیے۔ میں بہت باریک لکھتا ہوں اس لیے طباعت میں غلطیوں کا امکان بڑھ جاتا ہے اور مضمون غلط چھپے تو محنت بے کار جاتی ہے۔ اس مضمون کی کاپی جیسے ہی تیار ہو جائے اس کی

زیروکس کاپی فوراً بھیج دیجیے رسالہ بعد کو آتا رہے گا۔ اس کے کچھ نسخے فاضل بھیجے گا۔

رسالہ فی ذکر المعراج آپ کی توجہ کا زیادہ مستحق ہے خدا کرے یہ سب تقریریں جلد چھپ جائیں کہ بعد کو آپ ان سبھوں کو ایک جلد میں لانے کی کوشش کریں۔ مولوی شمس الضحیٰ کو خط لکھ کر پوچھیے ابتدائی چار پانچ تقریروں کا مسودہ ممکن ہے ان کے پاس ہو۔ کچھ ایسا یاد آتا ہے کہ ملک العلماءؒ نے کئی تقریریں انھیں طباعت کے لیے دی تھیں انھوں نے صرف ایک ہی تقریر چھپوائی تھی کہ وہ لاپتا ہوگئے اور مجھے اب بھی یقین کامل نہیں کہ یہ مولوی شمس الضحیٰ وہی بزرگ ہیں جو میرے اور آپ کے معہود ذہنی ہیں۔ بہرحال انھیں ٹیلی فون کرکے یا خط لکھ کر صورت حال واضح کرلیں، خدا کرے یہ وہی ہوں۔ ان کے پاس حضرت کے خطوط بھی ضرور ہوں گے۔

مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے اچھے اور قیمتی کتب خانے کے مالک ہیں ماشاء اللہ اور جزاک اللہ۔ جس طرح اور جس حال میں وہ اس وقت ہیں اس سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ میں تو آپ کے نوادر دیکھنے اور ان سے استفادے کے لیے شدّ رحال کرکے لاہور آنے اور ہفتہ دو ہفتہ وہاں قیام کرنے پر آمادہ ہو جاتا لیکن کچھ اس قسم کی مصروفیات ہیں کہ چند دنوں کے لیے بھی ملک سے باہر نکلنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ سب سے پہلے آپ کے مخطوطات پر میری نظر پڑتی اور پھر ان سے مستفید ہوتا۔

آپ نے اپنا ذاتی ذخیرہ جو میرے کتب خانے میں منتقل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے کیا کہوں اس سے کس قدر خوشی ہوئی اور میرے دل میں آپ کی قدر و منزلت کس درجہ بڑھ گئی۔ لیکن میری ناچیز رائے یہ ہے کہ آپ یہ نفائس پنجاب یونیورسٹی یا لاہور کی کسی اور لائبریری یا جامعۂ ہمدرد کراچی میں محفوظ کرادیں۔ وہاں ان کی حفاظت بہتر طور پر ہوسکے گی۔ میں ذاتی طور پر لاہور کو ترجیح دوں گا۔ لیکن جو کام مقدم ہے اور بہت ضروری وہ ان کی ترتیب اور فہرست سازی ہے۔ محمد عالم مختار حق صاحب سے بہتر اور لائق آدمی ملنا مشکل ہے۔ ممکن ہو تو روزانہ گھنٹہ دو گھنٹہ آپ بھی وقت دیں اور فہرست اپنی نگرانی میں مرتب کرائیں پھر حکیم صاحب کے کتب خانے کی فہرست کی طرح اسے طبع کرادیں۔ (اپنے رسالے میں ۸ یا ۱۶ صفحے بھی ہر شمارے میں اس کے لیے مخصوص کرسکتے ہیں)۔ فہرست قلمی شکل میں دیکھ لوں تو اس میں ضرورت پڑی تو ترمیم و اضافہ بھی کرسکتا ہوں۔ معلوم نہیں کیسی کیسی نادر کتابیں اور اہم رسالے آپ کے کتب خانے میں ہوں گے۔ یاد

رکھیے اب مطبوعہ کتابیں بھی مخطوطات کی حکم میں ہے ان کی حفاظت ضروری ہے۔

میر علی احمد خاں تالپور سے دو بار ملنا یاد آتا ہے۔ میں پہلی بار پاکستان...... میں قیام پاکستان کے...... سال بعد...... میں گیا تھا۔ ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے عمان/اردن گیا، واپسی حرمین شریفین کی زیارت کرتا ہوا اور پاکستان کے عزیزوں اور دوستوں سے ملتا ہوا علی گڑھ واپس آیا تھا۔ متاثر ہوا تھا ان سے مل کر ان کی تقریر سن کر لیکن آپ نے جو کچھ ان کے فضائل بیان کیے ہیں ان سے میرے دل میں ان کی عزت میں بہت اضافہ ہوا۔ ایسے ایسے علم کے قدردان ہیں ابھی آپ کے یہاں۔

محمد عالم صاحب کے خط کا جواب میں نے دے دیا ہے۔ یہ اس لفاف میں تھا جو سید علی اکبر رضوی صاحب نے آپ کو کراچی سے روانہ کیا تھا اور آپ کو مل گیا تھا۔ ان سے کہیے کہ چا اگر اردو میں لکھیں تو انگریزی میں بھی ضرور لکھیں یہاں کے بہت کم ڈاکیے اب اردو جانتے ہیں۔ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔

اب اگر میں نے چار سطریں بھی اور لکھیں تو نہ مجھے جمعہ کی نماز مل سکتی ہے اور نہ یہ خط آج کی ڈاک سے نکل سکتا ہے۔ اس لیے رخصت ہوتا ہوں۔ کاغذ تو یہ بہت پرانا ہے ہی لیکن روشنائی بھی عجیب وغریب ہے قلم دوبارہ بدل چکا ہوں۔ بدخطی کی معافی چاہتا ہوں۔ والسلام مختار الدین احمد

—(۷۹)—

علی گڑھ، ۸/مئی/۹۹ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ ۳۰/اپریل کل دوپہر کو موصول ہوا۔ آپ کے نام کا لفاف جا رہا تھا اس خط کا جواب بھی اسی وقت لکھ کر بھیج دیا۔ رات کو ۱۲ بجے اپنا کام ختم کر کے سونے سے پہلے بستر پر لیٹ کر کچھ پڑھتا ہوں نئی کتابیں نئے رسالے اور دوبارہ اس دن کی ڈاک۔

آپ کا کرم نامہ دوبارہ پڑھا محبت سے بھرپور نکلا۔ جو جواب فوراً لکھ کر بھیجا تھا اس میں اس محبت اور لطف وکرم کا شکریہ ادا نہ کر سکا تھا جس کا آپ کا خط مستحق تھا، اس لیے یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ کتابیں بہت قیمتی اثاثہ ہوتی ہیں اور خاص طور پر وہ کتابیں جو

علمی ذوق وشوق سے جمع کی جائیں۔ مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن میرا اندازہ ہے کہ آپ کے ذخیرے میں صرف دینی اور مذہبی کتابیں نہیں، تاریخی ادبی ہر طرح کی کتابیں ہیں اس لیے آپ کے ذخیرے کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایسا اچھا، قیمتی اور نفیس ذخیرۂ کتب آپ مجھے مرحمت فرمانے کو تیار ہیں۔ یہ بڑی عزت افزائی ہے اور انتہائی محبت کی دلیل۔

لیکن جیسا کہ میں نے لکھا ہے میری خواہش ہے کہ یہ ذخیرہ لاہور کے کتب خانے ہی میں محفوظ رہنا چاہیے اگر علیحدہ ذخیرہ (ذخیرۂ فاروقی) نہ بن سکے تو کسی اہم ذخیرے کے ساتھ رکھوانے کی کوشش کیجیے۔ آپ اس کی دستی فہرست ضرور بنوایے اور مجھے بھیجیے۔ میں اس ذخیرے میں سے چند کتابیں تبرکاً رکھنا اپنے لیے باعث مسرت و امتیاز سمجھوں گا۔

میں نے اپنے کتب خانے کی ایک سرسری سی فہرست بنانی شروع کی تھی اس کے ان اوراق کا عکس آپ کو جہانِ رضا میں اشاعت کے لیے بھیجوں گا جو اعلیٰ حضرتؒ اور دوسرے سنی علماء کی تصانیف پر مشتمل ہیں۔

محمد عالم مختار حق صاحب سے کہیے کہ لاہور کے کسی کتاب فروش کے یہاں اکبر الٰہ آبادی کے خطوط (صحیح نام یاد نہیں) بنام عزیز لکھنوی تلاش کریں۔ کتاب چھوٹی تقطیع پر عرصہ ہوا لکھنؤ میں چھپی تھی۔ اب بازار میں اس کے ملنے کی امید بہت کم ہے۔ کسی کتب خانے میں دیکھیں اور اس کی زیروکس کاپی بنوا دیں۔ لاہور کے کسی کتب خانے میں ضرور مل جائے گی۔ یہاں اس کا ایک نسخہ آزاد لائبریری میں محفوظ تھا میرے پاس عرصے تک رہا، اب نہیں ملتا۔ مشفق خواجہ صاحب کو اس کتاب کی ضرورت ہے مل گئی تو عکس بنوا کر بھیج دوں گا۔

الکوثر کے لیے کچھ لکھ کر بھجوایئے مدیر کو گلہ ہے کہ آپ کے یہاں کے اصحاب قطعاً توجہ نہیں کر رہے ہیں۔ نہ مضمون لکھتے ہیں ملک العلماء پر اور نہ خط کا جواب دیتے ہیں۔ ۱۵ مضامین ان لوگوں نے اب تک لکھوا لیے ہیں اب آپ کے یہاں سے بھی کچھ مضامین آ جائیں تو آپ کے یہاں کی بھی نمائندگی ہو جائے۔

آپ تو ملک العلماء کی کوئی ایک تصنیف جو مل جائے اٹھا لیجیے اور اس پر ایک مضمون سپردِ قلم کر کے بھیج دیجیے۔ بہتر ہو کہ معراجیہ رسائل پر لکھیے کہ وہ آپ کی نگاہ سے

گزر بھی چکے ہیں اور یہی مضمون، یہ رسائل جب کتابی شکل میں شائع ہوں گے تو اس کے مقدمہ/تمہید/پیش لفظ کا کام دے گا۔

میں نے لکھا ہے انہیں کہ آپ ''ملک العلماء اور بہرام'' پر ایک مضمون چھاپ رہے ہیں چھپتے ہی وہ آپ کو وہ شمارہ بھیج دیں گے آپ الکوثر کے خاص نمبر میں شائع کر دیں۔ مولانا علی حسن میلیسی صاحب کو بھی متوجہ کیجیے۔

دل چاہتا ہے کہ حکیم محمد موسیٰ صاحب محترم، مولانا شرف قادری، پروفیسر مسعود احمد مجددی اور ان صاحب کے مضامین بھی ہوتے جو صحیح البہاری جلد اول مرتب کر رہے ہیں اور ان صاحب کا بھی مضمون ہو جو صحیح البہاری مطبوعہ کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں۔ جناب خلیل احمد رانا صاحب، محمد احمد حسین قلعداری صاحب کو بھی متوجہ کیجیے۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ محمد عالم مختار صاحب کو سلام کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۰)—

۲۵ مئی ۱۹۹۰ء

میرے محترم پیرزادہ صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۰ اور ۷ امئی کے کرم نامے اور مطبوعات کا پارسل کل دو پہر کو پہنچا، سارا کام چھوڑ کر انھیں پڑھنے میں لگ گیا۔ قاضی عیاضؒ کی کتاب رات ایک نظر دیکھ گیا مطلوبہ عبارت ابھی نہیں ملی، اب غور سے پڑھ کر نکال لوں گا۔ صاف ستھری اور خوب صورت طباعت ہے قاضی صاحب اور ترجمہ نگاروں کی روح خوش ہو گئی ہوگی۔ مجھے پورا اندازہ نہیں تھا کہ مکتبۂ نبویہ ایسی اچھی اور خوب صورت کتابیں چھاپتا ہے۔ خدا آپ کو خوش رکھے اور آپ کے ادارے کو ترقی دے۔ برسوں پہلے آپ کے اس ادارے میں میں نے ایک رات ایک گھنٹہ گزارا تھا اس وقت اس کی اہمیت کا پورا اندازہ نہیں ہو سکا۔ کتابوں پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالی تھی، زیادہ وقت اور توجہ آپ کے اور علامہ شرف قادری کے افادات سننے میں صرف کیا تھا، دوسری ملاقات کی تمنا دل میں لے کر اٹھا تھا یہ تمنا پوری نہ ہو سکی دوبارہ ملنے کی تمنا اب تک دل میں رکھے ہوئے ہوں۔

۵ مئی کا میرا مرسلہ لفافہ آپ کو ۱۰ مئی ہی کو مل گیا اس پر آپ کو تعجب ہوا،

آپ زیادہ تعجب کریں گے جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ میرے ۳ر اور ۵ مئی کے خط یہاں کے ڈاک گھر سے ۷رمئی کو روانہ ہوئے تھے جو آپ کو بمدہ ۱۰رکو مل گئے۔ میں نے اللھم بلغہ بالخیر پڑھ کر آپ کے لفافہ پر پھونک دیا تھا، بلغہ بالسرعۃ کہہ دیتا تو بزرگوں کی دعا سے اور جلد پہنچ جاتا۔ آپ کے یہاں لوگ بڑے مصروف ہیں۔ ڈا مجید اللہ قادری، مولانا وجاہت رسول قادری، مشفق خواجہ، جمیل جالبی، سید ابوالحسنات اور رفیع الدین ذکی صاحبان کو خطوط تو ضرور مل گئے ہوں گے لیکن ابھی (۲۵رمئی) تک جواب کسی کا نہیں آیا، ممکن ہے راہ میں ہو۔

رسالہ معراجیہ کا مسودہ مع عکس موصول ہوا۔ جزاک اللہ ایسا عمدہ اور واضح عکس آیا ہے کہ کوئی اور کتاب ہوتی تو اسی سے اس کا عکسی اڈیشن تیار ہو جاتا۔ یہ دوکان یاد رکھیے کبھی ضرور ہوا تو تکلیف دوں گا۔ آپ نے خوب کیا کہ اس تقریر پر عنوانات قائم کردیے، اور تقریروں پر بھی یہی عمل جاری رکھیے رسالہ اس طرح مفید ہو جائے گا۔ خدا نے آپ کو عجیب ملکہ دیا ہے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایئے۔ جہان رضا کے جون کا شمارہ ملا۔ مضمون ''ملک العلماء اور سہسرام'' بہت عمدہ چھپا ہے کمپیوٹر کی کتابت بہت خوبصورت ہے۔ کاش ایسی ہی کتابت وطباعت مکاتیب ملک العلماء کی ہو جائے۔ سید مرتضی حسین بلگرامی صاحب کو تو دو نسخے اسی وقت بھجوادیے بہت خوش ہوئے انھیں خبر بھی نہ تھی کہ ان کی تحریر شائع کرا رہا ہوں۔ ہاں وہ ٹیلی فون پر کہتے تھے کہ ان کی تحریر جہاں ختم ہوئی ہے وہاں پر کوئی نشان اختتام کا نہیں نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آپ کا لکھا ہوا پورا استدراک میری طرف منسوب ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں حساب دوستاں در دل۔ دو نسخے آج مضمون نگار کو بھیج رہا ہوں اور دو نسخے مدیر کوثر سہسرام کو کہ وہ اسے ''ملک العلماء نمبر'' میں شائع کردیں۔

آپ نے اس شمارۂ خاص کے لیے کوئی مضمون بھیجنے کی بشارت اب تک نہیں سنائی۔ آپ حضرت کی ان تقریروں پر ہی لکھ دیجیے ان پر لکھنا آپ کے لیے آسان ہوگا۔

مجھے تو کچھ شبہ ہوتا ہے کہ جن شمس الضحیٰ صاحب کو آپ نے دریافت کیا ہے ہمارے معہود ذہنی نہیں یہ کوئی اور بزرگ معلوم ہوتے ہیں ورنہ اب تک آپ سے یا مجھ سے رابطہ ضرور قائم کرتے۔ انھیں ٹیلی فون کیجیے یا خط لکھیے ان کا ٹیلی فون نمبر مجھے آپ ہی نے بھیجا تھا۔ 92/021/5015445 رسالہ معراجیہ کے پروف شاہد صاحب مجھے بھیج

دیں تو ایک نظر میں بھی پروفوں پر ڈال دوں اور فوراً بھیج دوں۔ تو جناب جہان رضا، مجالس اقبال، بیان المعراج (اصل ونقل) کتاب الشفاء کی دونوں جلدیں، محمد عالم صاحب کی مرسلہ تحریریں غرض کہ ساری چیزیں مل گئیں۔

آپ نے خوب کیا کہ اخبار کا وہ ادبی ضمیمہ بھیج دیا جس میں ضمیر جعفری پر مضامین چھپے ہیں۔ مجھے ان کی علالت کی اطلاع ملی تھی وفات کی اطلاع اس اخبار سے ملی۔ بہت افسوس ہوا، میرے بھی کرم فرما تھے کراچی، اسلام آباد میں ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ حفیظ جالندھری پر انھوں نے اپنی ایک کتاب بھی مجھے دستخط کر کے مرحمت فرمائی تھی خدا مغفرت فرمائے۔ کسی مضمون سے ان کی تاریخ وفات کا پتا نہ چل سکا۔ اب خیال رکھیں۔ محمد عالم صاحب کے بھی گوش گزار کر دیجیے، کیا انھوں نے وفیات جمع کرنے کا کام بند کر دیا ہے؟ یہ مفید سلسلہ تھا۔

تو میرا خط مورخہ ۲۸ مئی بھی آپ کو مل گیا۔ ہاں صاحب رسالہ العلم بھی ملا آپ نے اچھا کیا کہ بھیج دیا۔ سادہ کارڈ ملے اور وافر تعداد میں ملے۔ بزرگوں نے دیر آید درست آید کچھ سوچ کر ہی کہا ہوگا یہ بتایے کہ اندرون پاکستان یہ کارڈ 75 پیسے ہی میں جاتا ہے نا؟ یہ پہلے 45 میں جاتا تھا۔ ان کارڈوں کا کاغذ خراب ہے اور رنگ میلا، شاید اسی لیے آپ کے یہاں لوگ کارڈ نہیں استعمال کرتے ہیں، ہمارے ملک میں کارڈ عام طور پر خوب استعمال ہوتا ہے رشید احمد صدیقی، قاضی عبدالودود، کالی داس گپتا رضا، گیان چند جین اور پچاسوں ادباء وشعرا بیشتر کارڈ ہی لکھتے ہیں۔ یہ حقیر فقیر پر تقصیر بھی یہی کرتا ہے۔ ہاں مالک رام سخت ناراض ہوتے تھے انھیں چار سطریں بھی لکھنی ہوتیں تو ان لینڈ لکھتے۔ میرے بچپن میں کارڈ کی قیمت صرف دو پیسے اور لفافہ کی ایک آنہ اور رجسٹری فیس ۳ آنے تھی۔ اب کارڈ ۳۵ پیسے کا ہو گیا ہے اور ایر لیٹر دو روپے کا۔ لفافہ اب تین روپے کا ہو گیا ہے گویا دام ۴۸ گنا بڑھ گیا۔ رجسٹری کی فیس پندرہ روپے ہو گئی ہے۔ کاغذ ان خرافات کے لکھنے میں ختم ہو گیا اور قلم کی سیاہی بھی ختم ہو گی، اس لیے خط تمام کرتا ہوں۔ جہان رضا کے تازہ شمارے میں آپ کے مضامین بہت اچھے تھے۔ پر معلومات اور ایمان افروز۔ کیسے کیسے صالح بندوں اور برگزیدہ لوگوں سے آپ نے ملاقات کرادی جزاک اللہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۱)—

علی گڑھ، ۲۱ رجون ۱۹۹۹ء

جناب پیرزادہ صاحب محترم السلام علیکم

ابھی نصف گھنٹہ پہلے آپ کا بھیجا ہوا پارسل اور دوسرے خطوط کے ساتھ مکتوب گرامی مورخہ ۱۵ رجون موصول ہوا۔ ممنون ہوا اور لیٹر ہیڈ دیکھ کر مسرور ہوا۔ اسی پر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ بہت خوبصورت چھپا ہے کاغذ بھی بہت نفیس ہے اور تقطیع بہت موزوں۔ خدا آپ کو محمد عالم صاحب کو جزائے خیر دے۔ ان کے بھیجے ہوئے مطبوعات اور کچھ تحریرات کے عکس بھی ملے۔ رفاقت علی صاحب کے خطوط بھی ملے۔

آپ کو ایک مختصر سا خط چند دن پہلے لکھا ہے جلد ہی ملے گا۔

یہاں حیات اعلیٰحضرت کے متعلق مکمل خاموشی ہے۔ مسودے کی بازیافت اور اس کی ترتیب واشاعت کے پروگرام کے بارے میں اگر مولانا شرف قادری صاحب کی روایت نہ ہوتی تو پھر یقین بھی نہیں کرتا۔ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی سے میرا رابطہ نہیں، مولانا شرف صاحب قادری صاحب انھیں یا بہتر ہو مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب چریا کوٹی سے خط لکھ کر اشاعت کی پیش رفت پوچھیں۔

یہاں موسم بہت سخت ہے اور جب آپ کو خط لکھ رہا ہوں تو بجلی بھی بند ہے۔ یہ قیامت ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کو ان کی فرمائش پر کچھ مضامین لکھ کر بھیجے ہیں ابھی تک رسید نہیں آئی۔ محمد عالم صاحب کے نام کا خط ملاحظہ فرما کر ان کے حوالے کر دیجیے۔ ان کا اصل نام تو محمد عالم معلوم ہوتا ہے مختار حق ان کے بزرگوں میں سے کسی کا نام ہوگا۔ والسلام

مختارالدین احمد

—(۸۲)—

علی گڑھ، ۳ رجولائی ۹۹ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

تجربے سے پتا چلا کہ آپ کا بھیجا ہوا یہ کاغذ جس پر خط لکھ رہا ہوں اچھا ہے سارا فساد روشنائیوں کا ہے۔ کوئی موزوں ہے اس کاغذ کے لیے کوئی موزوں نہیں۔ شکریہ

آپ کا اور محمد عالم مختار حق صاحب کا بہر حال واجب ہے۔

ان کی فرمائش اشاریۂ معارف کی تھی۔ اس مضمون کے فرمے جو ۱۹۷۴ میں رسالۂ برہان دہلی میں چھپے تھے مضمون نگار کو صرف سوا سو مل سکے، اضافی مواد ۱۹۹۵ میں چھپوا کر شامل کیا گیا، اس کتاب کی قیمت /500 ہے لیکن اس قدر کمیاب ہے کہ اس قیمت پر بھی آسانی سے نہیں ملتا۔ اب شعبۂ عربی کے ایک طالب علم معارف کا اشاریہ مرتب کر رہے ہیں دار المصنفین سے شائع ہوگا۔ یہ محمد عالم صاحب کو پیش کر دیجیے۔

سبحۃ المرجان (آزاد بلگرامی) کی محمد راشد شیخ صاحب کو ضرورت ہے وہ کئی بار لکھ چکے ہیں۔ اس کی ترتیب و تصحیح میری نگرانی میں بہار کے ایک طالب علم مولوی فضل الرحمن سیوانی ندوی نے کی ہے جس پر انھیں ڈاکٹریٹ ملی۔ یہ میرے پہلے طالب علم ہیں جنھوں نے میری نگرانی میں کام کیا۔ انھیں ۱۹۵۶ میں داخلہ ملا اور کئی سال کام کیا لیکن دوسری جلد وہ میرے مشورے کے مطابق مرتب نہ کر سکے۔ انھیں ڈاکٹریٹ لینے کی عجلت تھی کہ یہاں سلکشن کمیٹی ہونے والی تھی۔ دوسری جلد بھی چھپ گئی ہے پھر وہ یہیں ملازم ہو گئے چند سال پہلے ہی انھوں نے سفر آخرت اختیار کیا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ اصل کام کی چیز یہی پہلی جلد ہے جس میں علماء و ادباء کے تراجم ہیں اس جلد پر انھوں نے بہت محنت کی ہے اور اعلام پر بہت اچھے حواشی لکھے ہیں۔ اسے یونیورسٹی کی پبلیکیشنز ڈویژن سے منگوا کر بھیج رہا ہوں۔ اس پر ایک نظر ڈال کر راشد شیخ صاحب کے حوالے کر دیجیے وہ آج کل لاہور میں مقیم ہیں۔ محمد عالم صاحب ان سے واقف ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۳)—

علی گڑھ، ۷ر جولائی ۹۹ء

میرے محترم السلام علیکم

ہر چند، اپنی خط کتابت پر بوجوہ، چند مہینوں کے لیے پابندی عاید کرنا چاہتا ہوں لیکن کبھی کبھی یہ امر خاصا مشکل ہو جاتا ہے اور جب مکتوب الیہ آپ ہوں تو دل آپ کو خط لکھنے کا بہانہ ڈھونڈتا ہے۔

۳ر کو خط لکھ چکا تھا کہ کل صبح کتب خانۂ خدا بخش سے میری مرتب کردہ کتاب

ڈاکر صاحب کے خط بنام مولانا عبدالماجد دریابادی پہنچی۔ ایک نسخہ آپ کی نذر ہے اور ایک نسخہ مختار مسعود صاحب کے نام بھیج رہا ہوں۔ براہ کرم انھیں بھجوا دیجیے کہ ایک جگہ ان کا اوران کے استاد پروفیسر ال کے حیدر کا ذکر آ گیا ہے۔

کتاب کے صرف دس نسخے ملے ہیں ۸ نسخے تبرک کے طور پر علی گڑھ ہی میں عزیزوں اور دوستوں میں تقسیم ہو گئے، مشکل سے دو نسخے بچائے ہیں ایک آپ کے لیے ایک مختار مسعود صاحب کے لیے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ان کے دوست اور رفیق ڈاکٹر تحسین فراقی، مولانا عبدالماجد کے معتقدین میں ہیں، اگر موقع ہو تو ہاشمی صاحب کے ذریعہ تحسین فراقی صاحب کو دو چار دنوں کے لیے اپنا نسخہ بھیج دیں، بشرطیکہ وہ بحفاظت تمام آپ کے پاس واپس آ جائے۔ رفیع الدین ہاشمی صاحب، فراقی صاحب، شیخ منظور الٰہی صاحب، سید معین الرحمٰن صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، سید محمد کاظم صاحب کے لیے (جو علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں اور جو اپنی ساری کتابیں بھیجتے رہتے ہیں) اب دام بھیج کر پچیس تیس نسخے منگوا رہا ہوں لیکن اس میں دو ہفتے ضرور لگ جائیں گے۔ مرزا ادیب، جاوید طفیل اور صرف لاہور میں دس پندرہ اور احباب ہیں انھیں اپنی کتاب بطور تحفہ آج ہی بھیجتا لیکن کیا کروں!

بھائی اپنی کتاب، اگر مقدور ہو، تو خود چھپوانی چاہیے تا کہ فراخ دلی سے احباب کو بھیجی جا سکے۔ کتاب کی ترتیب وتہذیب اگر آپ کو پسند آئی تو سمجھوں گا کہ محنت سوارت گئی، اک ایک سوانحی نوٹ کے لکھنے میں کبھی کبھی وہ تگ و دو کرنی پڑی ہے جو ایک مضمون کے لیے کی جاتی ہے۔ بعض اعلام واشخاص سے علی گڑھ تو علی گڑھ، جامعہ ملیہ میں بھی کوئی واقف نہیں۔ اب بھی جو حالات جن کے جمع ہو گئے، ہو گئے کوئی بندہ اتنی محنت کرنے والا مشکل سے ملے گا۔

سید معین الرحمٰن صاحب کو کوئی نسخہ بھیجتا تو وہ کہیں تبصرہ ضرور لکھتے اور اس طرح وہاں کے لوگوں کو اس مجموعۂ خطوط کی اشاعت کی خبر ہو جاتی۔ کتب خانہ خدابخش کو لکھوں گا لیکن یقین نہیں کہ وہ تبصروں پر زیادہ توجہ کریں۔ ترتیب و تصحیح کی کمیوں سے ضرور مطلع کریں۔ امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۴)—

علی گڑھ، ۳۱ر جولائی ر۹۹ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم

کئی خط لکھ کر ابھی اٹھا ہوں اور اب آپ کو لکھنے کے لیے دوسرا قلم بدلا ہے کہ آپ کو پڑھنے میں زحمت نہ ہو۔

۶ر جولائی کا کارڈ ۱۴ر کو، ۱۶ر کا لکھا ہوا خط ۲۲ر کو یہاں پہنچا اور ۲۳ ماہ حال کا لکھا ہوا والا نامہ ۲۹ر کو تشریف لایا۔

مولوی شمس الضحیٰ کا خط آگیا ہے جواب آپ کو بھیج رہا ہوں کہ آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ کبرسنی اور اسفار کی بنا پر توقع نہیں کہ ان کے پاس ملک العلماء کے خطوط وتحریرات ہوں۔ یہ شمس الضحیٰ صاحب تو وہی نکلے جن کی تلاش تھی، بہت خوشی ہوئی۔

معراج والے رسالے کا انتظار ہے اگر مسودہ پڑھنے میں زیادہ زحمت ہو رہی ہو تو آخری پروف مجھے بھیج دیجیے میں ایک نظر ڈال کر دوسرے تیسرے ہی دن واپس کر دوں گا۔

خیرات الحسان والا مقدمہ، مضمون کی شکل میں پہلے مدیر'الکوثر' کو بھیجیے پھر بطور مقدمہ کتاب میں شامل کر لیجیے۔

رسالہ 'المصداق' کے شمارے شاہ انجم بخاری صاحب کے مرسلہ ملے۔ علی گڑھ کے اصحاب کے نسخے تو ان تک پہنچ گئے۔ ضیاء الحق سوز صاحب کا پتا تلاش کرنا ہے میری ان کی خط کتابت نہیں۔ جہان رضا کے تازہ شمارے کے نسخے بھی ملے اصحاب ذوق کو دے دیے گئے کچھ کو ڈاک سے بھیج دیے گئے۔

خوشی ہوئی کہ کتاب ذاکر صاحب کے خط آپ کو پسند آئی۔ حسن ترتیب وتحشیے کی آپ نے داد دی، محنت وصول ہوگئی۔ مکتوب نگار سے شائد آج کے ماحول میں آپ کے یہاں لوگ متاثر نہ ہوں ورنہ وہاں اس کا عکسی اڈیشن فوراً بازار میں آجاتا اجازت وغیرہ کے تکلف کے بغیر۔ کیا کہوں ایک ایک نوٹ لکھنے کے لیے کیسے کیسے ہفت خوان طے کرنے پڑتے ہیں۔ بعض حواشی جو صفحہ نصف صفحے کا ہے ان پر معلومات جمع کرنے میں وہی زحمت اٹھانی پڑی ہے جو ایک پورے مضمون کے لیے اٹھانی پڑتی ہے۔ کبھی موقع ملا تو اس کی وضاحت کر دوں گا۔

مولوی علی حسن میلسی صاحب نے ملک العلماء کے چار پانچ خطوط کے عکس بھیجے تھے لیکن عکس اتنے برے بنے تھے کہ پڑھنا مشکل تھا۔ ممکن ہے ان کے پاس اور خطوط ہوں ایک آدھ بار اور لکھ کر دیکھیے۔ مولانا سید ایوب علی صاحب بریلوی کے اخلاف سے ضرور رابطہ قائم کیجیے ان کے یہاں حضرت کے سیکڑوں خطوط اور متعدد تحریریں ہوں گی۔ فی الحال 'جہان رضا' میں چھاپے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی کتاب فاضل بریلوی اور علمائے لاہور ابھی تک یہاں نہیں آئی۔ ملک العلماء نے ۱۹۲۸ کے لگ بھگ لاہور کا سفر ضرور کیا تھا۔ پٹنہ سے لاہور کا ایک ریلوے ٹکٹ، گھر میں میرے بچپن تک محفوظ تھا۔ ٹکٹ /32 کا تھا انٹر کلاس کا ہوگا اور ممکن ہے ریٹرن ٹکٹ ہو۔ میرے خیال میں مولانا ابوالحسنات سید احمد نے اپنی انجمن کے کسی سالانہ جلسے میں بلایا ہوگا۔ کچھ معلومات اس سلسلے میں ملے تو حاضر کروں گا۔

سید وجاہت رسول قادری صاحب نے فروری میں سالانہ 'معارف رضا' کے سالنامے کے لیے ایک مضمون کی فرمایش کی تھی۔ میں نے لکھنے کا وعدہ ہی نہیں کیا مضمون لکھنا بھی شروع کر دیا تھا لیکن مکمل نہیں کر سکا تھا کہ دوسرے کاموں میں لگ گیا۔ اب کچھ دن پہلے ان کے یہاں کے جلسے کی اطلاع ملی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ شمارہ شائع ہو گیا یا ابھی زیر طبع ہے۔ میں نے قصیدہ امال الأبرار پر مضمون لکھا تھا اور بہت محنت اس مضمون پر کی تھی۔ اعلیحضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا قصیدہ میرے کتب خانے میں محفوظ ہے اس کا عکسی اڈیشن شائع کرنے کا خیال تھا۔ اب بتائیے کیا کیا جائے۔

کاغذات میں اتفاق سے حافظ فیاض احمد صاحب کے نام میرا ایک خط ۹۳/۱۰/۱۰ مل گیا۔ اس میں میں نے لکھا ہے کہ آپ لوگ تحفۃ الاحباب فی فتح الکوۃ والباب اور جواھر البیان کی اشاعت میں مصروف ہوں گے۔ تحفۃ الاحباب کی عکسی نقل میں نے بھیجی تھی اس کا بعد کو پتا نہیں چلا کہ کیا انجام ہوا۔ جواھر البیان اب چھپ رہی ہے اس میں کچھ ہدایات ہیں یہ خط واپس بھیجتا ہوں کہ ان ہدایات کے بموجب کتاب چھاپی جائے۔ معلوم نہیں اب ہدایات پر توجہ کا موقع بھی ہے یا نہیں امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۵)—

علی گڑھ، ۳؍ستمبر؍۹۹ء

مکرمی ومحترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

کتابوں کا پیکٹ اور آپ کا گرامی نامہ جس پر تاریخ تحریر درج نہیں یہاں ۲۴؍اگست کو موصول ہوا۔ اس میں آپ کی مرسلہ حسب ذیل کتابیں ہیں:

فن خطاطی

امام احمد رضا اور علمائے لاہور

مناقب امام اعظم

جہان رضا (شمارہ 50)

فن خطاطی پر آپ نے کتاب خوب بھیجی آج کل یاقوت مستعصمی پر کچھ کام کر رہا ہوں اس کے لیے ایسی کتابوں کی تلاش رہتی ہے۔ آئندہ بھی خیال رکھیے گا۔ راشد شیخ صاحب کی کتاب میرے پاس ہے۔ محمد عالم صاحب خیال رکھیں کہیں یاقوت مستعصمی پر کوئی اچھا مضمون یا اس کے ہاتھ کی تحریر مل جائے تو اس کی نقل بھیج دیں۔

مناقب پر آپ نے بڑا اہتمام کیا اور آپ لوگوں نے بہت اچھی طرح شائع کیا ہے خدا آپ سبھوں کو جزائے خیر دے۔ دیکھیے جواھر البیان کب چھپتی ہے اس کا مقدمہ جو آپ نے لکھا ہے بطور مضمون مدیر 'الکوثر' کو سہسرام بھیج دیجیے۔ ان کے کئی خط آچکے ہیں لکھتے رہتے ہیں کہ میں آپ کو لکھتا رہوں۔ ویسے وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے لکھا اور آپ نے قلم اور کاغذ سنبھالا، مضمون تیار ہوا اور سہسرام کو ہوا کے دوش پر سوار ہو کر پہنچ گیا۔ وہ آپ کی مصروفیات سے واقف نہیں۔ خواہش ضرور میری ہے کہ آپ کسی موضوع پر ایک مضمون لکھ کر انھیں بھیج دیں۔

بہت عرصہ ہوا اس بات کو لیکن کچھ ایسا یاد آتا ہے کہ سہسرام کے ایک استفتا پر حضرت نے ایک مستقل رسالہ فتح الکوۃ والباب لکھا تھا جو بقلم مصنف میرے پاس تھا اس کا عکس میں نے آپ کو اشاعت کے لیے بھیجا تھا۔ اسے تلاش کیجیے مل جائے تو مجھے بھیج دیجیے کہ اس پر چھوٹا سا تعارفی نوٹ 'الکوثر' کو بھیج دوں۔ رسالہ شائع نہ ہو تو کم از کم اس کا ذکر تو کہیں آجائے۔ اسی طرح چاہتا ہوں کہ سمت قبلہ والا رسالہ جو اشاعت کے لیے میں نے بھیجا تھا شائع ہو جائے، خیال تو آتا ہے کہ وہ کمپوز ہو چکا تھا اور اس کا پروف بھی آیا تھا

اس کے بارے میں لکھیے گا کہ کیا ہوا؟ میرے لکھے ہوئے مقدمے کی عکسی نقل مل جائے تو اسے 'الکوثر' میں شائع کرادوں۔ اس میں مشرقی صاحب اور ان کے رسالے مولوی کا غلط مذہب کا ذکر ہے۔ شاید پرانے رفقا حافظ فیاض احمد، مولوی آصف حسین اب اتنے فعّال اور مستعد نہیں رہے۔

کاغذات میں آپ کے کرم فرما مولانا علی حسن میلسی کا ایک خط مل گیا ہے جو انھوں نے حضرت ملک العلماء کی وفات پر مجھے لکھا تھا۔ یہ ''تعزیت نامے'' میں چھپ رہا ہے 'الکوثر' کے اسی شمارے میں۔ ان کے نام حضرت کے چند خطوں کے عکس آپ نے بھیج دیے تھے پھر ان کی طرف سے کچھ نہ آیا۔

شاہد اقبال صاحب نے رسالہ 'معراجیہ' کے اب تک پروف نہیں بھیجے انتظار ہے۔

ذاکر صاحب کے خطوط دیکھ کر آپ کو جو خطوط شائع کرنے کا خیال ہوا ہے تو ان خطوں کی اُن خطوں کے مقابلے میں کیا اہمیت ہے۔ رہے حواشی تو آپ کام کرنے بیٹھیں گے تو سب کچھ ہو جائے گا۔ مختصر حواشی کے ساتھ خطوط محفوظ ہو جائیں تو اچھا ہوگا۔ محمد عالم صاحب بھی آپ کی مدد کریں گے۔

'معارف رضا' یا اس ادارے کی دوسری مطبوعات اب تک نہیں پہنچیں، آپ کی مرسلہ کتابوں کے ساتھ محمد عالم مختار حق صاحب کے تحفے بھی موصول ہوئے۔ انھیں رسید بھیج رہا ہوں آپ ملاحظہ فرمالیں۔ یاد آیا اس ادارے کی کچھ کتابیں آئی ہیں۔

حیات اعلیٰحضرت خدا کرے جلد چھپ جائے۔ یہ پٹنہ سے چھپ رہی ہے یا مبارک پور سے یہ نہیں معلوم ہوسکا۔ پتا نہیں کون سی دو جلدیں چھپ رہی ہیں شاید جلد اول اور جلد دوم پہلے چھپ رہی ہو، جلد سوم و چہارم بعد کو شائع ہو۔ مفتی محمود احمد صاحب نے بڑا نقصان کیا دنیائے سنیت و رضویت کا۔ پچیس تیس سال پہلے وہ حیات اعلیٰحضرت کے مکمل مسودہ کی چار جلدیں اشاعت کے لیے مجھ سے لے گئے تھے اب تک مکمل کتاب کے کئی اڈیشن نکل گئے ہوتے۔ بہر حال آپ تیار رہیں لاہور سے اس کا ایک اڈیشن نکل جائے تو آپ کے علاقے میں بھی یہ پہنچ جائے۔ ڈا/ ابو نعیم عزیزی کا خط بریلی سے موصول ہوا ہے چاروں جلدیں ایک ساتھ چھپ رہی ہیں۔ کتابت عزیزی صاحب کے زیر اہتمام ہو رہی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ خط اب آج ۲۱ ستمبر کو روانہ ہو رہا ہے امید کہ آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام
مختار الدین احمد

—(۸۶)—

علی گڑھ، ۳۱/اکتوبر/۹۹ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب محترم   السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۴/اکتوبر یہاں ۲۰/ماہ رواں کو ملا، یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ مورخہ ۲۴/ستمبر آپ کو قدرے تاخیر سے ملا بہر حال مل گیا یہی غنیمت ہے۔

جواہر البیان کی طباعت میں تعویق کی وجہ معلوم ہوئی۔ خدا کرے جلد شائع ہو جائے اور آپ اپنا مقدمہ معمولی ترمیم کے ساتھ یعنی مضمون کی شکل میں الکوثر کو بھیج سکیں۔

آپ کی مصروفیات ظاہر ہے گونا گوں ہیں لیکن بیان المعراج کی ساری تقریریں آپ تک آپ ہی کی توجہ سے شائع ہوئی ہیں، ایک دو جو رہ گئی ہیں وہ بھی آپ ہی کی توجہ سے شائع ہوں گی ان شاء اللہ۔ آپ مسودے کے مشکلات دور کردیں کہ کمپوزر پڑھ سکے، پھر آپ اس کے پروف مجھے بھیج دیجیے۔ میں سارے کام چھوڑ کر اصل مسودے سے مقابلہ کر کے تصحیح کی پوری کوشش کروں گا۔ آپ از سر نو تسوید نہ کیجیے، بلکہ جو الفاظ پڑھے نہیں جاتے انھیں بعینہ اسی طرح صاف صاف لکھ دیجیے اور کمپوز کرا دیجیے، میں پروف دیکھ لوں گا۔

آپ نے حیات ملک العلماء خوب بھیجی دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، اس کے شائقین کی تعداد کافی تھی، نسخے تقسیم ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ بقیہ دس نسخے بھی یہیں بھیج دیجیے۔ جب آپ دوبارہ چھپوائیں گے جس میں سابق تعارف کی جگہ نیا تعارف آپ کے قلم سے ان شاء اللہ ہوگا وہ آپ وہاں تقسیم کریں۔ اللہ کرے کہ ضروری وسائل آپ کے پاس فراہم ہو جائیں۔

رسالہ الکوۃ والباب بقلم مصنف کا عکس میں نے ممکن ہے حکیم محمد موسیٰ صاحب کی خدمت میں بھیجا ہو۔ بہر حال یہ مل بھی جائے تو مقدم، حضرت کے وہ رسالے رکھیں جو آپ شائع کرنا چاہتے ہیں۔

آپ کی مرسلہ ساری کتابیں (حیات ملک العلماء، حضرت امام ابوحنیفہ، الشیخ عبد القادر جیلانی) مل گئی تھیں۔ اور یاد آتا ہے کہ رسید بھیج چکا ہوں۔

محمد عالم مختار حق صاحب کا مضمون ''فاضل بریلوی میرے کتب خانے میں''،

میں نے بہت شوق سے پڑھا۔ یہ بڑا مفید کام انھوں نے کیا ہے اس کے بارے میں انھیں خط لکھ چکا ہوں جس میں ان کی کوششوں کی داد دی ہے۔ بلکہ میں نے تو انھیں لکھا ہے کہ اب اپنے دوسرے علمائے کرام کی جو کتابیں آپ کے پاس ہوں افادۂ عام کے لیے ان کی فہرست بھی شائع کر دیجیے۔ میں بھی یہی کروں گا اور ''علمائے بریلی میرے کتب خانے میں'' لکھ کر اشاعت کے لیے آپ کو ان شاء اللہ بھیجوں گا۔ امید کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۸۷)—

علی گڑھ، ۱۴/نومبر ۹۹ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

یہ خط ایک خاص ضرورت سے لکھ رہا ہوں یقین ہے کہ آپ توجہ خاص سے کام لیں گے۔ دو دن ہوئے 'الکوثر' (سہسرام) کے مدیر اور مدرسۂ خیریہ نظامیہ کے استاد مولانا ملک الظفر سہسرامی ملک العلماء پر خصوصی شمارہ کی اشاعت کے سلسلے میں بعض امور کی تفصیلات بتانے اور مشورہ کرنے تشریف لائے تھے۔ انھوں نے کام کی رفتار بتائی، انھوں نے بڑا کام کیا کہ کوئی ۳۵ مضامین لکھوا لیے ہیں جنھیں کتابی صورت میں شائع کرنے کا ان کا پروگرام ہے۔ رسالہ پانچ ہزار چھپتا ہے کتاب کی تعداد اشاعت بھی یہی ہوگی۔

۳۵ ہزار کا تخمینہ ہے اس میں کاغذ کا خرچ خاصا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آخری حصہ نوادر کا ہو۔ اس میں زیادہ تر غیر مطبوعہ اور عکسی تحریریں ہوں گی۔ ان علمی تحریروں سے کتاب کی قدر و قیمت ضرور بڑھے گی۔ لیکن اخراجات میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ اگر پندرہ ہزار کا انتظام ہو جائے تو ملک الظفر یہ نوادر کا باب شائع کرنے کے لیے بخوشی تیار ہو جائیں گے۔ میں نے انھیں کوئی جواب نہیں دیا، سوچا کہ آپ سے مشورہ کروں ممکن ہے آپ کے ذہن میں کوئی مناسب شکل ہو۔ میں نے اس بات پر انھیں آمادہ کیا ہے کہ جو رقم انھیں ملے گی اس قیمت کی کتاب وہ تعاون کرنے والے ادارے کو پیش کر دیں گے۔ اگر سو نسخے پیشگی خرید لیے جائیں اور کتاب کی قیمت 200/ یا اس سے کم بھی ہوئی تو اس ادارے کو توقع ہے کہ سارا راس المال یا اس کا بیشتر حصہ واپس مل جائے گا دیر یا سویر۔

لیکن اصل فائدہ یہ ہوگا کہ ایک اچھے موضوع پر ایک اچھی کتاب شائع ہو جائے گی۔ بمبئی تو نہیں کتابوں کے نسخے وہ دہلی بآسانی بھیج سکیں گے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلے کے؟

خلاصہ کلام: کتاب کے سو دو سو نسخے خرید لیے جائیں لیکن قیمت پیشگی ادا کی جائے کہ طباعت میں آسانی ہو۔ قیمت کتاب کی ۱۵۰/یا زیادہ سے زیادہ ۲۰۰/ ہوگی۔ ہر چند آپ ایک بار ہاتھ جلا چکے ہیں اس لیے قدرۃً آپ کو تامل ہوگا۔ ویسے 'الکوثر' والے معقول لوگ ہیں۔

گرامی نامہ مورخہ ۳ر نومبر ملا جس میں آپ نے خطوط کے انتظار کا ذکر کیا ہے۔ اب تک میرا خط آپ کو مل گیا ہوگا۔

۱۴ر اکتوبر کا والا نامہ ۲۰ر کو ملا تھا جواب اسی دن بلکہ اسی وقت دے دیا تھا، محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی اسی دن خط لکھ دیا تھا۔ انھیں ۲۱ر ستمبر کو اور یاد آتا ہے کہ ایک علمی کام کے سلسلے میں ۲۵ر اکتوبر کو بھی خط لکھا ہے۔ ان کے نام کے خطوط کے مخاطب آپ بھی رہتے ہیں اور یقین ہے کہ وہ آپ کو اپنے نام کے خطوط ضرور پڑھوا دیے ہوں گے۔

کچھ ایسا یاد آتا ہے کہ میں نے آپ کو یکم نومبر کو بھی ایک خط لکھا ہے جو ۱۰ر ماہ رواں تک آپ کو ضرور مل گیا ہوگا۔

مناقب امام اعظمؒ مل گئی تھی یہ بڑا مفید کام آپ نے انجام دیا ہے، یقین ہے کہ امام کردری کی کتاب بھی طباعت کے لیے پریس چلی گئی ہوگی۔ معراج کی مطبوعہ تقریروں کے مکمل تین چار سیٹ بھجوا دیجیے بہت ضرورت ہے۔ میری دعا ہے کہ اس سال بارگاہ نبوی میں رمضان المبارک میں آپ کی حاضری ضرور ہو۔ ڈاعزیزی کو لکھوں گا کہ حیات اعلیٰحضرت کے کتابت شدہ اجزا کی عکسی کاپی آپ کو بھیج دیں، لیکن یہ ایک مشکل معاملہ ہے اور ان کے اختیار کا نہیں۔ صرف کتابت وتصحیح کے وہ ذمہ دار ہیں۔ مفتی یا کوئی صاحب بھی نہیں پٹنہ کے متصل پورہ محلہ کے ایک مستعد نوجوان ہیں جنھوں نے مفتی دوم محمود احمد صاحب کا مسودہ حاصل کیا ہے۔

آپ نے چار صفحوں کا خط لکھا وزن بڑھ گیا اس لیے محصول دس روپے کی جگہ بیس روپے دینے پڑے اگر آپ اپنے لیٹر ہیڈ کے دونوں طرف لکھتے تو محصول نصف ہی لگتا۔

محمد عالم صاحب سے پوچھیے کہ کتب خانہ رام پور کے جرنل کے کون کون سے شمارے ان کے پاس پہنچ چکے ہیں اور کون سے مطلوب ہیں؟ انھوں نے یاد آتا ہے کہ لکھا تھا کہ شمارہ (۴) ان کے پاس ہے انھیں بقیہ شمارے مطلوب ہیں لیکن شمارہ (۴) تو اب تک چھپا ہی نہیں ہے، پریس میں ہے۔ وضاحت سے لکھیں کون سے شمارے انھیں مطلوب ہیں؟ رام پور سے منگوا کر بھیج دوں گا ان شاء اللہ۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختارالدین احمد

مدیر 'الکوثر' کے مرسلہ اشتہار بھیج رہا ہوں ایک 'جہان رضا' کے لیے دوسرا مولانا وجاہت رسول قادری صاحب کے رسالے میں اشاعت کے لیے یا جہاں آپ مناسب سمجھیں بھیج دیں۔

—(۸۸)—

علی گڑھ، ۱۷رنومبر ۹۹ء

محبی السلام علیکم

۱۴رنومبر کا خط ابھی پوسٹ نہیں ہو سکا تھا کہ شام کو آپ کا مکرمت نامہ مورخہ ۹رنومبر موصول ہوا۔ مسرت ہوئی کہ آپ جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان اور بیان المعراج کی اشاعت سے غافل نہیں ہیں، خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ حیات ملک العلماء کے مزید نسخے آرہے ہیں یہ جان کر میں بھی مسرور ہوں اور احباب بھی خوش ہیں۔ محمد عالم مختار حق صاحب کا خط آیا تھا، جواب لکھ دیا گیا۔ (میں لکھنے والا تھا: ''جواب دے دیا گیا'' لیکن اس سے دوسرا مفہوم بھی نکلتا ہے اس لیے نہیں لکھا۔ دیکھیے اردو کیسی وسیع زبان ہے ''جواب لکھ دیا گیا'' اور ''جواب دے دیا گیا'' میں غور کیجیے تو کتنا فرق ہے)۔

اب آپ کے پارسل کا انتظار ہے اور اس ماہ کے 'جہان رضا' کا، شاید آج کی ڈاک سے پہنچے۔ آپ کی فرمائش ضرور پوری کروں گا اور ''فاضل بریلوی میری لائبریری میں'' کے موضوع پر ضرور مضمون لکھوں گا ان شاء اللہ دسمبر کے بعد۔

کچھ نہ معلوم ہوا جو بزرگ لاہور میں صحیح البخاری کا اردو ترجمہ کر رہے

تھے ان کا کام ختم ہوا یا نہیں اور اس کتاب کی غیر مطبوعہ جلد اول (کتاب العقائد) کی ترتیب کا کام جو لاہور ہی میں ہو رہا تھا وہ کہاں تک پہنچا؟ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب محترم اور مولانا شرف قادری صاحب کی خدمت میں بوقت ملاقات سلام شوق پیش کر دیجیے اور جناب حکیم محمد موسیٰ امرت سری صاحب محترم کی خدمت میں تو آپ جب بھی حاضر ہوں، میرا سلام پہنچا دیا کریں۔ لکھ چکا ہوں کہ ان کے کتب خانے کی فہرست کی دوسری جلد کا منتظر ہوں۔

ہاں بھائی ایک کام کر دیجیے۔ کبھی اورینٹل کالج کی طرف آپ کا جانا ہو تو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب سے کہیے کہ 'نذر وحید قریشی' کا جو نسخہ انھوں نے بھیجا تھا وہ ایک دوست اُٹھا لے گئے اور بظاہر واپسی کی کوئی امید نہیں، ان سے ایک نسخہ حاصل کر کے آپ بھیج دیں، وہ کہاں پارسل بناتے پھریں گے۔ ہاشمی صاحب بڑے نیک، لائق اور شریف آدمی ہیں، کچھ سادہ مزاج بھی ہیں۔ میرا اس مجموعے میں ایک مضمون بھی انھوں نے چھاپا ہے۔ صاحب مضمون کو اگر کچھ آف پرنٹس نہیں دیتے تو کتاب کے دو چار نسخے ہی دے دیا کریں، چار نہ سہی دو ہی دیں۔ میرا مضمون اس میں نہ بھی ہوتا جب بھی وہ یہ کتاب مجھے ضرور بھیجتے مجھ سے اپنے تعلق کی بناء پر بھی اور اس لیے بھی کہ وحید قریشی صاحب میرے بہت پرانے دوست اور کرم فرما ہیں۔ ان سے دوستی کی عمر کوئی پچاس سال کی ہے۔ بہت محبت کرتے ہیں۔ آج کل کچھ کوتاہ قلم ہو گئے ہیں۔ ہاشمی صاحب کے دوست اور رفیق کار ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب تو اقبال چیئر پر کام کرنے کے لیے یورپ روانہ ہو گئے ہوں گے، ہاشمی صاحب انھیں خط لکھیں تو میرا سلام ضرور لکھ دیں۔

اگر اسی طرح بات میں بات یاد آتی رہی تو یہ لفافہ آج بھی ڈاک گھر نہیں پہنچ سکے گا اس لیے خط تمام کرتا ہوں۔ والسلام مختار الدین احمد

—(۸۹)—

علی گڑھ، ۹ر دسمبر ۱۹۹۹ء

مکرم و محترم السلام علیکم

حکیم محمد موسیٰ صاحب کی وفات کی اطلاع آپ کے گرامی نامے سے ملی تھی اور میں نے اسی دن آپ کی خدمت میں تعزیت کا خط لکھ دیا تھا۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے،

ان کے درجات بلند فرمائے اور انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے مجھے تو اب دور دور تک ان جیسا فعال آدمی نظر نہیں آتا۔

ابھی یکم دسمبر کا والا نامہ تشریف لایا۔ نہیں، یہ بات مناسب نہیں۔ آپ کو زحمت دینا نہیں چاہتا۔ کتاب یا رسالے کی خریداری کا معاملہ اور تھا یہ اور ہے۔ اگر آپ نے بھی خط لکھ نہ دیا ہو تو اب نہ لکھیے۔ لیکن آپ کا ممنون بہرحال ہوا کہ اس دینی علمی کام میں 'الکوثر' کے تعاون کے لیے آپ فوراً تیار ہو گئے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے، صحت مند رکھے اور مطمئن اور خوش و خرم رکھے کہ آپ دینی کام کرتے رہیں، اچھی کتابیں لکھتے رہیں قیمتی اور مفید مضامین سپرد قلم کرتے رہیں اور انھیں شائع کرتے رہیں اور ہم جیسے دور افتادہ مخلصوں کو آپ کے کارنامے دیکھ کر مسرت حاصل ہوتی رہے۔

پارسل ملا۔ حیات ملک العلماء الماری میں محفوظ کر لی، شائقوں کو نذر کی جائے گی۔ جو دو دینی رسائل (وظیفۃ الکریمۃ، کے تین تین نسخے) آپ نے بھیجے ہیں ان میں دو نسخے کتب خانہ خدا بخش پٹنہ اور کتب خانہ نواب مزمل اللہ خاں علی گڑھ کو بھیج دیے گئے کہ محفوظ ہو جائیں۔ دونوں رسالے بہت اچھے چھپے ہیں۔

حکیم صاحب مرحوم پر ایک خصوصی شمارہ ضرور شائع کیجیے، کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں گا اس کے لیے ظاہر ہے دو تین ماہ کے بعد ہی یہ شمارہ شائع ہو سکے گا۔

محمد عالم مختار حق صاحب بڑے کام کے آدمی ہیں اور انتھک محنت کرنے والے عالم اور علم دوست "وفیات" کا کیسا قیمتی ذخیرہ انھوں نے جمع کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ موقع نکال کر وہ اس مواد کو سلیقے سے مرتب کر کے شائع کرا دیں۔

میں نے ایک کتاب وفیات مشاہیر بہار پر تمہید لکھی ہے جس کی نقل ابھی بھیج دی ہے شاید آپ کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ عدیم الفرصتی کے باوجود وقت نکال کر اس پر ایک نظر ڈال لیں۔ میری دل چسپی اس وقت صرف مشاہیر علمائے بہار (۱۹۰۱-۱۹۵۰) ہے تاکہ ڈاکٹر شاہد اقبال کی اس کتاب کا تکملہ ہو جائے۔ انھوں نے ان مشاہیر کو لیا ہے جو بیسویں صدی کے نصف آخر میں گزرے ہیں یعنی ۱۹۵۰ سے ۱۹۹۹ تک۔ کتاب جب بھی چھپے گی تو آپ کو بھجواؤں گا ان شاء اللہ۔

محمد عالم مختار حق صاحب کی مرسلہ تحریات کی رسید اسی وقت بھیج دی تھی۔ جس خط کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ ابھی موصول نہیں ہوا۔

آج تو رویت ہلال یقینی ہے رمضان مبارک ہو۔ والسلام

مختارالدین احمد

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو خط لکھ دیا تھا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ انھوں نے مفتی صاحب کو پٹنہ خط لکھا ہوگا کہ اشاعت کی اجازت دیں اور مسودے کی نہ سہی کمپوز کیے ہوئے صفحات کے عکس آپ کو بھیج دیں۔

—(۹۰)—

علی گڑھ، ۳۰؍دسمبر ۹۹ء

میرے محترم دوست سلام مسنون

میں نے پچھلے خط میں آپ کی کرم فرمائی کا شکریہ ادا کیا تھا اور لکھا تھا کہ ایسا نہ کیجیے آپ کا ذاتی معاملہ اور ہے اور تجارت کا معاملہ کچھ اور، یا تو میرا خط آپ کو نہیں ملا، یا آپ نے کبھی کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ بہر حال آج اجمیری بک ڈپو دہلی سے رجسٹری آئی تو ایک عزیز نے دوسرے خطوط اور پارسل کے ساتھ اسے بھی وصول کرلیا۔ میں لائبریری سے آیا تو ڈاک دیکھی۔

اب، ہر چہ از دوست می رسد نیکوست کہتا ہوا مندرجات رجسٹری مدیر 'کوثر' کو بھیج دیتا ہوں کہ وہ اب کتابت یا لیزر کمپوزنگ کا کام شروع کرادیں، خدا آپ کو صحت مند اور خوش وخرم رکھے اور دین و دنیا کی سعادتیں آپ کو حاصل ہوں۔

موصوف کا خط جس کا آپ نے ذکر کیا تھا مجھے بھی موصول ہوا ہے۔ جواب بھیج رہا ہوں۔ حکیم صاحب مرحوم کے حسب مرتبہ شمارہ شائع کیجیے چاہے کچھ توقف سے۔ خود آپ بہت جامع مضمون لکھیے۔ حالات زندگی بھی ہوں، لیکن یہ حصہ تو اور بھی لکھ لیں گے، آپ تو تاثراتی مضمون لکھیے اور پہلی ملاقات اور ان کے آخری دنوں کے کوائف درج کیجیے اور پرانی یادوں کو کریدیے اور انھیں قلم بند کیجیے۔ آپ نے ان میں کچھ ایسی خوبیاں ضرور دیکھی ہوں گی جو اوروں میں آپ نے نہیں دیکھی ہوں گی ان کا ذکر ضرور کیجیے۔

پروفیسر محمد اسلم زندہ ہوتے تو ایک مضمون وہ ضرور لکھتے۔ یہاں تو ذاتی طور پر ان کے جاننے والے بہت کم ہوں گے۔ میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو بریلی لکھ رہا ہوں کہ وہ ایک مضمون ضرور لکھیں۔ ممکن ہو وہ کبھی لاہور گئے ہوں تو ان سے ملے بھی ہوں۔

کوشش ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ حکیم صاحب کے بارے میں لکھیں مختصر ہی سہی۔ آخر میں ان کے خطوط اگر کچھ مل جائیں تو ضرور شائع کیجیے۔ وہ بڑے فعّال اور عملی آدمی تھے زیادہ خط کتابت کا وقت انھیں نہ ملتا ہوگا، پھر بھی کچھ خطوط آپ ضرور حاصل کرلیں گے۔

ایک مضمون حکیم صاحب کے خاندانی حالات پر کسی واقف کار سے لکھوایے اور ایک مضمون ان کے والد مرحوم پر۔ کوئی ضروری نہیں کہ تعزیت نمبر کے فوراً بعد یہ خصوصی شمارہ شائع کریں، دو تین مہینے کے بعد سہی لیکن اچھا جاندار نمبر شائع ہو۔ عید سعید کی تہنیت قبول فرمایے۔

والسلام

مختارالدین احمد

—(۹۱)—

علی گڑھ، ۳رجنوری ۲۰۰۰ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

نئے سال اور عید سعید کی تہنیت قبول فرمایئے خدا کرے یہ سال آپ کے لیے ہمارے لیے اور سبھوں کے لیے باعث خیر و مسرت ہو۔

جناب محمد عالم مختار حق صاحب بھی تہنیت قبول فرمائیں۔ مجھے کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی۔ ۳رنومبر کو جو لفافہ میں نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا جس میں تعزیت نامہ تھا اور محمد عالم صاحب کے خط کا جواب اور وفیات والا مضمون اور اس کے ساتھ منشی محمد نجم الدین (معاصر سرسید) پر میرے مضمون کا عکس تھا۔ یہ چیزیں تو آپ لوگوں کو مل گئی ہیں۔ یہ میں نے پروفیسر نجم الاسلام کے ذریعہ نہیں، بلکہ براہ راست آپ کو بھیجی تھیں اور رسید میں آپ کے اور محمد عالم مختار حق صاحب کے خطوط آگئے ہیں۔ اسی دن پروفیسر نجم الاسلام صاحب کو بھی خط لکھا تھا اس لیے خیال رہا کہ آپ لوگوں کے خطوط بھی انھی کو بھیج دیے ہوں گے۔

اب محمد عالم مختار صاحب سے گزارش ہے کہ براہ کرم منشی نجم الدین صاحب والے مضمون کی ایک زیروکس کاپی بنوا کر پروفیسر نجم الاسلام صاحب کو بھیج دیں ممنون ہوں گا۔

یہاں تو سخت ٹھنڈک پڑ رہی ہے لیکن آپ کے یہاں بھی اس سے کم کیا ہوگی،

زیادہ ہی ہوگی۔ والسلام مختارالدین احمد

محترم فاروقی صاحب اس پوسٹ کارڈ کی توسط سے میں بھی آپ کی خدمت میں سلام وآداب پیش کرتا ہوں یہ آج کی ڈاک سے ملا ہے۔

نجم الاسلام

—(۹۴)—

علی گڑھ، ۲۵ رفروری ۲۰۰۰ء

میرے مکرم السلام علیکم

مورخہ ۲۶ جنوری مجھے ۳۱ کو مل گیا تھا۔ ڈاک کی خوش انتظامی کا بھی بھی تو قائل ہونا ہی پڑتا ہے کہ روانگی کے پانچ دنوں کے بعد اس نے لاہور سے علی گڑھ کا سفر کر لیا لیکن یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خط اور پارسل دوسرے دن پہنچ جائے۔ تقسیم ہند سے پہلے پنجاب میل یا ایسی ہی کسی گاڑی سے میں ۹ بجے شب کو علی گڑھ سے روانہ ہوا تھا، آنکھ کھلی تو لاہور اسٹیشن تھا۔ اس سفر میں طالب علموں کے ساتھ میڈیکل کالج لاہور کے ایک ہوسٹل میں مقیم ہوا تھا۔ میزبان طالب علم مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اہم رکن تھے اور بڑے مہمان نواز، افسوس کہ اب ان کا نام یاد نہیں آتا۔ یہ شاید ۱۹۴۶ کی بات ہے میں بی اے کا طالب علم تھا میں پشاور تک ہو آیا تھا۔ وہاں عبدالرب نشتر صاحب کا مہمان تھا۔ وہاں مفتی محمد ادریس صاحب کا خوب ساتھ رہا جو علی گڑھ میں عربی میں ام۔اے۔کررہے تھے۔ رفیق سفر سید معین الدین اجمیری تھے جو علی گڑھ میں میرے ہم جماعت تھے۔

اس زمانے میں کچھ مصروف رہا، کچھ رنجور۔ یہ لفظ غالب بیمار اور علیل کے معنوں میں استعمال کرتے تھے اس لفظ کا بھی ایک لطیفہ ہے۔ میرزا نے شیفتہ کے نام ایک خط میں لکھا تھا: ”برادر بجان برابر میرزا علی بخش خاں رنجور از جے پور آمدہ وبکاشانۂ نامہ نگار اقامت کرد“ مولانا غلام رسول مہر، ڈاکٹر وزیر حسین عابدی اور غالب پر کام کرنے والے بیسیوں مصنفین و محققین نے لفظ رنجور کو علی بخش کا تخلص سمجھا اور انھیں شاعر بنا دیا غالب پر لکھی ہوئی متعدد کتابوں پر آپ ان کا نام ”علی بخش رنجور“ لکھا پائیں گے۔

تو صاحب میں کچھ رنجور رہا۔ یہاں اس زمانے کا موسم اس قدر برہم تھا کہ کیا

کیوں ابر و باد اور سخت کہر، ٹھنڈک اور اس پر بجلی کا نظام درہم برہم کیا لکھوں ان دنوں کیسی کوفت رہی۔ لیکن حمد بے حد اس خدائے عز و جل کو کہ اس نے موسم کا رخ پھیر کر راحت بخشی اور اس وقت باہر لان میں بیٹھا دھوپ تاپ رہا ہوں، چائے کی چسکیاں لے رہا ہوں اور آپ کو یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

حرم پاک سے جو والا نامہ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ وہ مل گیا تھا اور اس کا جواب وہاں کے پتے پر دے دیا تھا، لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آپ دیار پاک میں کب تک مقیم ہیں اس لیے ایک خط لاہور کے پتے پر بھی بھیج دیا تھا۔ وہاں کے لفافہ پر لکھ دیا تھا کہ آپ موجود نہ ہوں تو یہ خط لاہور بھیج دیا جائے لیکن وہاں کی مصروفیات میں عام طور پر لوگوں کو اس کا موقع کم ہی ملتا ہے۔

ختم چہلم حکیم صاحب مرحوم کا اشتہار اور جناب کا والا نامہ مورخہ ۱۸ر فروری کو مل گیا تھا میں نے اطلاع ملتے ہی کچھ قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کر دیا تھا اور اب بھی مرحوم کو یاد رکھتا ہوں خدا ان کی مغفرت فرمائے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ پھر آپ کا مرسلہ 'جہان رضا' (دسمبر) کا پیکٹ ملا جس میں آپ نے کچھ تعزیت نامے شائع کیے ہیں۔

۲۵ر جنوری کو مرسلہ پارسل ملا اور آپ کا مکتوب گرامی جس میں آپ نے لکھا تھا کہ بے سروسامانی کے باوجود دیار حبیب تک رسائی حاصل ہوگئی۔ کئی ہفتے وہاں حاضری رہی آپ یاد آتے رہے، علمائے کرام جو دنیا کے گوشے گوشے سے آئے تھے ہر محفل میں آپ کا ذکر خیر رہا خصوصاً اعلیٰحضرت اور ملک العلماء کے حوالے سے۔ آپ کی خدمات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ یہ سطریں پڑھ کر شاعر کا مصراع یاد آگیا: ''ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے'' اس پیکٹ میں محمد عالم صاحب کے بھیجے ہوئے دو تحفے ملے۔ ترجمہ 'نفثۃ المصدور' (امام رازی) اور 'غالب آگہی' (قدرت نقوی) پہلی کتاب کا فارسی متن مولانا سعید احمد اکبرآبادی (م ۲۴ر مئی ۱۹۸۵) نے مالک رام صاحب اور راقم کی مرتب کردہ کتاب 'نذر عرشی' کے لیے ۱۹۶۵ء میں مرتب کیا تھا اور ہم نے شائع کیا تھا۔ قدرت نقوی کی کتاب میں عرشی صاحب کے خطوط ہیں، میں ان کے مکتوبات ''عرشی نامہ'' کے نام سے مرتب کر رہا ہوں ان خطوط کو بھی اس کتاب کے حوالے سے لے لوں گا۔

۳۱ر جنوری کو دسرا پیکٹ ملا۔ محمد عالم صاحب کے بھیجے ہوئے دوشمارے ''مہر و ماہ'' کے ملے جو حکیم صاحب کی یاد میں شائع کیے گئے ہیں۔ اخبار ''اہل سنت'' بھی دیکھا آپ کا مضمون خوب ہے، بہت پسند آیا۔ اس سے پہلے اس اخبار کا کوئی شمارہ نظر سے نہیں گزرا تھا۔ اور یہ ''افتخار ایشیا'' (راول پنڈی) میں آپ کا مضمون تالپور برادران کی علمی وادبی سرگرمیوں پر تو بہت اچھا ہے اور بہت پر معلومات۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج سے تیس سال پہلے آپ کے شب وروز کیسے تھے۔ بیان المعراج کے ۳۹ء، ۴۰ء، ۴۳ء، اور ۴۴ء، چار برسوں کی تقریروں کے نسخے حافظ شاہد اقبال کے بھیجے ہوئے ملے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۱۹۴۱ اور ۱۹۴۲ کی تقریریں چھپی یا نہیں؟ آپ نے لکھا تھا کہ ایک تقریر کمپوز ہو رہی ہے لیکن پڑھنے میں وقت ہو رہی ہے۔ میں نے لکھا تھا کہ کمپوز کر کے بھیج دیجیے اور ایک نظر بھی ڈال لیجے پھر میں دیکھ لوں گا۔ ہزار مصروفیات سہی لیکن حکیم صاحب پر کچھ نہ کچھ ضرور بھیجوں گا۔ ذکر حکیم صاحب کا اور رسالہ آپ کا کیسے کچھ نہیں بھیجوں گا۔ حیات اعلیٰحضرت کی طباعت کا حال کچھ نہیں کھلتا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے لکھا بھی کہ آپ چھاپتے رہیں لیکن اس کتاب کی عکسی نقل آپ کو بھیج دی جائے۔ موجودہ مہتمم صاحب اصل مسودہ ہی میرے پاس بھیج دیں تو میں فاروقی صاحب کو اصل یا نقل بھیج دوں۔ مدیر 'الکوثر' کے خط آتے رہتے ہیں اب تاخیر میری طرف سے ہو رہی ہے انھیں میرے متعدد مضامین کا انتظار ہے۔ امید کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

والسلام مختارالدین احمد

—(۹۵)—

علی گڑھ، ۱۱ر مارچ ۲۰۰۰ء

۹ بجے شب

محترمی السلام علیکم

ابھی اطلاع ملی کہ ایک عزیزہ کل صبح لاہور کے لیے روانہ ہو رہی ہیں عجلت میں چند سطریں لکھ رہا ہوں۔

عرصے سے نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ مولانا محمد عالم مختار حق کا، تردد ہے۔ میں آپ دونوں کو مفصل خط دو ہفتہ پہلے بھیج چکا ہوں ۲۵ فروری کو۔ رسالہ مل گیا تھا جس میں

علیم صاحب مرحوم و مغفور پر تاثرات چھپے تھے۔
مجھے ان کے چند خطوط مل گئے ہیں تمہید لکھ کر بھیج دوں گا، اسی مضمون کو قبول فرمالیں۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کب تک آپ خصوصی شمارہ شائع کر رہے ہیں۔
آپ تو خط لکھنے میں بہت پابند تھے۔ خدا کرے مانع بخیر ہو۔ والسلام
مختار الدین احمد

—(۹۲)—

علی گڑھ، ۱۳؍ مارچ ۲۰۰۰ء
شنبہ، ۱۱ بجے شب
شفیق مکرم السلام علیکم
مؤرخہ ۲۳؍ فروری خاصی تاخیر کے بعد آج ۱۳؍ مارچ کو ملا۔ ڈاک میں کتنی ہی تاخیر ہو، اب کچھ حیرت نہیں ہوتی۔ جہانِ رضا بھی ملا۔ اس طرف آپ کا ایک مہینے سے کوئی گرامی نامہ نہیں آیا، سخت انتظار رہا۔ آپ کے خط کی راہ دیکھ کر ۲۵؍ فروری کو ایک خط آپ کو لکھا تھا اور دوسرا مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے نام تحریر کیا۔ یہ براہِ حیدرآباد اب تک آپ کو مل گیا ہوگا۔
۱۱؍ فروری کی شب کو میری چھوٹی بیٹی فریدہ مختار سلمہا نے اطلاع دی کہ ان کی ایک دوست کل صبح لاہور جا رہی ہیں۔ وقت بہت کم تھا اس لیے چند پوسٹ کارڈ لکھ کر ان عزیزہ کے گھر بھجوایا (ویسے میرے کارڈ میں بھی آپ حضرات کے لفافے کا مضمون آجاتا ہے) اور رضا لائبریری رام پور سے محمد عالم صاحب کے لیے جرنل کا شمارہ (۳) لایا تھا وہ بھی پیک کر کے بھجوا دیا۔ اس پر آپ کا پتا اور گھر اور مکتبہ کے ٹیلی فون نمبر لکھ دیے تھے۔ میں نے کہا تمھیں پیرزادہ صاحب کا مکان یا دفتر ڈھونڈنے میں زحمت ہوگی اس لیے کہ تم لاہور سے واقف نہیں، تم صرف یہ کرو کہ ان نمبروں پر انھیں ٹیلی فون کر دو، وہ کسی کو بھیج کر پیکٹ منگوالیں گے اور خط بھی۔ اگر اتفاق سے کوئی آدمی نہ آئے تو میرا خط ڈاک کے سپرد کردینا۔ آج ۱۳؍ کی شب ہے وہ لاہور پہنچ کر آپ کو فون کر چکی ہوں گی۔
مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کے استعفا کی خبر سے رنج ہوا وہ تو بڑے فعّال رہنما ہیں، وجوہ نہ معلوم ہوسکے۔

عمرہ اور زیارت کی اطلاع تو مل گئی تھی اور آپ کی واپسی پر آپ کو تہنیت کا خط بھی لکھ دیا تھا۔ لیکن جس طرح آپ کی اس دربار میں طلبی ہوئی اور جس طرح اور جس خوش اسلوبی سے اور جس عجلت میں سارے مراحل طے ہوئے اس سے مسرت ہوئی اور اندازہ ہوا کہ آپ کو اس دربار میں کتنی قربت حاصل ہے۔

مولانا کوثر نیازی کی تقریر خوب ہاتھ آئی، آپ نے بہت اچھا کیا کہ اسے 'جہانِ رضا' میں چھاپ کر اس کا افادہ عام کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا مضمون بہت دل چسپی سے پڑھا۔ ان سے میر عبدالواحد بلگرامی کی سبع سنابل شریف پر علیحدہ ایک تعارفی مضمون لکھوایئے۔ میرے کتب خانے میں اس کا ایک اچھا قلمی نسخہ ہے، اس کے نئے اڈیشن کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

جناب خلیل احمد رانا صاحب "نام نیک رفتگان ضائع مکن" ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں اور اسلاف کا تعارف کراتے رہتے ہیں اور ان کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے حضرت شاہ احمد مجددیؒ پر اچھا پُر معلومات مضمون لکھا ہے۔ میں تحفہ زواریہ سے واقف نہ تھا۔ انھی کے مضمون سے معلوم ہوا کہ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب محترم نے اسے کراچی سے شائع کر دیا ہے، ڈاکٹر صاحب کی بیشتر تصانیف میرے کتب خانے میں موجود ہیں، یہ بھی ان سے منگوالوں گا۔

آپ نے اپنے گرامی نامے میں میری بے التفاتی کا شکوہ کیا ہے، جب آپ کو میرے دو تین خط ایک ساتھ ملیں گے تو آپ کی شکایت خود بخود دور ہو جائے گی۔

وہ معاملہ شاید ڈاکٹر عزیزی صاحب کے اختیار کا نہ ہو، براہ راست پٹنہ لکھ کر دیکھیے، انھیں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے۔ جواب طلب باتیں اگر آپ لکھ بھیجیں تو فوراً آپ کو لکھوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۹۷)—

علی گڑھ، ۳۱ر مارچ ۲۰۰۰ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

۲۰ر مارچ کا گرامی نامہ ۲۸ر کو موصول ہوا اور ابھی شب کے آٹھ بجے ان صاحب زادے کا جو لاہور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے فون آیا کہ ابھی علی

گزرہ پہنچا ہوں۔ اور خط اور کتب و رسائل لایا ہوں۔ میں نے آدمی بھیج کر یہ چیزیں فوراً منگوالیں اور چند منٹ پہلے ان کے مطالعہ سے فارغ ہوا ہوں۔

جہان رضا (مارچ) کی ضخامت میں اضافے سے خوشی ہوئی، اس شمارے میں بعض بہت اچھے مضامین آپ نے شائع کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مجددی نے مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی کی کتاب تذکرۂ جمیل کا ایسا بھرپور تعارف کرایا ہے کہ اس کے مطالعے کے لیے تڑپ اٹھا۔ آپ کے رفیق دیرینہ مولانا باغ علی کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی تھی اس خاموش طبع خادم دین پر محمد عالم مختار حق صاحب نے بہت اچھا مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ ان کی شائع کردہ کتابوں کی فہرست دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ کنزالایمان مع تفسیر آپ لوگوں نے بھی چھاپی ہیں اور یہ کہ فتاوی رضویہ (جلد پنجم) کا بہت خوب صورت اڈیشن بھی مکتبۂ نبویہ سے شائع ہوا ہے۔

آپ کی شائع کردہ مطبوعات کی فہرست بھی دیکھی بیشتر کتابیں یا تو میری دیکھی ہوئی ہیں یا جن کا مجھے علم ہے۔ لیکن حکایت ہی کم کا کوئی نسخہ مجھے اب تک حاصل نہ ہو سکا۔ غالباً ہندوستان بہت کم پہنچا۔ اگر اس کے نسخے اب مفقود ہوں تو نظرثانی و اضافے کے بعد پھر شائع کرایے۔

ص ۵۵ سے جو مضمون شروع ہوا ہے اس کی کتابت و طباعت رسالے کے دوسرے اوراق سے مختلف کیوں ہے۔ مضمون نگار کا بھی نام نہیں۔ نزہۃ الخواطر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نہیں ان کے والد [مولانا سید عبدالحئی] کی تصنیف ہے اس کا پہلا اڈیشن دائرۃ المعارف حیدرآباد سے نکلا تھا اب مولانا مرحوم کی نظرثانی کے بعد دمشق سے اس کا دوسرا اڈیشن شائع ہوا ہے۔ اور بھائی، کیمبرج یونیورسٹی، کیمبرج میں ہے لندن میں نہیں۔ لندن سے ٹرین میں بیٹھ کر جائیں گے تو گھنٹوں کے بعد کیمبرج پہنچیں گے۔ بہر حال یہ معمولی تسامحات ہیں۔ اس تحریر میں بہت سی مفید باتیں آگئی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، خلیل احمد رانا اور علامہ کوکب نورانی نے بڑے پر معلومات اور مفید خطوط لکھے ہیں ڈاکٹر عزیزی کی مرتب کردہ Riza Guid Book ضرور چھپنی چاہیے ۹۲ صفحات کی تو بات ہے حکیم اہل سنت پر وہ تازہ مضمون لکھیں گے لیکن ماہنامہ اشرفیہ والا مضمون بھی آپ چھاپیے۔ پیر محمد حسن صاحب مرحوم پر رانا صاحب نے بہت اچھا نوٹ لکھا ہے ان سے اُن پر مفصل مضمون لکھوایے۔ یقین ہے وہ ان کا حق ادا

کرسکیں گے۔ان کا سب سے اہم علمی کارنامہ امام صاغانی کی العباب کی تصحیح وتحشیہ ہے۔ انھوں نے اپنی عمر کا ایک خاصا حصہ اس کتاب کی تصحیح پر صرف کیا ہے۔ میں مرحوم سے ۱۹۵۹ کے بعد جب وہ متقاعد ہو چکے تھے اسلام آباد کے ادارۂ تحقیقات اسلامی میں ملا تھا۔ضعیف ہو چکے تھے، لیکن وہاں لائبریری کے ایک گوشے میں بیٹھے العباب کے روٹو گراف اور عربی لغت کی کتابوں میں گھرے بیٹھے تھے اور بڑی خاموشی سے اپنا کام کر رہے تھے۔اس وقت تک کئی مجلدات مرتب کر چکے تھے معلوم نہیں ان کا کام اختتام کو پہنچا یا نہیں اور یہ کہ کوئی جلد اب تک شائع ہوئی یا نہیں۔

رسالۂ قشیریہ، التعرف اور اللمع کے تراجم میرے کتب خانے میں آ گئے ہیں 'بلوغ الارب' کا ترجمہ میرے لیے تلاش کیجیے۔کوکب صاحب نے قارئین 'جہان رضا' کو بنگلہ دیش کی بہت اچھی سیر کرائی اور وہاں کے عالموں اور مصنفوں سے دل چسپ ملاقات کرادی۔

'جہان چشت' کا تازہ شمارہ بھی ملا، حفاظت سے رکھ دیا ہے پہلی فرصت میں پڑھوں گا۔ ذرا دریافت کیجیے کہ اظہار الحق الجلی جس کا سال تالیف غالباً ۱۳۲۲ کے لگ بھگ ہے کہاں سے شائع ہوا ہے؟ اعلیٰ حضرت کے نام سے چھپا ہے یا کسی اور کے نام سے۔ ممکن ہے مطبع حسنی بریلی سے چھپا ہو۔انجمن نعمانیہ لاہور کے کتب خانے میں بھی ہونا چاہیے۔ حکیم محمد موسیٰ کے ذخیرۂ کتب کی مطبوعہ فہرست آپ خود دیکھ لیں۔اب بھی پتا نہ چلے تو خلیل احمد صاحب رانا اور 'جہان رضا' کے قارئین سے پوچھیے۔میری اس کتاب سے بعض وجوہ کی بنا پر خاص دل چسپی ہے۔

رسالہ مشرقی اور سمت قبلہ اب بھی نہیں چھپا۔اب تو مدت ہوگئی، مشرقی صاحب کے خلاف چھپوانے میں کیا کچھ قباحت ہے؟ کیا لاہور میں خاکسار اب بھی بیلچہ لے کر گھومتے رہتے ہیں؟ رسالہ معراجیہ کی صرف وہی قسطیں اب تک کتب خانے میں ملی ہیں جو آپ کو بھیجی جا چکی ہیں۔ زیر طباعت تقریر کا متن ایک بار آپ دیکھ کر درست کرالیں، پھر ضرورت ہو تو میرے پاس بھیج دیں میں بھی ایک نظر ڈال لوں گا۔امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

—(۹۸)—

ڈاکٹر مختار الدین احمد

وائس چانسلر مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

علی گڑھ، ۵رمئی ۲۰۰۰ء

مکرمی و محترمی السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۹راپریل ۳رمئی کو موصول ہوا۔ میں نے آپ کو خط لکھنے اور مولانا محمد عالم صاحب کو جواب دینے میں غفلت نہیں برتی لیکن ڈاک کا نظام ہی ایسا سست ہے کہ آپ کا خط ۱۴ دنوں کے بعد پہنچا ہے۔ میں نے جو عریضہ آپ کو اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خدمت میں بھیجا وہ آپ کو ۱۹راپریل تک کسی طرح پہنچ جانا چاہیے تھا۔

آپ کے خطوں سے اطلاع مل گئی تھی کہ جرنل رام پور اور خطوط آپ لوگوں کو مل گئے ہیں۔ آپ نے ان صاحب زادے کے ذریعہ محمد عالم صاحب کا جو تحفہ بھیجا تھا وہ مل گیا تھا اس کی رسید بھی لکھ دی تھی۔ آپ دونوں صاحبوں کو ۲۵راپریل کو خط لکھ کر مطمئن ہو گیا تھا کہ حیدرآباد سے آپ کو یہ خطوط جلد پہنچ جائیں گے۔ اس دن گیارہ خطوط لکھے نجم الاسلام، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، ریاض الاسلام، محمد عامر قمر، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، محمد عالم مختار حق، مشفق خواجہ، محمد شمس الدین ایڈوکیٹ، خواجہ رضی حیدر، عارف نوشاہی اور سید انیس شاہ جیلانی صاحبان کے نام۔ اب تک صرف جیلانی صاحب کا جواب آیا ہے۔ حالاں کہ نجم الاسلام صاحب نے یقین ہے اسی دن یا دوسرے دن خطوط روانہ کر دیے ہوں گے اور بعض، رجسٹری ڈاک سے۔

اتنے خطوط کا آپ کو یا محمد عالم صاحب کو بھیجنا میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ آپ لوگ اکثر یہ زحمت فرماتے رہتے ہیں۔ آپ دونوں مصروف ہیں اور بہت سے کام آپ لوگوں کے ذمے ہیں۔ اتنی ہی زحمت دینا چاہتا ہوں جنھیں بخوشی و رضامندی آپ لوگ گوارا کر لیں۔

ذاکر حسین کے خط کی جلد چہارم چھپ گئی ہے اس کے دس نسخے ناشر نے بھیجے تھے فوراً احباب میں تقسیم ہو گئے۔ اب میں نے جمیل جالبی، جمیل الدین عالی، نظیر صدیقی، ریاض الاسلام، علی حیدر ملک، ادیب سہیل، اقبال رشید صاحبان کے لیے مشفق خواجہ

صاحب کو بھیجے ہیں اور اسی دن ایک پارسل آپ کے نام روانہ کیا ہے جس میں آپ کے محمد عالم صاحب، شیخ منظور الٰہی صاحب، انور سدید صاحب، تحسین فراقی صاحب (اورینٹل کالج) اور مختار مسعود صاحب کے نسخے ہیں، یقین ہے اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ کو پارسل مل جائے گا۔ شیخ منظور الٰہی کا پتا تو آپ کے پاس ہو گا مختار مسعود صاحب کا پتا لکھتا ہوں:

''العطاء'' ۷۷ شادمان-۲ لاہور۔ 54000۔ ان کا ٹیلی فون نمبر ہے 7575303 7575

اب بھی بہت سے احباب رہ گئے لاہور میں جاوید طفیل، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن اور انتظار حسین (۳۸ چیل روڈ لاہور۔ 7586371 کو کتاب بھیجنی ضرور ہے۔

کیا کہا جائے ہمارے بزرگ دوست احباب کس دنیا میں رہتے ہیں۔ حیات اعلیٰ حضرت ۱۳۳۵ھ میں لکھی گئی تھی اب ۱۴۲۱ھ ہے، اسّی ۸۰ سال ہو گئے اور کتاب شائع نہیں ہوئی، سید ایوب علی صاحب رضوی مرحوم پہلی جلد شائع کر کے رہ گئے حالاں کہ دوسری جلد کا مسودہ انھیں رجسٹری سے بھیج دیا گیا تھا۔ وہ ہمارے مفتی محمود احمد صاحب قبلہ چاروں جلدیں طباعت کے لیے لے گئے تیس ۳۰ سال گزرنے پر بھی شائع نہ کر سکے۔ اب خدا خدا کر کے معلوم ہوا کہ پٹنہ کے بعض حضرات نے ان سے مسودہ حاصل کر لیا ہے۔ کتابت شروع ہوئے ایک برس ہو گیا کتابت مکمل نہیں ہوئی یا کسی وجہ سے کتابت ملتوی کرا دی گئی (کوئی شخص صحیح بات تفصیل سے نہیں لکھتا)۔ اب سننے میں آیا ہے کہ کمپیوٹر کے ذریعہ کتابت کرائی جا رہی ہے:

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے کو گہر ہوتے تک

(صحیح روایت ''ہوتے تک'' ہی ہے ''ہونے تک'' نہیں۔ غالب کی زندگی میں کتابت کیے ہوئے اور چھپے ہوئے سارے نسخوں میں ''ہوتے تک'' ہی ہے)

رہا معاملہ بہرام کا تو رسالہ 'الکوثر' کا اس طرف کوئی شمارہ ہی نہیں نکلا ہے ''ملک العلماء نمبر'' تو بعد کی چیز ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اڈیٹر بعض ضروری کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ اب فارغ ہوئے ہیں تو 'الکوثر' کا ایک عام نمبر نکلے گا۔ ''ملک العلماء نمبر'' کے لیے تو میں نے انھیں لکھ دیا ہے کہ عجلت کی ضرورت نہیں۔ اچھے مضامین لکھوایے بے شک تاخیر ہو کوئی حرج نہیں۔ مضامین بہت سست رفتاری سے لکھے جا رہے ہیں اور ابھی تک تو آپ ہی کا مضمون نہیں پہنچا۔

اب یہاں سے خطاب محمد عالم مختار حق صاحب سے ہے۔ بھائی ایک کام کر دیجیے پہلے بھی کسی کو لکھا ہے لیکن کام نہیں ہوا۔ اورینٹل کالج میگزین لاہور میں کئی سال پہلے ڈاکٹر سید عبداللہ نمبر میں ڈاکٹر نذیر احمد (علی گڑھ) کا مضمون چھپا تھا جس میں غازان خان کے نام رکن الدین ملتانی کے خط کا متن فارسی مع ترجمہ شائع ہوا تھا اس کی انھیں سخت ضرورت ہے۔ سید رفیع الدین ہاشمی صاحب کو لکھا گیا تھا، جواب نہ آیا معلوم نہیں انھیں خط ملا بھی یا نہیں۔

آپ کالج ڈپو میں دریافت کریں سید عبداللہ والا شمارۂ خصوصی مل جائے تو بھیج دیجیے میں بھی دیکھ لوں۔ یہ کسی وجہ سے نہ ملے تو صرف ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے مضمون کی زیروکس بنوا کر بھیج دیں اور ہم دونوں کو ممنون کریں۔

جہان رضا (اپریل، مئی) کا انتظار ہے۔ دو مضمون ہاتھ میں ہیں، مکمل ہو جائیں تو حکیم صاحب مرحوم پر کچھ لکھ کر بھیج دوں۔ شیخ منظور الٰہی صاحب کا پتا احتیاطاً لکھے دیتا ہوں۔ E/1, 42 Ghalib Road Gulberg III Lahore-54660

—(۹۹)—

ڈاکٹر مختار الدین احمد

وائس چانسلر مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

علی گڑھ، ۱۱ر مئی ۲۰۰۰ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب   السلام علیکم

اردو انسائکلوپیڈیا کی دونوں جلدیں ملیں اور بحفاظت تمام ملیں۔ ممنون ہوا اور محمد عالم مختار حق صاحب کا احسان مند، کہ انھوں نے بہت قیمتی کتاب بھیجی اتنی قیمتی کہ اگر پہلے مجھے اطلاع مل جاتی تو شاید میں انھیں روک دیتا۔ اب یہ بتایئے کہ اس کی تلافی کس طرح کی جائے!

اظہار الحق الجلی آپ کو خوب ملی جی ہاں یہی کتاب ہے میرے قلمی نسخے کے بالکل مطابق۔ بمبئی کے دوستوں نے بڑا کام کیا کہ اعلیٰ حضرت کی اتنی کتابیں شائع کرا دیں۔ انھیں چاہیے کہ اپنے رسالے میں ان کتابوں کی مکمل فہرست مع قیمت چھاپ دیں۔

'جہان رضا' کا تازہ شمارہ ملا۔ بہت اچھا نمبر آپ نے شائع کیا ہے لاہور کا ذکر بہت دل چسپی سے پڑھا، ایسی چیزیں اپنے اضافات کے ساتھ شائع کرتے رہیے۔ بھائی دروازہ کا تو بہت حد تک حق ادا ہو گیا، اب لاہور کے دوسرے دروازوں اور علاقوں کو لیجیے اور وہاں کے رہنے والے مشاہیر اہل علم وادب کا حال قلم بند کر دیجیے۔ بہت مفید اور یادگار تحریر ہوگی ان شاء اللہ اور بہترین ''لاہور نامہ''۔ پروفیسر محمد شفیع کے ذکر میں خط میں العقد الفرید لکھا ہوگا، کمپوزر نے کچھ کا کچھ کر دیا۔

اس زمانے میں یعنی ۱۹۲۰ء سے پہلے انگلستان کی جامعات میں ڈاکٹریٹ کا کام نہیں ہوتا تھا اور نہ وہاں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملتی تھی۔ ہندستان سے چند ممتاز طلبا کو برطانوی حکومت وظیفے پر جرمنی بھیجتی تھی جہاں ریسرچ پر ڈاکٹریٹ ملتی تھی۔ میرے علم میں عربی کے پہلے اسکالر پٹنہ کے ڈاکٹر عظیم الدین احمد تھے جو جرمنی سے عرب لغوی نشوان بن سعید الحمیری کی کتاب شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ لے کر آئے تھے۔ شمس العلوم کا ان کا مرتب کردہ حصہ گب میموریل سیریز لندن سے مدت ہوئی شائع ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر عظیم الدین پہلے اورینٹل کالج لاہور میں استاذ ہوئے، پھر پٹنہ چلے آئے۔ میرے بچپن میں وہ پٹنہ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی وفارسی کے صدر تھے۔ شفیع صاحب کو کیمبرج کی علمی زندگی راس آئی اور انھوں نے ابن عبدربہ کی العقد الفرید کی ایسی مفصل تحلیلی فہرست تیار کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس علمی کام پر انھیں کیمبرج سے ایم اے کی ڈگری ملی۔ میں سب سے پہلے شفیع صاحب کے اسی علمی کام سے متاثر ہوا تھا ان کی دوسری کتابیں اور تحریریں تو بعد کو دیکھیں۔ شفیع صاحب جیسا اسکالر متحدہ ہندستان نے پھر کبھی نہیں پیدا کیا۔ افسوس ہے کہ ایسے اسکالر کو جو علم وادب کی آبرو تھا ہم لوگوں نے جلد بھلا دیا پاکستان کی بھی نئی نسل انھیں کیا جانتی ہوگی!

آپ کو شاید معلوم نہ ہو ۱۹۵۶ء میں جب کوئی پچیس تیس ہزار (نصف صدی پہلے کے پچیس تیس ہزار) روپے خرچ کر کے اور یورپ میں کوئی تین سال رہ کر، آکسفورڈ یونیورسٹی کے سرہملٹن گب کی نگرانی میں عربی واسلامیات میں ڈی فل لے کر علی گڑھ واپس آیا، (علامہ عبدالعزیز میمن کی نگرانی میں عربی میں علی گڑھ سے پی ایچ ڈی کر کے آکسفورڈ گیا تھا) تو شفیع صاحب مرحوم کا میرے پاس خط آیا کہ مجھے نہیں معلوم علی گڑھ

میں تم کیا کرتے ہو اور کیا پاتے ہو لیکن میری خواہش ہے کہ تم میرے پاس پنجاب یونیورسٹی آجاؤ اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں میرے ساتھ کام کرو۔ تنخواہ 500/ ماہانہ ہوگی۔ اس زمانے میں ریڈر کو یہی تنخواہ ملتی تھی۔ میں علی گڑھ میں لکچرر تھا اور شاید 75/ پاتا تھا، 500/ تو علی گڑھ میں میرے اساتذہ ڈاکٹر عابد احمد علی وغیرہ کو ملتے ہوں گے، مالی منفعت کے ساتھ شفیع صاحب کے ساتھ رہ کر کس قدر میں علمی فوائد حاصل کرتا وہاں پہنچ جاتا تو پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں ریڈر ہونے کے امکانات بھی روشن تھے لیکن علی گڑھ والوں سے علی گڑھ بہت مشکل سے چھوٹتا ہے۔ ڈھاکا یونیورسٹی سے ڈاکٹر معظم حسین صدر شعبۂ عربی جو بعد کو وہاں کے وائس چانسلر مقرر ہوئے بہت پہلے سے مجھے بلا رہے تھے۔ علی گڑھ نے نہ ڈھاکا جانے دیا، نہ لاہور۔ اگر میں ۱۹۵۶ میں لاہور چلا آتا تو پھر آج آپ کو یہ طویل خطوط علی گڑھ سے نہ لکھتا، بھاٹی دروازہ یا کسی اور دروازے میں مقیم ہوتا اور وہیں سے چل کر ہر شام گنج بخش روڈ پہنچ جاتا، آپ کے یہاں تازہ مطبوعات بھی دیکھتا آپ کے ساتھ چائے پیتا اور آپ کی پر لطف گفتگو سے بھی شادکام ہوتا۔

خط ختم کرتا ہوں کہ اب کاغذ تیز گیا۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے کہیے کہ 'اورینٹل کالج میگزین' کا ڈاکٹر سید عبداللہ نمبر حاصل کر کے جلد بھیج دیں جس میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا مضمون چھپا ہے۔ انھیں سخت ضرورت ہے اور آپ جانتے ہیں وہ میرے بڑے مخلص اور خاص دوستوں میں ہیں اور لوگوں کی علمی مدد کرنا میں اپنے فرائض میں سمجھتا ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

—(۱۰۰)—

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

اس طرف کچھ دنوں سے آپ کا خط نہیں آیا مصروفیات رہی ہوں گی۔ مکتوب مورخہ ۲۳ جولائی ملا تھا جس سے معلوم ہوا تھا کہ دونوں یادگار نامے آپ کو مل گئے تھے۔ ان کے مندرجات اور ان کی ترتیب و تہذیب کے بارے میں آپ کے خط کا انتظار تھا اور اب تک ہے۔

کچھ یہاں کے رسائل اور مطبوعہ تحریریں بھیج رہا ہوں یہ آپ لوگوں کی دل چسپی کی ہوں گی۔

'فکر ونظر' یونیورسٹی کا رسالہ ہے اس میں کچھ شخصیات پر مضامین ہیں، خیال تھا کہ مولانا محمد عالم مختار صاحب کا مضمون اسی میں چھپوادوں گا جس میں پروفیسر محمد اسلم مرحوم پر ان کا مضمون چھپا ہے۔ لیکن موجودہ اڈیٹر سے معلوم ہوا کہ آئندہ شمارہ بھی شخصیات نمبر ہی ہوگا اور اس کے بعد ان کے متقاعد ہوجانے کی وجہ سے ان کا تعلق اس رسالے سے باقی نہیں رہے گا۔ تہذیب الاخلاق سرسید کی یاد میں شائع کیا جاتا ہے اس میں اس طرح کے مضمون نہیں چھپتے۔ یہ بات بوجوہ احسن آپ ان سے کہہ دیں۔

تہذیب الاخلاق کا تازہ شمارہ بھیج رہا ہوں۔ 'روح ادب' مغربی بنگال اردو اکادمی کا سہ ماہی جریدہ ہے بنگال سے اردو کے کئی رسالے نکلتے ہیں ان میں یہ چوں کہ حکومت بنگال کا رسالہ ہے اس لیے پابندی سے اور وقت پر شائع ہوتا ہے۔ 'کتاب نما' مکتبۂ جامعہ کا آرگن ہے وہ بہت پسند کیا جاتا ہے اپنے مضامین کے تنوع کی وجہ سے اور یہ یورپ، امریکا اور شرق اوسط میں بھی مقبول ہے۔ اس میں ہندوستان کی نئی اردو مطبوعات کی فہرست چھپتی رہتی ہے۔

راجا راج کشن راجا (۱۷۷۰-۱۸۲۳ء) کی ایک اردو مثنوی بنگال سے شائع ہوئی ہے مرتب کے اصرار پر میں نے اس پر پیش لفظ لکھا ہے اس کی عکسی نقل بھیج رہا ہوں۔

'غسالہ' غسالہ ہے تو بنگال کا مال لیکن اسے مرتب کیا ہے اسلام آباد کے ڈاکٹر عارف نوشاہی نے اور شائع کیا ہے ڈاکٹر وحید قریشی نے لاہور سے۔ اس پر قلم برداشتہ جو خط میں نے مرتب کو لکھا تھا وہ انھوں نے کتاب میں شائع کردیا ہے اس کا عکس بھی بھیج رہا ہوں یہ محمد عالم صاحب کے خاص ذوق کی چیز ہے۔ انھوں نے یا آپ نے کسی خط میں اس کا ذکر نہیں کیا اس لیے شبہہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب آپ لوگوں کی نظر سے نہیں گزری۔

تذکرۂ وفیات مشاہیر بہار پچھلے ماہ چھپ کر آئی ہے۔ اس پر میرا مقدمہ آپ کی دل چسپی کا ہے اور کتاب محمد عالم صاحب کے ذوق کی ہے۔ اس کتاب کے دو مزید نسخے بھیج رہا ہوں ایک مشفق خواجہ صاحب کو کراچی بھیج دیجیے۔ دوسرا نسخہ نجم الاسلام صاحب کے لیے ہے اور تیسرا آپ کے لیے۔ آپ ظاہر ہے پڑھ کر مولانا محمد عالم صاحب کو دے دیں گے۔ انھیں ان کی مرسلہ کتابوں کی رسید اور شکریے کا خط بھیج دیا تھا۔

آپ کو بھی ایک لفافہ یکم اگست کو بھیجا ہے اس کا جواب میرا خیال ہے کہ راستے میں ہوگا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ، ڈاکٹر نجم الاسلام ، مشفق خواجہ صاحب اور سید ابوالحسنات صاحب کو خطوط آپ نے فوراً روانہ کردیے ہوں گے، ان کے جواب بھی آتے ہی ہوں گے۔

حیات اعلیٰحضرت کی طباعت کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملتی۔ پٹنہ، چریا کوٹ، بریلی ہر طرف سناٹا ہے۔ فیض الباری شریف جلد اول کی ترتیب کا کام آپ نے لکھا تھا مکمل ہوگیا ہے۔ طباعت کا کام کب تک شروع ہو رہا ہے لکھیے گا۔ ایک بزرگ نے اس کے مطبوعہ چار حصوں کا اردو میں ترجمہ کیا تھا اس کا کچھ حال معلوم ہے؟ رسالۂ معراجیہ کے پروف کا انتظار ہے۔

'اردو دنیا' (اگست) بھیج رہا ہوں یہ حکومت ہند کی وزارت تعلیم کا آرگن ہے۔ ادیب جامعۂ اردو کا یہ خاص نمبر ہے ابو العتاھیہ پر کتاب ایک شاگرد کی لکھی ہوئی ہے اس پر مقدمہ میرا لکھا ہوا ہے۔ میری دو پرانی کتابیں مل گئیں وہ بھی بھیج رہا ہوں۔ تذکرہ صدرالدین آزردہ تو کراچی میں بھی چھپا ہے اور دیوان حضور دہلی میں ۱۹۷۳ اور ۱۹۷۷ میں۔ غالباً آپ دونوں حضرات کی نظر سے میری یہ کتابیں نہیں گزری ہوں گی۔

یہ پارسل مل جائے تو رسید بھیجئے گا اور اپنی خیر و عافیت لکھیے گا۔ والسلام

مختارالدین احمد

—(۱۰۱)—

علی گڑھ، ۱۳ ؍جون ۲۰۰۰ء

محترمی السلام علیکم

مکتوب مورخہ ۱۳ ؍مئی یہاں ۷ ؍جون کو اور مورخہ ۳۰؍۵ مجھے ۱۰ ؍جون کو موصول ہوا۔ پہلا خط جو ایروگرام ہے اس قدر تاخیر سے کیوں پہنچا معلوم نہیں۔ اندازہ ہوا کہ آپ کے یہاں بارش شروع ہوگئی ہے کس واسطے کہ یہ ایروگرام بارش میں اس طرح بھیگا ہے کہ اس کے مندرجات صحیح طور پڑھے نہیں جاتے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ اس کی نقل نہ سہی، اس کے اہم مندرجات سے آگاہی ضرور بخشیں۔

حیات اعلیٰحضرت کی اشاعت کے بارے میں کوئی اطلاع مجھے نہیں۔ احباب خاموش ہیں۔ آپ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی یا مولانا عبدالمبین چڑیا کوٹی سے دریافت فرمائیں تو شاید کچھ معلوم ہو۔ لیکن وہ بھی یہی کہیں گے کہ کتاب پٹنہ میں چھپ رہی ہے اور بس۔ جون کا جہان رضا آیا تو آپ کا مضمون لاہور کے علمی حلقوں پر بہت شوق سے پڑھوں گا۔

مکتوب مورخہ ۳۰ مئی سے معلوم ہوا کہ میری بے التفاتی کے شکوے دور ہوگئے، الحمد للہ۔ مدیر نقوش کو ایک خط آپ کے لیے بھی بھیجا تھا تاریخ یاد نہیں۔ ایک ماہ پہلے لکھا ہوگا۔ جاوید صاحب کا تو کوئی جواب نہیں آیا۔ یہی غنیمت ہے کہ آپ کے نام کا خط تاخیر سے سہی آپ کو مل گیا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ محمد عالم صاحب نے کچھ گزارشات اپنے علیحدہ خطوط میں کی تھیں جواب سے پہلے ان کے جواب کے منتظر ہیں۔ حیرت ہوئی مولانا کا کوئی خط مجھے ایسا نہیں ملا جس میں کچھ استفسارات کیے ہوں۔ جو خطوط بھی ان کے آئے ہیں ان کے جواب دیتا رہا ہوں۔ پھر آج جو اپروگرام ان کا یکم جون کا لکھا ہوا موصول ہوا ہے اس میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔

خوشی ہوئی کہ صحیح البہاری شریف جلد اول کی ترتیب مکمل ہوگئی اور وہ بھی مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے ہاتھوں۔ ترتیب کا کام یقیناً بہت اچھا ہوا ہوگا خدا کرے جلد انطباع پذیر ہو کہ علمی و دینی دنیا اس سے فائدہ اٹھائے۔

سکھر کسی کو لکھ کر پوچھیے کہ مولانا محمد حسین قادری نے صحیح البہاری کا جو اردو ترجمہ کیا تھا وہ کس کے پاس ہے اور اس کی اشاعت کی اب کیا شکل ہے۔ یہ آپ نے خوب کیا تفسیر نبوی اور سیرت ابن اسحاق دونوں کتابیں آپ نے شائع کردیں خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ یہ بڑا کام ہوگیا۔ اس طرف کچھ ایسا مصروف رہا کہ حکیم محمد موسیٰ مرحوم پر مضمون نہ لکھ سکا امید کہ مزاج گرامی قرین صحت وعافیت ہوگا۔ والسلام

مختارالدین احمد

—(۱۰۲)—

علی گڑھ، ۶؍جولائی ۲۰۰۰ء

میرے محترم السلام علیکم

مکرمت نامہ ۲۸؍جون پرسوں سہ پہر کو پہنچا۔ رجسٹری شدہ لفافے کے پہنچنے کی اس سے اطلاع ملی۔ ابھی دوسرے احباب کے خطوط نہیں آئے ہیں۔

اورینٹل کالج میگزین کا ''سید عبداللہ نمبر'' موصول ہوا۔ ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر، مولانا محمد عالم مختار حق صاحب اور آپ تینوں کا ممنون ہوا کہ اس شمارے کا مجھ تک پہنچنے میں آپ تینوں کی کوششوں کو دخل ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد کے مضمون کا عکس کرا کے انھیں بھجوا دیا، ان کا ایک مضمون اس کے بغیر رکا پڑا تھا۔

یہ آپ کی محبت ہے کہ ناچیز کی بے مایہ تحریروں کو اہمیت دیتے ہیں اور انھیں نمایاں طور پر شائع کرتے ہیں۔ آپ کے دوست کے حسن طلب پر لطف آیا آپ نے خوب کیا کہ انھیں مٹھائی کھلا کر شاد کام کیا۔

مفتیانِ عظیم آباد، علمائے چڑیا کوٹ اور حضرات بریلی بھی بالکل خاموش ہیں۔ میں نے ڈاکٹر عزیزی کو لکھا تھا کہ مولانا چڑیا کوٹی سے پوچھیں کہ کتنا کام ہوا اور عظیم آباد کے مفتی صاحب سے پوچھیں کہ اب تک کتنی پیش رفت ہوئی کتاب کی طباعت میں۔ ان کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ کتاب کاتب کے سپرد کر دی گئی تھی اور اب کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی کمپوزنگ ہو رہی ہے۔ اس میں تو وقت بہت کم لگتا ہے، اگر عرس اعلیحضرت کے موقع پر حیات اعلیحضرت چھپ جاتی تو سینکڑوں نسخے بریلی میں نکل جاتے اور ناشر بھی خوش ہو جاتے۔

شمیم جالندھری ملی آپ لوگ خوب کتاب چھاپتے ہیں، کتابت طباعت نفیس ہے اور جلد بہت خوب صورت ہے اسے مولانا آزاد لائبریری کو مطالعے کے بعد نذر کر دوں گا۔ اس وقت کاموں میں گھرا ہوا ہوں لیکن دل چاہا کہ آپ کے خط کا جواب فوراً دے دوں اور اس طرح کچھ وقت آپ کی رفاقت میں گزر جائے۔

ہم لوگوں نے یادگار نامۂ قاضی عبدالودود مرتب کیا ہے، کتاب چھپ گئی اور دہلی کے لفٹننٹ گورنر کے ہاتھوں ایوان غالب دہلی میں اس کی رسم اجرا ادا ہوئی۔ ایک نسخہ بھیجوں گا چاہتا ہوں کہ آپ اور محمد عالم صاحب مطالعے کے بعد چھ ماہ تک اسے مکتبۂ نبویہ

میں سامنے کی الماری میں نمایاں طور پر رکھیں کہ آنے جانے والے کی اس پر نظر پڑے۔ اس طرح لوگوں کو اندازہ ہوگا کہ مشکل حالات میں بھی ہم لوگ کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ بعد کو چاہے آپ اسے لے کر اپنے گھر چلے جائیں یا محمد عالم مختار حق صاحب اپنے کتب خانے میں محفوظ کرلیں۔ اس میں دو تحریریں آپ لوگوں کی خاصی دل چسپی کی ہیں۔

یہ پہلا نسخہ ہے جو پاکستان پہنچ رہا ہے۔ محمد عالم مختار حق صاحب تبصرہ لکھ کر کسی اخبار (جنگ وغیرہ) میں چھپوادیں تو بہتوں کو اطلاع ہو جائے۔ اس عرصے میں کچھ خطوط اور لکھ لیے ہیں، بھیج رہا ہوں ان پر ایک نظر ڈال لیجیے اور محمد عالم مختار حق صاحب کے حوالے کردیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۱۰۳)—

علی گڑھ، ۳۱ر جولائی ۲۰۰۰ء

میرے محترم پیرزادہ صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۳ر جولائی کچھ دیر پہلے ملا، ملا تو تھا ضخیم پارسل، لیکن اسے کھولتے ہی آپ کا مکتوب گرامی ملا اور سب سے پہلے اسی کو پڑھا اس لیے اس کا ذکر پہلے کر رہا ہوں۔ یوں بھی مطبوعہ کتابوں سے آپ کے خطوط خصوصاً جو آپ کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے ہوں ان کی زیادہ اہمیت ہے۔ یہ کتابیں بہت اچھی ہیں اور ایک تو بہت اہم ہے لیکن خط آخر خط ہے۔

تو دونوں ''یادگار نامے'' آپ کو پسند آئے۔ چلیے ہم لوگوں کی محنت سوارت گئی۔ میرے مضامین آپ نے خاص طور پر محبت سے پڑھے اس کے لیے شکر گزار ہوں۔

تحفۂ حنفیہ کے سارے مجلدات ایک جگہ نہیں مل رہے ہیں ورنہ ان پر بہت اچھا اور پُر معلومات مضمون لکھا جاسکتا ہے۔

نجم الاسلام صاحب بہت محبت فرماتے ہیں۔ میرے نام ۲۲۵ خطوط عالموں، مصنفوں اور ادیبوں کے چھاپ رہے ہیں اور کچھ مضامین بھی۔ ان کا کام آپ دیکھیں گے تو خوش ہوں گے۔ لیکن ان کے وسائل بہت محدود ہیں ایک تصویر چھاپنے کے لیے انھیں وائس چانسلر سے اجازت لینی ہوتی ہے۔ جس معاملے کے متعلق آپ نے انھیں لکھا

ہے وہ خواہش کے باوجود نہ کرسکیں گے کہ اس کام کا تعلق ان کے شعبے یا یونیورسٹی سے نہیں۔ ایسے کام تو آپ جیسے مستعد ہی کر سکتے ہیں۔ زیادہ نہیں صرف ۱۰۰ خطوں کا انتخاب ہو آپ کے نام، مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے نام اور نجم الاسلام صاحب کے نام۔ انھیں مرتب تو مولانا کر لیں گے اور بہت اچھے اور قیمتی حواشی بھی لکھ لیں گے۔ (مولانا مہر کے خطوط پر انھوں نے بڑے قیمتی حواشی لکھے ہیں جو لاہور کے ایک رسالے میں شائع ہوئے اور جو ایک دوست سے میں نے منگوا لیے ہیں)۔ اخراجات کم کرنے کے لیے کاغذ معمولی لگا سکتے ہیں اور تعداد اشاعت کم رکھ سکتے ہیں حالاں کہ اس طرح نقصان ہوتا ہے لیکن کسی چیز کے چھپ جانے سے اس کا چھپ جانا بہتر ہے۔ مولانا سے بھی ذکر کیجیے۔ یہ اندازہ بھی ہو جائے کہ سو خط کتنے صفحات لیں گے اور اخراجات کا اندازہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد آپ فیصلہ آسانی سے کرسکیں گے۔ یہ بھی معلوم ہو تو اچھا ہے کہ آپ کے پاس اور ان کے پاس کتنے خطوط ہوں گے۔

جہانِ رضا جون کا نہیں پہنچا، بمبئی سے دو تین دن ہوئے ایک پرچہ آیا کھول کر دیکھا تو وہ مئی کا شمارہ نکلا۔

حکیم صاحب مرحوم پر کتنے مضامین جمع ہو گئے؟

خطوط تو لاہور میں پروفیسر محمد اسلم، سید معین الرحمن، شیخ نذیر حسین، انجینیر محمد کاظم، شیخ منظور الٰہی صاحب، محمد طفیل اور میرزا ادیب، پروفیسر محمد شفیع کے اعزا کے پاس بھی خاصے ہوں گے ان میں شیخ صاحب کے نام کے خط شاید قابل مطالعہ ہوں، لیکن خیر یہ تو معاملہ دوسرا ہے۔ میری دل چسپی تو یہ ہوگی کہ ان حضرات کے خطوط جو میرے نام ہیں شائع کروں۔

مدیر "الکوثر" کا خط آیا ہے وہ آپ کے مضمون کے سخت منتظر ہیں، یہ نہیں جانتے کہ آپ کس قدر مصروف ہیں اور کتنے مشاغل ہیں آپ کے۔

والسلام

مختار الدین احمد

—(۱۰۴)—

علی گڑھ، ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۰ء

جناب پیرزادہ صاحب محترم السلام علیکم

سورخہ ۲۱ اور ۲۵ راگست کے گرامی نامے اور لطائف اشرفی کی دونوں جلدیں ملیں، یہ آپ پہلے بھی ارسال فرما چکے ہیں، اب یہ نسخہ میں نے پروفیسر نذیر احمد صاحب سابق صدر شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی کو پیش کردیا ہے جنھیں اس کتاب سے دل چسپی ہے وہ اس پر ایک مضمون لکھ چکے ہیں۔ ان کے سامنے اس کتاب کا پرانا اڈیشن تھا۔

سیرت ابن اسحٰق (اردو) آپ نے نہیں بھیجی ہے، لطائف بھیجی تھی، خیر اب بھیج دیجیے۔ محمد عالم مختار صاحب کا خط آج ابھی کچھ دیر پہلے آیا، تاخیر کی وجہ آپ کے خط سے معلوم ہوگئی تھی۔ خدا نے بڑا فضل کیا۔ میری بڑی بیٹی یاسمین مختار سلمہا بھی پتھری کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آپ مولانا سے دوا معلوم کر کے اس کا نام لکھیے اور سب سے اہم یہ کہ ہندستان بلکہ علی گڑھ کی طرف رخ کر کے اسے دم کردیجیے، اصل فائدہ تو آپ کی دعا ہی سے ان شاء اللہ ہوگا۔ اس قدر لکھ چکا تھا کہ 'جہان رضا' کا پیکٹ ملا جزاک اللہ۔

عزیزی صاحب، چریا کوٹی صاحب اور دو عظیم آبادی بزرگ سب خاموش ہیں،، کوئی کچھ نہیں لکھتا۔ ایک سال ہوگیا حیات اعلیٰحضرت چھپ کر نہیں آئی۔ اللہ مفتی محمد محمود صاحب کے حال پر رحم فرمائے۔ ہاں 'الکوثر' کے مدیر کا خط آتا رہتا ہے۔ ایک تازہ خط آپ کے مطالعہ کے لیے بھیج رہا ہوں۔ اب ''ملک العلماء نمبر'' سے پہلے انھوں نے ''نعت نمبر'' کی مہم شروع کردی ہے۔ ''نعت نمبر'' کی اہمیت وافضلیت میں کیا شک ہے۔ پہلے یہی سہی۔

آپ کے دوسرے خط سے مرسلہ پارسل کے ملنے کی اطلاع ملی۔ دوسرا کئی دن کے بعد روانہ ہوا ہے اس لیے وہ بعد کو ملا ہوگا۔

آپ نے میر علی احمد خاں تالپور مرحوم کی دانشوری اور شعر شناسی کا ذکر کیا ہے۔ اس پر مجھے ان سے دو ملاقاتیں یاد آگئیں۔ لیکن دونوں مختصر تھیں۔

پہلی ملاقات ۲۱ راپریل ۱۹۸۳ کو لاہور میں ہوئی۔ میں اسی ہفتے عمان میں اردن کی کانفرنس میں شرکت کے بعد کراچی پہنچا تھا اور اسی دن لاہور، جس دن وہاں یوم اقبال کی سرکاری تقریب منائی جارہی تھی۔ میرے میزبان پروفیسر وحید قریشی مجھے لینے ایرپورٹ آئے ہوئے تھے۔ ایرپورٹ سے دوپہر کو اپنے گھر سمن آباد لے جانے سے پہلے وہ مجھے ٹاؤن ہال لے گئے جہاں یوم اقبال منایا جارہا تھا، علی گڑھ کے پرانے دوست اور خواجہ تاش مفتی محمد ادریس تقریر کررہے تھے۔ سر امیر الدین کے یہاں گیا جہاں

مندوبین اور کچھ حضرات کا لنچ تھا۔ قریشی صاحب نے میرے لیے بھی دعوت نامہ منگوالیا تھا۔ یہاں قریشی صاحب نے تال پور صاحب سے میری ملاقات کرائی، مشہور افسانہ نویس ایم۔اسلم، سر امیر الدین کے عزیزوں میں تھے اور انہی کے یہاں مقیم تھے۔ ہم لوگ ان سے ملنے گئے۔ علیل تھے لیکن اپنی تصانیف کے نئے اڈیشنوں سے غافل نہیں تھے۔

میر علی تال پور سے دوسری ملاقات ٹھٹھ میں ہوئی جہاں ٹھٹھ کے موضوع پر ایک تاریخی کانفرنس ہو رہی تھی میں ڈاکٹر جمیل جالبی، لطف اللہ خان صاحب اور مشفق خواجہ صاحب کے ساتھ وہاں پہنچا تو جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ لنچ کے دوران نبی بخش بلوچ صاحب کو معلوم ہوا کہ میں موجود ہوں تو ملنے آ گئے کہ وہ میرے خواجہ تاش بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ تالپور صاحب تھے۔ بلوچ صاحب نے میرا ان سے تعارف کرایا علی گڑھ کے حوالے سے کچھ دیر تک حال چال پوچھتے رہے۔ لاہور کی ملاقات وہ بظاہر بھول چکے تھے کہ دونوں ملاقاتوں میں کئی سال کا فاصلہ تھا۔

یہ خطوط رات لکھنا شروع کیا تھا کہ ۹ بجے TV پر امیتابھ بچن کا دل چسپ معلوماتی پروگرام ''کون بنے گا کروڑ پتی'' شروع ہو گیا، پھر ایک انگریزی فلم دیکھنے لگا۔ آج صبح خط مکمل کرنے بیٹھا تھا کہ نذیر احمد صاحب تشریف لے آئے، پھر دوسرے کاموں میں لگ گیا۔ اب سہ پہر کو یہ خط ختم کر رہا ہوں جب ڈاک کا وقت گزر گیا۔ اب یہ لفافہ کل چہار شنبہ کو روانہ ہو سکے گا۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۱۰۵)—

۲۶ر ستمبر ۲۰۰۰ء

جناب پیرزادہ صاحب محترم السلام علیکم

پارسل مرسلہ ۱۶ر ستمبر کل دوپہر کو ملا۔ آپ کا والا نامہ بھی تشریف لایا جو آپ نے ۱۶ر کو پارسل بنواتے وقت عجلت میں سپرد قلم کیا ہے۔ آپ کو میرے خط کا انتظار ہے اور بجا انتظار ہے لیکن اس کی ذمہ داری ڈاک گھر پر ہے۔ میں نے ۲ر ماہ رواں کو خط لکھ کر ایک آدمی کو امیر نشان تین میل دور بھیج کر اندرون شہر علی گڑھ کے ایک ڈاک گھر بھجوایا جو عبد الکریم کے چوراہے پر محلہ بالائے قلعہ میں واقع ہے۔ صرف اس لیے کہ سنیچر کا دن ہے

اور ہمارے محلے کا ڈاک گھر ایک بجے کے بعد رجسٹریاں اور پارسل لینا بند کر دیتا ہے۔

دیکھیے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، جس دن آپ نے مجھے خط لکھا اور پارسل روانہ کیا اسی دن میرے دل میں بھی آپ لوگوں کو خط لکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ بہر حال اب تک میرے خط آپ کو اور مولانا محمد عالم صاحب کو موصول ہو گئے ہوں گے۔

'جہانِ رضا' (ستمبر) کے شمارے اور حکیم الامتؒ پر کتابچہ ملا۔ دائرۃ المعارف اور کتب خانہ حکیم محمد موسیٰ کی فہرست (جلد سوم) بھی موصول ہوئی، پورا دن اور تقریباً نصف شب ان کے مطالعہ میں صرف ہوئی اور یہ وقت بہت اچھا گزرا۔

حکیم صاحب کے کتب خانے میں ایک کتاب میری خاص دل چسپی کی نکلی۔ یہ بابا عبید اللہ درّانی صاحب کی سوانح حیات ہے جو ان کے کسی مرید باصفا نے لکھی ہے۔ ہندستان تو شاید یہ کتاب پہنچی ہی نہیں، پاکستان میں کئی دوستوں نے تلاش کی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ سوات جیسے دور دراز علاقے میں چھپی ہے لاہور، کراچی کے کتب فروشوں کے یہاں نہیں پہنچی تو تعجب کی بات نہیں۔ میں نے محمد عالم مختار حق صاحب کو زحمت دی ہے آپ بھی خیال رکھیں۔ چار سو صفحوں کی ضخیم کتاب ہے عکس پر اچھی رقم خرچ ہو جائے گی اس لیے کوشش کیجیے کہ اصل کتاب ہی مل جائے۔ اگر عاریۃً کسی کتب خانے سے جہاں سے کتاب ایشو ہو سکتی ہے مل جائے تو ہفتے عشرے کی لیے ایشو کرا کے بھجوا سکتے ہیں۔ میں تو ایک رات میں پڑھ کر واپس کر دوں گا، لیکن یہ بدرجۂ مجبوری ہے۔

بابا عبید اللہ صاحب درّانی سے شاید آپ واقف نہ ہوں۔ پیشے کے لحاظ سے انجینیر تھے۔ صوفی منش تو شروع سے ہی تھے بعد کو اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ہو گئے۔ آپ کے لاہور کے محمد کاظم صاحب انجینیر ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انھی نے ان کی سوانح حیات درّ یتیم (سوات ۱۹۸۷) کی اشاعت کی خبر مجھے دی تھی لیکن وہ میرے لیے کوئی نسخہ حاصل نہ کر سکے۔ کاظم صاحب علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں اور میرے معاصر۔ لاہور میں مقیم ہیں محکمۂ 'انہار' کے اعلیٰ افسر تھے۔ کچھ دن جماعت اسلامی میں رہے، عربی سیکھی اور ایسی کہ جامعات کے اکثر ایم اے، پی ایچ ڈی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ رسالۂ فنون میں المعری وغیرہ پر ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں۔ عربی ادب پر ایک کتاب ان کی شائع ہوئی ہے۔ جرمنی وغیرہ کے سفرنامے لکھے ہیں تعجب نہیں آپ کے ملنے میں بھی موجود ہوں۔ میری ان سے پہلی اور اب تک کی آخری ملاقات شیخ منظور الٰہی صاحب کے دولت کدے پر لاہور

میں ہوئی۔ ان کا خط آیا تھا کہ وہ لاہور سے قریب ہی ایک پرسکون مقام پر اپنی کوٹھی بنوا رہے ہیں۔ اگر وہ ابھی لاہور میں ہوں تو ان سے ملنے کی کوشش کریں، آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ وہ اپنی طالب علمی کے زمانے میں یہیں امیر نشاں منزل میں رہتے تھے لیکن اس وقت میں ۵۷- سرسید ہال میں رہتا تھا۔ ان سے علی گڑھ میں کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

آپ کے دوسرے خط کا انتظار دیکھ کر آج ۳۰ رماہ رواں کو یہ خط مکمل کر رہا ہوں، لیکن اب یہ آج نہ جاسکے گا۔ کل یکشنبہ ہے پرسوں گاندھی جینتی کی تعطیل میں ڈاک گھر کی چھٹی ہے، اب یہ ۳ راکتوبر کو روانہ ہوسکے گا۔ اپنا ٹیلی فون نمبر لکھیے گا۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۱۰۶)—

علی گڑھ، ۲۷ راکتوبر ۲۰۰۰ء

پیرزادہ صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم

مکتوبات مورخہ ۹/۳۰ اور ۱۰/۱۳ موصول ہوئے۔ رام پور کے مخطوطات کی مصور کتاب پہنچنے کی اطلاع ملی۔ محمد عالم مختار حق صاحب کا کوئی خط ابھی تک نہیں ملا غالباً راہ میں ہوگا۔

میں نے ڈاکٹر عزیزی کو جو کچھ لکھا ہے وہ آپ کے خیالات ہی کی ترجمانی ہے۔ حیات اعلیٰحضرت کا مسودہ مظفر پور سے آزاد ہوا تو پٹنہ جا کر قید ہوگیا، تار سے گرا کھجور میں اٹکا والی مثل یاد آتی ہے۔ اگر ان حضرات کے پاس طباعت کے وسائل نہیں ہیں تو چاروں جلدوں کا میرا مسودہ مجھے واپس بھجوادیں، یا آپ کوشش کر کے حاصل کرلیں یا یہ لوگ پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی صاحب کو کراچی بھیج دیں، یہ خود شائع کردیں گے۔ یا کہیں سے شائع کرانے کا انتظام کردیں گے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ مفتی محمود احمد قادری اگر پچیس تیس سال میں بھی حضرت ملک العلماء کی یہ کتاب چھپوانے سے معذور ہیں تو میرا مال مجھے واپس کردیں۔

ہماری جماعت کے لوگوں کی مستعدی اور ان کا ذوق وشوق دیکھیے کہ جو کتاب ۱۹۳۸ میں لکھی گئی اور اتنے اہم موضوع پر اور اس تفصیل سے لکھی گئی، وہ آج ۲۰۰۰ء تک

۶۲ برسوں میں بھی نہیں چھپ سکی۔ اب تو کمپیوٹر کا دور ہے ایک کتاب ایک مہینے بلکہ دو ہفتے میں چھاپی جا سکتی ہے۔

آپ کا خیال بجا ہے مدیر 'الکوثر' کو چاہیے تھا کہ "ملک العلماء نمبر" جس کا کام وہ عرصہ پہلے سے کر رہے تھے پہلے شائع کرتے اور دوسرے نمبر کی تیاری اس کے بعد کرتے۔ اب دونوں کام بیک وقت تو وہ کر نہیں سکتے "ملک العلماء نمبر" کی اشاعت میں لامحالہ دیر ہوگی اور جن حضرات نے اس کے لیے مضامین لکھے ہیں وہ آہستہ آہستہ اپنے مضامین کہیں نہ کہیں شائع کرانا شروع کر دیں گے۔ بہر حال آپ ہر شمارے میں، مختصر ہی سہی اس کا اشتہار شائع کرتے رہیں۔

تو میرے حافظے نے نام صحیح یاد رکھا۔ ۲۱ راپریل کو سر امیر الدین مرحوم کے یہاں لنچ پر جن سے ملاقات ہوئی تھی پروفیسر وحید قریشی صاحب کی معیت میں، وہ میر علی احمد صاحب تالپور ہی تھے۔ آپ سے اس وقت تک ملاقات نہیں ہوئی تھی اس لیے اس مجمع میں آپ کو پہچان نہ سکا۔ اس قدر یاد ہے ایک صاحب نے بہت بلند آہنگ میں بہت اچھی آواز میں کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر نعت شریف سنائی تھی، ان کا نام یاد ہو تو لکھیے گا۔ جسٹس جاوید اقبال سے میری پہلی ملاقات وہیں ہوئی۔ بڑا مجمع تھا سرسری ملاقات ہوئی۔

جہان رضا کے سلسلے کے ۲۲/۲۳ خطوط ملے تھے دوسرے ہی دن ٹکٹ منگوا کر اپنے سامنے چسپاں کر کے ڈاک گھر بھجوا دیے۔ ہاں ایسے مطبوعہ خط یہاں دو روپے میں جاتے ہیں یہی نرخ آپ کے یہاں بھی ہوگا۔

مکتوب ۱۰/۱۳ میں آپ تحریر فرماتے ہیں: "خیال آیا کہ خط آ ہی رہا ہوگا، ہر صبح انتظار اور ہر روز یہی آرزو!" بھئی یہ انتظار تو اس وقت بجا تھا جب آپ کا پہلا والا نامہ ۹/۳۰ ڈاک میں مجھے ملتا، آپ کا خط تو مجھے ملا ہی نہیں، ملا اس لیے نہیں کہ وہ لاہور سے چلا ہی نہیں، ڈاک گھر والوں نے واپس کر دیا۔ اب میں جواب کس خط کا دیتا! اس سے پہلے آپ کا خط ملا تھا اس کا جواب دے چکا تھا۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کی بھجوائی ہوئی رفاقت علی شاہد کی کتاب کے تین نسخے ان صاحبوں کو جنھیں انھوں نے بھیجے تھے، اسی روز روانہ کر دیے گئے۔

آپ کے یہاں کے خوبصورت ٹکٹ ملے یہ نعمت غیر مترقبہ خوب ہاتھ آئی، اب

تو سب کارڈ ختم ہونے والے ہیں، یہ بہت کام آئے۔ مولانا سے کہیے وہ کسی ڈاک خانے سے اور لے آئیں۔ میں نے سنا ہے کہ وہاں کارڈ لوگ کم لکھتے ہیں اس لیے عام طور پر ڈاک گھروں میں یہ جنس نہیں ملتی، تلاش کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے رشید احمد صدیقی صاحب، قاضی عبدالودود صاحب، کالیداس گپتا، رضا عبدالمجید حیرت، گیان چند جین کارڈ لکھنے والوں میں صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے یہاں علامہ اقبال اور کچھ ان کے معاصرین کارڈ لکھتے تھے، میرے مکتوب نگاروں میں، غلام رسول میر اور محمد طفیل مرحومین کبھی کبھی کارڈ استعمال کر لیتے تھے۔ مختار مسعود بھی لکھ لیتے ہیں، لیکن زیادہ تر ان کے خطوط ان کے خوبصورت چھپے ہوئے لیٹر ہیڈ پر آتا ہے۔ مالک رام صاحب کارڈ لکھنے پر چراغ پا ہوتے تھے۔ سید انیس شاہ جیلانی نے اطلاع دی ہے کہ رسالہ ’تحقیق‘ کا تازہ شمارہ شائع ہو گیا ہے“۔ ابھی یہاں نہیں پہنچا۔ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ میں نے نجم الاسلام صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کو ضرور بھیجیں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا خط شاید آج آئے لیکن ڈاک گھر بند ہوا تو پھر پیر کو آئے گا یعنی ۳۰ر اکتوبر کو چھوٹی دیوالی، ۲۶ کو بڑی دیوالی، ۲۷ کو گوبردھن پوجا، ۲۸ کو بھیا دوج، اور ۲۹ کو اتوار کی چھٹی۔

جہان رضا کا ایک شمارہ بمبئی سے آیا ہے لاہور کا پیکٹ ابھی موصول نہیں ہوا۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

یکم فروری: رسالہ ’تحقیق‘، ’قومی زبان‘ (جس میں سنا ہے میرا ایک مضمون چھپا ہے)، ’جہان رضا‘ آج بھی نہیں آیا۔ ڈاک کا وقت گزر گیا یہ پلندے اگر روانہ ہوئے ہیں تو راہ میں کہیں رک گئے ہیں۔

۳ر فروری: یہ خط آج کی ڈاک دیکھ کر روانہ ہو رہا ہے۔ نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ مولانا کا، نہ ’جہانِ رضا‘ کا پیکٹ موصول ہوا۔

—(۱۰۷)—

علی گڑھ، ۲۳ر دسمبر ۲۰۰۰ء

محبی السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۷ نومبر یہاں ۱۹ر دسمبر کو پہنچا جب آپ مدینۂ منورہ میں

تشریف فرما ہوں گے اور روضۂ پاک کی زیارت میں مصروف ہوں گے۔

'جہانِ رضا' کا خصوصی شمارہ موصول ہوا۔ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی بہت جامع اور اعلیٰ معیار کا شمارہ آپ نے حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری پر شائع کیا ہے۔ یہ بہت اچھے اور مفید مضامین کا مجموعہ ہے اور ظاہری محاسن سے بھی آراستہ ہے۔ دوسرا نسخہ ایک صاحب ذوق لے گئے۔

'تحقیق' کا شمارہ ابھی ہندوستان عام طور پر نہیں پہنچا۔ کتب خانہ خدا بخش سے آج ہی خط آیا ہے ان لوگوں کو اس کی اشاعت کی اطلاع مل گئی ہے اب رسالے کے منتظر ہیں۔ نجم الاسلام صاحب نے مجھے مہینہ بھر پہلے لکھا تھا کہ ڈاک کے اخراجات کے لیے وائس چانسلر کو انھوں نے لکھا ہے منظوری ملتے ہی وہ رسالے کا ارسال شروع کر دیں گے۔ چند نسخے وہ مجھے بھی بھیجیں گے اور میرے مضامین کے آف پرنٹس انھوں نے تیار کیے ہیں وہ بھی ارسال کریں گے تا کہ میں اپنے احباب میں تقسیم کرسکوں۔ آپ لاہور واپس آ گئیں تو سفرِ حرمین شریفین کا احوال لکھیں۔

جب فرصت ملے تو رسالۂ 'تحقیق' کے ''گوشۂ مختار الدین احمد'' مطبوعہ گوشے کے خطوط کے حواشی ضرور پڑھیں ان پر محنت کی ہے اور بہت وقت خرچ کیا ہے۔ ان میں کچھ مسامحات نظر آ ئیں تو ضرور لکھیے۔

ہمارے یہاں گیارہ بارہ دن ڈاک گھر والوں کی اسٹرائیک تھی اب ختم ہوئی ہے تو خط لکھنا شروع کیا ہے۔ روزے بہت اچھے گزر رہے ہیں۔ عید کی تہنیت قبول فرمایے۔ والسلام مختار الدین احمد

۲۸ر دسمبر، ۹ بجے شب

ایک دوست کل لاہور جا رہے ہیں ان کے ذریعہ یہ خط بھیج رہا ہوں ڈاک کی بہ نسبت جلد پہنچے گا۔ آج ہمارے یہاں عید ہوئی ہے بعض مقامات پر کل ہوگئی۔ کاش کوئی شکل ایسی نکلتی جب سبھوں کی عید ایک روز ہوتی۔ آپ یقیناً لاہور تشریف لے آئے ہوں گے۔ عید کی اور سالِ نو کی تہنیت قبول فرمایے۔

پوسٹ کارڈ ختم ہو رہے ہیں کچھ ٹکٹوں کا بھی انتظام کیجیے آپ کے یہاں لفافوں پر کتنے کے ٹکٹ لگتے ہیں؟ دو روپے کے یا تین روپے کے؟ ہمارے یہاں تین روپے کے ٹکٹ لگتے ہیں۔ والسلام م-ا

—(۱۰۸)—

علی گڑھ، ۱۲؍فروری ۲۰۰۱ء

جناب پیرزادہ صاحب محترم   السلام علیکم

بہت دنوں کے بعد والا نامہ ۳؍ ماہ رواں کو موصول ہوا، کاشف حالات ہوا۔ خوب ہوا کہ اس پاک سرزمین میں کچھ دن آپ کو قیام کا موقع ملا اور روضۂ پاک پر حاضری کا شرف آپ کو نصیب ہوا۔ آپ نے اور احباب نے اس مقدس مقام پر مجھے اور دوسرے دوستوں کو یاد رکھا بڑا کرم فرمایا۔ خدا آپ سبھوں کو اس کا اجر دے اور وہاں کی بار بار حاضری نصیب کرے۔

خصوصی شمارے کے نسخے ملے شکریہ۔ ان شاء اللہ کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔ تاثرات حتی الامکان سبھوں کے چھاپے لیکن آپ انھیں مختصر کر دیا کریں یہ دوسری بات ہے ایک شمارے میں نہ سہی دو تین شماروں میں چھپیں۔ اس طرح رسالے اور اس کے مدیر سے قارئین کا ربط گہرا ہوتا ہے۔

محمد عالم مختار حق صاحب کا ایک خط بہت دنوں بعد آیا تھا جواب دے دیا تھا۔ بعض مرتبہ خطوط نہیں پہنچتے راہ میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ان سے فرمادیں کہ میر وزیر علی عبرتی عظیم آبادی کے تذکرے کا عکس پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخے سے تیار کرادیں۔ کوشش فرمائیں کہ عکس اچھا اور واضح بنے، لیکن وہ کوشش ہی کر سکتے ہیں، سارا کھیل تو عمدہ مشین اور کاریگر کے فن کا ہے۔

رسالہ ’الکوثر‘ کے صاحبان معلوم نہیں کن جھمیلوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اب انھوں نے نعت نمبر کا ڈول ڈال دیا ہے مقصد یہ بھی ہوگا کہ اس شمارے سے کچھ وسائل پیدا ہو جائیں تو دوسرے کام کی طرف توجہ کریں۔ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو۔ ’جہان رضا‘ کے تازہ شمارے کا انتظار ہے۔

آپ نے از راہ کرم بہت سے پوسٹ کارڈ بھیج دیے تھے۔ یہ بڑے کام آئے اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اب یہ سب نبٹ گئے، ایک بھی نہیں بچا پچاس سو کی تعداد میں پھر بھیج دیجیے اور دعائیں لیجیے۔ سنا ہے آپ کے یہاں ہر ڈاک خانے میں یہ جنس کمیاب نہیں ملتی۔ مولانا سے رجوع کیجیے وہ کہیں نہ کہیں سے تلاش کر دیں گے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کو خط لکھ سکا تو اسی لفافے میں ساتھ سفر کرے گا

اسے پڑھ کر بھجوا دیجیے گا اور ان کے شعبے 9210832 فون کر دیجیے گا کہ آپ خط بھیج رہے ہیں۔ یا خط بھیجنے کے بعد فون سے پوچھ لیجیے گا کہ وہ اُن کو مل گیا یا نہیں کبھی کبھی متوسط حضرات بھول جاتے ہیں یا خط دیر میں پہنچاتے ہیں۔ ایک لطیفہ سنیے:

ایک کرم فرما نے لاہور سے ایک خط بھیجا مجھے دو سال کے بعد ملا۔ مشترک دوست اپنی منزل پر پہنچ کر مجھے خط بھیجنا بالکل بھول گئے۔ دو سال بعد پھر لاہور جانے کے لیے سامان سفر درست کرنے لگے تو سوٹ کیس کو دھوپ دکھانے لگے۔ شام کو جھاڑ پونچھ کرنے لگے تو بکس میں بچھے ہوئے اخبار کے نیچے سے میرا لفافہ باہر گر پڑا۔ دوسرے دن انھوں نے ڈاک سے مجھے بھیج دیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھیں لکھا کہ آپ نے میرا خط کتنی حفاظت سے اخبار کے نیچے چھپا کر رکھا تھا کہ دو سال تک محفوظ رہا، آپ کا بہت ممنون ہوں کہ کاتب کا خط بحفاظت تمام مکتوب الیہ تک پہنچ گیا دو سال کے بعد ہی سہی۔ والسلام مختارالدین احمد

—(۱۰۹)—

علی گڑھ، ۴ر مارچ ۲۰۰۱ء

میرے کرم فرما السلام علیکم

خطوط مورخہ ۲/۷ اور ۲/۲۷ یہاں ۱۵ر فروری اور ۲ر مارچ کو موصول ہوئے۔ پڑھ کر مسرور ہوا۔

'جہان رضا' کے شمارے ملے تقسیم ہوئے۔ خطوط کے جواب میں تاخیر کسی نہ کسی مانع کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ اس زمانے میں مانع، مصروفیت رہی اور موسم کی تبدیلی کی وجہ سے صحت کی ناہمواری۔ اب بھی نشاط طبع مفقود ہے اس لیے حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم پر اپنی رائے نہیں لکھ پا رہا ہوں۔ مجھے آپ معاف کر دیں تو ممنون ہوں گا۔

آپ کے پہلے مکرمت نامے کو آئے ہوئے کچھ دن ہو گئے اس لیے آج یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں کہ آپ جواب کے منتظر ہوں گے۔

پٹنہ سے حیات اعلیٰحضرت کی اشاعت کے بارے میں ہنوز خاموشی ہے۔ کل سہسرام سے ایک صاحب آئے تھے معلوم ہوا مدیر کوثر ایک خصوصی شمارہ (غالباً نعت نمبر) پہلے شائع کرنے والے ہیں پھر وہ ''ملک العلماء نمبر'' کی طرف توجہ کریں گے۔ ان

صاحب کے ذریعہ آپ کی نیک خواہشات اڈیٹر صاحب تک پہنچادی ہیں۔

یہ خط اور دوسرے خطوط بھیجے نہ جاسکے، آپ کس قدر انتظار میں ہوں گے۔ بہت معذرت چاہتا ہوں اب موقع ملا ہے تو آج دوشنبہ ۱۹ر مارچ کو رجسٹری سے بھیج رہا ہوں۔

'جہانِ رضا' (حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر) کے مزید نسخے ملے شکریہ۔ مخصوص اہل قلم اور اہل ذوق حضرات کو پیش کر دیے گئے۔ ایک نسخہ نواب محمد رحمت اللہ خان صاحب (مزمل کمپلکس علی گڑھ) کی لائبریری کو ہدیہ کیا گیا۔ بہت اچھی ذاتی لائبریری ہے۔ یہاں مخطوطات ومطبوعات کا برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کل فہرست جدید مرتب ہو رہی ہے چھپنے پر بھیجوں گا محمد عالم مختار حق صاحب خاص طور پر شوق سے دیکھیں گے۔ نواب محمد رحمت اللہ خاں صاحب، نواب محمد مزمل اللہ خاں مرحوم (سابق وائس چانسلر) کے صاحبزادے ہیں بڑے مخیر اور علم دوست ہیں۔

کارڈ ملے اور اس تعداد میں کہ طبیعت خوش ہوگئی۔

ہمارے یہاں حکومت کا نیا بجٹ آیا، عام طور پر لوگ خوش ہیں، ٹیکس نہیں بڑھا ہے ریلوے کا کرایہ نہیں بڑھا ہے لیکن مجھ پر یہ ظلم ہوا کہ کارڈ کی قیمت پچیس پیسے سے پچاس پیسے یعنی دوگنی قیمت ہوگئی (تسلی اس بات سے ہے کہ پچاس پیسے، پچھتر پیسوں سے تو بہرحال کم ہیں جو یہاں کے In land کی قیمت ہے)۔ لفافے کی قیمت تین روپے سے چار روپے کرنے کی تجویز ہے۔ آپ کے یہاں کیا دو روپے ہیں یا تین روپے؟ پارسل، پیکٹ رجسٹری کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔ آپ کے یہاں کیا کم ہیں۔ اسی ہفتے نجم الاسلام نے (جنھیں مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے) تحقیق کے پانچ نسخے بھیجے تھے وہ موصول ہوئے ہیں اس پارسل پر کوئی ساڑھے پانچ سو کے ٹکٹ لگے ہیں۔ انھوں نے لکھا تھا کہ پانچ نسخے وہ اور بھیج رہے ہیں اب تک تو آئے نہیں، اب کیا آئیں گے! ان کے شعبے میں کسی سے واقف نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ اڈیٹر کون مقرر ہوا۔

ڈاکٹر نجم الاسلام کی اچانک وفات کی اطلاع حیدرآباد سندھ کے ایک دوست کے ٹیلی فون سے ملی۔ کیا کہوں کس قدر صدمہ ہوا۔ بھائیوں جیسے ان سے تعلقات ہوگئے تھے۔ ملاقات بس ایک دن کی تھی جو کراچی میں انجمن ترقی اردو کے ایک جلسے میں ہوئی تھی۔ خط کتابت تھی پچاس خط تو ان کے ضرور ہوں گے میرے نام، کاش ان کی اشاعت

کا کوئی انتظام ہو جائے۔ بڑے اچھے محقق بہت اچھے مصنف وادیب، بہت اچھے دوست اور سب سے بڑی بات یہ کہ بہت اچھے انسان۔ خدا ان پر رحمت ومغفرت کی بارش کرے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ پروفیسر غلام مصطفےٰ خاں صاحب کو تعزیت کا خط فوراً لکھ دیا تھا۔ ان کے اعزہ میں کسی سے واقف نہ تھا۔ ان کی وفات کی خبر 'ہماری زبان' (دہلی) کو بھیج دی تھی۔

کتاب آثار اولیا آپ نے بھیجی تو بہت شوق سے پڑھوں گا۔ حسین امام سلمہٗ کو امریکا خط لکھوں گا کہ وہ آپ سے رابطہ برقرار رکھیں۔ وہ خط بہت اچھا اور بہت تفصیلی لکھتے ہیں لیکن اس کے لیے وہ ہمیشہ وقت نہیں نکال پاتے ہیں۔ میں مشورہ دیتا ہوں کہ خطوں کا جواب مختصر سہی لیکن فوراً دے دیا کریں۔ عیدالضحیٰ یہاں پرسوں ۶؍مارچ کو ہے۔ تہنیت قبول فرمائیں۔ والسلام مختارالدین احمد

—(۱۱۰)—

علی گڑھ، ۶؍اپریل ۲۰۰۱ء

پیرزادہ صاحب مکرم السلام علیکم

کتابوں کا دیڑھ پارسل اور آپ کے دونوں مکرمت نامے مورخہ ۱۶؍مارچ اور ۲۹؍مارچ یہاں ۳؍اپریل کو موصول ہوئے۔ بہت ممنون ہوا 'جہانِ رضا' بھی ملا پڑھا، پڑھوایا، اب اپریل کے شمارے کا انتظار ہے۔ کارڈ بھی ملے اور وہ بھی وافر تعداد میں۔ جن لوگوں کو مختصر خط لکھنے ہوں ان کے لیے یہ کارڈ نعمت ہیں۔ اسی سے کام چل جائے تو دوست احباب انھیں اور آگے بھیجنے کے لیے لفافہ کیوں استعمال کریں خاص طور پر جب آپ نے 'بشارت' سنائی ہے کہ آپ کے یہاں لفافے کی قیمت چار روپے ہوگئی ہے یا ہونے والی ہے۔

حضرت ملک العلماء کا رسالہ ایصال ثواب آپ کے دوست نے واقعی بہت اچھا چھاپا ہے دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ وہ کچھ اور نسخے بھیج دیں تو یہاں علماء اور خانقاہوں کے بزرگوں میں تقسیم کرادوں۔

'جہانِ رضا' کا تازہ شمارہ قادیانیوں کی رد میں ہے بے وجہ جواز آپ کے خط سے معلوم ہوئی کہ اب ان حضرات نے سرکاری دفاتر میں پھیلنا شروع کر دیا ہے۔

مشرقی کے رد میں حضرت کا رسالہ آپ کے پاس محفوظ ہے، مدت ہوگئی اس کا مسودہ اور مقدمہ بھیجے ہوئے۔ اشاعت کا انتظام نہ ہو تو جہان رضا کا ایک شمارہ ہی اس کے لیے مخصوص کر دیجیے۔

''کنز الایمان'' کے پچاس نسخوں میں ایک ''جہان رضا'' کے ساتھ یہاں بھی بھیج دیا کریں۔ شارح بخاری نمبر کا انتظار رہے گا۔

رسالہ 'تحقیق' کے مزید شمارے آپ کو نہ بھیجے جانے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ وہاں کے وائس چانسلر صاحب نے اس کی ادارت کے لیے کسی کا تقرر نہیں کیا تھا، اب اطلاع ملی ہے کہ کوئی صاحب اس کے اڈیٹر مقرر ہو گئے ہیں، آپ اڈیٹر رسالہ تحقیق کے نام ایک خط بھیج کر اپنی فرمائش کی تجدید کریں۔

حیات ملک العلماء کے نئے اڈیشن کا پروگرام آپ لوگ بنا رہے ہیں، مبارک ہو۔

آپ کے دوسرے خط سے مکتوب مورخہ ۲۹ مارچ پہنچنے کی اطلاع ملی۔ حیات اعلیٰحضرت کے ناشر نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھا ہے۔ اس خوش خبری کی اطلاع آپ ہی کے خط سے ملی، انھوں نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ پھر بھی انھیں یا ڈاکٹر عزیزی کو لکھوں گا اگر وہ جلد کتاب چھاپ دیں تو عرس اعلیٰحضرت میں بہت سے نسخے فروخت ہو جائیں۔ آپ اس کے دوسرے اڈیشن کے لیے تیار رہیں۔

آثار الاولیا ملی۔ محمد عالم مختار حق صاحب نے بہت مہربانی کی کہ ایسا قیمتی نسخہ میرے لیے خریدا اور آپ نے کرم فرمایا کہ ایسی ضخیم کتاب ڈاک سے بھیجی۔ جزاکم اللہ خیرا لجزاء۔ مؤلف کتاب، حیرت ہے کہ مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا ظفر الدین قادری کو دو علیحدہ شخصیتیں سمجھتے ہیں۔ ادارے کو چاہیے تھا کہ معقول معاوضہ دے کر مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے مسودے پر نظر ثانی کرالیں۔

کتابیں بڑی تعداد میں لاہور سے چھپتی رہتی ہیں ان میں سے اکثر بہت کام کی ہوتی ہیں لیکن اب مولانا کہاں تک بھیجیں گے۔ کتابیں قیمتی ہو گئی ہیں اور محصول ڈاک میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ میری ضرورت اور خاص ذوق کی کتابیں چھپیں تو کبھی کبھی آپ احباب بھیج دیں، لیکن شائع شدہ کتابوں کا اپنے خط میں پہلے ذکر ضرور کر دیا کریں۔

علی گڑھ میں ایک کتاب ابھی اسی ہفتہ چھپی ہے آپ ایک نظر ڈال کر مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(III)—

علی گڑھ، ۲۴؍ اپریل ۲۰۰۱ء

میرے محترم جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

سرنامہ ہی لکھ پایا تھا کہ آگرہ کے سمینار ''غالب اور اکبرآباد'' کی تیاریوں میں لگ گیا۔ مضمون لکھا اور ۲۸؍ اپریل کی صبح کو کار سے آگرے کے لیے روانہ ہو گیا۔ دو ڈھائی گھنٹے میں پہنچ گیا۔ سڑک اچھی اور صاف ستھری ہے شیر شاہی سڑک سے بھی گزر ہوا۔ علی گڑھ شہر سے نکلتے وقت اور آگرہ شہر میں داخل ہوتے وقت سڑک پر عوام کے ہجوم کی وجہ سے کار کی رفتار سست رہی۔ وہاں آگرہ کینٹ کے قریب ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام رہا، دس پندرہ کمرے مندوبین کے لیے مخصوص تھے۔ شام کے پانچ بجے تک دہلی سے مندوبین اور غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی کے کارکن آ گئے۔ ایر کنڈیشن بس تھی اس لیے وہ لوگ آرام سے آئے۔ شفیع قریشی (یہ تین بار ہندستان کے مختلف صوبوں کے گورنر رہے ہیں اور ہمارے غالب انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری بھی رہ چکے ہیں)، پروفیسر سید امیر حسین عابدی (سابق صدر شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی)، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی سابق صدر شعبۂ عربی، ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صدر شعبۂ فارسی، خواجہ حسن ثانی نظامی، پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی صدر شعبۂ اردو نہرو یونیورسٹی، ڈاکٹر شمیم حنفی صدر شعبۂ اردو، جامعۂ ملیہ اسلامیہ دہلی، اور دوسرے کوئی چالیس اصحاب شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ آگرہ کے بزم میکش اکبرآبادی اور سینٹ جونس کالج آگرہ کے شعبۂ اردو کے اصحاب انتظامات میں پیش پیش تھے۔ ۹ بجے شب کو سینٹ جونس کالج کے وسیع میدان میں غالب اور آگرہ سمینار کا افتتاح ہوا۔ تقریروں کے بعد اقبال احمد خاں اور کویتا سیٹھ نے غالب کی چھ سات غزلیں سنائیں۔ ایک سماں بندھ گیا۔ شہر کے بہت سے غیر مسلم حضرات بھی موجود تھے یہ سب بہت لطف اندوز ہوئے۔ کمشنر صاحب بہادر تو وقت سے کچھ پہلے ہی تشریف لے آئے تھے۔ ڈنر سارے مندوبین کا حضرت میکش اکبرآبادی مرحوم کے گھر تھا یہ ''بزم میکش''

کے اراکین کی طرف سے تھا۔ ڈنر ۱۲ بجے شب کو شروع ہوا ڈیڑھ بجے ہم لوگ ہوٹل واپس پہنچے۔ گپ شپ رہی جلسے پر تبصرے ہوتے رہے، ڈھائی تین بجے سویا۔ صبح اٹھ کر اپنا مضمون: ''خواجہ غلام غوث بے خبر ابوالعلائی اکبرآبادی اور مرزا غالب'' مکمل کیا۔ دس بجے سے مقالہ خوانی شروع ہوئی، چار سیشن میں کوئی بیس پچیس مقالے پڑھے گئے۔ شام کے پانچ بجے دہلی کے اصحاب ایئر کنڈیشن بس میں سوار ہو کر رخصت ہوئے۔ میں، پروفیسر نذیر احمد صاحب صدر ایوان غالب کے ساتھ کار میں آیا تھا، ایک ہی کمرے میں ہم لوگ مقیم ہوئے تھے اور ایک ہی ساتھ واپس ہوئے۔ ہم دو ڈھائی گھنٹے میں علی گڑھ پہنچ گئے۔ ان کی صاحب زادی ڈاکٹر ماریہ بلقیس (شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی) بھی ساتھ تھیں، ان کی وجہ سے ہم دونوں کو بہت آرام رہا۔

غالب بیچارے کو ۶۲ روپے ۸ آنے ماہوار پنشن ملتی تھی اس میں اضافے کے لیے وہ زندگی بھر جتن کرتے رہے۔ ان کے عقیدت مندوں نے صرف اس سمینار پر ایک لاکھ سے زیادہ صرف کیے۔ کوئی پچیس ہزار (دہلی سے آگرہ اور آگرہ سے دہلی کے لیے) بس والے کو دیے گئے۔ پچاس ہزار سے کیا کم گرینڈ ہوٹل والے نے قیام وطعام دو روزہ کے لیے ہوں گے، دس ہزار دہلی کے فن کاروں، غالب کی غزل گانے والوں کو پیش کیے گئے، ہم علی گڑھ والوں کو بوقت رخصت ڈھائی ہزار کے لفافے پیش کیے گئے (ہزار روپے مقالہ نویسی کا، ہزار روپے آمدورفت کا اور پانسو قیام وطعام کے، حالاں کہ قیام وطعام کا انتظام منتظمین نے گرینڈ ہوٹل میں کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے کمروں کا کرایہ دو ہزار یومیہ تھا۔ دوسرے سارے مقالہ نگاروں کی خدمت میں لفافے پیش کیے گئے۔ اس ایک لاکھ کی چوتھائی بھی غالب کو پیش کر دی جاتی وہ کس قدر خوش ہوتے!

۲۸ر اپریل کی شب کو سینٹ جانس کالج (جہاں آل احمد سرور، علی سردار جعفری، معین احسن جذبی وغیرہ نے تعلیم حاصل کی اور جہاں پروفیسر حامد حسن قادری، پروفیسر طاہر فاروقی، مضطر خیرآبادی کے صاحب زادے جاں نثار اختر (آجکل ہندوستان کے مشہور اور کامیاب نغمہ نویس جاوید اختر کے والد) اردو کے استاد رہے۔ کالج کی انگریزوں کے عہد کی وسیع شاندار عمارت ہے اور لان بہت وسیع اور شاداب۔ اس لان پر غالب اور آگرہ کا افتتاحی اجلاس شروع ہوا جو کئی گھنٹے جاری رہا۔ اسٹیج پر مرزا کی بہت بڑی اور بہت اچھی تصویر رکھی ہوئی تھی۔ استاد اقبال احمد خاں اور دہلی کی کویتا سیٹھ نے بڑے خوب

صورت انداز میں غالب کی چھ غزلیں سنائیں آخری غزل اقبال احمد خاں نے راگ درباری میں سنائی تو مجمع جھوم اٹھا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ غالب اپنے اشعار ایسے فن کاروں سے سن کر خود مسحور ہو رہے ہیں اور کسی وقت بھی تصویر کے فریم سے نکل کر اسٹیج پر آجائیں گے، مائکروفون پر کھڑے ہو جائیں گے، اور مشتاقوں کے شوق و ذوق کو دیکھتے ہوئے اپنا کوئی قطعہ، کوئی غزل سنانے لگیں گے۔

۲۸ر اپریل کو گیارہ بجے آگرے کے لیے روانہ ہوا تھا، ۲۹ر کو آٹھ بجے صبح علی گڑھ واپس آیا۔ آج ۳۰ر کو خط مکمل کر رہا ہوں، سوچا کہ آپ کو آگرے کی مفت سیر کرادوں، محمد عالم مختار حق صاحب بھی پڑھ کر کچھ نہ کچھ محظوظ ضرور ہوں گے۔

کویتا سیٹھ، ہندو خاتون ہیں لیکن شین قاف سے درست ہی نہیں ہیں بہت خوب صورت لب ولہجہ رکھتی ہیں۔ غالب کی غزلوں کے لیے اس وقت ہندستان میں جگ جیت سنگھ بہت شہرت رکھتا ہے۔ کئی سال پہلے غالب انسٹی ٹیوٹ کے سالانہ جلسے کے موقع پر مدعو تھا۔ دو چار غزلیں سنائیں اور سنا ہے ایک لاکھ لے گیا۔ آپ کے یہاں غالب کی غزلیں گانے میں کسے مہارت حاصل ہے؟ یہاں آپ کے مہدی حسن کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ وہ میرے بھی پسندیدہ فنکاروں میں ہیں۔ ان سے غزلیں ریڈیو اور ٹی وی پر سنتا رہتا ہوں۔ ایک بار وہ کرنل بشیر حسین زیدی کی وائس چانسلر شپ کے زمانے میں علی گڑھ آئے تھے اب تک انھیں سنتا رہتا تھا اس دن انھیں دیکھ بھی لیا۔ زیدی صاحب کے ڈرائنگ روم میں محفل موسیقی سجائی گئی، اس دن ذاکر صاحب بھی آئے ہوئے تھے وہ بھی خاصے محظوظ ہوئے۔ کبھی لاہور آیا تو مہدی حسن کے بہت سے کیسٹ خرید کر لاؤں گا۔ گرمی پڑنی شروع ہوگئی اور بجلی غائب ہونے لگی۔ ہمارا اور آپ کا اللہ حافظ و ناصر ہو۔ مخلص

مختار الدین احمد

—(۱۱۳)—

علی گڑھ، ۳ر جون ۲۰۰۱ء

جناب پیرزادہ صاحب		السلام علیکم

جناب پروفیسر مجیب احمد صاحب یہاں بریلی عرس شریف میں حاضر ہوئے تھے، علی گڑھ بھی تشریف لائے۔ انھوں نے مجھے اپنی ملاقاتوں سے شادکام کیا۔ آپ کا

ذکر کرتے رہے اور آپ کے محاسن بیان فرماتے رہے میں مسرور ہوتا رہا۔ ان کے قیام کا انتظام ''ناظمہ منزل'' اور ویمنس کالج کے درمیان ایک ہوٹل میں کر دیا تھا۔ ایک شب میرے یہاں ایک بچے کی برتھ ڈے پارٹی تھی انھیں بھی مدعو کر لیا تھا، میرے عزیزوں اور دوستوں سے مل کر وہ خوش ہوئے۔ دیر تک ان کے پسندیدہ موضوعات پر گفتگو رہی۔

یہ حضرت، کتابوں سے لندے پھندے جا رہے ہیں اس لیے میں صرف ایک کتاب بھیج رہا ہوں جو رامپور رضا لائبریری سے اسی ہفتے شائع ہوئی ہے۔ بقیہ کتابیں بعد کو ارسال خدمت ہوں گی۔ والسلام

مختار الدین احمد

—(۱۱۴)—

علی گڑھ، ۱۳؍ جون ۲۰۰۱ء

مخترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم

۱۷؍ اپریل کا مکتوب اور پروفیسر خالد حسن قادری صاحب کے مرتبہ مکتوبات کے دوسرے اڈیشن کے دو نسخے ۲۵؍ اپریل کو ملے۔ ۲؍ مئی کو میں نے خط لکھ دیا تھا اس کا جواب اب تک نہ آیا، یا تو راستے میں ہے، یا ضائع ہوا۔

آج کی ڈاک دیکھ کر یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ علی گڑھ میگزین کے مطالعے کا اب موقع ملا ہوگا۔ 'شب و روز' شاید آپ دل چسپی سے پڑھیں گے محمد عالم مختار حق صاحب نے اگر یہ حصہ دیکھ لیا ہے تو ان کے تاثرات اب تک موصول نہیں ہوئے۔

پروفیسر مجیب احمد (راولپنڈی) کچھ احباب کے ساتھ عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے تھے۔ دو تین دن کے لیے علی گڑھ بھی آئے تھے۔ ۴؍ مئی کو وہ روانہ ہوئے ہیں ان کے ذریعہ آپ کو ایک حقیر تحفہ پہنچے گا۔ وہ خود پہنچا جائیں گے یا کسی معتبر اور مستند آدمی کو بھیجیں گے۔ قبول فرمایئے گا۔ محمد عالم صاحب نے ایک کتاب کی فرمائش کی تھی یہ دو جلدوں میں دہلی سے شائع ہوئی ہے۔ یہاں تو نہیں ملی دہلی سے منگوا کر رکھ لی تھی، لیکن وزنی بہت تھی یہ حضرت خود کتابوں سے لدے پھندے تھے انھیں کیا زحمت دیتا۔ ان کی روانگی کے تیسرے دن ڈاک سے آپ کو بھجوائی ہے۔ وہ دیکھ کر خوش ہوں گے۔ کتاب اچھی ہے اور مفید ہے لیکن ایسی نہیں کہ اس پر اتنی رقم خرچ کی جائے لیکن فرمائش بہر حال مولانا کی تھی اس کی تعمیل ضروری تھی۔ کتاب کسی پبلشر نے

شائع کی ہے اگر کوئی اسکالر مرتب کرتا تو اور قیمتی معلومات فراہم کرتا۔ خیر غنیمت ہے جو کچھ ہے۔ ایسی کتابیں بھی کم ہی چھپتی ہیں۔

ایک مختصر سی کتاب جو زیادہ وزنی نہیں تھی مجیب احمد صاحب کے ذریعہ بھیجی ہے۔ میں نے تاکید کی تھی کہ لاہور جانے میں دیر ہو تو ڈاک سے بھیج دیں۔ ملی ہوگی۔ یہ رام پور لائبریری کے مخطوطات کی فہرست کی تیسری جلد ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔

محمد عالم صاحب کو علیحدہ خط نہیں لکھ رہا ہوں آپ ٹیلی فون پر اس خط کو ضرور سنا دیں۔ انھیں اپنا وہ خط بھیج رہا ہوں جو ۲۲ رکو انھیں لکھا تھا لیکن غلطی سے آپ کے لفافے میں رکھا نہیں جا سکا یہ آج روانہ ہو رہا ہے۔

آپ کا خط خلاف معمول بہت دنوں سے نہیں آیا ہے۔ آپ نے اور آپ کے احباب نے جو کتب و رسائل اس عرصے میں چھاپے ہوں وہ بھیجیے گا یا ان کے بارے میں اطلاع دیجیے گا۔ جو کتب و رسائل آپ شائع کرنا چاہتے ہوں ان کے بارے میں بھی اطلاع دیجیے گا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

ڈاک گھر والوں نے یہاں بھی یکم جون سے شرح اخراجات میں اضافہ کر دیا ہے۔ پوسٹ کارڈ پچیس پیسے سے بڑھ کر پچاس پیسے کا ہو گئی ہے۔ لفاف ۲۰ گرام تک ۳ روپے کی جگہ ۴ روپے کا ہر اضافی ۲۰ گرام پر چار روپے لیے جائیں گے۔

پارسل تا ۵۰۰ گرام -/۱۲ کی جگہ -/۱۶ روپے ہر اضافی ۵۰۰ گرام پر -/۱۵ مزید دینا ہوگا۔ رجسٹریشن فیس -/۱۴ کی جگہ -/۱۷ روپے ہو گیا ہے۔ یہ ہندوستان کے لیے ہے باہر کے ممالک جانے والے خطوط و کتب کا حال ابھی نہیں کھلا یا ابھی طے نہیں ہوا۔

کارڈ پر یاد آیا۔ آپ کے بھیجے ہوئے ساٹھ پوسٹ کارڈ ۷۵ پیسے والے میرے پاس ابھی ہیں، پچیس پیسوں کے ٹکٹ ساٹھ ستر آئیں تو انھیں کام میں لایا جائے ورنہ سب خطوط وہاں بیرنگ ہو کر پہنچیں گے اور یہ بہت نامناسب بات ہوگی۔ والسلام

مختارالدین احمد

----(۱۱۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۵/ جولائی ۲۰۰۱ء

مکرم و محترم جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

خطوط مورخہ ۱۰/ جون اور ۲۲/ جون موصول ہوئے۔ خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ شاہ انجم بخاری صاحب کے رسالے ''انشاء'' کے کچھ شمارے ملے تھے' جن پر نام لکھے تھے انہیں بھیج دیے گئے اور جن پر نام درج نہیں تھے وہ بھی صاحب ذوق حضرات میں تقسیم کر دیے گئے۔

آپ نے اچھا کیا کہ تحقیق کے دس نسخے آپ نے منگوا لیے' اس طرح کچھ صاحب ذوق خریداروں تک پہنچ جائیں گے' دفتر میں یونیورسٹی کے گودام میں پڑے رہتے تو معلوم نہیں ان کا کیا حال ہوتا۔ نجم الاسلام صاحب موجود ہوتے تو اور بات تھی۔ ضخامت کے لحاظ سے قیمت گویا کچھ نہیں' موقع ہو اور یونیورسٹی قیمت میں مناسب رعایت کرتی ہو تو کچھ نسخے اور منگوا لیجیے اور محفوظ کر لیجیے ضرورت مندوں کے لیے۔

شاہ انجم بخاری صاحب کا میرے پاس کوئی خط آج تک نہیں آیا' نہیں معلوم ''انشاء'' کا نجم الاسلام نمبر وہ کب تک اور کس ضخامت کا شائع کر رہے ہیں۔ میرے پاس مرحوم کے پچاسوں خط ہوں گے وہ ایک قسط میں اس نجم الاسلام نمبر میں شائع کر دیں تو خوب ہو۔

پروفیسر نذیر احمد صاحب کو بہت پہلے ان کا خط مل گیا' لیکن غالباً ابھی تک انہوں نے کوئی مضمون نجم الاسلام صاحب پر نہیں بھیجا ہے۔ میں تاکید کر کے بھجواؤں گا۔

حیرت ہے کہ مجیب صاحب نے اب تک فہرست کتب خانہ رام پور نہیں بھیجی اور آپ کو معاف پیش کیا۔ ''جین'' کی انگریزی کتاب پہنچ گئی تردد دور ہوا۔ یہ انگریزی میں ہے اور دو جلدوں میں ہے' جن میں ہندوستان کے مشاہیر کے حالات ہیں۔ خاص آپ کے لیے ''الف'' لیلۃ ولیلہ کا پہلا حرف بھیجا ہے یہاں سے زائد اس کی وہاں قیمت ہے مجیب صاحب سے وصول کیجیے' اگر وہ نہ آئے ہوں تو انہیں ایک کارڈ لکھ دیجیے ضرور بالضرور کہ جو کتاب وغیرہ آپ لائے ہیں اسے جلد بھجوائیے۔ ہمارے سنی حضرات کیسے سست واقع ہوئے ہیں اور معاملات میں کیسے بے پروا ہیں۔

آپ لوگ جو کتابیں تحفۃً ازراہ محبت بھیجتے ہیں ان سے مستفید ہوتا ہوں اور آپ لوگوں کے

لیے دل سے دعا نکلتی ہے' لیکن اب ڈاک کا خرچ اس قدر بڑھ گیا ہے (کبھی کبھی کتاب کی قیمت سے زیادہ ڈاک پر خرچ ہو جاتا ہے) اس لیے اب آپ سے اور مولانا محمد عالم سے التماس ہے کہ آپ ہاتھ روک کر کتابیں بھیجیں' جو میرے خاص ذوق کی ہوں یا جن کی مجھے تلاش ہو صرف وہی ارسال کریں۔ لیکن اچھی اور مفید کتابوں کی اشاعت کی اطلاع ضرور دیتے رہیں۔ میں اپنی ضرورت کی کتابوں کیلئے آپ دونوں کو لکھتا رہوں گا۔

اعلیٰ حضرت کا خاص نمبر میرے پاس اب تک نہیں آیا۔ حضرت سبحانی میاں کو شکایتی خط لکھ چکا ہوں اس پر یہ حال ہے۔ مضمون کی انہیں اس قدر جلدی تھی کہ انہوں نے تحریر فرمایا وقت کم ہے آپ ڈاک سے مضمون نہ بھیجیں کسی آدمی کے ہاتھ بھجوایئے میں آمدورفت کا خرچ پیش کردوں گا۔ خیر میں نے مضمون کوریئر کے ذریعے بھیجا' ۴۵ یا ۵۳ خرچ ہوا اور مضمون انہیں دوسرے دن مل گیا اور عرس کے لیے رسالہ شائع بھی ہوگیا۔ میں نے آف پرنٹس کی فرمائش کی تھی' آف پرنٹس آئے نہ رسالہ آیا۔ اپنے لوگوں کا کیا حال کیا لکھا جائے اور کیا کیا جائے۔ اب وہ تبرکات چھاپ دیں تو وہاں کچھ لوگوں کی نظر سے گزر جائے۔ یہ اصحاب ایسا ضخیم نمبر وہاں کیا بھیجیں گے اور کس کس کو بھیجیں گے۔

کارڈ میں بھی خاصے مضامین سمائے جاسکتے ہیں آپ بلا تکلف لکھا کریں۔ پشت پر اشتہار نہ ہو تو زیادہ مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں کارڈ -/۴ کا تھا اب -/۸ کا ہوگیا ہے لیکن چھپے ہوئے تجارتی کارڈ کی قیمت زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ کے یہاں بھی یہی قاعدہ ہو۔ مقامی کارڈ اگر ایک روپے کا ہے تو ہندستان کے لیے دو روپے یا زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ روپے کا ہوگا۔ آپ کے کارڈوں پر دس دس روپے کے ٹکٹ کیوں چسپاں ہیں؟ دس روپے میں تو محمد عالم صاحب کا ایروگرام یہاں آگیا ہے۔ بیرنگ نہیں ہوا۔ آپ دونوں میں کوئی ایک صحیح راستے پر ہے کون ہے اس کا فیصلہ کریجیے اور اس کے مطابق آئندہ عمل ہو۔

مولانا کو خط لکھا ہے ملا ہوگا۔ شریف صاحب کی کتاب ''عبداللہ یوسف علی'' اور ''مکاتیب مشاہیر بنام حامد علی خاں'' کا انتظار ہے۔ خدا کرے آخر الذکر کتاب کا ناشر آپ کا معتقد آپ کا ہاتھ چومنے والا ہو یا دوست ہو جو اس قسم کا ایک مجموعہ اور چھاپ دے۔ اگر ایسا ہو تو اپنے تحقیق میں چھپے ہوئے خطوط گوشۂ مختار الدین کے دکھایئے۔ جن خطوط پر نوٹس نہیں لکھ سکا تھا۔ اب لکھ دوں گا۔

جہان رضا (مئی' جون کا پیکٹ ظاہراً راہ میں گم ہوا۔ آئندہ اس کے صرف دو نسخے بھیجا

کریں تاکہ محصول کم لگے۔ امید مزاج بخیر ہوں گے۔ والسلام۔ مختار الدین احمد

----(۱۲۶)----

باسمہ

علی گڑھ، ۹ / ۸ / ۲۰۰۱ء

پیرزادہ صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

۲۷/ ۷ کا مکرمت نامہ موصول ہوا۔ مجیب صاحب کے لاہور پہنچنے کی اطلاع ملی۔ فہرست رام پور آپ نے دیکھ لی ہوگی اور مولانا محمد عالم صاحب کو مل گئی ہوگی کہ انہی کی فرمائش تھی۔ خوشی ہوئی کہ تحفہ بھی آپ تک پہنچ گیا' پاکستان میں یہ زیادہ قیمتی ہوگا۔

اسپوتنک کا رضا نمبر ملا خوب ہے۔ رسالہ بھی اچھا ہے' اس کے نئے پرانے نمبر ملیں تو بھیج دیں' مولانا سے بھی فرمادیں کہ اچھی چیز کی قدر ہوتی ہے' حامد علی خاں صاحب کے نام مشاہیر کے خطوط کا مجموعہ بھی موصول ہوا آپ کا اور مولانا کا دونوں کا ممنون ہوں۔ یہ میرے خاص ذوق کی چیز ہے۔ اس کے ناشر سے پچھ آپ کی یاد اللہ ہے' ایک مجلد میں میرے نام ارباب علم کے خط شائع ہوجائیں تو خوب ہو۔ فی الحال پاکستان کے مشاہیر اور احباب کے خطوط ۵۰۰ صفحات کی ایک جلد میں چھپ جائیں۔ تحقیق میں شائع شدہ خطوط کے علاوہ بھی خطوط شامل کراوں گا۔

آپ اور مولانا محمد عالم صاحب بھی اپنے طور پر سوچیں۔ افسوس اپنے لوگوں کا کوئی ادبی ادارہ وہاں بھی نہیں' اگر ہے تو دینی موضوعات پر کتابیں چھاپتا ہے۔ بہر حال ضرورت تو ایسے اداروں کی بھی ہے بلکہ وہاں کی فضا میں اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ پھر بھی ادبی ادارے قائم ہونے چاہئیں۔

منیر صاحب کی کتاب سوز پر شائع ہوگئی یہ بہت اچھا ہوا۔ اس موضوع پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ کتاب وہ مجھے ضرور بھیجیں گے اور بہت ممکن ہے آپ ہی کی وساطت سے بھیجیں۔

کچھ نئے کارڈ بھیج دیجئے' آپ بھی زیادہ تر کارڈ ہی لکھیں۔ سارے کارڈ آپ بنوالیں جس پر کسی کتاب کا اشتہار نہ ہو تو آپ کو خط لکھنے کی مزید جگہ مل جائے۔ ہاں ضرورت ہو تو ایر لیٹر لکھیے جیسا پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب محترم اور محمد عالم صاحب مکرم لکھتے ہیں۔

رسالے کے جولائی نمبر کا پیکٹ پہنچ گیا تھا۔ ایک نسخہ حسب دستور بمبئی سے بھی آ گیا تھا نسخے اہل ذوق تک پہنچا دیے گئے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مخلص مختار الدین احمد

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب اور وحید قریشی صاحب کے نام خطوط بھیج رہا ہوں ایک نظر ڈال کر انہیں پوسٹ کر دیجیے۔ بقیہ پوسٹ کارڈ ہیں آپ کو صرف ۱۰ پیسے کے ٹکٹ چسپاں کرنے ہیں۔ بصورت دیگر ہر خط پر چار روپے کے ٹکٹ لگانے ہوتے۔ حالانکہ آپ تو ہمیشہ اس کے لیے بھی آمادہ رہے۔ نئے کارڈ مل جائیں تو کچھ بھیج دیجیے۔

----(۱۱۷)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۳ / ۹ / ۲۰۰۱ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم!

مسلسلہ کارڈ مورخہ ۲۸ اگست یہاں ۱۰/ستمبر کو پہنچا۔ اگر آپ سرخ روشنائی سے اس پر ByAir لکھ دیتے تو یہ بہت پہلے مجھے مل جاتا۔ اس لیے کہ غالباً -/6 میں تو آپ کے یہاں سے ہوائی کارڈ آجاتا ہے۔ معمولی کارڈ پر ٹکٹ اور کم لگتے ہوں گے یا اس پر By Surface Mail لکھ دینا چاہیے۔ ہوائی اور معمولی ڈاک کے پہنچنے میں دو تین دن کا فرق ہوتا ہے۔ -/10 میں آپ کے یہاں سے ایروگرام آتا ہے جو محمد عالم مختار حق صاحب عام طور پر بھیجتے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ ۲۷/اگست کو کتابوں کا ایک پارسل روانہ کیا ہے یہ آج بھی نہیں پہنچا' ممکن ہے کل جمعہ ۱۴/ستمبر کو آجائے۔ خط تو آپ کو آج لکھ رہا ہوں لیکن روانہ کروں گا کل کی ڈاک دیکھ کر تاکہ پارسل کی وصول یابی کی رسید بھی آپ کو ساتھ ہی بھیج دوں گا۔

اب ''جہانِ رضا'' کا ایک نسخہ کتب خانہ خدا بخش کو بھیج دیا جائے گا اطمینان رکھیں۔ آپ نے ہندوستانی ''عالم'' کا نام نہیں لکھا جو اس رسالے سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ غالباً پٹنہ میں مقیم ہیں' جبھی کتب خانہ خدا بخش میں اس رسالے کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

آپ کے بھیجے ہوئے پچاس ساٹھ کارڈ میرے پاس محفوظ ہیں۔ 0-75 کے ہیں اگر آپ 0-25 کے پچاس ساٹھ ٹکٹ بھیج دیں تو ان کارڈوں پر چسپاں کر دیا جائے۔ ویسے آپ اور محمد عالم صاحب تو محتاط لوگوں میں ہیں اور کارڈ پر مزید ٹکٹ لگا کر ہی پوسٹ کرتے ہوں گے۔ لیکن وہاں کے دوسرے احباب اگر مجیب صاحب کے انداز کے نکلے اور کارڈ مکتوب الیہ تک بیرنگ ہو کر پہنچ جائے تو بہت نامناسب بات ہوگی۔ ایک تو کارڈ اور اس پر بیرنگ۔ سبحان اللہ۔

امریکہ کے حادثے سے تردد ہے کتنے ہندستانی' پاکستانی دوست احباب اور اعزہ وہاں ہیں۔ میرے دو بھانجے حسین امام اور حیدر امام اور ایک بھانجی اب امریکی ہیں اور بعض نیویارک کے آس پاس متمکن ہیں۔ خدا سبھوں کو محفوظ رکھے۔ اس واقعے کے برے اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں اور دور دور کے لوگ ان سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ خدا آپ سبھوں کا حافظ وناصر ہو۔

آج ۱۴/۹ جمعہ کو آپ کے یہاں سے کوئی ڈاک نہیں آئی۔ اب کل کی ڈاک دیکھ کر یہ لفافہ پوسٹ کرواؤں گا۔

پیر ۱۷/۹ کو بھی آپ کا مرسلہ پارسل نہیں پہنچا۔ اب کب تک یہ لفافہ روکے رکھوں آج اسے حوالۂ ڈاک کر رہا ہوں۔

امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

دو خط اور جا رہے ہیں ان پر پچیس پیسوں کے مزید ٹکٹ لگا کر ڈاک بھجوادیں اور ممنون کریں۔

----(۱۱۸)----

باسمہ

علی گڑھ، ۵ / ۱۰ / ۲۰۰۱ء

پیرزادہ صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

پیکٹ اور مکتوب مورخہ ۲۲/ستمبر آج دوپہر کو ملا یا لاہور سے ۲۸/کو روانہ ہوا تھا۔ یہ تو وقت پر پہنچا۔ اس میں عبداللہ یوسف علی کی سوانح عمری۔ رفاقت علی شاہد صاحب کا رسالہ ''نوادر'' زاہد منیر صاحب کی کتاب ''لمحے کی روشنی' جہان رضا (ستمبر) اور تین طلاقوں کی شرعی حیثیت'' کے متعدد نسخے تھے۔ سبھوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

ایک پارسل جس میں حامد علی خاں کے ''مکتوبات'' کا نسخہ تھا وہ تو مجھے مل گیا تھا اور میں نے رسید بھی بھیج دی تھی۔ لیکن کوئی ایک پارسل ضرور گم ہے جس کا ذکر آپ کے پچھلے خطوط میں ہے اور جس میں آپ نے میرے لیے سادہ کارڈ بھیجے ہیں۔ اس لیے کہ مجھے آج تک ایک کارڈ بھی نہیں ملا۔ مطلع فرمایئے کہ اس پارسل میں کیا کتابیں تھیں اور آپ کو یا مولانا محمد عالم مختار حق کو کچھ یاد ہو۔

اخبار کا تراشہ ملا یہاں کے اخبارات بھی ایسی ہی چیزوں سے بھرے رہتے ہیں۔ اور ریڈیو ٹی وی پر بھی اس جنس کی بھرمار ہے۔ اب اگر بھیجیں تو کبھی کبھی ادبی کالم بھیجیں ویسے انتظار حسین کے

اردو اور انگریزی کالم اور جمیل الدین عالی کی تحریروں کے تراشے مجھے امریکہ سے مل جاتے ہیں۔

جو کچھ آج کل یہاں وہاں ہو رہا ہے وہ باعث تردد ہے اللہ آپ لوگوں کا اور مسلمانان عالم کا والی و ناصر ہو۔

''جہان رضا'' کے اداریے میں شیخ فرید الدین عطار کے شعر بہت پسند آئے۔ حسن انتخاب کی داد دیتا ہوں۔ یہ اشعار آپ نے لکھا ہے کہ اپنی طالب علمی کے زمانے میں پڑھے تھے' افسوس ہے کہ آج کے اکثر طالب علم نہ عطار کو پڑھتے ہیں' نہ رومی کو' بعضوں نے ان کے نام بھی نہیں سنے ہوں گے۔ دونوں ملکوں کا یہی حال ہے۔ کیا کیا جائے! جو حال نظم کا ہے وہی نثر کا بھی ہے۔ جس زمانے میں علی گڑھ میں فیکلٹی آف آرٹس کا سٹوڈنٹ تھا' فارسی کی ایک سلیکشن کمیٹی میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ میں نے ایک امیدوار سے جو ایک یونیورسٹی کے ایم۔اے' پی ایچ ڈی تھے' پوچھا ''قابوس نامہ'' کا مصنف کون ہے اور فارسی نثر میں اس کتاب کا کیا درجہ ہے؟ سوال کر کے افسوس ہوا بے چارے نے اس کتاب کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ کہنے لگے میں موڈرن پرشین سے دلچسپی رکھتا ہوں اور نیما یوشیج کو پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا عزیزم! جدید فارسی کا مطالعہ اس وقت مکمل ہو سکتا ہے جب کلاسیکل لٹریچر سے آپ واقف ہوں۔

مجھے نہیں معلوم آپ کی پسندیدہ کتابیں کون سی ہیں' مجھے فارسی نثر کی دو کتابیں بے حد پسند ہیں اور یہ ''گلستان اور قابوس نامہ'' ہیں۔ ''گلستان'' ہم آپ بچپن میں پڑھتے رہے ہیں' اس سے صحیح لطف اٹھانے کا وقت تو اب آیا ہے۔ حسین امام سلمہ کا ای۔ میل آ گیا تھا وہ اور ان کے بچے سب لوگ بخیر ہیں امریکہ کے مختلف شہروں میں بسے ہوئے ہیں زیادہ تر نیویارک سے دور' جو قریب ہیں وہ سب بھی الحمد للہ اس آفت ارضی و سماوی میں محفوظ رہے۔

اللہ ان کا اور آپ سبھوں کا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام مختار الدین احمد

غلطی سے کسی قریشی صاحب کے نام آپ کا ایک خط آ گیا ہے واپس بھیج رہا ہوں۔

----(۱۹)----

باسمہ

علی گڑھ، ۸ / ۱۰ / ۲۰۰۱ء

تین بجے دن

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم!

ابھی یہ رجسٹری ڈاک گھر بھیجی نہیں گئی تھی کہ آپ کا کارڈ مورخہ ۲۷/ستمبر موصول ہوا۔

جس پارسل میں آپ نے سادہ کارڈ بھیجے تھے وہ پارسل آج بھی نہیں آیا' یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس میں کیا کیا کتابیں تھیں۔ جو مطبوعات اب تک ملی ہیں ان کے نام لکھ چکا ہوں۔ اس سے آپ کو گمشدہ پیکٹ کی کتابیں شاید یاد آ جائیں۔

عبداللہ یوسف علی پر کتاب' عامر صاحب' رفاقت علی صاحب کی کتاب اور رسالہ ''نوادر' جہان رضا'' کا پارسل مل چکا ہے یہ لکھ چکا ہوں۔

رات دیر تک ٹی وی دیکھتا رہا' خدا ہم سبھوں کا والی و ناصر ہو۔ والسلام مختارالدین احمد

براہ کرم رفیع الدین ہاشمی اور ان کے رفقاء کے نام کے خطوط اور دونوں مضامین فوراً بھجوا دیں کسی معتبر آدمی کے ذریعہ اور ٹیلی فون کرکے پھر معلوم کر لیں۔ ممنون ہوں گا۔

-----(۱۲۰)-----

باسمہ

علی گڑھ، یکم نومبر / ۲۰۰۱ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۱۷/اکتوبر ۲۷ کو مجھے موصول ہوا۔ مختصر خط کیلئے یہ کارڈ بہت مفید ہے یہ کھلا ہوتا ہے اس لیے بلا تاخیر پہنچتا ہے اور اگر ٹکٹ صحیح مقام پر لگایا جائے تو لکھنے کیلئے خاصی جگہ مل جاتی ہے۔

ہاشمی صاحب کو تو آپ نے مضامین کسی معتبر آدمی کے ذریعہ فوراً ہی بھجوا دیے ہوں گے لیکن آج تک ان کی رسید نہیں آئی۔ تشویش ہے۔ موقع ہو تو انہیں فون کیجیے۔ یہ معلوم کیجیے کہ شیرانی مرحوم کے مجموعے میں کونسا مضمون وہ شامل کر رہے ہیں اور میرا دوسرا مضمون کس مجموعے کے لیے محفوظ رکھ رہے ہیں۔

مضامین کی فہرست دو صاحبان مرتب کر رہے ہیں اس میں ان کا اندراج ہوگا اس لیے یہ اطلاع ضروری ہے۔

کچھ کارڈ بھجوائیے اور ''اسپوتنک'' کے کچھ پرانے شمارے بھی بھیجیے۔ یہ رسالہ مجھے پسند آیا۔ ہاں ''الصدق'' کا خاص نمبر ضرور بھجوایئے مجھے تو اس کی اشاعت کی اطلاع آپ کے گرامی نامے سے ملی۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے: ''آپ کے احباب کے خطوط ٹکٹ لگا کر روانہ کر دیے گئے۔ محمد عالم مختار حق صاحب بھی اپنا خط لے گئے''۔ اس میں ہاشمی صاحب کے نام خط اور مرسلہ مضامین کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مضامین بھی آپ نے ڈاک سے روانہ فرمائے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ لاہور کی بات ہے اس نے کسی آدمی کے ہاتھ انہیں بھجوایا ہوگا۔

مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر اور انجینئرنگ کالج کے بانیوں میں سے عبید اللہ صاحب درانی تھے جو ایک صوفی منش بزرگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے کسی مرید نے ان کے حالات ایک کتاب ''درِ یتیم'' میں لکھے ہیں یہ پنجاب یا سرحد سے شائع ہوئی ہے۔ میں ان سے بہت مانوس تھا کتاب کی مجھے عرصے سے تلاش ہے۔ مشفق صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی لکھ چکا ہوں۔ اب آپ توجہ خاص سے کام لیں اور اپنے کشف کے ذریعہ معلوم کریں کہ یہ کتاب کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ کتاب کمیاب ہو تو اس کا عکس بنوا کر بھیج دیں۔

یہ لکھ چکا ہوں آپ کو یا محمد عالم صاحب کو کہ ''رنگِ اشک'' (مجموعہ اشعار نواب واجد علی خان اشک رامپوری) کا عکس پروفیسر توصیف تبسم صاحب بھیج چکے ہیں اس کی ابھی ضرورت نہیں۔ اب ''درِ یتیم'' تلاش کرائیے اور بھیج کر ممنون کیجیے۔

اخبارات پڑھتا ہوں' ریڈیو سنتا ہوں اور ٹی وی دیکھتا ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو' ہم لوگوں کو اور سب لوگوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

والسلام مختار الدین احمد

----(۱۲۱)----

باسمہ

علی گڑھ، ۴ / ۱۱ / ۲۰۰۱ء

پیرزادہ صاحب مکرم السلام علیکم!

گمشدہ پارسل کل شنبہ ۳/ نومبر تک بھی موصول نہیں ہوا۔ اب اسے واقعی گمشدہ سمجھ لیا جائے اور صبر کر لیا جائے۔ میں نے تو لکھا تھا آپ کو بھی اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی کہ یہ کتابیں دوبارہ بھیجنے کی ضرورت نہیں' لیکن آپ کا مرسلہ پارسل ۲/ کو پہنچا اس میں ''مقاماتِ مظہری'' ملی جو مولانا نے دوبارہ بھیجی ہے اور ایک پارسل بھی جو اسی دن ملا مشفق خواجہ صاحب نے ''جہانِ دیگر اور جہانِ دانش'' بھیج دی۔ اس طرح دیر سویر دونوں کتابیں میرے پاس آ گئیں!

''جہان دانش'' کے اضافے کے ساتھ۔ اس کتاب کا تو مجھے علم بھی نہ تھا۔

آپ کی بھیجی ہوئی والد صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب ''ایصال ثواب'' (شائع کردہ حلقہ دہلی پبلشرز لاہور) کا ایک نسخہ بھی ملا۔ بہت اچھا اور خوبصورت ایڈیشن ہے جو بہت اہتمام سے چھاپا گیا ہے۔ اچھا کیا گیا ہے کہ عربی عبارتوں پر اعراب لگا دیا گیا ہے تاکہ عام لوگ بھی صحیح پڑھ سکیں۔ یہ اصحاب حلقہ کون لوگ ہیں مطلع کیجیے گا۔ ان کی مطبوعات میں ''مکتوبات غوث اعظم'' بھی ہیں۔ مکتوبات لٹریچر سے میری دلچسپی ہے اس لیے آسانی سے مل جائیں تو اس کا ایک نسخہ بھی بھیج دیجیے گا۔

ممنون ہوا کہ رسالہ ''تحقیق'' کے آخری شمارے کے تین نسخے آپ نے بھیج دیے۔ یہاں احباب کو بطور تحفہ دوں گا یا بھیجوں گا۔

مرحوم نجم الاسلام صاحب نے ۵ نسخے بھیج دیے تھے اور مزید ۵ نسخے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا کہ وہ جوار رحمت میں داخل ہو گئے۔ اب آپ نے بھیج دیے یہ بہت ہیں اب مزید نسخے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

آپ کے ذریعہ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی کو ان کی طلب بلکہ اصرار پر دو مضمون ان کے زیر ترتیب دو مجموعۂ مضامین کے لیے بھیجے تھے جو وہ شیرانی مرحوم اور ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی مرحوم کی یادگار میں شائع کر رہے ہیں۔ ۲۴/ستمبر کو مضامین بھیجے تھے ایک مہینہ سے زائد وقت گزر جانے پر بھی سید صاحب محترم نے رسید تک نہ بھیجی۔ یہ دونوں غیر مطبوعہ مضامین ہیں۔ براہ کرم فون کر کے ان سے پوچھیں کہ مضامین انہیں پسند آئے یا نہیں اور وہ اپنے مجموعوں میں چھاپ رہے ہیں یا نہیں۔ یہ مضامین نجم الاسلام صاحب نے تحقیق کے زیر ترتیب شمارے کے لیے مجھ سے لکھوائے تھے۔ پھر انہیں کمپوز کرا کے تصحیح کرا کے۔ تیسرا پروف مجھے بھیجا تھا کہ میں بھی ایک نظر ڈال لوں۔ اب اس رسالے کی بساط الٹ گئی اور یوں بھی اب مجھے اس میں چھپوانا مرحوم کی رحلت کے بعد کچھ زیادہ پسند نہیں۔ اس کا امکان ہے کہ میں نے مضامین بہت تاخیر سے بھیجے ہیں مجموعۂ شیرانی وہ مرتب کر چکے ہوں۔ بہر حال آپ صورت حال ان سے معلوم کر کے ایک کارڈ فوراً لکھ دیں۔

آپ کے دو عقیدت مندوں کے ایک زمانے میں بہت خط آتے تھے۔ کتابیں بھی وہ چھاپتے رہتے تھے ان میں سے ایک وہ ہیں جنہوں نے حیات ملک العلماء چھاپی ہے انجمن نعمانیہ کی طرف سے۔ کیا یہ کوچہ ان اصحاب نے چھوڑ دیا یا مالی مساعدت نہ ہونے سے سارے کام التواء

میں ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی سے تاثیر مرحوم پر ایک تھیسس پی ایچ ڈی کی آئی تھی میں نے رجسٹرار ملک صاحب کو لکھ دیا تھا کہ معاوضے کے ۵۰ ڈالر مجھے نہ بھیجیں پیرزادہ صاحب کو بھیج دیں۔ باقی صاحب کو متوجہ کیجیے۔ والسلام مختارالدین احمد

----(۱۲۲)----

باسمہ

عمان، ۶/۸/ ۲۰۰۲ء

پیرزادہ صاحب مکرم السلام علیکم!

گرامی نامہ عرصۂ دراز کے بعد موصول ہوا آپ کی اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خیر وعافیت جان کر خوشی ہوئی۔ رسالہ مختار ہا کبھی کبھی ہے کبھی آپ کے یہاں سے۔ شکریہ۔

کتابوں کے پارسل احباب کی طرف سے پہنچتے رہے اور رسائل تو پابندی سے ملتے رہے۔

میں موسسہ اہل البیت للفکر الاسلامی (سابق المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیہ) کے بارھویں اجلاس میں شرکت کیلئے ۳/ اگست کو عمان آیا اور کل ۷ کی شب کو ان شاء اللہ دہلی کے لیے روانگی ہے۔

خط لکھیے کتابیں بھی بھیج سکتے ہیں۔ محمد عالم صاحب کو سلام کہیے۔ امید ہے سب بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

----(۱۲۳)----

باسمہ

علی گڑھ، ۳ / ۹ / ۲۰۰۲ء

محترمی السلام علیکم!

۶/ اگست کو میں نے عمان/ اردن سے ایک تصویری کارڈ بھیجا تھا مشفق خواجہ صاحب کی معرفت ملا ہوگا۔

آپ کا مرسلہ پارسل ''انشا'' کا اور آپ کا کارڈ مل گیا تھا۔ رسید بھیج دی تھی۔

پروفیسر رفیع الدین ہاشمی صاحب کا رسالہ ''تریفت'' شائع ہوگیا ہے۔ آپ کی نظر سے

گزرا ہوگا۔ پہلے شمارے کے لیے میں نے ایک مضمون بھیج دیا تھا۔ اب ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب کا خط آیا ہے مضمون کے لیے۔ فرصت نکال کر کچھ لکھ بھیجوں گا۔

منتخب القوافی از عشق عظیم آبادی' یادگار نامہ شیرانی'' اطلاع ملی ہے کہ شائع ہو گیا ہے۔ ایک نسخہ اورینٹل کالج سے خرید کر بھیج دیجیے۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام شوق۔

مورخہ ۱۶/ جولائی مجھے ۲۵ کو مل گیا تھا۔ والسلام مختار الدین احمد

مجلہ اسلام نمبر کے ساتھ کوئی اور خط یا کارڈ موصول نہیں ہوا۔

----(۱۲۴)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۴/ نومبر ۲۰۰۲ء

مکرم و محترم السلام علیکم!

اس زمانہ میں جب گاڑیاں بند ہیں' ہوائی جہاز بند ہیں' ڈاک گویا بند ہے' آپ کا صرف ایک خط ملا ہے۔ میں نے ایک تصویری کارڈ شاید ۶/ اگست کو عمان/ اردن سے بھیجا تھا وہ شاید آپ کو نہیں ملا یا آپ نے اس کی رسید نہیں بھیجی۔

خط لکھنا اگر فی الحال مناسب نہ ہو تو لکھیے اور ایلی اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خیریت سے مطلع کیجیے جن کا پانچ چھ ماہ سے کوئی خط نہیں آیا ہے۔

عبید اللہ درانی مرحوم کے معتقدوں نے ان کی سوانح حیات ''در عیش'' لکھی ہے اور شاید پشاور سے شائع ہوئی ہے اسے تلاش کر کے بھیجیے۔ محمد عالم صاحب نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا انہیں یاد دلایے اور اگر فی الحال کتابیں نہیں بھیج سکتے تو عام مطبوعات کی فہرست بھیجیے کہ معلوم ہو اس طرف کیا کیا کتابیں آپ کے وہاں شائع ہوئی ہیں۔

کیا ارمغان سید عبداللہ شائع ہو گیا ہے؟ کہیں ذکر پڑھا تھا۔ تحسین فراقی صاحب یا پروفیسر رفیع الدین ہاشمی صاحب کو متوجہ کیجیے۔

امید آپ سب اصحاب خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

کچھ کارڈ موقع ہو تو اور بھیج دیجیے پورے ٹکٹ لگا کر۔

----(۱۲۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲/دسمبر ۲۰۰۲ء

مکرمی اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

ایک مدت کے بعد آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۳۰/ستمبر موصول ہوا۔ یہ روانہ تو اسی تاریخ کو ہوا لیکن یہاں ۱۱/نومبر کو پہنچا' معلوم نہیں کہاں کہاں آوارہ خرامی کرتا رہا۔ یا کسی درمیانی منزل پر کہیں رُک گیا۔ بہر حال خوشی ہوئی کہ یہ خط دیر سویر مجھے مل گیا اور آپ کی اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کی خیر و عافیت معلوم ہوگئی۔

آپ کو میرا خوبصورت کارڈ مل گیا' غالباً آپ کی مراد اس تصویری کارڈ سے ہے جو میں نے عمان/اردن سے آپ کو ۲۶/اگست کو بھیجا تھا۔ لفافے میں اور اصحاب کے نام بھی خطوط تھے۔ مشفق خواجہ صاحب' ریاض الاسلام صاحب' شیخ منظور الٰہی صاحب کے اسماء گرامی یاد آتے ہیں۔ جواب یا رسید صرف آپ کی آئی۔

''جہانِ رضا'' اس طرف پابندی سے نہیں آ رہا ہے' لاہور سے تو بالکل نہیں آیا' ایک شمارہ بمبئی سے موصول ہوا تھا' آپ ایسا کریں کہ اس طرف پانچ چھ مہینوں کے شمارے (صرف ایک ایک عدد) معمولی ڈاک سے بھجوا دیں۔ ان شاء اللہ پیکٹ بحفاظت تمام یہاں پہنچ جائے گا۔ کتابیں جو آپ بھیجنی چاہتے ہوں وہ بک پیکٹ رجسٹرڈ بھیجیے۔

آپ نے ۳۰/ستمبر کے خط میں تحریر فرمایا ہے: چند دنوں بعد کتابوں کا پارسل روانہ ہوگا۔ شاید آپ کو انتظار رہا کہ اس خط کی رسید آپ کو مل جائے تو پارسل آپ روانہ کریں' تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ راستہ محفوظ ہے اور ڈاک پہنچ رہی ہے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ خطوط' رسائل و کتب برابر آ رہے ہیں۔ ''فنون'' کا حالیہ شمارہ تو پہلی مرتبہ غیر رجسٹری شدہ آیا اور یہاں پہنچ گیا۔ محصول -/50 رجسٹری سے آتا تو بہت رقم خرچ ہوتی۔ احمد ندیم قاسمی صاحب بھی کیا کریں' رسالے کی طباعت کے اخراجات کہاں سے کہاں پہنچ گئے پھر محصول ڈاک بڑھتا ہی جاتا ہے۔ ہندوستان ''فنون'' کے بیسیوں نسخے آتے ہوں گے اور سب مفت۔ مضمون بھی کم ہی لوگ بھیجتے ہوں گے۔ میرے پاس شاید دس پندرہ سال سے ہر تین مہینے پر یہ رسالہ آتا ہے مضمون آج تک بھیجنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ ہاں' رفیع الدین ہاشمی نے اپنا سفرنامہ

اندلس بھیجا اسی ہفتہ لاہور رجسٹری سے بھیجا گیا تھا۔ پانچ سات دن میں مل گیا۔ آپ مناسب سمجھیں تو کتابیں بھیج دیں پارسل کے ذریعہ۔ توقع ہے کہ مل جائیں گی۔

مولانا کو سلام کہیے اگر انہوں نے میرے لیے عبیداللہ درانی مرحوم کی سوانح حیات ''دریتیم'' پشاور سے حاصل کرلی ہو تو وہ بھی بھیج دیجیے۔

ایک زحمت اور دے رہا ہوں' اورینٹل کالج لاہور نے ''یادگارنامہ شیرانی'' شائع کیا ہے مہینوں پہلے اس میں میرا مضمون بھی شائع ہوا ہے۔ رفیع الدین ہاشمی صاحب نے کتاب اور میرے مضمون کے آف پرنٹس بھیجے تھے وہ مجھے نہیں ملے۔ کتاب کا دوسرا نسخہ ان سے یا ڈاکٹر تحسین فراقی سے منگوا کر بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ اگر ''بازیافت'' کا دوسرا شمارہ کالج سے شائع ہوا تو تحسین فراقی صاحب بھیجیں' اور اگر محصول کے مسائل سے وہ آج کل دوچار ہوں تو حسب معمول یہ بار آپ اٹھا کر مجھے ممنون کریں۔ یہ آپ کو معلوم ہوگا کہ رفیع الدین ہاشمی صاحب اب شعبے سے سبکدوش ہوگئے ہیں۔ اب تحسین فراقی صاحب صدر شعبہ ہیں۔ ''بازیافت'' کے اڈیٹر اب وہ ہیں اور جو کالج سے مختلف یادگارنامے شائع ہو رہے ہیں ان کے نگران کار بھی وہی ہیں۔ ''یادگارنامہ ڈاکٹر سید عبداللہ'' کے لیے میں نے ان کے خطوط ترتیب کر کے رجسٹری سے بھیج دیے ہیں۔ فراقی صاحب نے رسید نہیں بھیجی۔

جو بات پہلے لکھنی چاہیے تھی وہ آخر میں لکھ رہا ہوں۔ بعض عزیزوں نے ایک کتاب شائع کی ہے وہ اور ایک خط جا رہا ہے آپ بھی توجہ فرمائیں اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی متوجہ کیجیے۔ والسلام خیر طلب مختارالدین احمد

----(۱۲۶)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۲/دسمبر ۲۰۰۲ء

مکرمی و محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

آپ کا آخری خط جو مجھے موصول ہوا ہے وہ مکتبۂ نبویہ کا چھپا ہوا کارڈ ہے جو آپ نے ۲۰/ستمبر کو تحریر فرمایا تھا۔ اور مجھے ۳۱/اکتوبر کو موصول ہوا تھا۔ میں نے ۵/دسمبر کو آپ کو ایک خط لکھا جو مشفق خواجہ صاحب کی وساطت سے آپ کو ۱۵/دسمبر تک مل جانا چاہیے تھا۔ اگر آپ کو ملا ہے اور آپ نے جواب دیا ہے تو مجھے اب تک موصول نہیں ہوا' ویسے کل پیر کو ڈاک دیکھ کر یہ ہوائی کاغذ

پوسٹ کروں گا۔ مشفق خواجہ صاحب کے لفافے میں شیخ منظور الٰہی صاحب' رفیع الدین ہاشمی' تحسین فراقی' یحییٰ ہاشم اور راشد شیخ کے نام بھی خطوط تھے۔ جواب آپ ہی کا نہیں' کسی کا نہیں آیا ہے۔ یاد آتا ہے کہ یہ سارے خطوط میں نے عبدالوہاب سلیم صاحب کو بھیجے تھے کہ وہ انہیں پڑھ لیں اور پھر خواجہ صاحب کو بھیج دیں' وہ دوسرے مکتوب الیہم کو بھیج دیں گے۔ پرسوں نیویارک سے طویل ٹیلی فون آیا تھا لیکن لفافے کے ملنے اور ان کے بھیجنے کا کوئی ذکر نہ تھا۔ خدا کرے انہیں مل گیا ہو اور انہوں نے خواجہ صاحب کو خطوط بھیج دیے ہوں اور آپ لوگوں کو بھی مل گئے ہوں۔ مطلع فرمایئے کہ میرا ۵ا دسمبر کا مکتوب خط ملا یا نہیں۔

(۲)..... تنویر السراج کے آپ کے شائع کردہ چار حصے ۱۹۳۹ء' ۱۹۴۰ء' ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۴ء کے (یعنی چھٹی' ساتویں' گیارھویں اور بارھویں تقریر) میرے پاس موجود ہیں۔ پانچویں تقریر (۱۹۳۸ء) کی آپ نے شائع کی ہے یہ میرے پاس نہیں' یا تو لاہور سے نہیں آئی یا آئی تو میں نے سب نسخے تقسیم کردیے اور اپنے پاس ایک نسخہ بھی نہیں رکھا' براہ کرم یہ بھیج دیں۔

میں آج کل اپنا کتب خانہ درست کررہا ہوں۔ ایک بکس میں حضرت ملک العلماء کی متعدد تصانیف کے قلمی نسخے اور ان کے قلم کی تحریرات ملی ہیں۔ ان میں ''تنویر السراج'' کا نواں حصہ (بابت ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء) ملا ہے۔ بہت خوشی ہوئی۔ آپ فرمائیں اور تنظیم نوجوانان اہلسنت آمادہ ہوں تو میں عکس بنوا کر بھیج دوں تاکہ یہ سلسلہ آگے بڑھے۔

یاد کچھ ایسا آتا ہے کہ سال دو سال پہلے کسی ایک حصے کا پروف آپ نے بھیجا تھا اور میں نے دیکھ کر واپس کردیا تھا۔ یہ وہی پانچواں حصہ تھا (جو میرے پاس موجود نہیں) یا کوئی اور حصہ تھا۔ یہ اگر کوئی علیحدہ حصہ تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ تنویر السراج کے چھ حصے اب تک چھاپ چکے ہیں۔ صورت حال سے مطلع فرما کر ممنون کیجیے۔

(۳)..... اب آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ اس بکس میں (جو برسوں سے ایک دو چھتی پر اور سامان کے ساتھ محفوظ تھا) ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی دو جلدوں کے مبیضات بھی ملے ہیں۔ یہ غیر مجلد اجزاء ہیں لیکن مکمل ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کونسی جلدیں ہیں' لیکن جلد اول اور جلد دوم نہیں (جلد دوم تصانیف اعلیٰ حضرت کے بیان پر مشتمل تھی اور یہ جلد رجسٹری سے سید ایوب علی مرحوم کو ملک العلماء نے طباعت کے لیے بھیجی تھی۔ جس کا موقع نہ آسکا۔ یہ ان کے خاندان میں محفوظ ہوگی یا چلا گیا۔ میرا خیال ہے کہ پروفیسر مسعود احمد مجددی صاحب کی نظر سے یہ جلد

گزری ہے۔ اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام لاہور میں اعلیٰ حضرت پر ان کے مضمون میں اس کا حوالہ موجود ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا انہیں اب یاد نہیں)۔ جو دو جلدیں ملی ہیں وہ میرے خیال میں تیسری اور چوتھی ہیں۔ یہ اس لیے بھی بہت اہم ہیں کہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پٹنہ جی کو صرف تین جلدیں ملی ہیں ایک جلد مفتی محمود احمد صاحب نے پہلے دی تھی پھر واپس لے لی اور اب وہ حاصل نہ ہو سکی۔ مفتی محمود احمد کے کیا ارادے ہیں معلوم نہیں خدا کرے یہ دوسری جلد نہ ہو......

اب پیرزادہ صاحب' صورتحال یہ ہے کہ یہ تین جلدیں بھی مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے پاس برسوں سے ہیں۔ سنتا ہوں جنہیں دی ہیں چھپ رہی ہیں لیکن آج تک ایک ورق نہیں چھپا۔ سنا ہے کمپیوٹر سے کمپوزنگ اور کچھ پروف ریڈنگ ہو چکی ہے لیکن سرمایہ نہ ہونے سے چھپ نہیں رہی ہے۔ ایک روایت سنتے ہیں کہ تین ہزار نسخے تینوں جلدوں کے چھاپنے پر ایک لاکھ کا تخمینہ ہے اس رقم کے حصول میں وہ کوشاں ہیں۔ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو لازم تھا کہ مسودہ ملا تھا تو وہ اصل مالک تک اسے پہنچا دیتے' میں آپ لوگوں کو بھیج دیتا' لاہور یا کراچی سے یہ کتاب چھپ چکی ہوتی۔ آپ بار بار تقاضا بھی کرتے رہے لیکن محمود صاحب نے نہ مجھے اصل مسودہ واپس نہ کیا آپ کو بھیجا۔ مطیع الرحمٰن صاحب نے مجھے اس امر کی اطلاع تک نہیں دی کہ مسودہ ان کے پاس آ گیا ہے۔ نہ مجھ سے کبھی خط کتابت کی۔ اب چند مہینے ہوئے وہ ایک سفر میں تھے مجھ سے ملنے آ گئے۔ اخلاق سے ملے۔ میرے استفسار پر بتایا کتاب جلد چھپ جائے گی۔ میں نے پوچھا کب تک؟ بولے آئندہ عرس اعلیٰ حضرت تک' میں نے کہا اس کو تو ابھی تقریباً ایک سال ہے۔ معلوم ہوا وہ مولانا نوری صاحب (بمبئی) وغیرہ سے مدد چاہ رہے ہیں۔ کتاب کب تک چھپ کر آتی ہے معلوم نہیں۔ جب بھی چھپے آپ حضرات وہاں سے ضرور شائع کریں کہ وہاں اس کی طرح اشاعت ہو۔ سنا ہے مسودے میں ترمیم تنسیخ کی گئی ہے ترتیب بدلی گئی ہے جو مناسب نہیں ہے۔ کتاب مصنف نے جس طرح لکھی ہے اسی طرح چھاپنی چاہیے تھی۔ ہاں مرتب کو جو تھوڑا بہت اختیار ہوتا ہے اس سے ضرورت ہو تو کام لے سکتا ہے لیکن اس قدر تبدیلی نہیں کرنی چاہیے کہ کتاب کا حلیہ بدل جائے۔

(۴)...... اب ان دو جلدوں کی بازیافت کے بعد آپ لوگ فیصلہ کریں۔ اس کی اشاعت کے بارے میں۔ چونکہ پہلی جلد آپ نے چھاپ لی ہے اور اس کتاب کی اشاعت میں ہمیشہ آپ نے دلچسپی لی ہے اس لیے آپ بقیہ جلدیں بھی چھاپ سکتے ہیں اپنے طور پر۔ اب

آپ حضرات پٹنہ اڈیشن کے محتاج نہیں ہیں اور پھر اب دو کتاب چھاپیں گے جو مصنف علام نے لکھی ہیں۔

دونوں جلدوں کی تفصیل یہ ہے۔

جلد سوم ضخامت ۳۵۶ سطور ۲۱ تقطیع مطابق جلد اول لیکن آپ ''جہان رضا'' کی تقطیع پر چھاپ سکتے ہیں۔ عنوانات واقعات سفر صفحہ ۱۔ صفحہ ۱۷۔

مقدمہ بدایوں صفحہ ۲۷۔ صفحہ ۸۲۔

مبشرات یعنی رویائی صادقہ صفحہ ۸۳۔ صفحہ ۱۰۱۔

مسجد مچھلی بازار کانپور صفحہ ۱۰۱۔ صفحہ ۱۲۳۔

اعلیٰ حضرت کی مجددیت صفحہ ۱۸۴۔ صفحہ ۱۸۷۔

اعلیٰ حضرت کا اپنے صفحات میں دوسرے علماء ومشائخ سے تکتاپہ صفحہ ۱۸۸۔ ۱۹۲۔

اعلیٰ حضرت کے موسومہ خطوط صفحہ ۱۹۳۔ صفحہ ۲۰۷۔ ۱۹۸ خطوط کا خلاصہ۔

جوابات بند کمیشن بمقدمہ آگرہ صفحہ ۲۰۸۔ صفحہ ۲۱۵۔

جوابات بند کمیشن بمقدمہ میرٹھ صفحہ ۲۶۵۔

موجبات اپیل بمقدمہ رامپور صفحہ ۲۹۴۔ صفحہ ۳۳۴۔

معاصرین کے اعتراضات اور اعلیٰ حضرت کے جوابات ۳۳۵۔ ۳۴۱۔

مخالفین کے اعتراضات کے جوابات صفحہ ۳۴۰۔ صفحہ ۳۵۶۔

جلد چہارم۔ بیعت وخلافت ۱۔ صفحہ ۴۳۔

صفحات ۴۷۴۔ خدام اور مریدوں کی تربیت صفحہ ۴۵۔ صفحہ ۱۰۰۔

ارشادات وعادات صفحہ ۱۵۶۔

کرامات صفحہ ۱۷۰۔ اکابر ومشاہیر کی رائیں صفحہ ۲۹۸۔ صفحہ ۳۰۷۔

وصال شریف صفحہ ۳۰۸۔ صفحہ ۳۲۷

مرثیہ وتاریخ وصال صفحہ ۳۳۵۔ صفحہ ۳۷۳۔

جلد سوم میں صرف اعلیٰ حضرت نہیں اس عہد کے مسائل کی تصویریں ملتی ہیں جلد چہارم بہت اہم ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سات سو صفحات کی کتاب چھاپنے کے وسائل آپ کے پاس موجود ہیں یا نہیں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام کہیے۔

عید اور نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۲۷)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۸ / ۱۲ / ۲۰۰۲ء

میرے مکرم میرے محترم السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۱۸/ دسمبر ابھی سہ پہر کو ملا۔ آپ نے فوراً جواب مانگا ہے اس لیے ابھی بیٹھ کر یہ سطور لکھ رہا ہوں کہ آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

مجھے آپ کے سفر دیارِ حبیب کی اطلاع نہ تھی۔ ابھی آپ کے خط سے معلوم ہوا۔ مبارک ہو خدائے عزوجل یہ سعادت آپ کو بار بار نصیب کرے۔

ای۔میل ناظمہ منزل ہی میں میرے نواسے یاسر احمد سلمہٗ کے پاس ہے۔ یہ میری چھوٹی بیٹی فریدہ مختار ام اے (علیگ) کا بیٹا ہے اور کمپیوٹر سائنس میں گریجویشن کر رہا ہے۔ چند مہینوں کے بعد ٹریننگ کے لیے ان شاء اللہ ملیشیا جانے والا ہے لیکن یہاں پیغامات اور خطوط انگریزی میں آتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں اردو کا انتظام نہیں آپ کس طرح اردو خط بھیج سکیں گے۔

بہر حال خط ڈاک سے بھیجتے رہیے یہی سب سے محفوظ طریقہ ہے آپ کا خط آج دسویں دن سہی لیکن بحفاظت تمام موصول ہو گیا۔ کبھی کبھی فون کر لیجیے ہمارے یہاں رات کو فون کرنا ارزاں ہوتا ہے معلوم نہیں آپ کے یہاں یہ رعایت ہے یا نہیں۔

آپ کا اب تک آخری خط وہی کارڈ تھا جو موصول ہوا۔ اس کے بعد کم از دو خط ضرور لکھ چکا ہوں۔ آپ کے خط میں اس کا ذکر نہیں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی متوجہ کیجیے کہ خط لکھیں۔

میاں ارشاد دکھیں ہیں آتے رہتے ہیں پرسوں بھی آئے تھے۔ میرے بیٹے طارق مختار کے شاگرد ہیں۔ کم عمر آدمی ہیں اچھی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن کچھ وارفتہ حال ہیں۔ اکثر شکایت کرتے رہتے ہیں کہ میری چچی نے مجھ پر سحر کر دیا ہے وہ ساحرہ ہے اور میری ساری پریشانیاں اس کی وجہ سے ہیں میں بہت سمجھاتا ہوں تم پر سحر وغیرہ کچھ نہیں ہے یہ تمہارا وہم ہے۔ اپنا علاج کسی طب یونانی کے ماہر سے کراؤ لیکن وہ سحر کے خبط میں مبتلا ہیں۔ فی الحال پی ایچ ڈی میں ان کا داخلہ

کرایا جا رہا ہے کہ ان کی توجہ دوسری طرف ہو جائے۔ ان کے نگران طارق مختار سمہ ہوں گے۔ میں انہیں سمجھاتا ہوں ابھی سے علامہ مت بنو اپنے کو ہمیشہ طالب علم سمجھو۔ آدمی مستعد ہیں محنت سے کام کرتے رہے دل جمعی کے ساتھ تو کامیاب مصنف بنیں گے ان شاء اللہ

جو دو مضمون انہوں نے آپ کو بھیجے ہیں ان کے لیے مواد میں نے انہیں دیے ہیں لیکن میں نے کہا تھا مضمون مجھے دکھالیں انہوں نے آپ کو بھیج دیے۔ اگر آپ خطوط کا عکس بھی شائع کرسکیں تو خوب ہو۔ آپ کا مرسلہ خط انہیں دے دوں گا۔

اس طرف جہان رضا پابندی سے بمبئی سے آ رہا ہے۔ آپکو لکھا تھا کہ اورینٹل کالج لاہور کے استاد رفیع الدین ہاشمی صاحب' ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب کو متوجہ کریں کہ وہ اپنے کالج کے اردو رسالے ''بازیافت'' کا دوسرا شمارہ (اگر چھپ گیا ہو) بھیجیں اور ڈاکٹر سید عبداللہ پر جو یادگاری کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس میں میرا مضمون بھی شائع ہوا ہے وہ بھیج دیں۔ بہتر یہ ہو کہ آپ ان سے دونوں چیزیں منگوالیں اور آپ بھیجنے کی زحمت فرمائیں۔ فوری طور پر یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔

----(۱۲۸)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۲/جنوری ۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

مکتوب مورخہ ۶/جنوری اور ''جہانِ رضا'' کا پیکٹ ابھی ابھی ملا۔ یہ اطلاع بھی ملی کہ میرا خط مورخہ ۲۸/دسمبر بھی آپ تک پہنچ گیا ہے۔ اس کے جواب کا انتظار رہے گا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب سے ممکن ہو تو ٹیلی فون پر گفتگو فرمالیں یا مولانا محمد عالم مختار حق صاحب زحمت فرمائیں۔ رسالہ ''بازیافت'' کا دوسرا تیسرا شمارہ اور ''یادگار نامہ پروفیسر سید عبداللہ'' کا نسخہ ان سے بھجوائیں۔ اگر انہیں کوئی زحمت ہو تو آپ ان سے منگوا کر اپنی طرف سے بھیج کر کرم فرمائیں۔ میں متعدد خط رفیع الدین ہاشمی صاحب کو لکھ چکا ہوں نہ کتاب آتی ہے نہ رسالہ آتا ہے اور نہ وہ اصحاب خط بھیجتے ہیں۔ نہ خطوں کا جواب لکھتے ہیں۔ کیا قصہ ہے؟ کیا لاہور میں ٹھنڈک بہت بڑھ رہی ہے؟ لیکن آخر آپ بھی تو وہیں رہتے ہیں! سید عبداللہ والی کتاب چھپ گئی ہے اس میں تو کوئی شبہ نہیں (بازیافت (۱) میں اس کا اشتہار موجود ہے)۔ اور ''بازیافت'' (۲) بھی ضرور چھپ گیا ہوگا۔

دونوں میں میرے مضامین ہوں گے۔ اب ان اصحاب کو مجھے بھیجنے میں کیا تردد ہے اور کیوں یہ تاخیر ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا۔ براہ کرم اس گتھی کو آپ ہی حل کریں۔ بہتر یہی ہوگا کہ ان سے کتاب اور رسالہ اور دونوں مضامین کے آف پرنٹس آپ لے لیں اور مجھے بھجوادیں۔

(۲)..... مولانا حلوائی کے رسالے کے نسخے اصحاب ذوق تک پہنچا دوں گا۔ ''جہانِ رضا'' کے ۴ شمارے ملے ابھی دیکھ گیا۔ اب ۲۰۰۳ء کے حسب ذیل مہینوں کے شمارے بھجوادیں تو ۲۰۰۳ء کی فائل مکمل ہو جائے:

''جہانِ رضا'' بابت فروری' اپریل' مئی' جولائی' ستمبر تا دسمبر۔

جنوری ۲۰۰۳ء ایک ایک نسخہ بھیجنا کافی ہوگا۔ محصول ڈاک بہت بڑھ گیا ہے۔

(۳)..... ۱۲/۱۹ کا لفافہ جس میں ''ایک بزرگ کا خط'' تھا مجھے نہیں ملا۔ معلوم نہ ہو سکا یہ کون صاحب ہیں؟ ان کے نام ملک العلماءؒ کے خطوط کا عکس آپ مجھے بھیج دیں کہ میں ''مکاتیب ملک العلماء'' میں شامل کرلوں لیکن خطوط آپ شائع کردیں کہ شائقین تک پہنچ جائیں۔

(۴)..... میرا کارڈ امریکہ سے کراچی گیا وہاں سے لاہور پہنچا یہ اس لیے کہ میرے خطوط آپ کو اور آپ کے خطوط (اگر آپ نے لکھے تھے) مجھے نہیں پہنچ رہے تھے۔

(۵)..... حیات اعلیٰ حضرت کی واپسی کیلئے تو میں نے اور آپ نے بھی بے حد تگ و دو کی' لیکن یہ جو دو جلدوں کی نقل اب ملی ہے اس کا حصول صرف اعلیٰ حضرت اور ملک العلماء کی کرامت اور آپ حضرات کی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حسن اتفاق کہ یہ ایک ایسے بکس سے برآمد ہوئیں جن کے بارے میں میرا خیال بھی نہیں تھا کہ اس میں محفوظ ہوں گی۔ اس بکس میں ہمارے گاؤں موضع مجھرا کی زمینداری کے کاغذات تھے۔ جو مدت ہوئی ختم ہوگئی اور اس کاشتکاری کے وثائق وغیرہ تھے جن سے ہم اب محروم ہیں۔ یہ خیال بھی نہ تھا کہ در بے بہا کسی نے اس بکس میں رکھ دیا ہے۔ میرا یقین ہے کہ ان میں ایک جلد تو جلد چہارم ہے جس میں وفات کا ذکر ہے اور ایک جلد غالباً جلد سوم ہے۔ جلد اول آپ چھاپ چکے ہیں' اب گمشدہ جلد' جلد دوم بھی ہو سکتی ہے۔ جس میں تصانیف کا ذکر ہے۔ اس دوسری جلد کا ایک نسخہ حضرت نے مولانا ایوب علی رضوی صاحب کو بھیجا تھا اس کی رجسٹری کی رسید کاغذات میں ملی ہے۔ سید صاحب کے ملک العلماء کے نام پچاسوں خط محفوظ ہیں ممکن ہے ان میں اس کا ذکر بھی مل جائے۔ بہر حال آپ ان کے وارثوں کے یہاں تلاش کریں ممکن ہے اب بھی مل جائے۔ یہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مفتی

محمود صاحب کو جو نسخہ میں نے دیا تھا وہ تمام تر ملک العلماء کے قلم سے تھا' اب جو دو جلدیں ملی ہیں وہ ایک عزیز اور مسترشد سے حضرت نے نقل کرائی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سید ایوب علی صاحب نے اس سیٹ کی دوسری جلد اشاعت کے لیے بھیجی تھی۔

بہرحال اب اگر آپ میری رائے سے اتفاق کریں تو ایسا کریں کہ پہلے تیسری اور چوتھی جلدیں شائع کر دیں لیکن پہلی جلد سے مکاتیب کا حصہ نکال دیں (مکاتیب میں علیحدہ سے شائع کرنا چاہتا ہوں) جہاں سے جلد اول ختم ہو رہی ہے تیسری جلد شروع کرا دیجیے اس طرح یہ تین جلدیں دو حصوں میں آپ شائع کر سکتے ہیں۔ یا آپ جلد اول (حذف مکتوبات کے بعد) جلد سوم' جلد چہارم چھاپ دیں' یہاں جب جلد دوم چھپے تو آپ بھی وہ جلد شائع کر دیں۔

یہ دلچسپ بات ہے کہ یہاں بھی اب تین جلدیں ہیں' (ایک جلد مفتی محمود صاحب نے دے کر واپس لے لی) اور اب آپ کے پاس بھی تین جلدیں ہوں گی اس لیے کہ جلد دوم فی الحال مفقود ہے۔

میں نے چند کے بزرگوں کو اطلاع نہیں دی ہے اس انکشاف کی اور نہ یہاں کسی سے ذکر کیا ہے۔ مناسب ہوگا آپ بھی اس کا ذکر نہ کریں سوائے ان اصحاب کے جن سے آپ تعاون حاصل کریں۔ یہاں لوگوں کو اطلاع ملے گی تو گمشدہ جلد کے حصول کی تگ و دو شروع ہو جائے گی۔

یہاں کمپوز کرانے میں بات پھیل جائے گی آپ بھی وہاں ہی طباعت مکمل کرالیں جب اعلان کریں۔ ضخیم کتاب کے لیے بڑی رقم چاہیے آپ ''جہان رضا'' کی تقطیع پر ۲۷/۲۸ سطری مسطر پر کمپوز کرائیں اور معمولی سستے کاغذ پر پہلا اڈیشن نکال دیں۔ پھر بعد کو قیمتی اڈیشن نکلتے رہیں گے۔

اب سوال مسودہ بھیجنے کا ہے۔ پانچ سو صفحات کی کتاب ڈاک سے بھیجنا خطرے سے خالی نہیں۔ کوئی آنے جانے والا اب ملتا نہیں۔ عکسی نقل بن سکتی ہے لیکن پرانے کاغذ کا عکس بہت خراب بنتا ہے ہاں نقل کرا سکتا ہوں لیکن پانچ چھ روپے صفحے سے کم اجرت کیا ہوگی۔ گویا تین چار ہزار صرف نقل پر خرچ ہوں گے۔ بھیجنے کا سوال بعد کو دیکھا جائے گا۔

تاہم بات یہ ہے کہ کتاب جلد از جلد چھپ کر بازار میں آ جانا چاہیے۔ یہ مفتیان کرام تو کہتے ہیں کتاب عرس اعلیٰ حضرت سے پہلے چھپ جائے گی۔ آپ اصحاب تو کمپیوٹر پر پوری کتاب

دو ماہ کے اندر چھپ جائے گی۔ بڑی بات یہ ہوگی کہ آپ ملک العلماء کی کتاب چھاپیں گے۔ یہ حضرات کتاب قطع و برید کے بعد شائع کریں گے اپنی مرضی کے مطابق۔

میں نے اگر مسودہ دیکھنا شروع کیا تو خوب سے خوب تر کی تلاش میں بہت تاخیر ہوگی۔ جلدی کسی کام کا کرنا مشکل ہے آپ کو اس کا تجربہ ہے۔ ورنہ حضرت کی امام اعظم والی کتاب کب کی چھپ چکی ہوتی۔ آپ کے عزیز اسے شائع کرنے کو تیار تھے۔

خدا کرے آپ میرا پورا خط پڑھ لیں۔ جواب جلد دیں اور اپنی رائے سے مطلع کریں۔ ایک بات یہ کہ آپ کے یہاں جہان رضا کی تقطیع پر کمپوزنگ کا نرخ آج کل کیا ہے، مطلع فرمائیں۔ والسلام محی الدین احمد

-----(۱۲۹)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۷/جنوری ۲۰۰۳ء

مکرم و محترم جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

مولانا محمد عالم صاحب کا خط آیا ہے جواب بھیج رہا ہوں۔ میری تحریر بہت باریک ہوتی ہے آپ کو پڑھنے میں زحمت ہو تو ان سے پڑھوا کر سن لیجیے۔ میں نے مفصل خط لکھا ہے لیکن کچھ امور تشریح طلب ہوں تو بے تکلف پوچھیے۔

کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ یہاں ہو سکتی ہے وہاں کا نرخ لکھ بھیجیے کہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ مسودے کو دیکھ کر ضروری حواشی لکھنے میں تاخیر کا اندیشہ بھی ہے میں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں بہت سے کاموں میں مشغول رہتا ہوں۔ اس لیے یہ کام نہ جلد کر سکتا ہوں نہ اس طرح بوجوہ احسن انجام دے سکتا ہوں جس طرح آپ یہ کام کر سکتے ہیں۔

تنویر السراج کے کسی حصہ کی جس طرح پیراگرافنگ آپ نے کی تھی۔ مجھے بہت پسند آئی تھی۔ حیات اعلیٰ حضرت لکھنے کا انداز دوسرا ہے آپ کی کتابوں کا انداز مختلف ہے اگر مفتی صاحب نے مولانا مبین چریاکوٹی اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی سے مسودے میں تراجم اور شاید کچھ حصے یا کچھ عبارتیں حذف بھی کرائی ہیں۔ میں نہیں جانتا پر کسی حد تک علم ہے۔ یہ عمل مستحسن نہیں لیکن یہ دونوں علماء اپنے لوگ ہیں اس لیے خیال ہوتا ہے کہ مدعائے مصنف مجروح نہیں ہوا ہوگا۔ آپ پر مجھے زیادہ بھروسا ہے اور آپ میدان تصنیف و تالیف کے شہسوار بھی ہیں اس لیے آپ کی پیراگرافنگ

اور ضروری ترامیم پر مجھے زیادہ اعتماد ہے۔ اگر ایسا ہو تو میں مسودے کی زیروکس کاپی کرا کے آپ کو بھیج دوں آپ اور مولانا مراجعت کا کام کر دیں پھر اگر یہاں کمپوزنگ کرانی ہو تو بھیج دیں یہاں کمپوزنگ اور پروف خوانی ہو جائے گی۔ فائنل کاپی آپ کو بھیج دی جائے گی آپ وہاں مناسب کاغذ پر چھپوائیں اور جلد بندی کرا دیں۔

لیکن اگر کسی وجہ سے آپ دینی و علمی کاموں میں اس قدر مصروف ہوں کہ اس طرف فوری توجہ نہ فرما سکیں تو پھر کمپوزنگ اور پروف خوانی کا کام جیسا آپ مشورہ دیں گے یہیں کمپوزنگ اور تصحیح کا کام ہو جائے گا۔ مولوی ارشاد احمد رضوی نے مبارک پور کے مدرسے کی ملازمت بوجوہ چھوڑ دی ہے فی الحال یہاں مقیم ہیں ام اے کرا کے انہیں پی ایچ ڈی میں داخلہ دلوایا ہے۔ مالی حالت مستقیم نہیں انہیں کچھ معاوضہ دے کر (اگر وہ لینے پر تیار ہوئے) اس علمی کام میں مدد لی جا سکتی ہے۔

پروف ریڈنگ تو وہ بہت اچھی کر سکتے ہیں اور پوری توجہ سے لیکن مسودے کی اڈیٹنگ اور پیراگرافنگ جیسی آپ کر سکتے ہیں کون کر سکتا ہے۔ بہرحال ساری باتیں میں نے پیش کر دی ہیں غور و فکر فرما کر لکھیں کہ اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔

آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔ والسلام مختارالدین احمد

میں دونوں جلدوں کے پہلے صفحے کا عکس بھیج رہا ہوں۔ ایک کاغذ پر حضرت ملک العلماء کی تحریر ملی ہے جس میں اعلیٰ حضرت کی کچھ تصانیف کا ذکر ہے۔ میرا خیال ہے کہ گم شدہ جلد دوم جو تصانیف اعلیٰ حضرت پر مشتمل ہوگی اس میں ان تصانیف پر گفتگو کی ہوگی۔ صفحات نمبر اس جلد کے اس نسخے کے معلوم ہوتے ہیں جو بخط مصنف تھا اور جو بظاہر اب مفتی محمود صاحب کے پاس ہے۔

دو عزیزوں نے ایک کتاب لکھی ہے یہ آپ لوگوں کی نذر ہے۔ اک اک نسخہ ہاشمی صاحب اور ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب اڈیٹر بازیافت اور صدر شعبہ اردو اورینٹل کالج کے لیے ہے انہیں بھجوا کر ممنون کیجیے۔

----(۱۳۰)----

باسمہ

علی گڑھ، ۸ / ۲ / ۲۰۰۳ء

حضرت مکرم مولانا اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

۲۷ اور ۳۰ جنوری کے مکاتیب عالیہ اور 'جہان رضا' کے چند شمارے اور 'تنویر السراج' کے

مطبوعہ نسخے بحفاظت تمام کچھ دیر پہلے موصول ہوئے۔

بھائی کی وفات حسرت آیات کی خبر سے بہت رنج ہوا! ابھی نماز ظہر کے بعد ان کے لیے کچھ قرآن پڑھ کر ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اللہ عزوجل انھیں اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے میں جنت الفردوس میں جگہ دے' ان کی لغزشوں سے درگزر کرے' ان پر رحمت و رضوان کے پھول برسائے اور آپ کو اور ان کے دوسرے اعزہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کا خط ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے فوراً جواب لکھ کر ڈاک گھر بھجوا رہا ہوں کہ آج ہی کی ڈاک سے نکل جائے۔

(۲)..... تنویر السراج کے مطبوعہ حصے ملے شکریہ' ایک مسودہ ملا ہے بھیج دوں گا تاکہ جو کچھ آثار علماء اس سلسلے میں ہیں وہ آپ کی عنایت و توجہ سے چھپ کر محفوظ ہو جائیں اور پھر کوئی خدا کا بندہ آپ کو مل جائے تو ساری تقریریں ایک مجموعے کی شکل میں آ جائیں۔

(۳)..... آج کل بصارت متاثر ہو رہی ہے' کچھ عمر کا تقاضا کچھ کثرت مطالعہ۔ اطباء رات کو لکھنے پڑھنے سے عرصے سے منع کر رہے ہیں لیکن مطالعے اور کام کرنے کا لطف تو رات ہی کو آتا ہے' مدتوں کی عادت کو کیسے ترک کروں۔

(۴)..... آپ انجمن نعمانیہ کے جس مطبوعہ کاغذ پر خطوط لکھتے ہیں وہ بہت مناسب ہے لیکن دوسرے رخ کو جو سفید ہے استعمال کریں تو آپ کی تحریر زیادہ صاف اور روشن نظر آئے گی۔ جس چیز کے بھیجنے کا ذکر آپ نے پہلے خط میں کیا ہے اس کے ذکر سے بھی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں ایسا نہ کیا کریں اور اب دوسرے خط کے بعد تو اس کی بالکل ضرورت نہیں کہ سارے کام آپ کرائیں گے۔

(۵)..... دل کو دل سے راہ ہوتی ہے' جو خیال آپ کو گزرا کہ مسودے کا عکس منگوا کر یہیں کام شروع کر دیں اس کا القا میرے قلب پر بھی ہوا۔ یہ آپ کی کرامت ہے کہ اپنا خیال ٹیلی پیتھی کے ذریعہ مجھے بھجوا دیا۔ میں نے آج سے تین چار دن پہلے دونوں جلدوں کے عکس بنوائے اور مضبوط پارسل بنانے کے لیے ایک ادارے کے حوالے کیا' خیال ہے یہ پارسل روانہ ہو گیا ہوگا اور چند دنوں میں آپ کو پہنچ جائے گا۔ مسودے کی نقل بہت صاف ہے اور عکس اس قدر واضح ہے کہ پریس دینے کے لیے اب نقل کرانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ بس مسودے پر آپ اور مولانا محمد عالم ایک نظر اچھی طرح ڈال لیں۔ نقل کی غلطیاں درست کر لیں اور یہ بھی دیکھ لیں کہ کوئی

نامناسب بات چھپ نہ جائے۔ ۱۳۳۸ کا آج سے کوئی ایک صدی پہلے کا ہے اس وقت کی بھی ضروریات کچھ تھیں' آج کچھ ہیں...... لیکن مصنف کے خلاف بھی نہ ہو۔ مسودہ بغور دیکھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ کوئی بحث حذف کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ ایک میں نہیں' دو یا تین حصوں میں چھاپیے' لیکن شائع کیجیے ایک ساتھ۔

جلد دوم مفتی عظیم آباد کے پاس بھی نہیں ہے اور نہ یہ میرے پاس ہے۔ میرا نسخہ مفتی مظفر پور کے پاس ہے۔ سنا ہے دو انھوں نے ان لوگوں کو نہیں دیا ہے۔ یہ تصانیف اعلیٰ حضرت پر مشتمل ہے اور بہت اہم ہے۔ لکھ چکا ہوں کہ اس کا ایک نسخہ بریلوی مرحوم کو لاہور بھیجا گیا تھا۔ طباعت کے لیے ان کے اعزہ کا پتہ چلایئے۔

مناسب ہو کہ کمپوزنگ جلد اول سے شروع کرائیں (بحذف مکاتیب) وہیں سے مرسلہ دونوں جلدوں کا سلسلہ ملا دیجیے۔ جلد اول کی ترتیب وتبویب اور پیرا گرافنگ کر کے پریس کو دیجیے' جب تک یہ حصہ کمپوز ہو آپ مرسلہ عکس کے پچاس سو صفحے دیکھ کر کمپوزنگ کے لیے تیار رکھیں۔ ہر کام جس قدر جلد ہو اسی قدر بہتر ہے۔

مقدمہ میں لکھوں اس میں بہت نکات ہیں اس پر براہ کرم اصرار نہ کیجیے۔ ہاں حیات ملک العلماء ابتداء میں شامل کر لیجیے' اس کی دوسری اصلاح شدہ روایت موذن الاوقات میں یہاں چھپ گئی ہے وہ دیکھ لیجیے آپ کہیں گے تو تیسری روایت میں کچھ اور اضافہ کر دوں گا۔ یہی مقدمہ ہو جائے گا۔

ڈاک کا وقت نکل رہا ہے اس لیے خط ختم کرتا ہوں۔ مختار نامہ آپ کو پسند آیا' خوشی ہوئی۔ عزیزی عارق مختار سلمہ کی ایک کتاب چھپ کر کل دہلی سے آئی ہے' بھیج رہا ہوں۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۱۳۱)----

باسمہ

علی گڑھ، ۸ / مارچ / ۲۰۰۳ء

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۲۴/فروری سخت انتظار کی حالت میں ملا۔ تردد دور ہوا۔ مجھے اب شبہ ہو رہا تھا کہ دونوں پارسل ضائع ہوئے۔ الحمد للہ کہ مسودہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے اس کی

قدر و قیمت کا خیال کرتے ہوئے جلد سے جلد شائع کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا' جزاک اللہ خیرا۔

مولانا محمد عالم آپ کو بہت اچھے لائق اور مستعد رفیق ملے ہیں جو ادبی ذوق و شوق کے ساتھ علم و دانش کی دولت سے بھی مالا مال ہیں۔ ان کے تعاون سے ہر کام بحسن و خوبی آپ انجام دے سکیں گے ان شاء اللہ۔ پیراگرافنگ اور عنوانات ذیلی آپ لکھتے جائیں اور حواشی (جس قدر بھی ممکن ہو سکے) ان سے لکھوائیں اور پھر سارے امور پر آپ نظر رکھیں۔ مزید حواشی و تعلیقات دوسرے اڈیشن میں آ جائیں گے جس کی نوبت ان شاء اللہ جلد ہی آئے گی' لیکن کیا وسط صفر المظفر یا ۲۰/تاریخ تک بھی آپ یہ کتاب چھاپ لے سکیں گے؟ آپ حضرات تو کیا یہاں آ سکیں گے غالباً نوری صاحب (بمبئی) یا دہلی کے کسی سنی پبلشر یا کتاب فروش کے ذمے بریلی شریف میں اس کی فروخت کا انتظام کریں گے۔ یا ممکن ہے کوئی اور شکل آپ کے خیال میں ہو۔ بہر حال اس معاملے میں مجھے کوئی تجربہ نہیں ہے اور اس کی منزل تو دیر میں آئے گی۔ فی الحال تو آپ کی پوری توجہ اس کی ترتیب و تہذیب اور کمپوزنگ اور طباعت کی طرف ہونی چاہیے۔

حواشی طویل نہ ہوں جیسے مفتی محمود احمد صاحب نے لکھنے شروع کیے تھے۔ وہ یہ سلسلہ جاری رکھتے تو کتاب چار جلدوں کی جگہ آٹھ جلدوں میں مکمل ہوتی۔

موذن الاوقات کے آخری تحریر آپ کو اس لیے زیادہ پسند آئی کہ وہ "حیات ملک العلماء" کی تمہید کی ترمیم شدہ شکل ہے۔ اس کی اشاعت مناسب ہو گی ممکن ہے اس پر میں ایک نظر ڈال کر آپ کو بھیجوں۔ مقدمہ آپ لوگ لکھ لیں مختصر ہی سہی۔

خطوط نکال دیں' کچھ اور ایسی چیزیں ہوں تو ان سے بھی فی الحال آپ صرف نظر کر سکتے ہیں یعنی میری طرف سے اجازت ہے اگر مقصود ضخامت کچھ کم کرنا ہو۔ بعد کے اڈیشن میں چاہے آپ اضافہ کر دیں۔ کاش کہ اس کی دوسری جلد محمد ایوب علی مرحوم کے خاندان سے آپ کو مل جاتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ دوسری جلد مفتی ثانی کو بھی نہیں مل سکی ہے' وہ مفتی اول کے پاس ہے وہ کہتے تھے پہلے انہوں نے دی پھر کچھ کہہ سن کر واپس لی کہ کچھ کام ہے اور واپس نہ کی۔

ایک بات سمجھ میں آتی ہے وہ کر کے دیکھیے۔ فوراً ایک خط محمود احمد صاحب کو لکھیے کہ میں آپ سے کتاب مانگتا رہا آپ نے مجھے نہیں دی۔ کسی اور کو دے دی' اب آپ تلافی اس طرح کیجیے کہ دوسری جلد جو آپ کے پاس ہے وہ مجھے بھیج دیجیے۔ دیکھیے کیا جواب دیتے ہیں' لیکن آپ اپنا کام جاری رکھیں اور تیزی سے مکمل کرنے کی کوشش کریں۔

ہاں ایک بات کا خیال رہے۔ یہ اصل مسودہ نہیں ہے جس کی نقل آپ کو بھیجی گئی ہے۔ کسی نقل نویس کی نقل ہے جسکا اصل مسودے سے مقابلہ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ غلطیوں کا امکان ہے املاء، انشاء کی بھی غلطیاں ممکن ہیں الفاظ اور فقرے نقل میں چھوٹ بھی سکتے ہیں آپ اغلاط درست کر دیں اور اغلاط کی جہاں تک ممکن ہو تصحیح کر دیں۔

خط برابر لکھتے رہیے اور کاموں کی رفتار سے باخبر رکھ کر مجھے ممنون کیجیے۔

ڈاکٹر تحسین فراقی یا پنجاب یونیورسٹی بک ڈپو سے شیرانی والے مجموعۂ مضامین کا ایک نسخہ خرید کر بھیج دیجیے۔ وہ حضرت نہ کتاب بھیجتے ہیں نہ میرے مضمون کے آف پرنٹس۔

کیا آپ کے پاس میرے اتنے خطوط جمع ہیں کہ آپ ایک مجموعہ شائع کر سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ آپ کی محبت ہے کہ آپ نے ان بیکار پرزوں کو اس طرح سنبھال کر رکھا۔ غالب کے لفظوں میں میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ آپ ''دکانِ بے رونق کے خریدار'' ہیں۔ اللہ آپ کو خوش رکھے اور صحت مند بنائے اور ترقی درجات دے۔

والسلام

خیر طلب مختار الدین احمد

ہاں ایک افسوسناک خبر۔ کچھ دیر پہلے اطلاع ملی کہ حکیم خلیل احمد صاحب آج علی گڑھ میں رحلت فرما گئے۔ بڑے نیک لائق اور دیندار آدمی تھے۔ سنی ہی نہیں سنی گر تھے۔ رضوی علماء میں یہاں صرف دو قابل ذکر تھے ایک صدر الشریعۃ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص مولانا سید زیدی اور دوسرے یہی حکیم خلیل احمد جائسی سابقہ استاد حکیم طبیہ کالج علی گڑھ۔ خدا ان دونوں کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند کرے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان پر ایک مختصر سا نوٹ لکھ کر آپ کو بھیج دوں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو متوجہ کیجیے کہ عبیداللہ درانی مرحوم کے کسی عقیدت مند نے ان کی سوانح حیات درمیثنی شاید پشاور سے شائع کی ہے۔ سال بھر ہوا انہیں کتاب یا اس کے عکس کیلئے لکھا تھا توجہ فرمائیں۔ شیخ نذیر حسن صاحب کی خیریت لکھیے۔

----(۱۳۲)----

باسمہ

علی گڑھ، ۹ / اپریل / ۲۰۰۳ء (۶/صفر المظفر/۱۴۲۴ھ)

جناب پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

کلیدی خطبے کے چند نسخے اور آپ کے اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے نام کے خطوط میرا ڈرائیور ۹/ ماہ رواں کو بڑے ڈاک گھر پوسٹ کر کے آیا۔ ایسا ہی ایک پیکٹ مشفق خواجہ صاحب کو روانہ کیا گیا' لیکن مجھے یقین نہیں کہ یہ پیکٹ اور خطوط آپ صاحبان تک پہنچ سکیں گے کس واسطے کہ احمقوں اور جاہلوں نے محصول' ہندوستان کے محصول سے بھی کم بتائے اور ہمارا آدمی جو ڈرائیور بہت اچھا اور مشاق ہے لیکن آدمی سادہ لوح ہے کم محصول کے ٹکٹ چسپاں کر کے ڈاک گھر میں ڈال کر چلا آیا۔ ہندوستان کے مکتوب الیہم ہوتے تو ڈاک گھر والے بیرنگ بنا کر فاضل محصول لے لیتے اور پیکٹ حوالے کر دیتے' لیکن وہ آپ لوگوں سے کس طرح فاضل رقم لے سکتے ہیں۔ قرینہ غالب ہے کہ یہ ضائع کر دیے جائیں گے یا بمبئی سے واپس کر دیے جائیں گے خدا کرے یہ دوسری صورت اختیار کی جائے۔ لیکن اگر مرسلہ پیکٹ آپ کو مل گیا تو اسے آپ کی کرامت سمجھوں گا۔

آج تاریخ ۶/ صفر ہو گئی مجھے توقع نہیں کہ حیات اعلیٰ حضرت کی ایک جلد بھی عرس تک چھپ جائے' بہر حال دیر میں چھپے اور صحیح اور آپ دونوں اصحاب کی توجہ سے عکسی اور مستند اڈیشن نکلے یہ بات زیادہ اہم ہے۔

مفتی محمود احمد صاحب نے پچیس سال پہلے اسے چھپوانا شروع کیا تھا۔ ۱۱۲ صفحات تک کے پروف انہوں نے میرے پاس بھیجے تھے۔ میں نے دیکھ کر اپنی ناخوشی کا اظہار کیا تھا اور ان کے طول طویل حواشی کو ناپسند کیا تھا۔ بعض صفحات میں نصف صفحے سے کم میں اصل کتاب تھی اور نصف سے زائد میں جناب مفتی صاحب محترم کے حواشی و تعلیقات۔ میں نے لکھا کہ آپ حضرت کی کتاب چھاپ دیجئے' اپنے حواشی و تعلیقات ایک علیحدہ جلد میں شائع کر دیں۔ انہوں نے عبارات اور پیراگراف ہی نہیں صفحے کے صفحے خارج کر دیے تھے' اس طرح آپ کے عکسی اڈیشن کی تقریباً ڈیڑھ جلدیں یعنی ۲۰۲ صفحات مختصر تقطیع کے ۱۱۲ صفحات میں آ گئے تھے جن میں ان کے طویل حواشی بھی شامل تھے۔ گویا ۲۰۲ بڑی تقطیع کا مواد پچاس ساٹھ صفحات میں لا کر ''دریا'' کو ''کوزے'' میں بند کرنے کی کوشش کی تھی۔

یا تو انہیں میری ناپسندیدگی کا خیال ہوا یا انہیں وسائل حاصل نہ ہوئے اور وہ ۱۱۲ صفحات بھی چھپ کر منظر عام پر نہ آ سکے۔

یہ اوراق کتب خانے میں مل گئے ہیں۔ اب جب آپ کتاب کی ترتیب نو کر رہے ہیں ان

صفحات کا مطالعہ شاید مفید ہو۔ حواشی لکھنے میں آپ مدد لے سکتے ہیں۔

ابھی ڈاک نہیں آئی ہے اس کا انتظار نہ کر کے یہ پیکٹ بھیج رہا ہوں ورنہ پھر رجسٹری کا وقت نکل جائے گا۔

احمد ندیم قاسمی صاحب کے نام کا خط انہیں بھجوا کر ممنون کریں۔

والسلام مختار الدین احمد

آپ کا مرسلہ لیٹر ہیڈ بہت دنوں کے بعد سامنے آیا۔ آپ کے لطف و کرم کی خوشبو پھیلی۔ اس کاغذ میں ساری خوبیاں ہیں ہاں طباعت کی روشنائی کچھ پھیکی ہے اور کاغذ ہلکا ہے۔

اپنا ٹیلی فون نمبر لکھیے گا۔

پس نوشت:

۱۱/اپریل

آپ کا خط آج بھی نہ آیا اب یہ خط روانہ کر رہا ہوں۔

کلیدی خطبے کے پانچ مزید نسخے بھیج رہا ہوں۔ مولانا اور آپ ان اصحاب کو دیں جو ایسی تحریروں کے قدر دان ہوں۔ ایک نسخہ احمد ندیم قاسمی صاحب کو خط اور مختار نامہ کے ساتھ بھجوانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

----(۱۳۳)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۲/۴/۲۰۰۳ء (سہ شنبہ ۷/ بجے شام)

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

کل اور آج کا پورا دن ڈاک کے انتظار میں گزرا۔ عصر و مغرب کے درمیان ڈاکیا آیا۔ پیکٹ بڑے شوق سے کھولا یقین تھا کہ ''اعلیٰ حضرت کے پروف ہوں گے اس کی جگہ مارچ کا جہان رضا نکلا۔ ''کاگلوں تھا'' پر اسی وقت ایک نظر ڈالی بقیہ شب کو سارے کاموں سے فراغت کے بعد پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ اس پیکٹ پر یہ دیکھ کر کہ -/130 محصول کے خرچ ہوئے ہیں خوش نہیں ہوا پارسل کی جگہ رجسٹرڈ بک پیکٹ بھیجنے پر بہت کم خرچ ہوتا۔ ہاں اس طرح بعض مشمولات باحتیاط تمام پہنچ گئے۔ ڈاک ٹکٹ پر طبی پودوں کی تصویر چھپنی شروع ہوئی ہے بہت اچھی بات ہے۔ طبی دواؤں میں زوفا استعمال کیا تھا کبھی اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ اس تر و تازگی کی حالت میں۔

آپ کی عنایت سے آج یہ بھی دیکھ لیا۔ یہ ٹکٹ یہاں ممکن الحصول نہیں اپنے دوست حکیم ظل الرحمن صاحب سابق استاد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی کو کل بطور تحفہ بھجواؤں گا کہ انہیں نوادر و نایاب ٹکٹ وغیرہ جمع کرنے کا شوق ہے۔

خطوط مورخہ ۳/۱۲ اور ۳/۱۴ ملے۔ ''حیات'' کی طباعت کی پیش رفت معلوم ہوئی۔ کوئی حرج نہیں اگر کتاب عرس تک نہ چھپ سکے۔ اہم بات یہ ہے کہ اچھی چھپے اور آپ کی ترتیب و تحشیہ سے مزین ہو کر چھپے۔ جہاں شائقین نے تیس سال انتظار کیا وہاں چند مہینے اور سہی۔ پیراگرافنگ اور حواشی کا خیال رہے کہ آپ کا اڈیشن ہر طرح علمی اور مفید اڈیشن ہو۔

آپ فرماتے ہیں تو ''حیات ملک العلماء'' یا ''موذن الاوقات'' میں حیات مصنف پر ایک نظر ڈال کر اس لائق بنا دوں گا کہ آپ زیر ترتیب کتاب میں شائع کر سکیں۔ لیکن اس سے پہلے چند صفحوں کی کسی تمہید یا حرفے چند آپ کے قلم سے ہونی چاہیے کہ آپ ہی اس کتاب کے مرتب ہیں۔ بہتر ہو مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے کہیں کہ ابھی سے اس تمہید کا ایک خاکہ تیار کر دیں جس میں آپ رنگ بھر سکیں۔

مناسب ہے۔ مقدمے کی روداد نکال دیں۔ لیکن پھر کسی موقع پر اسے جہان رضا میں یا علیحدہ سے شائع کر دیں کہ یہ بھی محفوظ ہو جائے۔

''جہان رضا'' (مارچ) کے دو نسخے رکھ کر بقیہ طارق مختار مسلمہ کو ابھی بھجوا دیجیے کہ وہ اپنے شاگرد ساحل صاحب کو تقسیم کرنے کے لیے دے دیں۔

اب کچھ مکتوب گرامی مورخہ ۴/۱۴ اپریل کی بابت۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے: گرامی نامہ ۳ صفر پڑھا دکھ ہوا کہ میرا خط میرا پارسل ابھی تک نہیں پہنچا۔ خدا کرے اب مل گیا ہو اور آپ کے سامنے ہماری بعض کوششیں آ گئی ہوں''۔ آپ کا کوئی پارسل کوئی خط آج ۴/۲۲ اپریل تک نہیں پہنچا معلوم نہیں آپ نے کب روانہ کیا ہے اور پارسل میں کیا کتابیں تھیں۔ یہ لکھ دیتے تو کچھ سکون ہوتا۔ یا تو پارسل گم ہوا یا کسی طرح بھوت بھٹکتا دو چار دن میں پہنچ جائے۔

اگر آپ نے جلد اول کا پروف دو دن کے بعد ۱۶/ کو روانہ کر دیا ہوگا تو توقع ہے کہ ۸ دن کے بعد ۲۴ اپریل تک پہنچ جائے۔ انتظار اس کا اور گمشدہ پارسل دونوں کا رہے گا۔

فون پر آپ کی آواز سن کر خوشی ہوئی لیکن میرا فون خراب تھا۔ اتنی کھڑکھڑاہٹ تھی کہ آپ کی بات بالکل نہ سمجھ سکا۔ غالباً آپ کتاب کی چھپائی اور پروف بھیجنے کے بارے میں کچھ فرما رہے

تھے۔ جونہی پروف پہنچیں گے جلد ہی دیکھ کر ان شاء اللہ روانہ کردوں گا حالانکہ آنکھوں کی اب وہ حالت نہیں ہے جو پہلے تھی ڈاکٹروں کے زیر علاج ہوں دعا فرمایئے۔

مولانا کا خط کسی اور کے قلم کا لکھا ہوا لیکن ان کا دستخط کیا ہوا آیا تھا جواب دے دیا گیا تھا۔

آپ کو ۱۲ اپریل کو ایک رجسٹرڈ پیکٹ نمبری ۲۸۹ بھیجا تھا جس میں ایک خط احمد ندیم قاسمی صاحب مجلس ترقی ادب لاہور کے نام بھی تھا۔ ان سے دیوان عمید لوئکی شائع کردہ مجلس ترقی ادب کے دو نسخے منگوائے تھے اور آپ کے خط میں حیات اعلیٰ حضرت کی طباعت کی رفتار پوچھی تھی کچھ مشورے دیئے تھے اور حیات اعلیٰ حضرت جو پچیس تیس سال پہلے چھپنی شروع ہوئی تھی جس کا کام آگے نہ بڑھ سکا اس کے ۱۱۲ صفحات کے پروف بھیجے تھے۔ مولانا عبدالعزیز میمن کے سیمینار پر کلیدی خطبے کے ۵ مزید نسخے بھیجے تھے کہ مولانا شائقین میمن میں تقسیم کردیں۔ آج کے خط میں اس پیکٹ کے ملنے کی کوئی اطلاع نہیں ہے شاید کسی وجہ سے ۱۴ اپریل تک لاہور نہ پہنچا ہو۔

پروفیسر تحسین فراقی کے یہاں سے شیرانی والا مجموعہ مضامین شاید نہ مل سکا ورنہ آپ لوگ ضرور بھیجتے۔ مشفق خواجہ صاحب عرصے سے خاموش ہیں خدا کرے وہ ہر طرح خیروعافیت سے ہوں۔ مولانا کو سلام کہیے۔ مخلص مختارالدین احمد

----(۱۳۴)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۸/۴/۲۰۰۳ء

مکرم ومحترم دوست برکاتکم السلام علیکم!

حیات اعلیٰ حضرت کے پروف اور ۱۳، ۱۴/اپریل کے دونوں خطوط ۲۴/ کو ملے اور اسی دن بلکہ اسی وقت رسید لکھ دی اور جواب بھیج دیا۔ ان خطوں میں ۱۲/اپریل کو جو میں نے رجسٹرڈ پیکٹ (نمبری ۲۸۹) بھیجا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ذکر ہوتا کس طرح میری رجسٹری آپ کو ۲۰/ ماہ رواں سے پہلے نہیں ملی ہوگی اور آپ کا کوئی خط اب تک ایسا مجھے وصول نہیں ہوا ہے جو ۱۴/ کے بعد لکھا گیا ہو۔ آج پیر کو آپ کے اور مولانا محمد عالم کے خطوط کا انتظار دیکھ کر یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔

مرسلہ پیکٹ میں ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ۱۱۲ صفحات کے پروف ہیں جو آج سے پچیس تیس سال پہلے تیار ہوئے تھے۔ کسی وجہ سے کام آگے نہ بڑھا۔ یہ اوراق مجلد کرا کے محفوظ کرا دیجیے۔ کچھ حواشی مختصر کرکے اپنے اڈیشن میں آپ درج کرسکتے ہیں۔ ایک خط احمد ندیم قاسمی

صاحب کے نام تھا وہ آپ نے بھجوایا ہوگا۔

آپ کے بھیجے ہوئے پروف زیر مطالعہ ہیں۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ ورقے پریس سے آتے ہی آپ نے بھیج دیئے ہیں یا ایک پروف پڑھ کر اور تصحیح کرا کے روانہ فرمایا ہے۔ چونکہ اس کتاب کی اشاعت دورِ مبارک سے کچھ تعلق نہیں رہا اور آپ یہ کتاب اطمینان سے بہت اچھے ڈھنگ سے صحت کے ساتھ شائع کرنا چاہتے ہیں اس لیے میں یہ اوراق اطمینان سے رات کے سارے کام ختم کر کے پڑھتا ہوں۔ کچھ امور اس سلسلے میں پہلے عرض کیے تھے کچھ اب عرض کرتا ہوں۔ بعض کی تکرار اس لیے کرتا ہوں کہ وہ بہت اہم ہیں۔ مثلاً یہ کہ کتاب کی اڈیٹنگ بہت توجہ سے اور بہت اچھی طرح کیجیے اور ضرورت اور مولانا کے پاس وقت ہو تو ان سے بھی مدد لیجیے۔ آپ پوری کتاب ایک جلد میں شائع کرنی چاہتے ہیں...... یہ بہت اچھا خیال ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ موجودہ صورت میں ضخامت اس قدر بڑھ جائے گی کہ اسے ایک جلد میں شائع کرنا جہاں آپ کے لیے زحمت طلب ہوگا وہاں دفتری' خریدار اور قاری کے لیے بھی مسائل پیدا کرے گا۔ جس تقطیع پر جس ٹائپ میں یہ کتاب چھپ رہی ہے اس میں تو موجودہ تین جلدوں کا مواد ہزار بارہ سو صفحوں سے کم میں کسی طرح نہیں آئے گا۔

اس میں بہت سے مباحث حذف یا مختصر کیے جاسکتے ہیں۔ کتاب کا مسودہ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے اس وقت کی ضروریات' تقاضوں اور ذوق کے مطابق تیار کیا گیا تھا' آج پوری دنیا میں ذہنی اور علمی فضا کچھ اور ہے۔ اب اعلیٰ حضرت کی تصویر ایسی اُبھرنی چاہیے جس سے وہ واقعی اس صدی کے مجدد اور اپنے عہد کے اہم ترین عالم اور مصنف ثابت ہوں۔ ظاہر ہے اس کے لیے کئی کتابوں کی ضرورت ہے جو موجودہ عہد کے مصنفین کا کام ہے۔ آپ کی مرتب کی ہوئی حیات اعلیٰ حضرت بنیادی معلومات کا کام ہے۔ (کاش مفتی محمود احمد آپ کو اس کی دوسری جلد جو تصانیف اعلیٰ حضرت پر مشتمل ہے بھیج دیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ فلاں فلاں بحث حذف کر دینی چاہیے۔ ضرور کیجیے۔ مطبوعہ حصے یعنی مرسلہ پروف پر بعض مقامات پر میں نشانات لگا رہا ہوں آپ کی رائے ہو تو انہیں حذف کر سکتے ہیں۔ ضخامت کا بھی خیال رکھنا ہے۔ بقیہ دو جلدوں پر آپ کمپوز کرنے سے پہلے ترک کے نشانات لگا دیں کہ وہ کمپوز نہ کیے جائیں۔ مفتی محمود صاحب کے تیار کردہ پروفوں سے کچھ معلوم نہ ہوا کہ بعض مباحث انہوں نے حذف یا مختصر کر دیے ہیں۔ آپ مراد آباد کے اڈیشن یعنی طبع اول سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں مفتی مطیع الرحمٰن جو اڈیشن تیار کر رہے ہیں اس میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اور مولانا عبدالمبین چریاکوٹی نے بھی حذف واختصار سے کام لیا ہے۔

ہے حذف نسبتاً آسان ہے اختصار مشکل۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ جلد اول (طبع مراد آباد) غلطیوں سے پاک نہیں۔ اب مجھے اندازہ ہوا ہے کہ کہیں کہیں عبارتیں چھوٹ گئی ہیں۔ طباعت کی غلطیاں خاصی رہ گئی ہیں۔ مراد آباد کے اصحاب مولوی سید ظفر الدین صاحب ابن سعید العصا، مولانا سید نعیم الدین وغیرہ نے پروف ریڈنگ صحیح طور پر نہیں کی ہے۔ آپ کی دقت یہ ہے کہ آپ کے پیش نظر وہی مغلوط اوڈیشن ہے مصنف کا اصل نسخہ نہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ جلد سوم وجلد چہارم بھی آپ کے پاس بخط مصنف نہیں۔ یہ ایک نقل ہے جس کا اصل سے مقابلہ بھی نہیں کیا گیا ہے اس لیے آپ کا کام اوڈیٹنگ کا بہت بڑھ گیا ہے۔ براہ کرم اس پر پوری توجہ فرمائیں۔

کتاب کی تقطیع تو ٹھیک ہی ہے لیکن کتاب ذرا جلی ہے' کچھ اور خفی ہوتی اور سطریں فی صفحہ زیادہ ہوتیں تو آپ کے اخراجات کم ہو جاتے۔

ابھی کچھ اور باتیں لکھنے کی ہیں لیکن چار بج رہے ہیں ڈاک کا وقت نکل رہا ہے۔ اس لیے خط ختم کرتا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۱۳۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲/۵/۲۰۰۳ء

پیرزادہ صاحب مکرم السلام علیکم!

میں کل صبح ساہتیہ اکادمی کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے دہلی گیا ہوا تھا۔ ٹرین پر سفر کرنے کے بجائے بس میں اب تردداب بہت بڑھ جاتے ہیں' کار یا ٹیکسی سے دہلی آنا جانا شروع کیا ہے۔ صبح سات بجے روانہ ہوا ساڑھے دس بجے دہلی پہنچا۔ چھ بجے شام کو روانہ ہو کر تقریباً دس بجے شب کو علی گڑھ پہنچا۔ 1325/- ٹیکسی والے کو دیا۔ علی گڑھ سے دہلی تقریباً 150 کلومیٹر ہے۔ اس طرح آنے جانے کے 300 کلومیٹر ہوئے' کسی سے ملنے ملانے چلا گیا دہلی میں تو کوئی پچاس کلومیٹر کی مسافت اور بڑھ گئی۔ نرخ یہاں کا یہ ہے 3.50 روپیہ فی کلومیٹر اور 300/- ٹیکسی کا کرایہ ایک دن کا۔ پٹرول یہاں ایک لیٹر کوئی 34/- میں ملتا ہے۔ یہ سب آپ کی دلچسپی کے لیے

کر رہا ہوں اور اس لیے بھی کہ ممکن ہے اب کسی دن اچانک دہلی ایئرپورٹ پر اتریں اور ٹرین کی جگہ ٹیکسی سے علی گڑھ آنا پسند فرمائیں۔ ویسے دہلی کے ٹیکسی والے زیادہ اُجرت طلب کرتے ہیں۔

کل رات آپ کی گفتگو بالکل سمجھ میں نہ آئی ٹیلی فون خراب تھا۔ میں اندازے سے آپ کے ارشادات پر ہاں ہاں کہتا رہا۔ صرف یہ سمجھا کہ آپ پوچھ رہے ہیں کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا پروف ملا یا نہیں۔ بھائی میں تو اس کے ملنے کی رسید میں دو تین خط لکھ چکا ہوں حیرت ہے کہ یکم مئی تک آپ کو میرا کوئی خط نہیں ملا۔

''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ۱۷۲ صفحات کے پروف اور آپ کے خطوط مورخہ ۱۲/۳/۱۴/۴ ایک ساتھ موصول ہوئے۔ یہ ۲۲/ اپریل کو ملے تھے۔ میں نے اسی دن بلکہ اسی وقت خط لکھ کر تینوں چیزوں کی رسید بھیج دی تھی۔ پروف کے کچھ اوراق دیکھنے کے بعد اڈیٹنگ اور پرنٹنگ کے سلسلے میں دوسرا خط آپ کو ۲۸ کو لکھا۔ ۲۲ کا خط تو آپ کو مل گیا ہوگا۔ ۲۸/ کا خط ابھی آپ کو نہیں ملا ہوگا۔ لیکن مکتوب زیرِ تحریر کے پہنچنے سے پہلے آپ کو مل جائے گا۔

ایک رجسٹرڈ پیکٹ آپ کو ۱۲/ اپریل کو بھیجا ہے (رسید نمبر ۲۸۹) اس میں ایک خط جناب احمد ندیم قاسمی کے نام بابت دیوان عمید لوبکی اور ان کے لیے ''مختار نامہ'' اور ''خطبہ کلیدی'' کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ آپ کو ''حیات اعلیٰ حضرت'' محمود احمد قادری کے ۱۱۲ صفحات کے پروف بھیجے تھے اس کتاب کے جو آج تک شائع نہ ہو سکی۔ حیرت ہے کہ اس پارسل کی رسید آج تک نہیں آئی۔

۵ / ۵ / ۲۰۰۳ء

بے حد مصروفیت کے باوجود پروف کے ۸۰ صفحات دیکھ گیا۔ چونکہ اب آپ کو شائع کرنے کی عجلت نہیں ہے اس لیے اطمینان سے ان صفحات کو دیکھ رہا ہوں۔ اچھی ترتیب وتہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ حصے اور کچھ عبارتیں حذف کر دی جائیں' لیکن اس طرح کہ نفسِ مضمون متاثر نہ ہو۔ پروف میں اغلاط خاصے رہ گئے ہیں اب آپ جو بقیہ جلدوں کی کمپوزنگ کرائیں تو پیراگرافنگ تو آپ نے کرائی ہوگی اور ذیلی عنوانات بھی قاری کی آسانی کے لیے آپ نے قائم کر دیے ہوں گے۔ جب کمپوزنگ ہو جائے تو پروف ریڈنگ اچھی طرح کرائیں' میرا خیال ہے مولانا محمد عالم صاحب کا پورا تعاون آپ کو حاصل ہوگا۔ ذیلی عنوانات کا حسن یہ ہے کہ وہ مختصر اور جامع ہوں۔ ضروری حواشی ضرور لکھیے لیکن وہ بھی ایجاز کا نمونہ ہوں تو بہتر ہے' اگرچہ اس طرح کے جامع مانع

نوٹس لکھنے میں بڑا وقت حرج ہوتا ہے اور اس کا مختلف آپ کی مصروفیات کی وجہ سے فقدان ہوگا۔ بہر حال جو کچھ کر سکتے ہوں اس میں کمی ظاہر ہے آپ نہیں کریں گے اس میں مولانا آپ کی پوری مدد کریں گے خاص طور پر نوٹس لکھنے میں۔

جن موضوعات و اشخاص پر آپ کو نوٹ لکھنا ہو اس کی ایک فہرست ایک کاغذ پر پہلے بنا لیں پھر ضرورت ہو تو احباب سے بھی مدد لیں۔ فہرست مجھے بھیج دیں گے تو کچھ یہ ممکن ہے میں بھی لکھ سکوں۔ بہر حال آپ کے پاس کام کرنے کا بہت وقت ہے اطمینان سے اور دل جمعی سے کریں کہ یہ بہترین اڈیشن ثابت ہو سکے۔

محذوفات کا خاص خیال رکھیں۔ تقریریں بہت اہم ہیں لیکن سیرت کی کتاب میں ان کی اب ضرورت نہیں۔ مصنف علام علیہ الرحمۃ نے آج سے ساٹھ ستر برس اس لیے اپنی کتاب میں انہیں شامل کیا ہوگا کہ یہ محفوظ ہو جائیں۔ اس زمانے میں نشر و اشاعت کی آسانیاں فراہم نہیں تھیں اسی طرح مولانا عبدالمنان قادری چشتی کا ایک خط اعلیٰ حضرت کے بارے میں ہے اسے بھی آپ حذف کر سکتے ہیں لیکن یہ تقریریں یہ خط اور ایسی کچھ اور چیزیں اہم اور مفید ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔ انہیں علیحدہ سے آپ اپنے رسالے ''جہانِ رضا'' کے مختلف شماروں میں ضرور ضرور شائع کر دیں۔

کتاب کا ہندوستانی اڈیشن عرس شریف کے موقع پر شائع نہ ہو سکا۔ اس کا مجھے پہلے ہی سے خطرہ تھا۔ آپ کے اپنے ذرائع ہوں گے اطلاعات کے آپ کو مفصل اطلاعیں شاید ملیں مجھے جو کچھ معلوم ہوا ہے لکھتا ہوں۔

مفتی صاحب پٹنہ سے عرس شریف میں تشریف لائے تھے۔ ان کے ہاتھ میں کتاب نہ تھی۔ ظاہر ہے چھپ نہیں سکی ورنہ اس کے شاید سیکڑوں نسخے اس موقع پر فروخت ہو جاتے۔ معلوم ہوا دو ماہ پہلے وہ کمپیوٹر سے ٹائپ کیا ہوا سارا مواد لے کر دہلی گئے تھے طباعت کے لیے ایسا معلوم ہوتا ہے اتنی ضخیم کتاب چھاپنے کے لیے وسائل ان کے پاس نہیں تھے۔ دہلی میں سنیوں کے کئی ادارے ہیں ان سے انہیں توقع ہوگی کہ وہ ان کے ساتھ تعاون کریں گے لیکن کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا یا تو وہاں کے اصحاب تیار نہیں ہوئے یا طرفین میں شرائط طے نہ ہو سکیں۔ بہر حال یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس موقع پر بھی یہ کتاب شائع نہ ہو سکی۔ مولانا چریا کوٹی اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے سنا ہے پٹنہ جا کر مہینوں قیام کیا ہے اور کتاب کی ترتیب میں حصہ لیا ہے۔ (کس طرح

اور کیسی ترتیب دی ہے اور اس میں کیا کام کیا ہے؟ یہ مجھ پر آج تک واضح نہیں ہو سکا۔ اس لیے کہ ہر شخص خاموش ہے) پھر یہ کہ کمپوزنگ میں اگر ۸۰۰ یا ہزار صفحے کی کتاب ہے۔ مفتی صاحب کی خاصی رقم خرچ ہوئی ہوگی۔ ان سب باتوں کے باوجود کتاب کی فی الحال عدم اشاعت واقعی افسوس ناک ہے۔

مورخہ ۲۶/اپریل ابھی "جہانِ رضا" کا پیکٹ اور پروف مل گئے تھے میں نے رسید بھیج دی تھی۔ جس پارسل مرسلہ ۶/کا آپ کو انتظار ہے وہ وہی ہے جس میں مفتی صاحب کے پروف کے ۱۱۲ صفحات تھے۔ گویا روانہ بعد کو ہو سکا۔ آپ کتاب کی ترتیب صحیح خطوط پر کر رہے ہیں محنت اور توجہ سے کام کرتے رہیے۔ میں جلد اول کے سب نہیں تو کچھ اوراق ایک دو دن میں بھیج رہا ہوں اس سے میرے نقطۂ نظر کا آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ عجلت کی ضرورت نہیں۔ اطمینان سے کام کیجیے۔ مرسلہ کارڈ مل گئے تھے شکریہ۔ جلد ۳ کا پہلا پروف پڑھ کر اور تصحیح کرانے کے بعد بھیجیے۔

والسلام مختار الدین احمد

یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی صاحب عرس سے پہلے علی گڑھ شاہ محمد امین صاحب سے ملنے تشریف لائے تھے وہ مجھ سے ملے بغیر اور مجھے محروم دید کیے ہوئے بریلی چلے گئے۔ وجہ شاید یہ ہوگی کہ سات آٹھ ماہ پہلے بوقت ملاقات میرے استفسار پر کہ ملک العلماء کی "حیات اعلیٰ حضرت" کب تک شائع ہو رہی ہے انہوں نے فرمایا تھا عرس اعلیٰ حضرت تک' میں نے کہا مفتی صاحب عرس کو تو ابھی سات آٹھ ماہ یعنی خاصی مدت ہے۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ اس سال میں کتاب چھپ گئی ہوگی۔ اس پر وہ خاموش رہے۔ وہ میرے گھر مہمان تھے میں نے دوسرے موضوعات پر گفتگو شروع کر دی۔ اب جبکہ کتاب کی کمپوزنگ مکمل ہو گئی ہے وہ حضرت کا اصل مسودہ تو واپس کر دیں' معلوم نہیں مفتی محمود احمد صاحب نے کتاب کی دوسری جلد انہیں دی یا نہیں!

آج آپ کے خط کا انتظار رہا۔ ڈاک دیکھ کر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ یہ خط کل ۶/کی صبح کو روانہ ہو کر ان شاء اللہ ۱۵/ماہِ رواں سے پہلے پہنچ جائے گا۔

آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ مولانا محمد عالم صاحب خط لکھ رہے ہیں' ان کا خط ابھی نہیں ملا ہے۔ شیرانی مرحوم پر تحسین فراقی صاحب کی کتاب جس میں میرا کوئی مضمون چھپا ہے میں نے ان سے منگوایا تھا۔ آپ کو بھی شاید لکھا ہوگا۔ نہ یہ کتاب آج تک آئی اور نہ میرے مضمون کے آف پرنٹس (اگر تیار کرائے گئے ہوں)۔

مشفق خواجہ صاحب کا خط آیا ہے میرے لیے وہ بہت سی کتابیں خرید کر اور حاصل کر کے بھیج رہے ہیں، پانچ پانچ کلو کے چار پارسل انہوں نے بنوا لیے ہیں اب ڈاک گھر جا کر انہیں رجسٹری کرا کے بھیجنا باقی ہیں۔ انہی کتابوں میں غالباً شیرانی والا مجموعہ مضامین بھی ہوگا۔

اگر آسانی سے ممکن ہو تو ٹیلی فون کر کے ڈاکٹر تحسین فراقی سے پوچھیے کہ ان کے رسالے کا دوسرا شمارہ کب تک شائع ہو رہا ہے۔ شائع ہوا ہوتا تو میرے پاس ضرور آتا۔

غالب کے کرمفرما سید صاحب عالم مارہروی کی بدخطی کا علم آپ کو غالب کے خطوط سے ہوا ہوگا۔ میں بھی اس پر گواہ ہوں کس واسطے کہ میں نے ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ڈائری کے پانچ سات مجلدات' مشکوٰۃ شریف کی تقطیع پر دیکھے ہیں۔ دس سطریں پڑھنے پر سر چکرا گیا تھا۔ غالب نے جبھی لکھا تھا: حضرت کی تحریر کا ایک لفظ ...... اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے پھوٹیں ایمان نصیب نہ ہو"۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یکم اپریل کی شب کو جو آپ نے ٹیلی فون پر گفتگو کی تھی میرے کان بہرے ہوں' آپ کی محبت سے محروم ہو جاؤں' اگر دو فقرے بھی سننے میں آئے ہوں' ہوا کا طوفان اور آواز میں ایسی کھڑکھڑاہٹ تھی کہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ اب خط ہی لکھنا ٹھیک ہے دیر سویر ل تو جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی اہم بات کرنی ہو تو نوایجاد موبائل سے بات کرلیں ہر چند کہ اسے دوسرے بھی سنتے ہیں۔

یہ خط ۵/۴ کو لکھنا شروع کیا تھا۔ آج ۶/ ماہ رواں کو مکمل کر رہا ہوں۔ آپ کا آخری خط مورخہ ۲۶/ اپریل آج دوپہر موصول ہوا۔ اس کا بھی جواب لکھ دیا ہے۔

----(۱۳۶)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۴/۵/۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

آپ کے خطوط وغیرہ کا کئی دن سے انتظار ہے آج پیر کی ڈاک دیکھ کر پروف کے ۱۹۰ صفحات بھیج رہا ہوں تاکہ اگر آپ پسند کریں اور میری ناچیز گزارشات سے متفق ہوں تو اسی طرح پوری کتاب پر ایک نظر ڈال کر کمپوز کرائیں۔

آپ نے پروف پریس سے منگوا کر مجھے براہ راست بھجوا دیا تھا یا کسی سے پروف پڑھوا کر اور ایک بار تصحیح کرا کے دوسرا پروف مجھے بھیجا تھا۔ بہت غلطیاں تھیں ہر قسم کی غلطیاں۔ پروف بہت کچھ اصلاح چاہتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے تھک جاتا تھا۔ ہفتہ دو ہفتہ اسی میں صرف ہوا' اب بھی آپ کی

توجہ خاص کا محتاج ہے یہ پروف۔
محمد عالم صاحب سے مدد لیجیے' مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ بہت توجہ اور احتیاط سے تصحیح کرتے ہیں۔
علمی مسائل میں کہیں ضرورت پڑے یعنی بعض الفاظ یا کلمات ان مجلدات کے حل نہ ہو رہے ہیں تو علامہ شرف قادری صاحب سے مناسب سمجھیں تو مشورہ کریں۔
پہلی جلد مطبوعہ مراد آباد بہت غلط چھپی ہے' وہاں کے علماء نے بالکل توجہ نہیں کی اس کی صحت کی طرف آپ کے سامنے وہی بہت سقیم مغلوط ایڈیشن تھا اس لیے اس میں آپ کے کمپیوٹر اور پریس کے مصحح کا قصور نہیں۔
زیر نظر جلد چوتھی جلد کی ترتیب وتہذیب کی طرف خاص توجہ کیجیے اور اچھا قابل مطالعہ متن تیار کر لیجیے' پھر کمپوز کرایئے جو حصہ کمپوز ہو چکا ہے اسے اچھی طرح دیکھیے اور لوگوں سے دکھایئے۔
مجھے معلوم نہیں آپ کا اندازہ ضخامت کا کیا ہے؟ جو حصے آپ نکال سکیں اور جن کا تعلق خاص اعلیٰ حضرت کی سوانح سے ہو انہیں حذف یا کم کر سکتے ہیں۔
طبع اول پر مولوی سلمان بدایونی کا ایک تبصرہ سید الطاف علی بریلوی کے رسالے العلم میں چھپا تھا کراچی سے۔ نام شاید ''العلم'' ہی تھا۔ یاد آتا ہے کہ اس مضمون کا عکس میں نے آپ کو بھیجا تھا۔ مضمون خاص نہ تھا لیکن اگر کچھ اعتراضات خاندان وغیرہ کے بارے میں صحیح تھے تو اس نئے ایڈیشن کے موقع پر خیال رکھنا چاہیے۔
ابتدا میں کتاب میں حضرت مصنف کے بزرگوں کے حالات میں جو فٹ نوٹس ہیں وہ حذف کیے جا سکتے ہیں۔ انہیں مقدمہ کتاب میں اگر ضرورت ہوئی لیا جا سکتا ہے۔ ڈاک نکلنے کا وقت قریب ہے اب پیکٹ رجسٹری کے لیے ڈاک گھر بھیجتا ہوں۔ مولانا کو سلام کہیے ان کا نہ کوئی خط آیا نہ کوئی کتاب اب تک پہنچی۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۱۳۷)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۰/۵/۲۰۰۳ء

پیرزادہ صاحب مکرم السلام علیکم!

پروف رجسٹری سے مادرواں کو بھیج چکا ہوں۔ از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۹۰ بقیہ پروف اگلے ہفتے بھیجوں گا۔ ۲۶/اپریل کے بعد پھر آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ امید آپ اور محمد عالم صاحب بخیر ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۳۸)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۲/۵/۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

اس سال بریلی کے عرس میں آپ کے یہاں سے کوئی صاحب نہ آسکے؛ اگر کسی طویل راستے سے کوئی صاحب تشریف لائے ہوں تو یہاں سے جو صاحب گئے تھے انھیں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ وہ میرے استفسار پر بھی کچھ بتا نہ سکے۔

یہ معلوم ہوا کہ مفتی مطیع الرحمن صاحب پٹنہ سے تشریف لائے تھے لیکن کتاب ان کے ساتھ نہ تھی۔ وہ حذف واختصار کے ساتھ نہیں لیکن چاروں جلدیں ایک ساتھ شائع کرنا چاہتے ہیں اور بظاہر ان کے پاس اس کے وسائل نہیں۔

۱۴/ ماہ رواں کو ۱۶۰ کے پروف دیکھ کر بھیج چکا ہوں۔ بہت وقت خرچ ہوا خدا کرے یہ محنت رائگاں نہ جائے۔ لیکن یہ کام مکمل اور مستند اسی وقت ہوگا جب آپ اور محمد عالم صاحب توجہ کر کے ایک اور نظر ڈال لیں۔ طبع مرادآباد جس پر متن کی بنیاد آپ نے رکھی۔ مغلوط ہے وہاں کے علماء و محسنین نے معلوم ہوتا ہے تصحیح کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ کتاب مرادآباد میں چھپتی رہی اور مولانا سید ایوب علی صاحب مرحوم و مغفور کراچی میں فروکش تھے وہ کس طرح تصحیح کرتے۔ پروف اگر مرادآباد سے پٹنہ بھیج دیا جاتا تو کتاب ایسی بری نہ چھپتی۔ بہر حال آپ کے مرتب کردہ اڈیشن سے یہ کمی بہت حد تک پوری ہو جائے گی۔

کوئی دو ماہ سے مولانا محمد عالم صاحب کا کوئی خط نہیں ملا صرف بشارت سنی ہے کہ وہ خط لکھنے والے ہیں۔ مجموعہ شیرانی' پروفیسر تحسین فراقی صاحب نے ابھی نہیں بھیجا۔ ڈاکٹر جعفر بلوچ استاد اردو گورنمنٹ کالج آف سائنس' وحدت روڈ' لاہور نے اپنے نام کے دو خط رسالہ "الحمراء" لاہور میں اپنے نوٹس کے ساتھ شائع کیے ہیں۔ کیا آپ کی یا محمد عالم صاحب کی نظر سے گزرے ہیں؟ گزرے ہوتے تو آپ ضرور لکھتے۔

عرس کے موقع پر یہاں ایک اچھا مضمون اخبار "سہارا" دہلی میں چھپا ہے بھیج رہا ہوں۔

والسلام مختارالدین احمد

مکتوبات

﴿۱۳۹﴾

علی گڑھ، ۲۹/مئی ۲۰۰۳ء

پیرزادہ صاحب مکرم، السلام علیکم!

''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کے ۶۰ صفحات کے پروف ۱۲ مئی کو بھیج چکا ہوں، بقیہ صفحات کے پروف آج روانۂ خدمت ہیں۔ میں اب تک یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کتاب کے دو اڈیشن نکلے ہیں۔ ایک مرادآباد کے مکتبہ نعیمیہ سے، دوسرا کراچی سے اور اسی دوسرے اڈیشن کی عکسی کاپی آپ لوگوں نے لاہور سے شائع کی ہے۔ مکتبہ رضویہ کراچی والا اڈیشن میرے پیش نظر نہیں تھا کسی عزیز کے پاس تھا، عرصے سے میرے مطالعے میں آپ کا شائع کردہ مرکزی مجلس رضا کا عکسی اڈیشن تھا، اب کراچی والا پہلا اڈیشن میرے سامنے کل پرسوں آیا تو اپنی غلط فہمی پر مطلع ہوا۔ حافظہ بھی کیسے کیسے دھوکے دیتا ہے۔ حضرت کی ہیئت وتوقیت والی کتاب ''توضیح التوقیت'' اس تقطیع اور اسی طرح کی لیتھو کی طباعت پر مرادآباد سے چھپی تھی، میں سمجھتا رہا کہ مولانا سید ایوب علی صاحب نے ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' بھی مرادآباد ہی میں چھپوائی ہے اسی لیے میں اپنے خطوط میں مطبع مرادآباد لکھتا رہا۔ آپ پریشان ہوئے ہوں گے کہ یہ کتاب مرادآباد میں کب چھپی؟ اللہ اغلاط ومسامحات سے بچائے اور سیدھی اور صحیح راہ دکھائے۔

مرسلہ صفحات کے پروف کی رسید اور اس کے بارے میں آپ کی رائے معلوم نہ ہوسکی۔ اگر ایک پروف پڑھوا کر اور تصحیح کرا کے آپ نے بھیجے تھے تو اتنی غلطیاں کیوں رہ گئیں۔ ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ خیال ہوتا ہے کہ پروف آپ نے یا جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے نہیں بلکہ مکتبے کے کسی صاحب نے پڑھے یا اگر آپ لوگوں نے دیکھے تو صاحب مطبع تصحیح نہ کر سکے۔ اس طرح میرا وقت بہت خرچ ہوا، بہر حال آنکھوں کی تکلیف کے باوجود یہ ۱۷۲ صفحات اب تک کسی طرح پڑھ لیے۔

اب پچھلے خطوط اور پروف پر جو کچھ میں نے مشورے دیے ہیں ان کی روشنی میں اب فیصلہ کر لیں کہ کتاب کس طرح شائع کرنی ہے۔ اصل فیصلہ وہی ہوگا جو آپ کریں گے، اس لیے کہ آپ کے سامنے ساری باتیں ہیں، مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہوگا۔

اگر آپ کتاب ایک جلد میں شائع کرنا چاہتے ہیں (مجھے یہ رائے مناسب نہیں معلوم ہوتی) تو کتاب بہت ضخیم نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا چھپوانا، اس کی جلد بندی، اس کی فروخت، اسے ڈاک سے

بھیجنا، خریداروں کے لیے اس کا حصول اور قارئین کے لیے مطالعہ دشوار ہوگا۔ (میں تو اپنی پسند کی کتابیں رات کی تنہائی میں بستر پر لیٹ کر بستر کا برقی لیمپ روشن کر کے کتاب سینے پر رکھ کر پڑھتا ہوں، ''نقوش'' کے ضخیم و وزنی شمارے اس طرح پڑھتا تھا تو سینے پر بوجھ محسوس ہوتا تھا۔)

میری رائے ہے کہ کاغذ اچھا لیکن ہلکا لگایئے۔ بائبل پیپر جس پر بائبل چھپتی ہے بہت قیمتی ہوگا۔ مولوی عبدالحق کو انگریزی۔ اردو ڈکشنری کے لیے تقسیم ہند سے پہلے ایسا کاغذ مل گیا تھا لیکن اب وہ شاید ہی مل سکے اور ملے گا تو بہت گراں۔ ویسے میں نے لاہور، کراچی میں بہت کم وزن کے ہلکے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابیں دیکھی ہیں۔ ضخیم کتاب بھی بہت کم وزن کی ہوتی ہے اور ڈاک سے بھیجنے میں بہت ارزاں پڑتی ہے۔ بہرحال آپ زیادہ تردد نہ کریں جو بھی معقول کاغذ ہلکا مل جائے استعمال کیجیے۔

میں چاہتا تھا کہ کتاب کی تقطیع کچھ بڑی ہوتا کہ کتاب زیادہ ضخیم نہ معلوم ہو، لیکن موجودہ تقطیع بھی نامناسب نہیں۔ دوسرا حقیر مشورہ یہ ہے کہ صفحات کم کر دیجیے۔ جو مباحث آج کے قارئین کی دلچسپی کے نہیں انہیں پیش کرنے کا کیا فائدہ۔ اعلیٰ حضرت کی تقریریں، ان کے مکتوبات جو پہلے چھپ چکے ہیں ان سے اور ایسی تحریرات سے آپ صرف نظر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مولانا عبدالمنان صاحب کا خط اور دوسری تحریرات۔تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

یہ چیزیں اور ملک العلماء کی تحریرات ہر چند اہم ہیں لیکن ان کی اشاعت دوسرے وقت کے لیے اٹھا رکھیے، یہ چونکہ افادیت رکھتی ہیں اور آپ انہیں کمپوز بھی کرا چکے ہیں، اس لیے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی اشاعت کے بعد جب موقع ملے انہیں ''افاضات ملک العلماء'' کے نام سے چھاپ دیجیے گا۔ یہ تحریرات آپ حذف کر سکتے ہیں موجودہ کتاب سے:

a) [illegible] صفحہ ۱۷۱-۱۷۵۔ عربی نثر و نظم کی کمپوزنگ کی صحت بھی بہت مشتبہ ہے۔

b) انوار آفتاب صداقت صفحہ ۱۷۶-۱۷۹

c) نقش کی ترتیب صفحہ ۱۹۴-۱۹۶۔ یہ نقل مطابق اصل بھی نہیں، پھر اسے کون سمجھے گا اس زمانے میں۔

d) مولانا عبدالمنان کا خط صفحہ ۲۳۲-۲۳۴

e) انگریز لڑکی کا قبول اسلام صفحہ ۲۵۰۔ ملفوظات حصہ اول میں ہے۔ صفحہ ۲۵۲ ہر جگہ ملفوظات کے حوالے کی ضرورت نہیں، صرف پہلی مرتبہ حوالہ آ جانا کافی ہے، پروف صفحہ ۱-۱۲۰ میں بھی اس طرح کی تحریریں ہیں، انہیں آپ دیکھ لیجیے کہ فی الحال کیا کیا نکال سکتے ہیں۔

تمہید میں ملک العلماء کے خاندان کی تفصیلات اور بزرگوں کے حالات، حضرت ملک بہار وسید ابراہیم

کے تیے کے اشعار وغیرہ نکال سکتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے خاندانی شجرہ کی تفصیلات جنہوں نے ایڈیٹنگ میں آپ کو پریشان کیا وہ کتابت میں تو آ سکتے ہیں لیکن کمپوزنگ میں ان کی طباعت مشکل ہے۔

اب کچھ پیش نظر صفحات (۱۷۱-۱۶۱) کے متعلق عرض کرتا ہوں:

۱۔ اعلام پر نوٹس لکھنے کے بارے میں آپ نے کیا طے کیا ہے؟ اگر ابتدا میں نوٹس ہوں تو آخر کتاب تک اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ نوٹس مختصر ہوں کہ ضخامت نہ بڑھے۔

۲۔ فحوائے کلام سے اعلیٰ حضرت کا فضل و کمال اور معاصرین پر تفوق ظاہر ہو لیکن ضروری نہیں کہ دوسروں کا ذکر اہانت آمیز انداز میں ہو۔

۳۔ صفحہ ۱۶۳ ایک سطر عبارت چھوٹ گئی تھی میں نے اصل کتاب سے اضافہ کر دیا ہے، اسی طرح صفحہ ۲۰۲ دیکھیے وہاں بھی عبارت چھوٹ گئی تھی۔ صفحہ ۱۶۶ ''جامعہ حالات فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ...'' ہر جگہ اس کی کیا ضرورت ہے، ایک جگہ کے بعد صرف ''جامع حالات کہتا ہے'' کافی معلوم ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۶۸ اسی طرح ہر جگہ ''مولوی محمد حسین صاحب بریلوی ثم المیرٹھی موجد طلسمی پریس'' کا لکھنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ صفحہ ۱۷۰ کتاب سیرت میں مرکزی اہمیت اسی کی ہونی چاہیے جس پر کتاب لکھی جارہی ہے، مصنف و مولف کہیں کہیں اپنا یا معاصرین کا ذکر ممدوح کے سلسلے میں کر دے تو خیر، لیکن ان کے اعزہ کا ذکر اگر ضروری بھی ہو تو کم سے کم ہونا چاہیے۔ دو تین مقامات پر ذکر آ گیا ہے، یہ مناسب نہیں انہیں ضرور حذف کر دیجیے۔ صفحہ ۱۷۰ اور صفحہ ۱۷۱۔

یہ میرے تاثرات، میں جو عجلت میں لکھ رہا ہوں ضروری نہیں کہ آپ اور آپ کے احباب متفق ہوں، آپ خود غور و فکر کر کے اور ضرورت ہو تو خاص احباب سے مشورہ کر کے ایک لائحہ عمل تیار کر لیں، آپ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ مناسب ہوگا۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے آپ ضرور مشورہ کریں، انہیں میرا اسلام بھی کہیں۔

آج ۲۹ کی ڈاک دیکھ کر یہ رجسٹری بھیج رہا ہوں، نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ ''ارمغان شیرانی'' کا نسخہ موصول ہوا۔

براہ کرم پروفیسر تحسین فراقی اور ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے نام کے خطوط بھجوا دیں، ابھی تک احمد ندیم قاسمی صاحب کا خط پیش آیا ہے نہ مطلوبہ کتاب پہنچی ہے لیکن اس کے بارے میں اب آپ تردد نہ کریں۔ امید مزاج بخیر و عافیت ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۴۰)

علی گڑھ، ۳ رجون ۲۰۰۲ء (۹ بجے شب)

فاروقی صاحب مکرم ومحترم، السلام علیکم!

آج سہ پہر کو آپ کا ۱۹ رمئی کا خط جو معنوی اور ظاہری حسن سے آراستہ ہے موصول ہوا، ایسا صاف ستھرا خوبصورت ٹائپ کیا ہوا خط دیکھ کر آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی اور دل کو سرور حاصل ہوا۔

آپ کی مشکلات کا اندازہ ہوا، اب آپ وہ کریں جس میں آپ کو سہولت اور آسانی ہو۔ تعلیقات وحواشی اور ایڈیٹنگ کا کام واقعی مشکل اور انتہائی دشوار ہے اور یہ کام بڑا وقت اور فراغت چاہتا ہے اور فی الحال نہ اس کے لیے آپ حضرات کے پاس وقت ہے اور نہ موقع۔ کتاب بھی مختصر نہیں، خاصی ضخیم ہے۔ میں آپ کا خط دیکھ کر آپ سے اتفاق کرنے پر مجبور ہوں پچیس تیس سال کے جمود کو توڑ کر کتاب کی اشاعت کا جو اہتمام آپ نے کیا ہے وہ قابلِ صد آفرین ہے، کتاب جلد از جلد آپ شائع کر دیں یہ کام سب سے ضروری اور اہم ہے، ہاں ان گذارشات کا حتی الامکان خیال رکھیں جن کے بارے میں میں وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہا ہوں۔ جس حد تک بھی اس پر عمل ہو جائے، بعد کو جیسا کہ آپ نے لکھا ہے، ممکن ہے کوئی ایسا آدمی پیدا ہو جائے جو میرے ذوق کے مطابق اس کام کو مکمل کر دے۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں آپ کو کہ اس شخص کے لیے بھی آپ کا موجودہ کارنامہ سنگِ میل کی حیثیت رکھے گا اور وہ آپ کا شکرگزار ہوگا کہ آپ نے بنیاد فراہم کر دی ہے۔ جزاک اللہ خیرا۔

آپ کا دلچسپ خط پڑھ کر خیال ہوا کہ اپنے تاثرات آپ تک جلد از جلد پہنچا دوں کہ آپ اطمینان اور دل جمی سے کام جاری رکھیں۔ اس خیال سے کہ اب ۹ بجنے والے ہیں آپ مکتبہ سے گھر تشریف لے آئے ہوں گے میں نے آپ کے یہاں فون کیا، ایک بچی نے فون اٹھایا۔ میں آپ کا نام لے کر کہتا رہا کہ پیرزادہ صاحب سے بات کرنی ہے، کوئی جواب نہیں ملا، نہ کوئی بڑا آدمی فون پر آیا، میں منتظر رہا کہ اطلاع ملنے پر آپ فون پر آئیں گے، جب دو منٹ ہو گئے اور آپ کی طرف سے خاموشی رہی تو میں نے رسیور رکھ دیا۔ اس سے پہلے تین بار آپ کے موبائل فون پر آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن رابطہ قائم نہ ہو سکا، شاید آپ نے موبائل بند کر رکھا ہو۔ دوسری تیسری کوشش پر آپریٹر نے کہا شاید موبائل خراب ہے۔ اب مجبوراً یہ خط لکھنے بیٹھ گیا ہوں، رابطہ قائم نہ ہونے میں بھی کچھ مشیت کی مصلحت ہوگی۔

احمد ندیم قاسمی صاحب کا خط آ گیا تھا وہ ''دیوانِ عمید'' کے دو نسخے بھیج رہے ہیں۔ آج کی ڈاک سے ''جہانِ رضا''، ''روضات'' اور ''ارمغانِ شیراز'' کے نسخے ملے۔ شکریہ! پارسل کے ریپر پر یہ

اطلاع لکھی ہوئی ملی کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کے پروف (صفحہ ۱-۱۹۲) آپ کو موصول ہو گئے۔ پروف کا دوسرا اور آخری حصہ ۳۰ مئی کو بھیج دیا ہے، اب وہ بھی مل گیا ہوگا۔ گزارشات کے بارے میں اپنے تاثرات سے آگاہ فرمائیں۔

آپ دونوں اصحاب کے پروف پڑھنے کے بعد بھی اتنی غلطیاں کیوں رہ گئیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی۔ نئے حالات کے پیش نظر یہی کہہ سکتا ہوں کہ بعض عبارتیں حذف کر دیں، الفاظ بدلنا اور لب و لہجہ نرم کرنا موزوں نہ سمجھیں تو نہ کریں کہ کتاب تو آخر چھپ کر مشتہر ہو چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی سوانح حیات اور ان کے کارناموں کے لیے یہ کتاب کس قدر مفید اور اہم ہے اس کا اندازہ امریکی اسکالر اوشا سانیال کی کتاب Ahmed RIza Khan and his movement 1870-1920 مطبوعہ اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۹۶ء سے ہوا جو پاکستان اور ہندوستان میں پروفیسر مسعود احمد مجددی اور حکیم محمد موسیٰ مرحوم سے ملیں اور بریلی علی گڑھ وغیرہ کے لوگوں سے معلومات حاصل کیں، مصنفہ نے کثرت سے ملک العلماء کی کتاب کے حوالے دیے ہیں اپنی کتاب میں کوئی ۲۱ مقامات پر ان کا حوالہ دیا ہے۔ اگر آپ نے یہ کتاب نہ دیکھی ہو تو پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے منگوا کر دیکھیے، سانیال کی یہ کتاب تو اردو میں ترجمہ کرنے کے لائق ہے۔

مرسلہ پروف کے دوسرے حصے میں "شرح چغمینی" کا دو تین جگہ ذکر آیا ہے، ہر جگہ چغمینی (ی کے ساتھ) کمپوز ہوا ہے اسے درست کر دیجیے گا۔

کیا ایسے عالم یا مصحح لاہور میں نہیں ہیں جو ایک بار تصحیح کر دیں پھر آپ حضرات اسے دیکھیں۔

بہر حال اب تیسرا اور چوتھا حصہ اگر پروف کی شکل میں آپ بھیجیں گے تو سارے کام ملتوی کر کے اسے دیکھوں گا اور کوشش کروں گا کہ طباعت کی غلطیاں نہ رہ جائیں۔

میرے بھیجے ہوئے پروف کی روشنی میں مطلع فرمائیں مطبعی اغلاط کے علاوہ اور کن امور پر توجہ رکھوں؟

آپ کے خیال میں صفحات کا اندازہ کیا ہے کتنے صفحات میں یہ تینوں جلدیں آئیں گی۔

محذوفات کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے؟

حواشی و تعلیقات سے اگر آپ صرف نظر کر رہے ہیں تو ابتدائی اوراق پر جو آپ کے لکھے ہوئے بعض صفحات پر نوٹس ہیں وہ رہیں گے یا نہیں؟

مختصر طور پر سہی ان امور کے بارے میں ضرور تحریر فرمائیں، آپ کا خط اسی طرح لمبا سا تحریر میں آئے تو کیا کہنا، لیکن ایسا نہ ہو نا پوسٹ کے انتظار میں آپ خط ہی نہ لکھیں یا لکھیں تو تاخیر سے لکھیں۔

میں نے آپ پہ پیڑ سے کہا تھا دس بجے ایک بار پھر فون ملا کر میرا رابطہ تو تم کرا دو، اگر اس نے کوشش کی تو اسے کامیابی نہیں ہوئی، میں نے تاکید کی تھی کہ دس بجے شب کے بعد مولانا کو فون نہ کرنا یہ ان کے آرام کا وقت ہے۔ اب دس بج گئے ہیں خط ختم کرتا ہوں اور ''ارمغان شیرانی'' اور آپ کے مرسلہ رسالوں کا مطالعہ شروع کرتا ہوں۔

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
پھر آج کی رات سو چکے ہم

والسلام مع الاکرام اور خدا حافظ اور شب بخیر۔

مختار الدین احمد

﴿۱۳۱﴾

علی گڑھ، ۲۰؍جون ۲۰۰۲ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم دامت برکاتکم السلام علیکم!

مودت نامہ مورخہ ۱۳؍جون ابھی سہ پہر کو ملا۔ کمپیوٹر سے ایسا صاف ستھرا کمپوز کرایا ہوا خط آپ نے بھیجا ہے کہ آنکھیں روشن ہوئیں اور دل مسرور ہوا۔ خطرہ یہ ہے کہ اس اہتمام میں آپ کے خطوط دیر سے نہ آنے لگیں۔

تصحیح پروفوں کی تو بہت ضروری ہے اس لیے میں نے توجہ سے پڑھے تھے۔ غلطیاں تو کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتی ہیں پھر بھی کوشش تو کرنی ہی چاہیے کہ کتاب حتی الامکان صحیح چھپے۔ میں تیسری اور چوتھی جلدوں کے پروف پر بھی ایک نظر ڈالنے کو تیار ہوں۔ اس لیے کہ کچھ نہ کچھ امور رہ جاتے ہیں اور اغلاط پر نگاہ نہیں پڑتی ہاں پروف کے آنے جانے میں کچھ دن ضرور لگ جاتے ہیں۔ آپ لوگ میری زحمت کا خیال نہ فرمائیں، ضرورت سمجھیں تو پروف بھیج دیں، میں جلد سے جلد پڑھ کر واپس کر دوں گا، لیکن اگر آپ حضرات تصحیح کی طرف سے مطمئن ہوں یا جلد سے جلد بازار میں لانا چاہتے ہوں تو وہ کریں جو مناسب ہو۔

جو حصے یا جو عبارتیں چھوڑنی چاہیں حذف کر دیجیے، جو رکھنا چاہیں رکھیے، اس معاملے میں ساری باتوں کا دارو مدار آپ کی رائے پر ہے، یہ آپ نے صحیح تحریر فرمایا ہے کہ بعض معلومات کی تاریخی اہمیت ہے اور انھیں جس حد تک ممکن ہو چھاپ کر محفوظ کر دینا چاہیے۔

اعلام کا کام دوسرے اڈیشنوں میں ہوتا رہے گا، یکسانیت کے لیے ابتدائی صفحات پر جو نوٹس آپ نے کمپوز کرائے تھے وہ نکال دیے ہوں گے۔

دو طرح کے کاغذوں پر چھپوانے کا خیال بڑا مناسب ہے، بائبل پیپر کا ذکر میں نے مسئلے کی وضاحت کے لیے کیا تھا جانتا ہوں وہ بہت قیمتی ہوتا ہے۔ آپ پانچ سات سو نسخے اپنے رسالے کے کاغذ پر چھاپ سکتے ہیں۔ دو کتابیں جو آپ نے ازراہِ کرم بھیجی ہیں ان میں "تاجدارِ بریلی" کا کاغذ ہلکا ہے سستا بھی ہوگا، یہ کیا برا ہے؟

آپ نے اپنے یہاں کی بعض مطبوعات کے کاغذ کی قیمت -/1000 روپے رم بتایا ہے، یہ سن کر ہوش اڑ گئے، میں نے اپنی ادارت میں 1949ء میں "علی گڑھ میگزین" کا "غالب نمبر" دو قسم کے کاغذوں پر چھپوایا تھا، اس زمانے میں یونیورسٹی، طلباء سے شاید پانچ آنے ماہانہ میگزین فنڈ کا لیتی تھی، اس سے ڈھائی آنہ ماہانہ اردو میگزین کو ملتا تھا اور ڈھائی آنہ (یعنی پرانے دس پیسے) انگریزی میگزین کو ملتے تھے۔ انگریزوں کے زمانے میں پیسے میں برکت ہوتی تھی، برکت کا سلسلہ 1949ء-1950ء میں بھی جاری تھا۔ اردو انگریزی کے خاص ضخامت کے دو اور کبھی اس سے زائد شمارے چھپ جاتے تھے۔ ذکر کاغذ کا ہو رہا تھا کہ آپ کے یہاں بعض ادبی کتابیں ایک ہزار روپے رم کے کاغذ پر چھپ رہی ہیں۔ میں نے خود بازار جا کر دو قسم کے کاغذ خریدے تھے۔ دو ڈھائی سو نسخے چکنے سفید کاغذ پر چھپوائے تھے۔ قیمت -/11 روپے فی رم، چودہ سو نسخے طلبا میں تقسیم کرنے کے لیے سویڈن کے بنے ہوئے ہلکے کاغذ پر چھپوائے تھے اس کی قیمت 6 روپے فی رم ادا کی تھی۔ "غالب نمبر" اب دوا کو بھی نہیں ملتا، یہ شمارہ پچاس سال پہلے چھپا تھا، ممکن ہے مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو کہیں سے مل گیا ہو یا کہیں انہوں نے دیکھا ہو۔ لاہور متعدد نسخے میں نے پروفیسر حمید احمد خاں، حامد علی خاں، مولانا غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک، شیخ محمد اکرام، ڈاکٹر وحید قریشی وغیرہ کو بھیجے تھے۔

چند دن ہوئے ایک شاگرد غلام یحییٰ انجم (جنہوں نے میری نگرانی میں المقریزی کی نایاب تصنیف "کتاب المقفی الکبیر" عربی کی ایک جلد ایڈٹ کر کے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے) ملنے آئے تھے۔ میں نے پوچھا عرس اعلیٰ حضرت میں بریلی شریف آپ حاضر ہوئے تھے؟ جواب انہوں نے اثبات میں دیا، میں نے پوچھا مفتی مطیع الرحمن صاحب (پٹنہ) سے ملاقات ہوئی تھی، "حیاتِ اعلیٰ حضرت" کتاب فروشوں کے یہاں فروخت ہو رہی تھی؟ بولے نہیں۔ ہاں مفتی صاحب موجود تھے لیکن میں ان سے مل نہ سکا۔ انہوں نے کہا لیکن کتاب اب دہلی میں چھپ رہی ہے شاید مہینے ڈیڑھ مہینے میں یا اس سے کم مدت میں بازار میں آ جائے۔ ان کی اطلاع کے مطابق مفتی صاحب نے کتاب مولانا محمد سعید نوری (بمبئی) کے حوالے کر دی ہے، موخر الذکر نے بمبئی میں اپنی نگرانی میں چھپوانے کی جگہ دہلی میں ٹیا محل کے ایک ناشر اور کتاب فروش "کتب خانہ امجدیہ" جامع مسجد دہلی کے ذمے اس کی طباعت کا

کام سپرد کر دیا ہے۔ انجم نے پوری کتاب کے کمپیوٹر پر ٹائپ کیے ہوئے تصحیح شدہ اوراق اس ادارے میں دیکھے ہیں، بحمد اللہ پچیس تیس سال کے بعد ایک منزل تو ختم ہوئی۔ اگر واقعی مولانا نوری صاحب اشاعت کے ذمہ دار ہیں تو اب طباعت میں تاخیر نہیں ہوگی۔ وہ صاحب ذوق اور صاحب حیثیت ہیں۔ ان کا معمولی تعاون کافی ہے۔

وحید قریشی اور تحسین فراقی صاحبان کو خطوط ضرور مل گئے ہوں گے، وحید صاحب علیل ہیں اور تحسین صاحب کو تا قلم ہیں ہاں احمد ندیم قاسمی صاحب کا خط آ گیا تھا کہ ''دیوان عمید ٹونکی'' کے دو نسخے بھیج رہا ہوں اور یہ کہ قیمت بھجوانے کا تکلف نہ کریں یہ آپ کی نذر ہیں، ہاں ڈاک کی بد نظمیوں سے ڈر لگتا ہے کہ کتابیں آپ تک پہنچ سکیں گی یا نہیں؟ کتاب اب تک نہیں آئی آج کی ڈاک میں بھی نہیں۔ آپ نے دو کتابوں کے ساتھ دو اخبارات بھی بھیجے ہیں ان میں سے ایک سے اطلاع ملی کہ قاسمی صاحب آج کل علیل ہیں، تاخیر کی یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ انہوں نے تکلف سے کام لیا اگر وہ دیوان مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے حوالے اس وقت کر دیتے تو آپ کب کے بھیج چکے ہوتے اور کتاب بھی کب کی مل چکی ہوتی۔ آج میں نے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے پوچھا کہ احمد ندیم قاسمی صاحب نے شاید کتاب اس کے مرتب پروفیسر نذیر احمد کو بھیج دی ہو۔ جواب نفی میں تھا۔ اللہ قاسمی صاحب کو شفا دے کہ وہ جلد دفتر جا سکیں اور کتاب بھیج سکیں۔

تحسین فراقی اور محمد راشد شیخ کے نام خطوط بھیج رہا ہوں پڑھ کر پوسٹ کر دیجیے گا۔ ''بازیافت'' کا دوسرا شمارہ چھپے گا تو اس کی اطلاع آپ کو پہلے ہو سکے گی اس کے مندرجات سے آگاہی بخشیں گے، یہی درخواست ڈاکٹر سید عبداللہ والے مطبوعہ مقالات کے لیے ہے۔ اگر وقت ملا تو ایک خط جعفر بلوچ صاحب کے نام بھی لکھوں گا۔

آج ہمارے یہاں محفل میلاد شریف منعقد ہو رہی ہے پورا گھر خواتین سے بھرا ہوا ہے، میں باہر کے لان میں مہاجر بنا بیٹھا ہوا آپ کو خط لکھ رہا ہوں، مغرب کا وقت قریب ہے۔ لیجیے ویمنز کالج کی لڑکیاں اب صلوٰۃ و سلام پڑھ رہی ہیں یا نبی سلام علیک اب محفل برخاست ہونے والی ہے، کچھ نمکین کچھ میٹھی چیزیں مہمانوں کو پیش کی جائیں گی اور ٹھنڈے مشروبات اور پھر چائے کا دور شروع ہونے والا ہوگا۔ پچھلے ربیع الاول شریف میں ایک تیز و طرار استانی سے میزبانوں نے پوچھا کہ آپ شربت لیں گی یا آپ کو چائے/کافی پیش کی جائے؟ بولیں: یہ کیا سوال ہے، میں پہلے شربت پیوں گی پھر کچھ کھاؤں گی، پھر اطمینان سے چائے پیوں گی۔

لیجیے ایک صاحبزادی ایک تشت میں میرے لیے ماکولات و مشروبات لے کر آ رہی ہیں۔ کاش

آپ اور مولانا یہاں ہوتے اور میں اس وقت آپ کے ساتھ چائے پیتا۔ بہر حال یار زندہ صحبت باقی۔

آپ طویل خط پڑھ کر گھبرا تو نہیں رہے ہیں؟ ''اقرا'' کے شماروں کا انتظار رہے گا۔ پروفیسر تحسین فراقی کے نام ایک خط لکھ چکا ہوں۔ اس کا جواب ابھی نہیں آیا ہے۔ ہاں ایک خط جعفر بلوچ صاحب کے نام بھیج رہا ہوں، بھجوا دیجیے یا پوسٹ کرا دیجیے۔ خیر طلب مختارالدین احمد

﴿۱۳۲﴾

علی گڑھ، ۱۸؍ جولائی ۲۰۰۲ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم، السلام علیکم!

سارے کام چھوڑ کر دو دن میں ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کے پروف پڑھ ڈالے۔ آج روانہ کر رہا ہوں۔ دو بار پروف دیکھے۔ اب بھی غلطیاں ہوں گی۔ بہت توجہ سے پروف خود دیکھ کر یا کسی مستعد آدمی سے پڑھوا کر تصحیح کے لیے پریس کو دیجیے۔ اور پھر اس پروف کو پڑھ کر تصحیح کرا کے پرنٹ آرڈر دیں تو توقع ہے کہ کتاب غلطیوں سے بہت حد تک پاک چھپے گی۔

کچھ مقامات مشتبہ ہیں انھیں دیکھ لیجیے۔ کچھ گزارشات ہیں ان پر توجہ فرما کر یہ اوراق پریس کے حوالے کیجیے۔

آپ کا بہت اچھا خط ملا، بیگم صاحب کو بھی سنایا اور بچیوں کو بھی۔ بہت بہت خوش ہوئیں، آپ کی خدمت میں ان کا سلام پہنچے۔ لغت کی کتاب بیگم صاحب کے حوالے کر دی شکریہ ادا کرتی ہیں اور آپ کے لیے دعا گو ہیں۔ کتابچے کے چار پانچ نسخے ملے تھے تقسیم کرا دوں گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام!

مختارالدین احمد

اس وقت کتاب پر کوئی تمہید لکھنے کا بالکل موقع نہیں ہے۔

حیاتِ ملک العلماء کی تمہید جو سوانح پر مشتمل ہے شامل کر لیجیے۔ موزن الاوقات والی تحریر زیادہ موزوں ہوگی۔ کہیں کہیں معمولی اضافہ کروں گا۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت کے ان دو حصوں کی دریافت یا بازیافت کے بارے میں ایک دو پیراگراف آپ کی طرف سے یعنی ناشر کی طرف سے زیادہ موزوں ہوگا۔ اور ضرورت تو اس کی بھی نہیں۔ غور کر کے فیصلہ کیجیے اور مجھے مطلع کیجیے۔

علی گڑھ، ۲۸ر جولائی ۲۰۰۲ء، دوشنبہ، ۱۱ بجے شب

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم، السلام علیکم!

۲۱ر جولائی کا مرسلہ پارسل اور گرامی نامہ آج شام کو ۵ بجے عصر کے بعد موصول ہوا۔ میں نے جو رجسٹری ۱۹ر جولائی کو آپ کی خدمت میں روانہ کی ہے وہ آپ کو اب مل گئی ہوگی۔ اس میں ۴۰ صفحات تک کے تصحیح شدہ پروف ہیں، خطوط ہیں آپ کے نام اور احمد ندیم قاسمی صاحب، پروفیسر جعفر بلوچ اور رفیق احمد خاں صاحبان کے نام، "بازیافت" رسالہ اور دوسری چیزیں مل گئی تھیں۔ شکریہ!

اوراق گمشدہ کا حال معلوم ہوا۔ مسودات ہمیشہ پریس کو اس وقت دیں جب ایک عکسی نقل اس کی تیار کرا کے اپنے پاس رکھ لیں۔ یہ کمپوز کرنے والے صاحب تو بہت غیر ذمہ دار نکلے۔ صلی دو صفحے نہیں پورے ۱۳۳ اوراق یعنی ۲۶۶ صفحات غائب کیسے کر دیے۔ بہر حال شام کو دو صاحبان آ گئے، مغرب بعد گاڑی نکلوائی اور شمشاد مارکیٹ کے ایک بہت اچھے فرم پر گیا اور قلمی کتاب کا معاملہ تھا اس لیے خود دکان کی بالائی منزل پر سیڑھیاں چڑھ کر پہنچا (جس میں اب کچھ تکلف ہونے لگا ہے) اور آمنے سامنے سارے صفحات کے عکس بنوائے۔ کچھ صفحے ادھر ادھر ہو گئے تھے انہیں درست کرتا رہا اور صفحات اپنی جگہ پر رکھتا رہا کہ آپ کو ترتیب میں زحمت نہ ہو مقابلے پر ایک ورق کم نکلا، یعنی عکس بنانے والا ایک ورق کا عکس بنانا بھول گیا، اسے کل ۱۰ بجے دن کو اپنے محلے کے لوکل بازار میں بنوا کر ان شاء اللہ کل ہی ڈاک سے روانہ کر دوں گا کہ طباعت کے کام میں تاخیر نہ ہو۔

"جہان رضا" (جولائی) کے کچھ نسخے اور ایک کتاب ملی۔ شکریہ! آپ نے خوب کیا کہ سفر جبلپور کی روداد چھاپ دی، اب دوبارہ پڑھی تو دلچسپ معلوم ہوئی۔ حضرت کا نام گرامی ظفرالدین احمد نہیں محمد ظفرالدین ہے نام کے بعد وہ ہمیشہ قادری رضوی لکھتے ہیں، آپ نے کچھ اور لکھ دیا۔ میں نے پہلے بھی آپ کو لکھا تھا، کہیں کتاب پر بھی اسی طرح نام نہ چھپ جائے سرورق پر، اور جب بھی ان کے مضامین آپ چھاپیں تو نام "ملک العلماء فاضل بہار مولانا محمد ظفرالدین قادری رضوی" تحریر فرمائیں۔ فاضل بہار بعض مقامات پر حذف کر سکتے ہیں اور "برکاتی" کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ میری رائے ہے کہ کتاب کے جو حصے آپ حذف کریں، وہ سب کے سب نہیں تو انتخاب کر کے کچھ اس طرح "جہان رضا" میں شائع کرتے رہیں۔ جب تک کتاب مکمل نہ چھپ جائے ایک دو ٹکڑے اصل کتاب کے اس طرح چھاپتے رہیے جس طرح آپ نے تازہ شمارے میں سفر جبلپور کی سرگزشت چھاپی ہے۔

مولانا ضیاء الاسلام کا خط پڑھ لیا۔ ایک طرف ایسے لوگ ہیں، دوسری طرف مفتیان کرام ہیں جو

پتہ نہیں بتاتے کیا کر رہے ہیں۔ دہلی میں جہاں کتاب چھپ رہی ہے وہیں پر سنیوں رضویوں کے تین چار ادارے پاس پاس ہیں ان سبھوں کو صورت حال سے واقفیت ہے، لیکن کوئی کچھ نہیں لکھتا۔ جن صاحب کا آپ نے مضمون صفحہ ۱۸ پر چھاپا ہے ان کا دفتر بھی وہیں پر ہے حیرت ہے کہ انھوں نے آپ کو مضمون بھیجا اور اس معاملے کی آپ کو اطلاع نہیں دی۔ بمبئی کے وہ صاحب شاید ہی کچھ کر سکیں جلد دوم کے عکس کے لیے ان کو لکھ کر دیکھیے۔

ہمارے یہاں بھی لوگوں کو "علامہ" لکھنے کا بڑا رواج ہے، اکثر اصحاب اپنے کو علامہ لکھوانا پسند کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ایک نوجوان ہیں۔ آپ کے رسالے میں کئی مضمونوں میں ان کے نام کے ساتھ "علامہ" لگا ہوا دیکھا۔ یہ یہاں پریشان حال ہیں آشفتہ مزاج ہیں۔ میں نے انہیں سمجھایا صاحبزادو والا تبار ابھی سے تم علامہ بن گئے تو آگے تمہاری ساری علمی ترقیاں مسدود ہو جائیں گی۔ میری عمر ۸۰ کو پہنچی ہے اور میں اب بھی اپنے کو طالب علم سمجھتا ہوں اور طالب علم ہوں۔ ان میں صلاحیت بھی ہے اور شوق بھی ہے یہ اچھی بات ہے لیکن ابھی خام ہیں، پختہ ہو جائیں گے تو اچھے مصنف ثابت ہوں گے۔

فاروقی صاحب، دو تین سال ہوئے اسلام آباد سے ایک پروفیسر صاحب کا جن سے میں واقف نہ تھا نہ ان سے نہ ان کے کام سے۔ ان کا خط آیا۔ میں نے قریب ہی ایک ہوٹل میں ان کے قیام کا انتظام کر دیا دو چار اصحاب علم سے ملانے انہیں لے گیا۔ ایک رات انہیں کھانے پر مدعو کیا، دہلی جانے لگے تو اپنے ایک شاگرد کو گاڑی لے کر ہوٹل بھیجا کہ انہیں اسٹیشن تک پہنچا آؤ۔ نام پتا لکھا کر تاکید کر دی۔ تین سال ہو گئے آج تک دو سطر کا خط بھی نہیں لکھا۔ (پروفیسر محمد مجیب اللہ صاحب)

صفحہ ۲۰ اہل سنت اور ملکی سیاست والے مضمون پر تحریر کرنے والے کا نام کیوں درج نہیں کیا۔ حضرت استاذی مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس کا مضمون ہے۔ اور لطف یہ کہ فہرست مضامین میں سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں۔

ایک بزرگ لاہور میں صحیح البخاری جلد امرتب کر رہے تھے اور دوسرے صاحب مطبوعہ حصوں کا اردو ترجمہ اب یہ دونوں کام کس منزل میں ہیں؟

"مشائخ نقشبندیہ" خود آپ آسانی سے بھیج سکیں تو بھیجیں۔

حیات اعلیٰ حضرت کی تیسری جلد کا پروف بھیج دیجیے۔ میں حتی الامکان بہت جلد دیکھ کر واپس کر دوں گا۔ جلد چہارم کا جو پروف بھیجا اس سے پہلے جو جلد اول کے پروف بھیجے ہیں ان میں جو مشورے دیے ہیں کچھ معلوم نہیں ہوا کہ آپ کہاں تک متفق ہوئے۔

آپ کے خطوط جواب آ رہے ہیں وہ ایسے صاف اور روشن اور خوبصورت ٹائپ کیے ہوئے ہیں کہ کئی بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ لیکن موجودہ خط (۲۱/۷) جس سنہرے دبیز کاغذ پر ٹائپ کیا گیا ہے وہ بالکل ٹھیک نہیں۔ نہ سنہرے کاغذ کی ضرورت ہے اور نہ اس کا بہت دبیز ہونا ضروری ہے۔ کسی اچھے کاغذ پر ٹائپ کرانا کافی ہوگا۔ اس کے فائل میں رکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ خط پارسل میں بہت چوڑا ہو گیا ہے۔

میرا ٹیلیفون ایک ماہ سے خراب ہے خط اگر آپ جلد جلد لکھیں تو حالات کتاب کی طباعت کے معلوم ہوتے رہیں۔ یہاں عام طور پر معمولی ڈاک سے خط ایک ہفتے میں پہنچ جاتا ہے۔ والسلام!

مختارالدین احمد

-----(۱۴۴)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۴/۸/۲۰۰۳ء (پنج شنبہ)

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم — آداب و تسلیمات!

ابھی میں ایک خط مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو لکھ کر فارغ ہوا ہوں۔ بقول تختے مضمون واحد ہے اسے ملاحظہ فرما لیجیے۔ اہم بات دوبارہ لکھ دیتا ہوں۔

مرسلہ ۱۲۰ صفحات کے پروف پڑھ کر ۱۹/ جولائی کو رجسٹری سے بھیجا ہے اور پھر جب آپ کا خط اصل مسودے کی گم شدگی کا آیا تو جلد چہارم کے صفحہ ۱۱۱ سے آخر کتاب تک کے اوراق کی عکسی نقل تیار کر کے دوسرے ہی دن ۲۰/ جولائی کو روانہ کر دیا۔ نہ پہلی رجسٹری پہنچنے کی اطلاع مجھے ملی نہ دوسرے رجسٹری شدہ پیکٹ کی۔ ابھی ڈاک نہیں آئی ہے خدا کرے آج آپ کا خط آ جائے اور تردد دور ہو۔

کتاب پر مقدمہ تو آپ کا ہونا چاہیے اور ان شاء اللہ آپ ہی لکھیں گے۔ اس لیے کہ آپ اس کتاب کے مرتب، ناشر سب کچھ ہیں اور آپ ہی کی توجہ سے یہ کتاب آپ کے یہاں شائع ہو رہی ہے۔ ہاں حیات مصنف کے عنوان سے جو تحریر آپ چھاپنی چاہتے ہیں یہ بہت مناسب ہے اور میں تعمیل حکم کے لیے تیار ہوں۔ حیات و تصانیف پر جو کتابچہ آپ نے لاہور سے چھپوایا تھا اسے شریک اشاعت کر لیجیے میں ایک نظر ڈال کر کچھ ترمیم و اضافہ کر دوں گا۔

تمہید آپ کے قلم سے ہوگی جس میں عرض حال ہوگا۔ مندرجات کیا ہوں گے اس کا فیصلہ آپ اور آپ کے لاہور کراچی کے مخلصین کریں گے۔ کتاب ضخیم ہوگی اس لیے مختصر تمہید سے کام چل جائے گا۔ آپ کے اور مولانا کے کرنے کا کام تو یہ تھا کہ کتاب پر آپ لوگوں کے حواشی ہوتے جو آخر کتاب میں درج ہوتے لیکن اس کی زحمتوں سے میں واقف ہوں اس لیے اصرار نہیں کرتا۔ پھر اس میں تاخیر ہوگی اور یہ مناسب نہیں۔

بمبئی اور دہلی جو آپ نے خطوط لکھے ہیں ان کا جواب اگر آیا تو کیا آیا۔ مجھے بہت شبہ ہے کہ مفقود جلد کا عکس آپ کو جلد ملے۔ ہاں یہاں کتاب چھپ جائے اور آپ کو جلد مل جائے تو آپ اپنا اڈیشن مکمل کر سکتے ہیں۔

یہ لیٹر ہیڈ جس پر آپ کو خط لکھ رہا ہوں کئی برس پہلے آپ ہی نے چھپوا کر بھیجے تھے۔ لیکن زیادہ استعمال میں نہ آئے۔ اس کی تقطیع بڑی تھی اور پھر اس کا کاغذ بہت ہلکا ہے اور چھپائی کی روشنائی کچھ پھیکی ہے۔ اسے دفتری سے کٹوا کر تقطیع میں نے ٹھیک کر لی اور کاغذ اور طباعت سے میں نے سمجھوتہ کر لیا اور اب اسے کام میں لا رہا ہوں۔ اس کے مندرجات مجھے پسند ہیں اب اگر کبھی چھپوانے کا موقع ملے تو تقطیع مختصر کر دیجیے کاغذ کچھ بہتر کر دیجیے اور روشنائی گہری کہ طباعت واضح ہو۔

کتاب حیات اعلیٰ حضرت کے کچھ محذوفات آپ مناسب سمجھیں تو ''جہانِ رضا'' میں شائع کرتے رہیں۔

جس اچھے اور دبیز کاغذ پر آپ اپنے خطوط کمپیوٹر سے ٹائپ کرا کے بھیجتے ہیں وہ ٹھیک ہے ہاں آپ کا پچھلا خط اُلٹی طرف کمپیوٹر نے ٹائپ کر دیا تھا اسی کی طرف میں نے پچھلے خط میں اشارہ کیا تھا۔

مرسلہ پوسٹ کارڈ ۴۸ کی تعداد میں بچ گئے ہیں لیکن اس پر ٹکٹ صرف ۲۰ پیسے کے لگے ہوئے ہیں آج کل غالباً پوسٹ کارڈ آپ کے یہاں ایک روپے کا آتا ہے اگر آپ پچیس پیسوں کے ۴۸ ٹکٹ بھیج دیں تو یہ کام میں آ جائیں۔ ورنہ آپ کو اور دوسرے احباب کو زحمت ہوگی کہ جب بھی میں پوسٹ کارڈ بھیجوں تو آپ ڈاک گھر سے تیس پیسوں کا ٹکٹ منگوائیں کارڈ پر چسپاں کریں پھر اسے پوسٹ کریں۔ آپ فرمائیں گے کہ پوسٹ کارڈ لکھنا کیا ضرور ہے کاغذ پر خط لکھیے ہم لوگ لفافہ میں ڈال کر پوسٹ کر دیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ مختصر خط اگر چند سطروں کا لکھنا ہو تو آپ یا ہمارے دوسرے احباب اس پر -/5 روپے کیوں خرچ کریں!

یہ خط لکھ کر رکھ دیتا ہوں آج کی ڈاک تو نکل گئی اب یہ خط کل روانہ ہوگا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۲۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۴/اگست/۲۰۰۳ء

مکرم و محترم جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

آپ کو یاد کر رہا تھا اور آپ کے خط کے انتظار میں تھا کہ دس پندرہ منٹ پہلے ڈاک آئی

سب سے پہلے آپ کا مرسلہ پیکٹ کھولا' کتابچے دیکھے بچیوں کے حوالے کیے کہ پڑھ کر لطف اندوز ہوں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ انجمن انوار القادریہ کا کتابچہ بھی دیکھا کیا خوبصورت لکھائی چھپائی ہے۔ متنبی کا مصراع الفضل ما شہدت بہ الاعداء استعمال کرنے کا خوب موقع ہاتھ آیا۔

کتاب "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ" سرسری طور پر ابھی دیکھ گیا' اطمینان سے رات کو پڑھوں گا کہ مطالعے کا صحیح لطف اسی وقت آتا ہے جب دنیا سو رہی ہو اور آپ پرسکون فضا میں محو مطالعہ ہوں۔ آپ کی ترتیب وتہذیب کے ساتھ کتاب خوبصورت چھپی ہے۔ یہ قادری رضوی کتب خانہ کس کا ہے' سربراہ اس کے تو آپ ہی معلوم ہوتے ہیں۔

ابھی قلم روک کر آپ کا خوبصورت خط (مورخہ ۷/ اگست) دوبارہ پڑھا۔ آپ کا خیال تھا کہ یہ طویل خط پڑھ کر میں تھک جاؤں گا۔ سچ بات یہ ہے کہ صبح سے دوپہر تک لکھ پڑھ کر تھک گیا تھا آپ کے گرامی نامہ کے مطالعے کے بعد ساری تھکاوٹ دور ہوگئی اور تازہ دم ہو کر آپ کو فوراً خط لکھنے بیٹھ گیا۔

خوشی ہوئی کہ پروف اور مسودے کا مطلوبہ عکس آپ کو مل گیا۔ جلد چہارم صفحہ ۱۱۱ تا آخر کتاب کے پروف فوراً بھیجئے ایک بار تصحیح کے بعد۔ اسی طرح دوسری مجلدات کا بھی۔ میں سارے کام چھوڑ کر یہ کام کرنے کو آمادہ ہوں کہ کتاب زیادہ سے زیادہ صحیح چھپے اور غلطیاں کم سے کم ہوں۔

آپ کو مطلوبہ جلد کے متعلق بمبئی سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مجھے جلد جواب پانے یا مطلوبہ حصے کی وصول یابی کی بوجوہ توقع نہیں تھی۔ اب آپ انہیں تاکیدی خط لکھیں تو ممکن ہے مفقود حصہ آپ کو مل جائے۔

ہمارے سنی حضرات بھی خوب ہیں۔ میں نے مولانا عبدالمبین چریاکوٹی اور ڈاکٹر عزیزی کو خطوط لکھ کر پوچھا کہ کتاب کے چھپنے میں اب کیوں تاخیر ہو رہی ہے؟ اطلاع دیجیے۔ یہ کہ دوسری جلد بھی چھپ رہی ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا تھا یہ دونوں حضرات مہینوں پٹنہ جا کر مفتی صاحب کے یہاں رہے تھے اور مسودے کی پریس کاپی ان بزرگوں نے ان کی طرف سے تیار کی تھی اور دونوں نے پروفوں کی تصحیح بھی کی تھی۔ اس لیے وہ طباعت کی پیش رفت سے بھی ضرور واقف ہوں گے اور صحیح اطلاع دے سکیں گے کہ دوسری جلد مشتمل تالیفات وتصانیف مفتی اول سے مفتی دوم کو مل گئی ہے یا نہیں۔ انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ ایک بار چاروں جلدیں انہوں نے دے دی تھیں لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد دوسری جلد کسی کام سے لی پھر واپس نہیں کی۔ میرا خیال تھا کہ فی الحال تین ہی

جلدیں چھپ رہی ہیں۔ چڑیا کوٹ اور بریلی کے ان حضرات نے میرے خط کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ مجھے غلط بات نہیں لکھ سکتے تھے کہ دونوں سے میرے تعلقات ہیں اور صحیح بات لکھنی فی الحال مناسب نہیں سمجھتے ہوں گے۔ بمبئی کے دونوں صاحبوں نے آپ کو اطلاع کیوں نہیں دی نہیں کہہ سکتا۔ شاید ان کا خیال ہوگا کتاب ہفتے عشرے میں چھپ جائے گی تو وہ بھیج دیں گے اس سے پہلے بھیجنا مناسب نہ ہوگا۔

اب میں آپ کو آپ کی دلچسپی کی چند تحریریں بھیجتا ہوں۔

ایکزیبٹ ا۔ از خیر اندیش پٹنہ مورخہ ۱۵/ جولائی ۲۰۰۳، ملاحظہ فرمائیے اس میں کچھ مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن خط دلچسپ ہے ممکن ہے ان سے بھی کچھ کام لیا ہو اور انہیں کچھ نہ ملا ہو۔ جن لوگوں سے مرتب کرایا تھا ۔۔۔۔ سے مراد ہیں چڑیا کوٹ اور بریلی کے ارباب قلم۔

ایکزیبٹ اا۔ مکتوب نگار کوئی ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے یہاں آئے تھے ایک تقریب میں۔ مجھ سے آ کر ملے تھے۔ انہوں نے اطلاع دی کہ نیا گل کے ایک نئی پبلشر کے یہاں انہوں نے پٹنہ سے کتابت اور تصحیح کیے ہوئے بالکل چھپنے کے لیے تیار حیات کے اوراق دیکھے' نوری صاحب نے چھپوانے کے لیے ان کے پاس بھیج دیا ہے غالباً انہوں نے فاروقیہ بک ڈپو کا نام لیا تھا جن سے ان کے بھی تعلقات ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہفتہ عشرہ میں کتاب چھپ جائے گی۔ اب تک کوئی اطلاع نہیں آئی تو میں نے پھر انہیں لکھا اس کا جواب ۱۴/ ماہ رواں کو آیا وہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ تین جلدوں کا ذکر کرتے ہیں یا تو پہلی جلد ان لوگوں نے نہیں چھاپی' یا پہلی تیسری اور چوتھی چھاپ رہی ہیں' دوسری انہیں ملی نہیں۔ چوتھی جلد چھپنے کے لیے نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ بہر حال اگر ۱۴/ اگست کو کتاب بائنڈنگ میں تھی تو اب تک تو دہلی کے بازار میں آ جانی چاہیے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ فاروقیہ بک ڈپو صرف طابع ہو' ناشر بمبئی کے بزرگ ہیں اس لیے سارے نسخے وہاں بھیج دیئے گئے ہوں۔ بہر حال نوری صاحب نے اب یہ کتاب آپ کو روانہ کر دی ہوگی۔ اور اب تک آپ کی میز پر ہوگی۔ ہم اب تک محروم ہیں۔ مکتوب نگار لکھتے ہیں: چوتھی (شاید دوسری؟) جلد کہاں سے پتا چل گیا ہے مگر ابھی گرفت میں نہیں آ سکی ہے۔ مقصد شاید یہ ہے کہ مفقود جلد مفتی اول کے پاس ہے لیکن وہ ابھی حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ مفتی صاحب پٹنہ یا بمبئی کے اصحاب سے کیا چاہتے ہیں ان کا کیا مطالبہ ہے اگر کچھ ہے' یہ معلوم نہ ہو سکا۔ یہ سارے اصحاب باطنی فرقے سے متاثر معلوم ہوتے ہیں' کچھ نہیں کھلتے۔ اب نوری اور کاتب مکتوب ہذا کو فون کر کے پوچھیے اگر اب

تک بمبئی سے کتاب یا خط کا جواب نہ آیا ہو۔

ایکزبٹ III- اب ان ہکذ پو والے صاحب کا خط ملاحظہ کیجیے۔ اگر کتاب کے سارے اجزا انہی کے یہاں دیکھے گئے ہیں اور کتاب میں چھپ کر دفتری خانہ جلد بندی کے لیے بھی گئے ہیں۔ تو ان کا تجاہل عارفانہ دیکھیے کہ ان کے پاس صحیح معلومات نہیں ہیں اور اس کے لیے میں ممبئی رجوع کروں۔ اب یہ لوگ تو باطلیوں سے بھی معاملہ چھپانے میں آگے بڑھ گئے۔ اب ان تحریروں کو پڑھ کر آپ اپنی رائے لکھیں اور مولانا سے بھی رائے طلب کیجیے۔ کہیں ایکزبٹ ا کے اندراجات ایسا تو نہیں کہ صحیح ہوں یا صحت سے قریب ہوں جس کی پردہ داری ہو رہی ہو۔

آپ کتاب جہان رضا کے خاص نمبر کے طور پر چھاپیں تو بظاہر اس کی قیمت کم ہوگی اور زیادہ سے زیادہ لوگ اسے خرید سکیں گے۔ لیکن یہ دیکھ لیجیے کہ آپ کو مالی نقصان نہ ہو۔ اگر ایسا کرنا ہو تو کتابی شکل میں بھی مزید چھاپیے۔

جام نور دہلی بابت ستمبر میں ملک العلماء پر ایک اچھا مضمون چھپا ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو اپنے رسالے میں شائع کر دیں کہ وہاں بھی لوگ اسے پڑھ لیں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۳۶)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۳/دسمبر/۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

ٹیلی فون پر آپ سے بات چیت ہوگئی آپ کی خیر و عافیت اور مکتبۂ نبویہ کا احوال معلوم ہو گیا۔ دل خوش ہوا خاص طور پر اس خبر سے کہ حیات اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے بعد چند ہی ہفتوں میں اس کے چار سو نسخے نکل گئے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مرسلہ ۲۴/نومبر یہاں شاید یکم دسمبر کو پہنچی اور جلد دوم مرسلہ ۶/دسمبر کے ۱۳/ کو موصول ہوئی۔ شاید وزن کی وجہ سے پہلا پارسل بہت سقیم حالت میں کہ ریپر کا کاغذ ہر طرف سے پھٹ گیا تھا ملا لیکن آپ نے ماشاءاللہ جلد اس قدر عمدہ اور مستحکم بنوائی ہے کہ کتاب اس سفر میں بالکل محفوظ رہی۔ دوسرے پارسل کے ریپنگ کا کاغذ تک محفوظ رہا اور تینوں

نسخے بہت اچھی حالت میں ملے۔

کتاب آپ کے اہتمام میں بہت خوبصورت چھپی ہے کتابت' طباعت' کاغذ' جلد بندی ساری چیزیں بہت معیاری ہیں۔ کتابت سے میری مراد کمپیوٹر ٹائپنگ یا کمپوزنگ ہے جو بہت صاف ستھری اور خوبصورت ہے۔ پروفوں کی تصحیح آپ کی اور مولانا کی نگرانی میں ہوئی ہے اس لیے بہت حد تک کتاب صحیح چھپی ہے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار صفحے کی کتاب میں کچھ غلطیوں کا رہ جانا تو ناگزیر ہے اگلی اشاعت میں یہ بھی ان شاء اللہ دور ہو جائیں گی۔

ایسی عمدہ اور صاف ستھری کتاب دیکھ کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی روحیں خوش ہو گئی ہوں گی۔ پہلی جلد کی رسید بھیج چکا ہوں دوسری کی آج لکھ رہا ہوں۔

جلد دوم کی فہرست مضامین مفید ہے اور آپ نے خوب کیا کہ حضرت ملک العلماء کی تصانیف کی فہرست آخر میں دے دی۔ اگلے اڈیشن میں کتابوں کا مکمل نام درج کیجیے گا اور جو مطبوعہ کتابیں ہوں ان کے سنین اشاعت درج کر دیجیے گا۔

کتاب کے طبع دوم کی نوبت اللہ نے چاہا تو بہت جلد آ جائے گی۔ اس وقت کچھ معروضات پیش کروں گا' بلکہ مختصر طور پر ابھی عرض کر دیتا ہوں۔

(۱) کتاب دو جلد میں شائع کریں' حصہ اول و دوم ایک جلد میں یعنی تصانیف والا یہ حصہ اسی پہلی جلد میں آ جائے جو نشانی مصنف کے مطابق ہو۔ دوسری جلد میں تیسرا اور چوتھا حصہ۔

(۲) کاغذ ہلکا لگوایئے گا کہ لاگت کم آئے اور یہاں وہاں بھیجنے میں محصول بھی کم خرچ ہو۔

(۳) شروع کے ۴۸ صفحات بدل دیئے جائیں کہ واقعی معلوم ہو یہ دوسرا Revised اڈیشن ہے۔ اس میں ''حیات و تصانیف'' مکمل درج ہو۔ آپ کے چھپوائے ہوئے کتابچے پر بھی مکمل طور پر نظر ثانی اور ترمیم و اضافے کے بعد یہ اوراق بھیجوں گا۔ کچھ معلومات نئے درج ہوں گے۔

(ii) صفحہ ۱۶ تقریر رجبی کے اوراق یہاں سے نکال دیجیے یہ حضرت کی تحریر نہیں ہے' میں دوسری تحریرات کا عکس آپ کو بھیج دوں گا' یہ نقل تو کسی طالب علم کی' کی ہوئی ہے جسے آپ نے ملک العلماء کا قلمی عکس لکھ دیا ہے۔

(iii) تالیف سے طباعت تک پر آپ نظر ثانی کے بعد درج کریں گے' اس کے بارے میں بعد کو لکھوں گا۔

(IV) صفحہ ۲۲ سے صفحہ ۳۵ کے صفحات نکال دیں۔ ان کی جگہ مفصل فہرست مضامین۔ مولانا محمد عالم صاحب سے بنوایئے سیرت شبلی: مولانا سید سلیمان ندوی اور دوسری سیرت کی کتابیں دیکھ کر۔ ان اوراق کے حروف جلی لیکن باریک ہوں اور صفحے میں دو کالم بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ کام فرصت نکال کر ابھی آپ شروع کرا سکتے ہیں۔

(V) صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۴۸ کے مندرجات بہت اہم لیکن یہاں ان کا موقع نہیں۔

(VI) کتاب پر کچھ ضروری حواشی آ جائیں تو مفید علمی خدمت ہو۔ کچھ آپ لکھیں، کچھ مولانا محمد عالم صاحب کچھ خلیل احمد رانا وغیرہ سے لکھوایئے جن کی نظر اس عہد کے علماء و مشائخ پر ہو۔ کچھ حضرات پر میں لکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ظاہر ہے یہ حواشی ہر صفحے کے نیچے تو آ نہیں سکتے۔ کتاب کے آخر میں اصل کتاب کے باریک ٹائپ میں ۱۶ صفحوں کا بآسانی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اعلام کی ایک فہرست ابھی بنا لینی چاہیے جن پر سوانحی نوٹس لکھنے ہیں۔ یہ مختصر لیکن جامع ہوں۔ کچھ واقعات یا دوسرے مندرجات پر نوٹس ہوں۔ آپ کے احباب اور قارئین جہان رضا آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

ہاں ''جہانِ رضا'' کے پچھلے شمارے کے ممکن ہو تو دس بارہ نسخے بھیج دیجیے۔ حیات اعلیٰ حضرت کے بعض مندرجات جو آپ نے دیے ہیں ان کی اور خلیل احمد رانا صاحب کے مضمون اور ان کے نام شائع کردہ خطوط کی وجہ سے یہ شمارہ فوراً تقسیم ہو گیا۔

آپ سے حیات اعلیٰ حضرت کے پچاس نسخوں کے بھیجے جانے کا ذکر کیا تھا۔ یہ بے خیالی میں ہوا۔ اتنے نسخے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ دس پندرہ اور بھیج دیجیے بقیہ نسخے رکھ لیں کہ اس کی فروخت کی آمدنی سے مکتبۂ نبویہ کی دوسری کتابیں آپ شائع کر سکیں۔ پہلے تو جو رقم آپ نے لگائی ہے اس کی اشاعت پر وہ وصول کر لیجیے پھر بعد کی باتیں بعد کو۔ خط لکھتے رہیں مہینے ڈیڑھ مہینے سے آپ کا اور کئی مہینوں سے مولانا محمد عالم مختار حق کا کوئی خط نہیں آیا ہے۔

اس خط کو محفوظ رکھیے کہ کتاب کی طبع ثانی کے وقت پیش نظر رہے جو تبصرے آئیں انہیں رسالے میں چھاپتے رہیے یا محفوظ رکھیے کہ نظر ثانی کے وقت وہ مفید ثابت ہوں۔

-----(۱۴۷)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۳/۸/۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم!

کل ایک خط ہوائی ڈاک سے رجسٹرڈ بھیجا ہے۔ بعد کو یہ کارڈ موصول ہوا جو بھیج رہا ہوں۔ معلوم ہوا ان لوگوں کو چوتھی جلد نہیں ملی۔ (محمود احمد قادری صاحب نے یہ جلد کیوں روک لی سمجھ میں نہیں آیا۔ میں اب تک سمجھ رہا تھا دوسری جلد (تصانیف پر مشتمل) انہوں نے روک رکھی ہے)۔ گویا نوری صاحب اور ضیا کل والے بزرگ کے ذریعہ پہلی تین جلدیں چھپ رہی ہیں بلکہ اب تک چھپ چکی ہیں۔ اب تک کتاب مجلد ہو کر بمبئی نوری صاحب تک پہنچ چکی ہوں گی۔ اب آپ انہیں ٹیلی فون کر کے درخواست کریں کہ ایک نسخہ وہ آپ کو فوراً بھیج دیں تاکہ آپ دوسری جلد فوراً کمپوز کرا کے اپنی کتاب مکمل کرا دیں۔

یہ آپ کی نیک نیتی اور آپ کے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہے کہ یہاں سے کتاب ناقص شائع ہو رہی ہے لیکن بفضلہٖ آپ کا اڈیشن مکمل چاروں جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ یہ حصہ کمپوز ہو جائے تو فوراً بھیجئے کہ میں ایک نظر ڈال لوں۔ آپ کا پہلا کام نوری اڈیشن ملنے کے بعد ہی ہونا چاہیے کہ کتاب کے دوسری جلد کے اوراق نکال کر اپنے اصول کے مطابق پیرابندی کر دیں' اغلاط طبع بھی درست کر دیں اور پھر ایک یا دو صاحبوں سے اسے جلد کمپوز کرا کے تصحیح کرا کر مجھے بھیج دیجیے کہ میں بھی دیکھ لوں۔ اب صفحات کے نمبر بدل جائیں گے' دوسری جلد پر نمبر صفحات اب بدلنے ہوں گے۔

اب عجلت سے کام لیں' بمبئی بات کریں اور دہلی کے معتقد و معتبر دوستوں کو بھی فون کریں یا خط لکھیں اس کتاب کے حصول کیلئے۔ مطلب یہ کہ آپ کے احباب اور ہمارے محترم حضرات جہاں بھی ہوں عام طور پر سست اور ڈھیلے ڈھالے نظر آتے ہیں۔ اس لیے ہر طرف توجہ رکھیں ان کو بار بار فون کریں گے تب متوجہ ہوں گے۔

چریاکوٹ سے اگر جواب آیا تو اطلاع دوں گا۔ بریلی کے ان دوست کا یہ لکھنا کہ "وہ لوگ کتاب کی آڑ میں اچھی خاصی رقم حاصل کرنے کے چکر میں ہیں"۔ تب سے آئے ہوئے اس خط کے مندرجات کی تصدیق کر رہا ہے جو میں نے کل آپ کو بھیجا ہے کیا کہوں صرف یہ مصراع ہی پڑھ سکتا ہوں:

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

اگر آپ نے چاروں جلدیں چھاپ دیں تو آپ کے مفتی اول حیران ہوں گے کہ یہ کیا ہوا۔ جو جلد انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھی اور کسی کو نہیں دی وہ حیران ہوں گے کہ آپ نے کس

طرح چھاپ دی۔

کاغذ ہلکا کم وزن کا لگایے کہ یہ ضخیم کتاب سنبھل سکے۔ جلد بندی میں خیال رکھئے کہ جز بندی اچھی ہو کہ کتاب اچھی طرح کھل سکے۔ یہ کتاب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ جو آپ نے اپنی مرتب کی ہوئی بھیجی ہے اس کی جلد بندی اس لیے پسند نہیں آئی کہ اچھی طرح نہیں کھلتی۔ آپ کتاب کی لاگت کم کرنے کے لیے یہ بھی کر سکتے ہیں کہ نصف نسخوں کی جلد بندی نہ کرائیں کارڈ بورڈ پر سرورق چھاپ کر معمولی سی فیس کی جلد بندی بلکہ جز بندی کرادیں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے کیسے مرقع غالب (حمید احمد خاں) کا سخت انتظار ہے۔ میں نے قاسمی صاحب کو لکھ دیا ہے کہ اب آپ زحمت نہ کریں مرقع کے لیے۔ دیوان عمید کے لیے وہ تین بار لکھ چکے ہیں کہ بھیج رہا ہوں بلکہ آخری خط میں انہوں نے لکھا ہے بھیج چکا ہوں دیوان مل گیا ہوگا۔ آج ۲۳/ تک نہیں ملا ہے۔ ان کے دفتر نے تساہل و تغافل سے کام لیا یا پھر ڈاک والوں نے کچھ گڑبڑ کی اب میں انہیں نہیں لکھوں گا۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۴۸)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۳/۸/۲۰۰۳ء

میرے محترم السلام علیکم!

ابھی جہاں گشت جہاں گشت ارشاد صاحب دو ماہ کے بعد سہسرام سے واپس آئے ہیں۔ کہتے ہیں مفتی دوم سے فون پر ان کی بات ہوئی تھی' کتاب تین جلدوں میں کوئی ۱۵۰۰ صفحات پر چھپ گئی ہے۔ اب سید شاہ امین احمد صاحب (علی گڑھ) سے درخواست کی گئی ہے کہ فلیپ کے لیے کچھ لکھ دیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ گم شدہ جلد مفتی اول کو مل گئی ہے۔ مفتی دوم اس کے حصول کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں' اسے وہ بعد کو چھاپنے کا ارادہ رکھتے ہیں' فی الحال یہ تین جلدیں چھپ کر شائع ہو جائیں گی بعد کو وہ جلد بھی چھپ جائے گی۔

اب بمبئی / دہلی سے جلد مطلوبہ کے مطبوعہ فرمے منگوالیں تو آپ ان شاء اللہ مکمل کتاب ایک ساتھ شائع کر سکیں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۳۹)----

باسمہ

علی گڑھ، ۳/۹/۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

پیکٹ ۲/ ماہ رواں کو ملا۔ پروف آج دیکھنا شروع کردیا صبح سے بیٹھا ہوں' ظہر کا وقت ہو گیا' کل ختم کرنے کا ارادہ ہے' لیکن شام کو رجسٹری نہیں جا سکے گی یا اب صبح ہی روانہ ہو سکے گی۔

غلطیاں اب بھی ملیں گی کاش کہ میں دوبارہ پڑھ سکتا' لیکن زیادہ غور سے پڑھنے میں آنکھیں دکھنے لگتی ہیں۔ آپ یا مولانا اچھی طرح ان اوراق پر ایک نظر ڈال لیں جو عرض داشتیں لکھی ہیں ان پر بھی غور فرمالیجیے۔

خدا کرے آپ کی کتاب جلد چھپ جائے اور اچھی چھپے۔

''جہان رضا'' کا خصوصی نمبر اور اس کے ساتھ الاسلام' فتح المبین درود شریف وغیرہ کی نعمتیں ملیں اور رسالہ بچن بھی۔ کن کن نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔ محترم درود شریف بیگم صاحب کو آپ کی طرف سے پیش کیا بہت مسرور ہوئیں۔ آپ کو سلام لکھوا رہی ہیں' بچیوں کو ان کے نام کا رسالہ بچن دیا۔ بہت پسند آیا۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ آداب بجالاتی ہیں' کہتی ہیں آپ تشریف لائیں پھر ہم اپنے ہاتھ سے کھانے پکا کر کھلائیں گے۔

آپ کا خط پڑھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ مولوی سعید نوری صاحب آپ کی فرمائش پوری کردیتے تو خوب ہوتا۔ بہر حال یہ کام دیر سویر آپ ہی کریں گے۔ ان شاء اللہ

ایک دوست کے خطوط چھاپے ہیں آپ کے ملاحظے کے لیے بھیج رہا ہوں۔ آپ کو شاید پسند آئے۔ مولانا سے وہ خطوط والا کام جلد کرا لیجیے' وہ حواشی بہت اچھے لکھتے ہیں اور خطوط بہت اچھی طرح مرتب کرتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے خطوط جو ان کے مرتب کردہ ہیں آپ نے دیکھے ہوں گے۔ ایک اور صاحب نے ان کے خطوط مرتب کیے ہیں وہ موقع ہو تو بھجوائیے۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔

چند دن پہلے ایک لفافہ مع مشمولات آپ کو بھیجا ہے اس کی رسید نہیں آئی۔

والسلام مختار الدین احمد

۲۰۰۳/۹/۵ء

پروف آج روانہ ہو رہے ہیں ابھی پیکٹ تیار نہیں ہوا تھا کہ آپ کا مرسلہ پیکٹ ملا اس میں حسب ذیل کتابیں ملیں نوازشات کے لیے ممنون ہوا۔

تکریم ثلاثہ

الامام احمد رضا علی میزان الانصاف

الزمزمۃ القمریہ

محسن اہل سنت

سدا بہار خوشبوئیں

الشیخ احمد رضا خاں

پچھلا لفافہ مل جائے تو اطلاع دیجیے۔ م - ر

-----(۱۵۰)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۰/۹/۲۰۰۳ء

مکرمی ومحترمی جناب فاروقی صاحب السلام علیکم!

مکتوب ۲۶/اگست ۲/ستمبر کو ملا تھا۔ اس کا جواب ۴/ماہ رواں کو دے دیا تھا' ملا ہوگا۔ پھر آج تک نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ زیر طبع کتاب کے سلسلے میں تازہ معلومات۔ "جہانِ رضا" کا بھی انتظار ہے۔ کتاب کی جلد اول میں آپ نے ابتداء میں ۴۸ صفحات چھوڑ دیے ہیں۔ یہ تو بہت ہیں۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں آپ حیات مصنف اور اس کے بعد آپ کا لکھا ہوا عرض حال مختصر ہو اور پھر فہرست مضامین مفصل۔ حیات مصنف میں وہی تحریر دے دیں جو آپ نے حیات ملک العلماء کے عنوان سے لاہور سے شائع کی تھی۔ میں اس میں معمولی ترمیم واضافہ کر دوں گا' اگر تفصیل میں گیا تو اس میں مہینوں لگ جائیں گے اور اس وقت اس کا نہ موقع ہے نہ ضرورت۔ اہم بات یہ ہے کہ کتاب جلد از جلد شائع ہو جائے۔

آپ کا دیباچہ یا عرض حال مختصر ہو۔ آپ کے خط سے اندازہ ہوا کہ آپ کے دیباچے میں آپ کی آہ وفغاں ہوگی۔ اگر اس میں پچیس تیس سال کی طویل حکایت اپنوں کی بے حسی اور بے اعتنائی اور مخلصوں کی ستم رانیوں کا ذکر شروع ہو گیا تو یہ داستان طویل اور بے مزہ اور بعضوں کے

لیے دل آزاری کا باعث ہوگی۔ مضی ما مضیٰ۔ جو نقصان پہنچنا تھا وہ پہنچ گیا۔ ہماری جماعت اگر مستعد ہوتی تو اب تک یہاں اور وہاں سے کتاب کے تین چار اڈیشن نکل چکے ہوتے اور ان اڈیشنوں کی بنیاد پر حضرت مصنف کی متعدد تصانیف اب تک شائع ہو چکی ہوتیں لیکن کیا کیا جائے اور کس سے شکوہ کیا جائے۔

جو اطلاعات اور جو خطوط وغیرہ آپ کو پہنچے ہیں وہ بالکل ذاتی نوعیت کے ہیں اور پرائیویٹ' ان کی صحت وعدم صحت کے بارے میں پورا یقین نہیں اور وہ سب صرف آپ کے دیکھنے کے لیے ہیں۔ پھر اگر ساری باتیں لکھی جائیں اور گلے شکوے کیے جائیں تو ان کا حاصل کیا! اپنی ہی جماعت کی بدنامی ہے کہ ہم میں ایسے اصحاب بھی ہیں۔ ایسے اصحاب سے اور ان کے اعمال سے درگزر کیجیے اور مختصر سی ایک تمہید لکھ کر کتاب شائع کر دیجیے۔ جتنا وقت آپ کا ان صفحات کے لکھنے میں صرف ہوگا بہتر ہے وہ وقت ''جہانِ رضا'' کے لیے مضامین لکھنے میں صرف ہو۔

آپ یہ لکھ کر صورت حال واضح کر سکتے ہیں کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کا نسخہ مصنف جو چار جلدوں میں حضرت کے قلم کا لکھا ہوا تھا کتب خانے میں مختار الدین احمد کے پاس تھا' جو آج سے کوئی تیس سال پہلے مفتی محمود احمد قادری ان سے اشاعت کے لیے عاریۃً لے گئے' لیکن ربع صدی سے زیادہ زمانہ گزر جانے پر بھی نہ انہوں نے اسے شائع کیا نہ اب تک مسودۂ مصنف مختار الدین کو واپس کیا۔

حضرت ملک العلماء نے اپنے ذاتی نسخے سے اس کی ایک نقل چار جلدوں میں تیار کرائی تھی جس کی پہلی دو جلدیں انہوں نے مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی کو اشاعت کے لیے بھیجی تھیں۔ جلد اول کراچی سے ۱۹۵۵ء میں اس نسخۂ دوم سے سید صاحب نے چھپوائی تھی۔ اس کی اشاعت کے بعد جلد دوم کی نقل انہیں بھیجی گئی' یہ وسائل کی کمی کے باعث شائع نہ ہو سکی' تا آنکہ سید صاحب کا .... کراچی میں انتقال ہو گیا۔ اور مصنف علام .... پٹنہ میں رحلت فرما گئے۔ جلد دوم کا یہ نسخہ ان کے اعزہ کے پاس یا مولانا ظفر نعیمی (مراد آباد) کے پاس رہ گیا۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی اس نقل کی تیسری اور چوتھی جلدیں عرصے تک حضرت مصنف کے کاشانۂ اقدس ظفر منزل' شاہ گنج پٹنہ میں محفوظ رہیں بعد کو حضرت کے کتب خانے کی کچھ کتابوں اور آپ کی تصانیف و تحریرات کے ساتھ علی گڑھ منتقل ہو کر حضرت کے صاحبزادے .... کے کتب خانے میں محفوظ ہو گئیں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ آپ کی مرسلہ رجسٹری ملی۔ اس میں آپ کا والا نامہ مورخہ ۱۳/۱۰ ستمبر، مقدمہ یعنی ''حیات مصنف'' اور ''حیات اعلیٰ حضرت تالیف سے طباعت تک'' کے پروف ملے۔ ایک نظر دیکھ گیا۔ کتاب تو دہلی میں چھپی پڑی ہے سرورق وغیرہ چھپ رہا تھا پھر مطبوعہ فرمے دفتری خانہ جانے والے تھے جلد بندی کیلئے۔ غالباً یہ سارا کام ادارۂ امجدیہ ضیا محل میں نوری صاحب کی ہدایت پر ہو رہا ہے۔ پھر معلوم ہوا مفتی صاحب علی گڑھ آئے تھے اور سید شاہ محمد امین مارہروی صاحب (شعبۂ اردو) سے ایک صفحہ لکھوا کر لے گئے ہیں فلیپ پر چھپوانے کے لیے۔ ممکن ہے یہ بھی اب تک چھپ گیا ہو اور کتاب تیار ہو گئی ہو لیکن کتاب کسی کو دکھائی نہیں جا رہی ہے۔ بعض مقامی حضرات نے اس کے حصول کی کوشش کی انہیں اس کی زیارت کا بھی موقع نہیں ملا۔ شاید یہ گمان ہو کہ مسودے کے اصل مالک کو اطلاع مل گئی تو وہ کورٹ سے اشاعت پر امتناعی حکم نہ جاری کرا دے۔ کیسے سادہ لوح لوگ ہیں یہ۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مفتی صاحب پہلے یہاں آئے اور نہ مجھ سے ملے نہ اس کی اشاعت کی کوئی اطلاع ملی۔ شاہ محمد امین سے کچھ لکھوانا تھا تو مطبوعہ جلدیں انہیں دکھانے کے لیے ضرور یہاں لائے ہوں گے لیکن مجھے محروم دید بناتے چلے گئے۔

یہ ہے کہ شاید ۱۸/۱۹ اکتوبر کو مارہرہ شریف میں کوئی عرس ہے اُس میں اس کتاب کی رونمائی کسی بزرگ کے ہاتھ ہو گی۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ سال تک خبر تھی کہ صرف تین جلدیں چھپی ہیں۔ ایک روایت ہے کہ گمشدہ جلد بھی مل گئی ہے وہ بھی چھپی ہے۔ والعلم عند اللہ

آپ کا فیصلہ مناسب ہے کہ جو کچھ ہے وہ چھاپ دیں بقیہ بعد کو۔ یا نئے اڈیشن کے وقت۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ تینوں جلدیں علیحدہ علیحدہ چھاپ رہے ہیں یا ایک مجلد میں۔ صفحات کتنے ہیں؟ کیا ایک جلد میں اتنے اوراق سما جائیں گے۔ کتاب جیسے ہی چھپے فوراً ریلیز کر دیجیے یہاں بھی مختلف مقامات پر بھیج دیجیے اخبارات میں بھی اعلان ہو جائے کہ اولیت آپ کو حاصل ہو تو بہتر ہے۔

اب کچھ ابتدائی صفحات کے بارے میں: میری قطعی رائے ہے کہ اس حصے کو اس وقت طول نہ دیا جائے۔ مقدمہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ابتداء میں حیات مصنف مختصراً اور پھر آپ کا لکھا ہوا عرض حال دو تین صفحوں میں۔ آپ کا اصل کارنامہ کتاب کی تلاش، بازیافت، اس کی ترتیب وتہذیب ہے اور اس کی اشاعت۔ بعد کو آپ یا دوسرے مصنفین جو کچھ لکھنا چاہیں لکھیں۔ ہاں فہرست مضامین مفصل دیجیے۔ حضرت کی تحریر کے ایک دو صفحے کا عکس۔

میری طبیعت علیل ہوگئی تھی میں بمشکل یہ خط آج ۷ /۱۲ شنبہ کو مکمل کر رہا ہوں۔ دونوں تحریروں کے پروف دو تین دنوں میں واپس کرنے کی کوشش کروں گا لیکن ان میں کچھ زیادہ نہ کر سکوں گا۔ ایک سوال اب یہ ہے کہ آپ ۴۸ صفحے پورے کس طرح کریں گے۔ کسی مستند عالم و مصنف سے کچھ بطور تقریظ لکھوا کر لیکن اس قدر جلد لکھنے پر کوئی تیار ہوگا؟ بہر حال یہ سارے معاملات آپ کے ہاتھ میں ہیں آپ جو بھی فیصلہ کریں گے' وہ ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔

والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۵۱)----

باسمہ

علی گڑھ، ۸/ ۱۰/ اکتوبر/ ۲۰۰۳ء

مکرمی و محترمی السلام علیکم!

مجھے شدید احساس ہے کہ آپ مرسلہ اوراق کی واپسی کے منتظر ہوں گے لیکن میرے اور میرے کام کے درمیان علالت حائل ہوگئی ہے جس کا سخت افسوس ہے۔

میرا خیال ہے کہ آپ مناسب سمجھیں تو تیسری اور چوتھی جلد جو بالکل تیار ہوگئی ہے فوراً شائع کر دیں اور اخباروں میں یا اپنے رسالوں میں چھپوا دیں پہلی دونوں جلدوں کی طباعت بھی جلد ہی مکمل ہونے والی ہے۔

بمبئی سے رابطہ رکھنے میں بھی دہلی کے احبابوں کو برابر فون کر رہا ہوں۔

طبیعت اصلاح کی طرف مائل ہے۔ دعا فرمائیے۔

والسلام مختار الدین احمد (بقلم صائمہ اقبال)

----(۱۵۲)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۸/ اکتوبر/ ۲۰۰۳ء (یکم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ)

مکرمی و محترمی السلام علیکم!

میں بفضلہ پہلے سے بہتر ہوں۔ لیکن کمزور بہت ہوگیا ہوں۔ ابھی میڈیکل کالج سے دو ڈاکٹروں سے مل کر آرہا ہوں۔ آپ کی دعاؤں سے شفایاب ہو رہا ہوں۔

ٹیلی فون پر پوری بات سمجھ میں نہیں آئی۔ -/78 خرچ کرنے پر بھی۔ خطوط لکھا کریں۔

آپ کے خطوط پڑھ کر ویسے بھی خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے۔

میرا مشورہ یہ تھا کہ تین جلدیں شائع کر دیجیے' جلد اول بعد کو شائع کیجیے۔ اس کے ابتدائی ۲۸ صفحات کے لیے حیات فاضل بہار ملک العلماء اور ان کی تصانیف مکمل چھاپیے اور اپنی تمہید۔ یا تمہید پہلے حیات و تصانیف بعد کو۔ حضرت ملک العلماء کی روح تیس سال تک کتاب کی اشاعت کی منتظر رہی ہوگی جو آپ کے لطف و کرم سے مکمل طور پر اچھی ترتیب و تہذیب کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔ مصنف اس کے حقدار ہیں کہ ان کے حالات تفصیل سے شائع کیے جائیں۔ میں نے پہلے حصے پر اچھی طرح نظر ڈال لی ہے۔ ذرا صحت مند اور ہولوں تو تصانیف والے حصے کو دیکھ کر آپ کو بھیج دوں۔

یہ ملحوظ رہے کہ حضرت نے کسی کو مسودہ نظر ثانی کے لیے نہیں بھیجا تھا جیسا کہ ''جہان رضا'' میں چھپ گیا ہے۔ وہ یہ ضرور چاہتے تھے کہ اسے دیکھ کر اعلیٰ حضرت کے قریب کے لوگ معلومات میں اضافہ کریں اور قیمتی معلومات اندراج کے لیے بھیجیں۔ ہاں مفتی اعظم سے وہ خاص طور پر توقع رکھتے تھے کہ خاندانی حالات اور بزرگوں عزیزوں کے سلسلے میں دیکھ لیں کہ کوئی غلط بات شائع نہ ہو جائے لیکن مرحوم و مغفور کو ابتدائی باب جو خاندانی کے حالات پر مشتمل ہے دیکھنے اور رائے دینے کا موقع نہ مل سکا اور مسودہ واپس ہو گیا۔

آل رسول مولانا سید محمد میاں برکاتی حضرت سے عمر میں چھوٹے تھے وہ استفادہ کے لیے مسودے کی نقل اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے' مسودہ ان کے پاس بھیج دیا گیا انہوں نے اس کی نقل کرائی تھی اپنے ذخیرۂ کتب کے لیے۔ یہ مطبوعہ خط سے بھی ظاہر ہوتا ہے وہ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ (جہان رضا..... فروری ۲۰۰۳ء) صفحہ ۴۹

''قلمی سوانح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا پیکٹ آپ کا فرستادہ موصول ہوا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اسے جلد نقل کرا کے واپس کرتا ہوں''۔

اسے ساحل صاحب نے لکھ دیا ہے: اصل مسودہ بغرض اصلاح و نظر ثانی حضرت تاج العلماء کی خدمت میں ارسال کیا۔

آپ کی تمہید میں بھی اس کا ذکر آ گیا تھا اس لیے لکھنا ضرور ہوا۔

لیکن اگر آپ جلد اول بھی فوراً شائع کرنا چاہتے ہوں اور اس کی اشاعت میں تاخیر مناسب نہ ہو تو مجھے فون کر دیجیے کہ میں آگے کے صفحات پر نظر ثانی نہ کروں۔

اس سلسلے میں فیصلے کا پورا اختیار آپ کو حاصل ہے۔ آپ وہی کریں گے جو مناسب ہوگا۔
امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۵۳)----

باسمہ

علی گڑھ، ۶/ اکتوبر/ ۲۰۰۳ء

مکرمی محترمی السلام علیکم!

۳۰/ اکتوبر کو آپ کا مرسلہ پیکٹ ملا جس میں حکیم صاحب کے متعلق کتابیں ملیں، عامر صاحب کی بھیجی ہوئی کتابیں بھی موصول ہوئیں۔ شکریہ

مقدمے میں حیات ملک العلماء (مطبوعہ لاہور) مکمل طور پر چھاپنا مناسب ہوگا۔ یہ ممکن نہ ہو تو صرف حالات چھاپ دیں تصانیف کا ذکر چھوڑ دیجیے۔ افسوس ہے کہ علالت کے باعث نظر ثانی کا کام مکمل نہیں کر سکا۔

پہلے دو خطوں میں لکھ چکا ہوں کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال اس اڈیشن میں آپ اپنا دیباچہ یا عرض حال مختصر رکھیں۔ تفصیل کی ضرورت ہوئی تو بعد کے اڈیشن میں اضافہ کر لیجیے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ ۱۸/ اکتوبر کو عرس کے موقع پر مارہرہ میں کتاب کی رونمائی کی جائے گی۔ کتاب دہلی میں چھپ گئی ہے لیکن ابھی تک کوئی دیکھنے کا مدعی نہیں۔

آج یہ معلوم ہوا ہے کہ صرف تین جلدیں چھپی ہیں ایک جلد جو غائب ہے وہ ملنے والی ہے وہ بعد کو چھپے گی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں جیسا کہ سننے میں آیا ہے دوسری جلد موجود ہے چوتھی غائب ہے۔ اگر غائب شدہ جلد مل گئی ہے تو ممکن ہے وہ بھی چھپ گئی ہو۔ صحیح بات کچھ دن بعد معلوم ہو سکے گی۔ بہر حال آپ اپنا کام جس تیزی سے کر رہے ہیں جلد کر کے مکمل کر لیں۔

مولانا محمد عالم صاحب کے نام ایک خط بھیج رہا ہوں یہ آپ کے خط کے ساتھ نہیں جا سکا تھا کہیں کاغذوں میں دب گیا تھا۔

اطباء کے مشورے کے مطابق آرام کر رہا ہوں اور ساری دوائیں استعمال میں ہیں۔ صحت کاملہ کے لیے دعا فرمائیں۔

خط برابر لکھتے رہیے۔ والسلام مختار الدین احمد (بقلم صائمہ اقبال)

----(۱۵۴)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۵/نومبر/۲۰۰۳ء

میرے مکرم السلام علیکم!

کرم نامہ ۶/نومبر کل موصول ہوا۔ آپ نے ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے چھپ کر تیار ہو جانے کی خوش خبری سنائی۔ جزاک اللہ وحیاک۔ بہت خوشی ہوئی۔ مصنف علام زندہ ہوتے تو مطبوعہ کتاب دیکھ کر کس قدر خوش ہوتے' کتاب باہتمام۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی چھپی ہے تو اچھی ہی چھپی ہوگی۔ میں اور میرے کچھ احباب اور اعلیٰ حضرتؒ کے معتقدین اور ملک العلماءؒ کے تلامذہ و مخلصین جو ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اس کتاب کے منتظر ہیں۔

''جہان رضا'' کے ''اعلیٰ حضرت نمبر'' کے کچھ نسخے ملے' تقسیم کرنے شروع کر دیے ہیں اس سے جہاں اس کتاب کی اشاعت کی مختصر روداد معلوم ہوتی ہے وہیں اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شائقین ''حیات اعلیٰ حضرت'' آپ کے یہاں بھی کس قدر بے چینی سے اس کی اشاعت کا انتظار کر رہے تھے۔

آپ نے مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کی یہاں کے اڈیشن پر ان کی رائے کا ذکر کیا ہے بہتر ہے ان سے ان کی پہلی فرصت میں مضمون یا تنقید لکھوا لیجیے کہ صحیح صورت حال سامنے آئے اور ان کے اغلاط و اوہام پر قارئین متنبہ ہو جائیں۔ مجھے تو ابتدائی تحریر سے اذیت پہنچی ہے۔ یہ کچھ لوگ جس تھالی میں کھاتے ہیں اسی میں چھید کرتے ہیں۔ پٹنہ سے ایک خط ایک واقف حال کا آیا تھا کہ بمبئی سے انھوں نے ایک لاکھ پچھتر ہزار وصول کیے لیکن جن دو عالموں (مولانا عبدالمبین اور مولانا عبدالنعیم عزیزی؟) سے انھوں نے سارا کام کرایا انھیں معاوضے میں ایک پائی نہیں دی' کتاب کا ایک نسخہ تک نہ بھیجا۔ اناللہ

آپ نے رانا صاحب کا مضمون خوب شائع کیا۔ بہت محنت کرنے والے آدمی ہیں' خدا انھیں خوش رکھے۔ عید کی تہنیت قبول فرمایئے۔ والسلام

مختارالدین احمد

☆☆☆

----(۱۵۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۶-جنوری ۲۰۰۴ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیں۔ خدا کرے یہ سال آپ کے لیے آپ کے متعلقین واعزہ اور آپ کے احباب و مخلصین کے لیے ہر طرح باعث خیر و برکت ہو۔

''حیات اعلیٰ حضرت'' کے تین نسخے پہلے ملے تھے پھر جلد دوم کے نسخے، اس طرح کتاب کے تین مکمل نسخے موصول ہوئے۔ آپ کو رسید اور شکریے کا خط لکھا گیا' فون پر آپ سے گفتگو ہوئی' بعد کو میں نے آپ کو خط لکھا کہ پچاس نسخے بھیجنے کی ضرورت نہیں تھوڑے سے نسخے بھیجیں کہ کچھ خود رکھوں اور کچھ فوری طور پر صاحب ذوق حضرات میں تقسیم کر دوں۔ چند دن ہوئے دو مکمل نسخے ملے۔ میں نے مولانا عبدالمبین صاحب (چریا کوٹی) اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی) کو لکھا کہ آپ کے پاس ''حیات اعلیٰ حضرت'' نہ پہنچی ہو تو میں بھیجنے کی کوشش کروں۔ اول الذکر کے پاس ہندوستانی اڈیشن بھی نہیں' عزیزی صاحب نے لکھا' سرسری طور پر ایک صاحب نے بمبئی اڈیشن دکھایا تھا بس' حیرت ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے ہفتوں مہینوں پٹنہ میں رہ کر مسودۂ مصنف سے پریس کاپی تیار کی اور پھر پہلے کتابت شدہ اجزاء کی تصحیح و تہذیب کی (بعد کو کمپیوٹر سے کمپوز کرایا گیا اور اس سے طباعت ہوئی۔ انہیں مطبوعہ نسخوں سے محروم کرنا سمجھ میں نہ آیا۔ میں نے دونوں کو لکھا آپ بد دل نہ ہوں میں فاروقی اڈیشن کے نسخے پیش کروں گا عزیزی صاحب کا فون آیا کل شب کو کہ آج ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی پہلی جلد (فاروقی اڈیشن) لاہور سے آگئی۔ آپ دوسری جلد (تصنیفات و تالیفات) مرحمت فرمائیں۔ میں نے آج انہیں یہ جلد رجسٹری سے بھیج دی' حالانکہ یقین تھا کہ چند دنوں میں آپ یہ جلد انہیں بھیج دیں گے۔ لیکن ان کا اشتیاق دیکھتے ہوئے میں نے انتظار کرانا مناسب نہیں سمجھا۔ حالانکہ کتاب کا پیک کرانا اور ڈاک گھر جا کر رجسٹری کرانا میرے لیے محنت طلب کام ہے لیکن اس سے چارہ نہیں۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو رام پور جرنل کے چار شمارے عرصے سے بھیجنے کو رکھے ہوئے تھے' اتنے وزنی رسالوں کا پیکٹ بنانا آسان نہیں۔ یہاں ایک صاحب ہیں کتابوں کی چھوٹی سی دکان ہے وہ معاوضہ لے کر کتابیں رسالے پیک بھی کر دیتے ہیں، ورڈاک گھر جو نصف

کلومیٹر سے کچھ زیادہ مسافت پر واقع ہے' جا کر رجسٹری کر دیتے ہیں اور رسید پہنچا جاتے ہیں۔ وہ اس طرف نہیں ملے۔ دو بار جرنل کے شمارے لے کر ان کے مکتبہ گیا' وہ شاید کتابیں لانے دہلی گئے ہوئے ہیں' تیسری کوشش میں یہ پیکٹ آپ کو بھجوایا۔ حیرت ہے کہ اب تک مولانا کی رسید نہیں آئی۔ ان کا خط بھی کئی دنوں سے نہیں آیا۔

اس عرصے میں آپ کی بھی مصروفیات بڑھ گئی ہیں کہ عرصے سے آپ کا کوئی والا نامہ تشریف نہیں لایا۔ ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کے اس طرف دو پیکٹ ملے۔ ایک جلد دوم کے اور دوسرے پیکٹ میں فاروقی اڈیشن کے دو مکمل نسخے۔ (گویا اب تک ۵ مکمل نسخے موصول ہو چکے ہیں) آپ سابق میں جب بھی کوئی پیکٹ کتابوں کا بھیجتے تھے تو خط بھی ضرور لکھتے تھے' دونوں حالیہ پیکٹ کے ساتھ آپ کا خط نہ پا کر محرومی کا احساس رہا۔ کمپیوٹر سے ٹائپ کرانے کا موقع نہ ملے تو آپ خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیج دیا کیجیے۔

کتاب ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' (فاروقی اڈیشن) وہاں کے دینی و علمی حلقوں میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جا رہی ہے۔ اور دلچسپی سے پڑھی جا رہی ہے' یہ جان کر خوشی ہوئی۔ ۴۰۰ نسخے وقت بک گئے تھے۔ اب فروخت کا کیا حال ہے؟ خدا کرے آپ کی خرچ کی ہوئی رقم جلد واپس ہو جائے اور آپ اس کا دوسرا منقح اور تصحیح شدہ اڈیشن جلد نکال سکیں۔ ابتدائی ۲۸ صفحات کی ترتیب میں تبدیلی ہونی چاہیے اور آخر میں نسبتاً باریک حرفوں میں آپ کے نام آئے ہوئے خطوط کے اقتباسات شائع ہونے چاہئیں اس کتاب اور اس اڈیشن کے محاسن کے بارے میں۔

اب کی مرتبہ کا عذر بالا کر دیجیے کہ پوری کتاب ایک جلد میں آ جائے۔

اگر آپ عکسی اڈیشن چھاپیں تو اور بات ہے (اس میں کفایت ہوگی) لیکن اگر دوبارہ کمپوز کرائیں تو تصحیح و تہذیب کا موقع ملے گا' حواشی بھی درج کیے جا سکیں گے' اسی طرح کمپوزنگ زیادہ نہیں' لیکن نسبتاً باریک ٹائپ میں کمپوز کرایے کہ ضخامت میں کمی واقع ہو۔ ''جہانِ رضا'' کا انتظار ہے۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو میرا اسلام پہنچے۔ عبیداللہ درانی کی سوانح حیات ''در دعشق'' ایک دوست انیس جیلانی صاحب نے عکس بنوا کر بھیج دیا ہے۔ اطلاعاً لکھ رہا ہوں۔

ان سے کہیے آپ کے نام خطوط جلد مرتب کر دیں' وہ ترتیب و تحشیہ جس طرح کر سکیں گے دوسرا نہیں کر سکتا۔

یہاں مولانا حافظ سید سراج اظہر صاحب خطیب و امام رضا جامع مسجد بمبئی-۳ نے آپ کی چھاپی ہوئی ''حیات ملک العلماء'' (مختار الدین احمد) کا عکسی اڈیشن شائع کر دیا ہے۔ مجھے اطلاع دیتے تو میں مسودے میں مناسب ترمیم و اضافہ کر دیتا۔

آپ مولانا نوری صاحب کو ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے کچھ نسخے بھیجیں تو ایک پر مولانا سید سراج اظہر صاحب کا نام لکھ دیجیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے خط فوراً لکھیے اور مفصل۔ والسلام

خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۵۶)----

علی گڑھ، ۳۰- جنوری ۲۰۰۴ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

''جہانِ رضا'' کے دو شمارے ملے (پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جنوری کا شمارہ تو اچھا خاصا ''شاہ احمد نورانی نمبر'' ہو گیا ہے' مولانا مرحوم کے بارے میں اچھے خاصے معلومات جمع ہو گئے ہیں' بعد کو حضرت پر کتاب مرتب کرنے والوں کے لیے آپ نے اچھا خاصا مواد جمع کر دیا ہے۔ آئندہ اشاعتوں میں بھی ان پر کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہیں۔ آپ کے مضمون کے علاوہ دسمبر اور جنوری کے شماروں میں کئی مضامین قابل مطالعہ ہیں۔

دسمبر کے شمارے سے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' (فاروقی اڈیشن) آپ کے یہاں کس قدر مقبول ہو رہا ہے اور کیسی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کچھ ہی دنوں میں یہ اڈیشن ختم ہو جائے گا اور آپ کو دوسرا اڈیشن شائع کرنے کی ضرورت پڑ جائے گی۔ اس وقت حواشی و تعلیقات اور اشاریوں وغیرہ کا اضافہ کر کے خوب سے خوب تر بنانے کی ان شاء اللہ کوشش کی جائے گی۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی طباعت پر'' جہانِ رضا'' کے قارئین اور آپ کے دوستوں اور مخلصوں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدوں نے جس طرح اظہار مسرت کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات سے محبت کرنے والے اطراف عالم میں کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ کاش یہ کتاب ساٹھ ستر سال پہلے چھپ گئی ہوتی تو اس کتاب کے کتنے اڈیشن اب تک نکل چکے ہوتے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے افاضات کی روشنی کہاں کہاں تک پہنچ چکی ہوتی۔

اس بار آپ کا خط بہت تاخیر سے آیا اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا کوئی خط تو مہینوں سے نہیں آیا۔ رام پور رضا لائبریری جرنل کے شماروں کی رسید تک نہ آئی۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ پہنچ گئے ہیں۔ یہ بہت قیمتی شمارے تھے اس لیے تردد رہا۔

جناب عبدالستار طاہر صاحب کی مرتب کردہ مکتوبات مسعودی، سید جمیل احمد رضوی صاحب کی تصنیف 'یادداشتوں کے آئینے میں' بھجوائیے گا۔ یہ میری دلچسپی کی کتابیں ہیں۔

''جہان رضا'' (جنوری) صفحہ ۴۴ پر آپ نے ایک مضمون شائع کیا ہے اس پر مضمون نگار کا نام درج نہیں۔ یہ سید امیر الدین قدوائی مرحوم کے صاحبزادے ہیں جیسا کہ مضمون کے مطالعے سے معلوم ہوا سید صاحب سے میرے بہت اچھے تعلقات رہے۔ وہ علی گڑھ میں تقسیم ہند تک مقیم رہے۔ آپ ان کے صاحبزادے کا نام اور پتا دریافت کر کے مجھے اطلاع دیں۔

''حیات اعلیٰ حضرت'' کی پسندیدگی کے خطوط بہت دلچسپی سے پڑھے یہ سلسلہ جاری رکھیے ان کی اشاعت سے لوگوں کے ذوق و شوق کا پتا چلتا ہے۔

اشاعت میں دیر کیوں ہوئی' کیسے ہوئی' کن اصحاب کی وجہ سے ہوئی یہ سب باتیں آہستہ آہستہ معلوم ہوں گی۔ جب حضرت ملک العلماء اور ان کے مکتوب الیہم کے غیر مطبوعہ خطوط شائع ہوں گے۔ مفتی محمد محمود احمد صاحب کے چند خطوط میں آئندہ بھیجوں گا اور مولانا سید ایوب علی صاحب کے تو پچاسوں خطوط میرے پاس ہیں۔ ان کے خطوط کے اقتباسات اشاعت کے لائق ہیں۔ ایسے اصحاب کی تحریریں محفوظ ہو جانی چاہئیں۔ ان کی تصانیف نہ سہی ان کی تحریریں اور خطوط ضرور شائع کرا کے محفوظ کر دینا چاہیے۔ ان کی تحریر بہت باریک ہوتی تھی اور وہ زیادہ تر کارڈ لکھتے تھے، ہاتھ میں رعشہ کی وجہ سے تحریر پڑھنا مشکل امر ہے لیکن آپ اپنے رسالے ہی میں اگر اشاعت کے لیے آمادہ ہوں تو میں وقت نکال کر محنت کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو خطوط کی اشاعت سے دلچسپی ہے میری طرح۔

''حیات ملک العلماء'' کے پچاس نسخے نہ بھیجئے پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ ہاں چند دوبیس نسخے بطور ہدیہ کتب خانوں اور اصحاب ذوق کو پیش کرنے کے لیے ضرور بھیجئے۔

والسلام   خیر طلب   مختار الدین احمد

-----(۱۵۷)-----

علی گڑھ، ۲۳-جنوری ۲۰۰۴ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

کیا آپ خان محمد صاحب سے جو ۶۶ء میں ایم۔اے عربی (فائنل) کے طالب علم تھے اور ۲۳ وولفر ہاسٹل میں رہتے تھے، واقف ہیں؟ آپ نے بھی غالباً عربی میں ایم۔اے اورینٹل کالج سے کیا ہے اس لیے خیال ہے کہ شاید انہیں جانتے ہوں۔ انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ وہ مسلم بن محمود ایشتزری کی کتاب ''عجائب الاسفار'' (مخزونہ پشاور یونیورسٹی) کی ایک فصل شرح قصیدہ بردہ مصنفہ ایشتزری ایم۔اے فائنل کے امتحان کے لیے اڈٹ کر رہے ہیں، انہیں معلوم ہوا ہوگا کہ میں نے ہالینڈ میں تین چار ماہ رہ کر ایشتزری کی جمہرۃ الاسلام پر کام کیا ہے اس لیے انہوں نے مجھ سے مدد چاہی تھی۔ میں نے جواب دے دیا تھا۔ کچھ معلوم نہ ہوا کہ ان کا کام مکمل ہوا یا نہیں، ہوا تو کہیں شائع ہوا یا نہیں۔ اگر آپ ان سے واقف نہ ہوں تو اورینٹل کالج کے عربی کے قدیم اساتذہ وطلباء میں کسی سے دریافت کیجیے۔ موجودہ صدر ریکارڈ دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ کام مکمل ہوا یا نہیں اور چھپا یا نہیں۔ ڈاکٹر ذوالفقار حسین بتا سکتے ہیں، مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے بھی کہیے کہ پتا چلائیں۔ ممکن ہے خان محمد صاحب اب بھی کسی کالج / یونیورسٹی میں عربی پڑھا رہے ہوں۔

آپ میرے نام جو پیکٹ پر پتے کی چٹ چسپاں کرتے ہیں ممکن ہو تو بدل دیں دوسرا چھپوا لیں، دو نمونے بھیج رہا ہوں۔

اب کسی دن بیٹھ کر میرے خطوط کا مفصل جواب لکھ کر ممنون کریں۔ والسلام

مختارالدین احمد

----(۱۵۸)----

علی گڑھ، ۲۳-جنوری ۲۰۰۲ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

آپ کے گرامی نامے کے ساتھ شاہ انجم بخاری صاحب کا مکتوب ۲۲/ اکتوبر بھی موصول ہوا تھا بابت عکس مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ عکس کا انتظام ہو سکتا ہے۔

لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شاہ انجم بخاری صاحب ادارۂ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کتب خانے میں مطالعے کے لیے رکھنا چاہتے ہیں یا اس پر مضمون لکھنا چاہتے ہیں یا اسے شائع کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ڈاکٹر علیم اشرف خاں صاحب نے اشاعت کے لیے رقم خرچ کر کے اس کتاب کا عکس حاصل کیا ہے تو ممکن ہے انہیں اس کی زیروکس کاپی دینے میں تردد ہو۔ بہر حال صورت حال

آٹھ دس دن میں معلوم ہو جائے گی۔

بھوپال کے اسٹیٹ آرکائیوز سے مخطوطے کے عکس منگوانے میں درخواستوں اور اجازت ناموں کے طویل اور دشوار گزار راستوں سے گزرنا ہوگا اور اس میں بہت تاخیر ہوگی، میں شاہ انجم بخاری صاحب کو جنہیں میں عزیز رکھتا ہوں مشورہ دوں گا کہ وہ فی الحال سیکریٹری شاہ ولی اللہ لائبریری کو اپنی مطبوعات اور اپنی کارگزاریوں سے واقف کرانے کے بعد مکتوبات شیخ کے عکس کے حصول کے لیے لکھیں اس کی بھی صراحت کر دیں کہ اجرت عکس اور اجرت مزید حاضر خدمت کر دی جائے گی۔ میں جب تک علی گڑھ میں دیکھتا ہوں کہ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

میں نے نظیر صدیقی کے خطوط کے نسخے آپ کو اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو بھیجے تھے اس کی رسید نہیں آئی۔

مرسلہ عید کارڈ مل گئے تھے بچیاں خوش ہوئیں۔ یہ بروقت ملے اور انہوں نے اپنے عزیزوں کو بھیجا۔

''حیات اعلیٰ حضرت'' کی اشاعت پر جو کامیابی آپ کو ہوئی اس کے لیے مبارکباد قبول کیجیے۔ اب اگر آپ نے ہزار نسخے چھاپے ہیں تو اب تک سات سو نسخے نکل چکے ہوں گے، اب آہستہ آہستہ دوسرے اڈیشن کی تیاری شروع کیجیے۔ اس میں حواشی و تعلیقات کا اضافہ ہوگا۔ میں تعاون کی پوری کوشش کروں گا۔ آخر میں کئی اشاریے ہوں گے۔ اعلام، کتب و رسائل مقامات وغیرہ کے۔ مولانا سے بھی آپ کو یقیناً تعاون ملے گا۔ اب کی قلم کچھ خفی رکھیے اور کاغذ ہلکا، جلد معمولی کہ اس اڈیشن پر آپ کو زیادہ خرچ کرنا نہ پڑے۔ ضخامت کم ہو جائے تو خرچ کم ہوگا اور کتاب وزن میں ہلکی ہوگی تو ڈاک پر خرچ کم ہو جائے گا، کتاب کی قیمت کم ہوگی تو خیال ہے کہ کتاب دور دور تک پھیلے گی اور طلبا اور کم استطاعت والے بھی خرید سکیں گے۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو شماروں میں مفید معلومات جمع کر دیے ہیں بعض معلومات میرے لیے نئے تھے۔ میں مولانا کی ملاقات سے محروم رہا لیکن ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی کی بارگاہ عشق مینشن گھاٹ پٹنہ سٹی پر تھی کی خدمت میں نیاز حاصل رہا۔ وہ والد مرحوم کے دوستوں میں تھے۔ ایک بار ملک العلماء کے بلانے پر رجبی شریف کے ایک جلسے میں پٹنہ تشریف لائے تھے۔ جلسے کے بعد دونوں ایک کمرے میں آرام کے لیے آ گئے، دو ڈھائی بجے صبح تک آپس میں باتیں کرتے رہے، اعلیٰ حضرت کے بارے میں ان کی

تصانیف کے بارے میں بریلی کے بارے میں ابنائے لطیف کے بارے میں۔ میری پلنگ بھی اسی کمرے میں تھی بارہ ایک بجے تک تو میں جاگتا رہا پھر سو گیا۔ صبح ناشتے پر معلوم ہوا کہ دونوں دوست صبح تک محو گفتگو رہے۔ مولانا سے علی گڑھ میں بھی ملاقاتیں رہیں۔ ان کے دو ایک خط بھی میرے نام ہوں گے۔ مجھ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ان کے داماد اور مولانا شاہ احمد نورانی کے برادر نسبتی ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب سے علی گڑھ میں برسوں تعلقات رہے۔ وہ ہوسٹل میں میرے وارڈن تھے۔ فلسفے میں ڈاکٹریٹ کر رہے تھے مجھ سے محبت کرتے تھے۔ کبھی موقع ملا تو کچھ لکھ کر بھیجوں گا۔

آپ کی آنکھوں کو راحت دینے کے لیے میں نے خط لکھنے کے لیے بڑا کاغذ اٹھایا تھا کہ اس پر جلی قلم سے آپ کو خط لکھوں گا لیکن خط لکھتے لکھتے آخر میں قلم بھی خفی ہو گیا۔ سچ ہے بری عادتیں دیر سے جاتی ہیں۔ اب خط ختم کرتا ہوں رات بھی بہت گزر گئی۔ اچھا خدا حافظ۔

مختار الدین احمد

----(۱۵۹)----

علی گڑھ، ۱۷-فروری ۲۰۰۴ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

والا نامہ مورخہ ۲/ فروری تاخیر سے لیکن سخت انتظار کی حالت میں ملا۔ ناسازی طبع کا حال سن کر تردد بڑھ گیا۔ کل موبائل پر آپ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن شاید ائن بہت مصروف تھی آپ سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اب تک آپ شفاخانے سے ان شاء اللہ شفایاب ہو کر واپس آ گئے ہوں گے۔ جس وقت سے آپ کا خط پڑھا ہے برابر آپ کی صحت یابی کے لیے دعا کر رہا ہوں۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ ابھی ڈھائی بجے دن کو فریدہ سلمہا نے اپنے موبائل 0091-9897030133 پر دو بار آپ کے دونوں نمبروں پر رابطہ قائم کرنا چاہا بتایا گیا کہ دونوں نمبر مصروف ہیں۔ اب آج رات کو پھر کوشش کروں گا۔ آپ کو جس وقت یہ خط ملے اپنی خیر و عافیت سے مطلع کر کے ممنون کیجیے۔

مولانا محمد عالم مختار حق کا حال سن کر بھی تردد ہوا مولیٰ تعالیٰ انہیں تندرست رکھے۔ فاروقی صاحب اب جس عمر میں ہم لوگ ہیں اس میں اس طرح کے عوارض تو لاحق ہوتے رہتے ہیں، آج

کل میرا بلڈ پریشر بہت گرا ہوا ہے یعنی 106/64 معالج نے ابھی ایک گھنٹہ پہلے مشورہ دیا کہ فلاں دوا بلڈ پریشر کم کرنے کی بند کردوں چنانچہ آج وہ دوا نہیں لی۔ صحت کے لیے آپ لوگوں کی دعاؤں کا طالب ہوں اور آپ لوگوں کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہوں اور برابر رہوں گا۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت کے فاروقی ایڈیشن کا ایک سیٹ کل آپ کے خط کے ساتھ پہنچا۔ تین نسخے پہلے آ چکے تھے کل چوتھا نسخہ آیا۔ ممنون ہوا۔ مولانا عبدالنعیم عزیزی نے فاروقی ایڈیشن پر بہت اچھا مضمون لکھا تھا۔ ترمیم و اضافے کے بعد اب مفید تر ہو گیا ہے وہ اشاعت کے لیے شاید بھیجیں آپ کو۔ خط فوراً لکھیے اللہ آپ کو تندرست کرے اور تندرست رکھے۔ آمین

والسلام

مختار الدین احمد

-----(۱۲۰)-----

علی گڑھ، ۳۰-اپریل ۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

مکتوب مورخہ ۱۵/اپریل ۲۸ کو موصول ہوا پڑھ کر خوش ہوا لیکن نادم ہوا کہ آپ کے متعدد خطوط آ کر جواب طلب خطوط کی فائل میں رکھے ہوئے ہیں میں ابھی ان کے جواب نہیں دے سکا تھا کہ آپ کا تازہ عنایت نامہ تشریف لایا۔ بہت شرمندہ ہوا۔

گذشتہ کئی مہینے بڑی مصروفیت کے گزرے' صحت کمزور رہی' نشاطِ طبع مفقود اور موسم ناہموار۔ ایک کام ہاتھ میں لے رکھا تھا اس کی تکمیل اور تبیضے اور پروف خوانی میں مصروف رہا۔ کل کام تمام کر کے ڈاک کے حوالے کیا' آج خطوط کی فائل نکالی ہے۔ کل شب کو مشفق خواجہ صاحب اور پروفیسر ریاض الاسلام صاحب کو کوئی چار مہینے کے بعد مفصل خط لکھا' آج کی شب آپ کو اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو لکھنے بیٹھا ہوں۔

آپ کے ۸/مارچ، ۱۵/مارچ اور ۳۰/مارچ کے خطوط ملے تھے جواب اب دے رہا ہوں۔

(۱) ۸/مارچ کے خط میں آپ نے صاحبزادہ میاں محمد زبیر صاحب کی علمی فرمائش آئی تھی' اب یاد آیا کہ اس کا جواب آپ کو دے چکا ہوں۔

(۲) ۲۲/مارچ کے خط میں آپ نے ہسپتال سے آنے کا مژدہ سنایا تھا' مگر و نظر کا حمید اللہ نمبر مل گیا تھا۔ ''جہانِ رضا'' کے شمارے ملے تھے۔ پانچ نسخے پروفیسر عزیزی کو بھیج دیے تھے۔

آپ نے اطلاع دی تھی کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کے اب صرف ۳۵۰ نسخے رہ گئے ہیں بقیہ فروخت ہو گئے خوشی ہوئی یہ سن کر۔ فتاوی ملک العلماء چھپ نہیں گیا وہ چھپنے والا ہے۔ آپ چاہیں گے تو کمپیوٹر سے ٹائپ کیے ہوئے اوراق یا ان کی سی ڈی (CD) ہوا کر بھیج دوں گا کہ آپ یا آپ کے یہاں کوئی صاحب اگر چاہیں تو شائع کر دیں۔

(۳) خط مورخہ ۳۰/ مارچ کتاب "لاہور کے مشاہیر کے مدفون" (مدفن؟) کے ساتھ آیا۔ مولانا کو شکریے کا خط لکھ رہا ہوں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کا رسالہ بھی ملا اور تقسیم ہوا۔ یہ اطلاع ملی کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کے نسخے اب ختم ہونے کے قریب ہیں۔ اپنی کامیابی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ ارزاں اڈیشن ضرور شائع کیجیے۔ آپ آہستہ آہستہ صحت یاب ہو رہے ہیں یہ بڑی اچھی خبر ہے آپریشن کے بعد کمزوری لاحق ہو جاتی ہے۔ ان شاء اللہ جلد دور ہو جائے گی۔ ڈاکٹروں کی ہدایت پر عمل کیجیے اور آرام کیجیے۔ دفتر میں فی الحال دو گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھیے پھر آہستہ آہستہ وقت بڑھائیے۔

اب آپ کا مکتوب ۱۵/ اپریل سامنے رکھتا ہوں جو مجھے ۲۸ کو موصول ہوا۔

اتنی ضخیم کتاب کا ایک ہزار کا اڈیشن اس قدر جلد نکل جانا آپ کی بڑی کامیابی ہے اس پر خدا کا شکر کرنا چاہیے۔

سستا اڈیشن تو صحیح معنوں میں اس وقت آپ نکالیں گے جب کتاب کی کتابت پھر خفی ہوگی جس کی وجہ سے سیکڑوں صفحات کم ہو جائیں گے۔ لیکن فی الحال موجودہ اڈیشن کا چربہ چھاپیے، کاغذ ہلکا اور سستا لگائیے' جلد معمولی گتے کی ہو۔ ایک کام یہ کیجیے کہ کسی طرح صفحات کے نمبر تبدیل کرا دیجیے' تصانیف والی جلد (جو دراصل جلد دوم ہے) اسے اپنی صحیح جگہ پر رکھیے۔ مطابق منشائے مصنف۔ ابتدا میں ۴۵ صفحات رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کم ہو سکے تو کم کر دیجیے۔ فہرست مضامین مفصل بنائیے اور خط نستعلیق باریک رکھیے۔ ہاں حیات ملک العلماء مکمل ان اوراق میں چھاپیے' میں نظر ثانی کر کے اسے اپ ڈیٹ کر دوں گا۔ دعا فرمائیے کہ میری سابقہ صحت و شادمانی لوٹ آئے۔

یہ ارزاں اڈیشن آپ شائع کر دیں اس کے بعد ہم تینوں ایک نئے علمی تحقیقی اڈیشن کی تیاری میں لگ جائیں۔ کچھ ترتیب بدلیں کچھ پیراگراف بڑھائیں اور اصل توجہ حواشی و تعلیقات پر ہو۔ کوشش ہم تینوں یہ کریں کہ ہر وہ شخص جس کا ذکر اس میں آئے اس پر ایک مختصر سوانحی نوٹ

ضرور ہو۔ اس میں دوسرے حضرات سے بھی مدد لی جائے۔ ہر صفحے میں ۲۵ ۲۷ سطریں ہوں' حواشی باریک ٹائپ میں ہوں۔ پوری کتاب ایک جلد میں چھاپی جائے۔

آپ نے ہمدانی صاحب کے اڈیشن کا ذکر کیا ہے اور ہندوستان میں اس کی تقسیم کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کوئی ایسی اطلاع نہیں کہ میں اس کی تصدیق کرسکوں۔ میں نے تو اب تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھی' نہ کسی ایسے شخص سے واقف ہوں جس کے پاس یہ نسخہ تحفتہً بھیجا گیا ہو۔

پٹنہ کے مفتیان کرام یا بمبئی کے ناشرین کے پاس سے بھی نسخہ یا نسخے نہیں آئے۔ طبع بمبئی کا صرف ایک نسخہ میرے پاس ہے اور وہ غلام یحییٰ انجم نے بمبئی سے لاکر دیا ہے غالباً یہ انجم کا عطیہ ہے۔ دیتے وقت انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ نسخہ فلاں صاحب نے بمبئی سے آپ کو تحفتہً بھیجا ہے' اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نسخہ بھی انجم کا عطیہ ہے۔

آپ نے تین نسخے بھیجے تھے اس کے بعد بھی شاید ایک دو نسخہ آیا تھا صحیح تعداد آپ کو یاد ہوگی۔ آپ پچاس نسخے بھیجنا چاہتے تھے میں نے منع کیا تھا اور لکھا تھا کہ مکتبۂ نبویہ زیادہ سے زیادہ فروخت کرے یہ بات مناسب اور ضروری ہے۔ ہاں چند نسخے ضرور بھیج دیجیے کہ جو لوگ جانتے ہیں کہ کتاب میں نے لاہور میں چھپوائی ہے وہ مجھ سے طلب کرتے ہیں۔ بعض صاحبوں کو پٹنہ پور بندر یا بمبئی سے کتاب حاصل نہ ہوگی تب انہوں نے میری طرف رجوع کیا۔

میں نے آپ کے پہلے تین نسخوں میں ایک اپنے پاس رکھا' ایک خدا بخش لائبریری پٹنہ کو بھیجا اور تیسرا نسخہ مفتی الٰہی بخش اکیڈیمی کے کتب خانے کو بھیج دیا تھا۔ بعد میں ایک دو نسخہ آیا (صحیح تعداد اس وقت یاد نہیں) اس میں سے ایک نسخہ پروفیسر عزیزی کو بھیج دیا تھا۔ آپ چند نسخے بوقت فرصت مجھے بھیج دیں اور ایک نسخہ میرے بھانجے مولوی حسن امام نسیم الحق ایگزیکٹو انجینئر امام منزل' عظیم آباد کالونی' P.O. Mahendra پٹنہ ۔۸۰۰۰۰۶ کو بھیج دیجیے' یہ حسن امام انجینئر مقیم امریکہ کے بڑے بھائی ہیں۔ انہوں نے حیات ملک العلماء کے مسودے کے حصول کے لیے بہت کوشش کی اور مفتی محمود احمد صاحب کے وطن تک کی دوڑ لگائی تھی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ انہیں مفتی مطیع الرحمٰن اور مولوی سید ولی الدین صاحب سے اب تک اس کتاب کا کوئی نسخہ حاصل نہیں ہوسکا ہے۔

معلوم نہیں آپ کے یہاں سے اس سال بریلی کے وفد میں کون حضرات شامل تھے۔ غالباً

دو پروفیسر صاحب اسلام آباد والے تشریف نہیں لائے جنہوں نے میرا تحفہ آپ تک نہیں پہنچایا یا پہنچایا تو بہت بعد کو تقاضوں کے بعد! بہر حال یہاں علی گڑھ کوئی نہیں آیا۔ آپ نے اچھا کیا کہ ان کے ہاتھ کچھ نسخے بریلی کے علی مدد کو بھجوا دیئے ورنہ وہ اس سے محروم رہتے۔

پروفیسر عزیزی نے آپ کو مضمون بھیجے ہیں اور چھپوانے میں جلدی کی۔ مسودے کی جو شکل بعد کو پیدا ہوئی وہ ہر لحاظ سے مکمل جامع اور بہتر ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اب آپ کو بھیج دیا ہے شاید نہ ملا ہو تو جو مسودہ میں بھیج رہا ہوں اس کی مدد سے یہ مضمون شائع کر دیجیے۔

اس طویل خط سے سابق کی کوتاہیوں کی تلافی ہو گئی ہو گی۔ والسلام

مخلص اور آپ کا دعا گو

مختار الدین احمد

----(۱۶۱)----

علی گڑھ، ۲۳۔مئی ۲۰۰۳ء، یکشنبہ

فاروقی صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

مکتوب مورخہ ۱۴ مئی موصول ہوا جس سے معلوم ہوا کہ میرا پچھلا خط آپ کو نہیں ملا۔ تردد ہوا، ڈائری دیکھی تو خط کی روانگی کی تاریخ کہیں نہیں ملی جو میں عام طور پر درج کر لیا کرتا ہوں۔ بچوں نے تلاش شروع کی تو ایک فائل میں لفافہ رکھا ہوا ملا۔ لفافہ بند کر دیا گیا تھا ارادہ یہ ہو گا کہ آدمی کو ڈاک گھر بھیج کر محصول دریافت کر کے ٹکٹ چسپاں کر کے لیٹر بکس میں ڈال دیا جائے گا، لیکن اس لفافے پر کچھ اور کاغذ ایک کتاب اور اخبار رکھ دیا گیا اور یہ نظر سے اوجھل ہو گیا بعد کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ لفافہ ڈاک گھر پہنچا دیا گیا۔ فاروقی صاحب ۸۰ سال کی عمر ہوئی اب حافظے کے یہ کھیل تماشے تو ہوتے رہیں گے۔ دعا کیجیے کہ قبل اس کے کہ حافظہ زیادہ متاثر ہو کچھ علمی وادبی کام اور کچھ دینی خدمات انجام دے دوں۔

کتب و رسائل ملے۔ ڈاکٹر عزیزی کو افتراق اور اپنی طرف سے محمد عالم مختار حق صاحب کا مرتب کردہ رسالہ بھی بھیج دیا کہ یہ مفید رسالہ ہے۔

حیات اعلیٰ حضرت (فاروقی اڈیشن) کی اشاعت دراصل آپ کا کارنامہ ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ برکاتی فاؤنڈیشن نے جس قیمت پر فروخت کرنا شروع کیا ہے اس سے آپ کو نقصان تو نہیں پہنچا؟ کس قیمت پر وہ فروخت کر رہے ہیں۔ اس کا ایک اچھا اڈیشن ان شاء اللہ آپ ہی شائع کریں گے جو ملک کے کونے کونے تک پہنچ جائے گا۔ آپ تو یہ چاہیں گے کہ فاروقی

ایڈیشن کا عکسی ایڈیشن نکال دیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ نئے سرے سے باریک ٹائپ میں کمپوز کرائیے۔ تیس تیس سطری مسطر پر۔ اس طرح ضخامت بہت کم ہو جائے گی اور ہلکا کاغذ اور معمولی جلد بندی کی وجہ سے لاگت بہت کم آئے گی۔ لیکن بہر حال آخری فیصلہ آپ ہی کریں گے۔ ہاں ترتیب میں دوسری جلد اپنی اصلی جگہ پر منشائے مصنف کے مطابق رکھی جائے گی اور تینوں جلدیں ایک جلد میں آپ لے آئیں گے۔

جو صاحب بڑی تقطیع پر ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی کتابت کرا رہے ہیں انھیں ہدایت کر دیجیے کہ دوسری جلد اپنی جگہ پر رکھیں اور چار حصوں میں اسی طرح رکھیں جس طرح مصنف علام نے رکھا تھا۔

آپ نے ''فکر رضا'' اور ''حدائق بخشش'' بھیجنے کا اس خط میں ذکر کیا ہے لیکن یہ ابھی نہیں پہنچیں۔

جہاں تک ان مکتوبات کا ذکر ہے جو آپ چھاپنا چاہتے ہیں تو یہ کام جس قدر جلد ہو جائے اچھا ہے۔ اگر اس وقت کام ہو گیا تو ہو گیا جوں جوں ہماری عمر بڑھتی جائے گی ہم ذہول کے شکار ہوتے جائیں گے اور قویٰ کمزور ہوتے جائیں گے۔ اس وقت مولانا پورا تعاون کر سکتے ہیں پھر طرح طرح کے مسائل پیدا ہونے لگیں گے۔ اس وقت آپ کی علالت کی وجہ سے بھی مسائل کچھ پیدا ہوئے ہوں گے، مولیٰ تعالیٰ وسائل جلد فراہم کر دے۔ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کی طباعت میں بھی آپ کا خاصا سرمایہ لگ گیا ہوگا۔ آپ فی الحال دس خط ہر ماہ شائع کرنا چاہتے ہیں، دس خط تیس ہر ماہ ۱۶ صفحے چھاپیے آخر رسالہ میں۔ ان کے صفحات کے نمبر علیحدہ رکھیے، دوسری قسط صفحہ ۱۷ سے اور تیسری قسط صفحہ ۳۳ سے شروع ہو۔ اسی طرح آخر تک۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ آپ کے کچھ قارئین ان خطوط کی اشاعت کا سلسلہ پسند نہیں کریں گے وہ چاہیں گے کہ اعلیٰ حضرت، خلفا و تلامذہ کے حالات پر مضامین چھپیں اور خطوط چھاپنے ہوں تو ان کے چھاپیں میرا خیال ہے وہ حق بجانب ہیں۔ خلفا و تلامذہ اور دوسرے علماء اہلسنت کے خطوط دوں گا آپ وہ شائع کریں تو ''جہانِ رضا'' کے مزاج کے مطابق ہوگا۔ آپ کے قارئین میں علمی و ادبی مذاق رکھنے والے کم ہوں گے۔

ایک شکل سمجھ میں آتی ہے۔ یہ خطوط ۲۹، ۳۰ سطری مسطر پر کمپوز کرائے جائیں۔ نظیر صدیقی کے خطوط کمپوز ہوئے ہیں۔ یا میں نے سید حسنین کے خطوط کمپوز کرائے ہیں (نمونہ بھیج رہا ہوں) حواشی کچھ اور خفی رکھے ہیں، دو سو صفحات میں سارے خطوط آ جانے چاہئیں۔ اگر آپ یہاں

کمپوزنگ گراں ہو تو میں یہاں انتظام کر دوں گا۔ یہاں ۱۸ یا ۲۰ روپے فی صفحہ میں کمپوزنگ ہو جائے گی۔ تصحیح کا انتظام بھی ہو جائے گا' آپ اس زحمت سے بچ جائیں گے۔ کتابت کرا کے تصحیح کر کے یہ اوراق یا ان کی فلاپی آپ کو بھیج دی جائے گی۔ آپ اخراجات بچانے کے لیے نہایت سستے اور ہلکے کاغذ پر طبع کرائیے اور معمولی جلد بندی یا کارڈ بورڈ پر سرورق چھپوا کر جزبندی کرا دیجیے۔ اس طرح آپ بہت سی زحمتوں سے اور محنت سے بچ جائیں گے۔

اس کے لیے پہلا قدم آپ کا یہ ہوگا کہ سارے خطوط کی اچھی عکسی نقل ذرا صاف اور واضح بڑی تقطیع پر بنوا کر بھیج دیں۔ میں خطوط اڈٹ کر دوں گا ضروری حواشی بھی مختصر طور پر اسی کاغذ پر لکھ دوں گا اور وہی پریس چلا جائے گا۔ دوسری نقل تیار کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

کتاب کے مرتب آپ ہوں گے۔ جب خطوط کمپوز ہو جائیں تو آپ مختصر سی تمہید لکھ دیں۔ خطوط کی تعداد مجھے معلوم نہیں' بہر حال نہیں ۲۰۰ یا زیادہ سے زیادہ ۲۵۰ صفحات میں لے آنا چاہیے۔ -/۳۶۰۰ یا -/۴۰۰۰ کمپوزنگ پر خرچ ہوں گے۔ مکتبۂ نبویہ کے بجائے ناشر کوئی علمی ادبی ادارہ ہو تو بہتر ہے۔ کیا آپ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن الوقار پبلشنگ ہاؤس' لاہور سے واقف ہیں' کتاب ان کی طرف سے بھی چھپ سکتی ہے۔ انہوں نے میری کتاب ''نقد غالب'' چھاپی ہے۔ معین الرحمٰن صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں صدر شعبہ اردو تھے بعد کو وہاں کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

اب یہ خط آپ کے نام کا لفافہ کھول کر اس میں رکھ کر ہیڈ پوسٹ آفس بھیج رہا ہوں کہ دودھ پور کے ڈاک گھر میں رجسٹری کا وقت ختم ہو گیا۔ فی الحال صبح دفتر آ یئے دو ڈھائی گھنٹہ دفتر کا کام دیکھ کر گھر جائیے اور آرام کیجیے۔ چند مہینے مزید احتیاط کرنا بہتر ہوگا۔ موسم بہت غیر معتدل ہو رہا ہے۔ اللہ آپ کا اور ہمارا والی و ناصر ہو۔ والسلام مختارالدین احمد

-----(۱۶۲)----

علی گڑھ، ۱۳- جون ۲۰۰۳ء، یکشنبہ

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

مکتوب مورخہ یکم جون موصول ہوا جس سے میرے خطوط (۳۰/اپریل ۲۲ مئی) ملنے کی اطلاع ملی۔ فتادوں کی کمپیوٹر سے تیار کیے ہوئے اوراق کی عکسی نقل یا اس کی C.D بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ اب کے دوستوں کا کوئی ارادہ زیادہ نہیں دو ڈھائی سو چھاپ لے اور فی نسخہ اٹھائے۔

جی ہاں حیات اعلیٰ حضرت کے متعدد اڈیشنوں کے نکل جانے کی وجہ سے فروخت کی رفتار پر ضرور اثر پڑا ہوگا لیکن آپ کو سکون اس بات سے ضرور ہوتا ہوگا کہ آپ یہ کام شروع نہ کرتے تو اس کتاب کے مختلف اڈیشن ملک کے کونے کونے تک نہ پہنچ پاتے۔ خوشی یہ ہے کہ آپ کا اصل مقصد پورا ہوا۔

اس بار جو ایک تحریر آپ نے چھاپی ہے وہ جس قدر طول طویل ہے اتنی ہی بے مزہ۔ یہ لوگ کیا آپ کی تحریر نہیں پڑھتے۔ آپ جب ارض پاک یا کہیں اور کے تاثرات لکھتے ہیں تو ایسے دلچسپ ہوتے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ آپ کچھ اور لکھتے۔ اور بعض تحریریں ایسی بے جان اور بے لطف ہوتی ہیں کہ درمیان میں چھوڑ دینے کو دل چاہتا ہے۔ صفحہ ۲۹ پر سطور ۴۔ ۹ حذف کر دینا تھا یا مناسب ترمیم۔ رسالے کے ایڈیٹر کا کام ڈاکیے کا نہیں کہ ایک طرف سے مضمون آیا اور اس نے دوسری طرف پریس کو بھیج دیا۔ ایڈیٹر کا کام مناسب اڈیٹنگ ہے۔

صفحہ ۸ سطر ۹ پر مؤلف کے بعد کیا کسی لفظ کے اضافے کی ضرورت نہیں تھی۔ جبکہ سطر ۱۱ اور ۱۷ پر موجود ہے۔ نام میں "قادری" کا ہمیشہ اضافہ کیا کیجیے۔

حیات اعلیٰ حضرت کا ایک سیٹ موصول ہوا' پشند بھیج رہا ہوں۔

جی ہاں از سر نو کتابت پر بڑی رقم خرچ ہوگی۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں' لیکن کیا موجودہ کتابت کو کمپیوٹر کے ذریعہ باریک نہیں کیا جا سکتا' یعنی بین السطر کی جگہ کم کر دی جائے حروف باریک کر دیے جائیں کہ ہر صفحے میں پچیس تیس سطریں آ جائیں کہ ضخامت کم ہو جائے اور کتاب ایک جلد میں شائع کر دی جائے۔ کوئی مجھ سے کہتا تھا کہ کمپیوٹر طباعت میں یہ ممکن ہے۔

مولانا کا کوئی خط یا مرسلہ کتاب اب تک نہیں پہنچی' ابھی صبح کے دس بجے ہیں ڈاک ۳ بجے تک آنے کی توقع ہے۔ ان سے خطوط کی ترتیب دینے میں مدد لیجیے۔ فی الحال تین چار ماہ مسلسل اپنے رسالے میں چھاپ کر ردعمل دیکھئے۔ ہر ایشو میں ۱۶ صفحات اس کے لیے مخصوص رکھیے دوسرے ماہ کے سولہ صفحات پر ۱۷۔ ۳۲ اور تیسرے ماہ صفحہ نمبر ۳۳ تا ۴۸ ڈالیے۔ خطوط تاریخی ترتیب سے درج ہوں۔ مندرجات پر کڑی نگاہ ڈالیے اور جو باتیں قابل اشاعت نہ ہوں انہیں حذف کر دیجیے۔ ایک پروف پڑھوا کر درست کرا کے دوسرا پروف مجھے بھیج دیں۔ سارے کام چھوڑ کر دو دن میں واپس کرنے کی کوشش کروں گا۔ سطور فی صفحہ ۲۹ یا ۳۰ رکھیے اور وہ حروف استعمال کیجیے جو "ادارے" کے ہیں۔ سفرنامہ جن حروف میں کمپوز ہوا وہ خوبصورت نہیں۔

مولانا کے حواشی خطوط کے درمیان نسبتاً باریک حروف میں ہوں۔ جس طرح میں نے ''نظیر صدیقی کے خطوط'' میں حواشی رکھے ہیں۔ پاورقی کے بجائے اس طرح حواشی کمپوز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

میں نے ''نظیر صدیقی کے خطوط'' کے نسخے آپ کو اور مولانا محمد عالم مختار حق کو بھیجے تھے یاد نہیں آتا کہ ان کی رسید آئی ہو۔

کاغذ گراں ہو اور اچھا لگانا چاہیں تو ۵۰۰ کی جگہ ۲۵۰ نسخے چھاپئے۔ ۵۰۰ چھاپنے ہوں تو کاغذ اور جلد معمولی رکھیے۔ خطوط بنام فاروقی چھپ جائیں تو اس تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خطوط بنام محمد عالم مختار حق شائع ہوں۔ ان کے نام کے خطوط کے مندرجات میں شاید کچھ علمی و ادبی باتیں ہوں۔ اس جلد کی اشاعت کی نوبت آئے تو شاید راشد شیخ (کراچی) کچھ دلچسپی لیں۔

آپ کی صحت و عافیت کے لیے برابر دعا کرتا رہتا ہوں۔ خدا آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۹۳)----

علی گڑھ، ۲۴-جولائی ۲۰۰۴، ۳ بجے دن

محب گرامی السلام علیکم!

آپ کی طرف سے بہت تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ نہ آپ کا کوئی والا نامہ تشریف لایا نہ کوئی کتابوں کا پارسل پہنچا نہ آپ کا رسالہ آیا جس سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوتی اور نہ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا خط آیا جس کی بشارت آپ نے پچھلے ماہ کے خط میں سنائی تھی کہ روانہ ہونے والا ہے۔ ان ساری چیزوں نے اوہام پیدا کرنے شروع کیے خدانخواستہ آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہے اور اسی لیے خطوط وغیرہ نہیں آرہے ہیں..... الحمدللہ کہ ابھی دو گھنٹے پہلے آپ سے گفتگو کرکے اور آپ کی آواز سن کر سارے اوہام باطل ہوئے اور آپ کی خیر و عافیت معلوم کرکے نہایت خوشی ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم اور ہمیشہ صحت مند رکھے کہ آپ بدستور دین و ملت اور علم و ادب کی خدمت کرتے رہیں۔

ایک صاحب ذوق کے کتب خانے کے حصول کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ خدا کرے اس کی مناسب فروخت سے آپ کو اس قدر نفع ہو کہ پچھلے نقصانات (اگر ہوئے ہوں) تو اس کی تلافی بوجوہ احسن ہو جائے۔ اگر آپ کو مناسب آدمی مل جاتا جو اس کی مکمل فہرست بنا دیتا اور آپ

یہ فہرست اچھی طرح اہل علم وصاحب ذوق اصحاب میں تقسیم کرا دیتے تو اس کا امکان تھا کہ کتابوں کی قیمت زیادہ ملتی۔ لیکن اس عمل میں تاخیر ہوتی اور اس کدوکاوش کا نتیجہ دیر میں نکلتا۔ بہر حال الخیر فی ما وقع۔ آپ نے ایک خط تو میری تسلی کے لیے آج بلکہ لکھ لیا ہوگا اب اس خط کے ملتے ہی دوسرے خط میں تفصیلات اس کتب خانے کی لکھیں۔ کس قسم کی کتابیں ہیں؟ مخطوطات وغیرہ بھی ہیں کس قیمت کو کتب خانہ حاصل ہوا اور فروخت کتب کی رفتار کیسی ہے؟

میری خاص دلچسپی کی کتابیں بہت کم ہوں گی۔ عربی و فارسی و اردو ادبی کتابیں کم ہوں گی، دواوین تذکروں اور خوش نوشت سوانح حیات میں میری خاص دلچسپی ہے۔ اب اپنی پسند کی کوئی کتاب بھیجیں نہیں صرف مصنف اور کتاب کا نام لکھیں ضرورت ہوگی تو منگواؤں گا ورنہ آپ قدردانوں کو فروخت کر دیں۔

مولانا کو تاکید کیجیے کہ مفصل خط فوراً لکھیں ''جہانِ رضا'' کیوں اب تک نہیں آیا۔ خطوط جو آپ شائع کرنا چاہتے تھے ان کی ترتیب واشاعت کا کام تو کتب خانے کی مصروفیت کے سبب ملتوی ہو گیا ہوگا۔

میں ان شاء اللہ اگست کے تیسرے ہفتے میں چار پانچ دنوں کے لیے عمان/ اردن پہنچ رہا ہوں افسوس ہے کہ واپسی کراچی لاہور کے ذریعہ نہ ہو سکے گی۔ لاہور آنے کا اور آپ سے ملنے کو دل بہت چاہتا تھا بلکہ آپ کے قریب کسی جگہ دو چار دن قیام کا ارادہ تھا لیکن ایک تو عمان سے کراچی لاہور واپسی کا کرایہ بہت بڑھ گیا ہے ہزاروں کا اضافہ ہو گیا ہے پھر ویزہ کا حصول ایک تکلیف دہ عمل ہے، اس لیے لاہور نہ آسکوں گا۔ خط لکھتے رہیے اور اپنے حالات وعلمی کوائف سے مطلع کرتے رہیں۔ آپ کی خیر وعافیت کا طالب۔ مخلص مختارالدین احمد

-----(۱۶۴)-----

عمان/ اردن ۱۹/ اگست ۲۰۰۲ء

محب گرامی السلام علیکم!

مکتوب مورخہ ۹/ اگست اور اورینٹل کالج میگزین کے دو شمارے بحفاظت تمام پہنچے ہر چند پیکٹ رجسٹرڈ نہ تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عام ڈاک سے کتب ورسائل اور خطوط پہنچ جاتے ہیں، آئندہ اس پر عمل کرنے میں کچھ حرج نہیں، ہاں کوئی اہم خط، اہم کتاب اور رسالہ ہو تو اور بات ہے۔ ڈاک کے اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ یہ احتیاط اب ضروری ہو گئی ہے آپ

لوگوں کے لیے خاص طور پر کہ آپ کے یہاں ڈاک کی شرح بہت بڑھ گئی ہے۔

آپریشن کے بعد کمزوری عام طور پر بڑھ جاتی ہے' آج کل آپ اسی دور سے گزر رہے ہیں لیکن یہ عارضی ہے ان شاء اللہ آپ جلد چاق و چوبند ہو جائیں گے اور آپ کے سارے پروگرام معمول پر آ جائیں گے۔

ذخیرۂ کتب کی خریداری اور فروخت کا حال معلوم ہوا۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ خریداری کتنے میں ہوئی تھی۔ دعا ہے کہ اس سے آپ کو اتنی بچت ہو گئی ہو جس سے آپ کے علاج معالجے کے اخراجات اک گونہ پورے ہو گئے ہوں۔

مولانا تو ایک بڑے کام میں لگ گئے اس میں بہت وقت خرچ ہوگا' کوشش کیجیے کہ جس کام کی طرف آپ نے متوجہ کیا ہے انہیں' اس میں وہ جلد لگ جائیں۔ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ فی الحال آپ دو تین مہینے تک اپنے رسالے میں' آخر میں ۱۶ صفحے اس کام کے لیے وقف کر دیں۔ تین مہینے کے بعد آپ دیکھیں کہ دوستوں کے تاثرات کیا ہیں۔ کچھ خاص خیال کے اور کچھ قدیم علماء کے تاثرات کا تو ابھی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ عام قاری اور ایک خاص طبقہ ایسی چیزیں پسند کرے گا۔ آپ مولانا سے کہیں کہ فی الحال ابتدائی پچاس ساٹھ صفحے اس کے تیار کر دیں اپنے حواشی کے ساتھ۔ کچھ مجھ سے پوچھنا ہو تو بلا تکلف لکھیں۔

کل ۵ رجب/ ۲۱- اگست سے یہاں موسسۃ آل البیت الفکر الاسلامی کا تیرھواں اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ ایک گھنٹے کے افتتاحی جلسے کی صدارت صاحب السمو الملکی الامیر حمزہ بن الحسین ولی العہد المعظم جو ہماری موسسۃ آل البیت کے سرپرست ہیں' فرمائیں گے۔ اس میں موسسۃ کے چند نئے علماء و فضلا کی رکنیت کا اعلان ہوگا۔ میں کوئی ۱۲ سال سے اس موسسۃ (فاؤنڈیشن) کا رکن ہوں اب مجھے اس کی ورکنگ کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا ہے' یعنی "الاعضاء العاملون" میں آ گیا ہوں۔ ولی عہد معظم اس کا اعلان فرمائیں گے اور مجھے اس سلسلے میں وسام تفویض فرمائیں گے۔ اس سال ۸۲ ملکوں سے اسکالرز تشریف لا رہے ہیں۔ یہ چند دن ان شاء اللہ دنیا بھر کے علماء و فضلا کے درمیان گزریں گے۔ اسلامی ممالک کے علاوہ یورپ اور امریکہ کے اسکالرز بھی شرکت کر رہے ہیں۔

کل صبح ساڑھے چھ بجے دہلی سے جورڈنین ایئرویز کے جہاز سے روانہ ہوا اور ساڑھے پانچ گھنٹے میں یہاں پہنچ گیا۔ موسسۃ نے ہوائی ٹکٹ بزنس کلاس کا بھجوایا تھا (جس میں اس کے

-/١٥٥٤٥ روپے خرچ ہوئے) اس لیے سفر بہت آرام سے گزرا۔ بیگم صاحبہ کا اصرار تھا کہ میں تنہا سفر نہ کروں اس لیے میری دیکھ بھال کے لیے میری بیٹی فریدہ مع دو سلمہا ساتھ آئی ہیں۔ کیسے لطف کی بات ہے بیرزادہ صاحب! ایک زمانہ تھا کہ ان بچوں کی ہم دونوں میاں بیوی دیکھ بھال کرتے تھے اب یہ بچے بچیاں ماشاء اللہ اس لائق ہوگئی ہیں کہ وہ ہماری دیکھ بھال کریں، اللہ انہیں خوش رکھے۔

ایئرپورٹ پر اعلان ہوا کہ درجۂ حرارت اتنا ہے اور ۹ بج کر ۵ منٹ ہوئے ہیں۔ گھڑی دیکھی تو ۱۲ بج کر دس منٹ ہوئے تھے، یہ ہندوستانی وقت تھا۔ اب گھڑی ٹھیک کر لی میں نے۔ ایئرپورٹ پر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ابراہیم شبوح اور ان کے نائب ڈاکٹر فاروق جواد آئے ہوئے تھے۔ مجھے ایئرپورٹ کے اس علاقے میں لے جایا گیا جہاں شاہ اردن کے شاہی مہمان یا حکومت کے ضیوف کچھ دیر بیٹھ کر قہوہ پیتے ہیں۔ وہاں پروفیسر محمد یوسف نجم سے ملاقات ہوئی جو بیروت یونیورسٹی عربی کے پروفیسر ہیں اور مشہور مصنف اور میرے پرانے دوست۔ میری کتاب ''الحماسۃ البصریۃ'' جو دائرۃ المعارف حیدرآباد سے چھپی تھی دوبارہ بیروت سے ڈاکٹر یوسف نجم کی وساطت ہی سے شائع ہوئی تھی۔

یہاں کے ملازمین کا تعلق ممکن ہے شاہی مہمان خانے کے خاندان سے ہو۔ صوفے پر بیٹھتے ہی گرم گرم سیاہ گاڑھی کافی آئی۔ بغیر شکر اور دودھ کے ہوتی ہے اور نہایت تلخ، فریدہ نے ایک گھونٹ لیا تو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے لائق تھے۔ میں نے اشارہ کیا کہ کسی طرح پوری کافی فرو حلق کرلو ورنہ عرب تہذیب کے خلاف ہوگا۔ غنیمت ہے کہ یہ پیالیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ دو منٹ کے بعد دوسرے صاحب تشریف لائے اور خوبصورت فنجان میں سادہ چائے بغیر دودھ کے لیکن شکر کی آمیزش کے ساتھ (شاید پہلی کافی کے بدلے کے طور پر) لائے۔ پی کر لطف آ گیا۔ یہ تکلفات اس لیے کیے جاتے ہیں کہ آپ ہوائی جہاز سے کار پر بیٹھ کر روانہ نہ ہو جائیں، کچھ دیر آرام کرلیں، منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہو جائیں، کافی اور چائے کے دو گھونٹ لے لیں اور اس عرصے میں موسسہ کے کارکنان آپ کے پاسپورٹ پر دخول وغیرہ کی خانہ پری کرالیں۔ اور دوسرے صاحبان آپ کے سامان کا کوپن لے کر جہاز سے آپ کے سامان کا کسٹم کرا کر باہر کھڑی ہوئی کار میں رکھ دیں اور آپ کو ہر طرح کی زحمتوں سے بچا لیں۔ شاہی مہمانوں کا کسٹم نہیں ہوتا، مہر لگادی جاتی ہے۔ ضیوف اسکالرز ہوتے ہیں ان کے پاس کتابوں اور کاغذات کے

علاوہ کیا ہوتا ہے۔

باہر نکل کر کار میں بیٹھا تو ایسا لگا پتا نہیں نرم و نازک گدوں پر بٹھا دیا گیا ہوں۔ معلوم ہوا شاہ حسین کی ذاتی کار تھی انہوں نے موسسہ کو بطور تحفہ دے دی ہے (ان کے پاس گاڑیوں کی کیا کمی)۔ اقبال کا شعر یاد آ گیا۔ موٹر ذوالفقار علی خاں کا کیا خموش

ریجنسی پیلس پہنچا' یہ پانچ ستارے والا ہوٹل ہے۔ اس کی بیس منزلیں ہیں' دنیا بھر سے ستر اسی مندوبین یہاں ٹرین کے سہارے چلتے ہیں۔ قاعۃ بترا اور قاعۃ العلالی ہوٹل کی بیسویں منزل پر ہوں گے۔ صرف اختتامیہ جلسہ حکومت کے اہتمام میں المرکز الثقافی الملکی میں ہوتا ہے۔ ضیوف کے لیے کھانے پینے کا سارا اہتمام یہیں ہے اس طرح ہم لوگوں کو بہت آسانی ہوتی ہے۔

پہلے دن کا ڈنر ولی عہد معظم قصر بسمان العاشر میں دے رہے ہیں۔ دوسرے دن ۲۳/ اگست کی شب کا کھانا جلالۃ الملک عبداللہ الثانی ابن الحسین المعظم کی طرف سے ہے جس کا اہتمام صاحب السمو الملکی غازی بن محمد المعظم قصر بحان میں کریں گے۔ ۲۳/ کی صبح تو ہم لوگ عمان کے قدیم آثار دیکھنے جائیں گے' دن بھر جلسے ہوتے رہیں گے۔ ان کی دعوت صاحب السمو الملکی امیر حسن بن طلال المعظم مدینۃ الحسن للشباب قاعدہ عمان میں دے رہے ہیں۔

۲۴/ کو مہمان اصحاب موتہ اور مقامات صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زیارت کو جائیں گے اور کچھ لوگ صحابہ کرام کے مزارات کی زیارت کو نکل جائیں گے اور شہر عمان اور آس پاس کے علاقوں کی سیر کریں گے۔ اب مہمان رخصت ہونے لگیں گے۔ میں ان شاء اللہ ۲۵/ کی شب کو دہلی کے لیے روانہ ہوں گا۔ دو دن ٹھہر کر جامعہ عمان میں ڈاکٹر عبدالکریم خلیفہ صدر شعبہ عربی اور ڈاکٹر عبدالعزیز المروری شعبہ تاریخ سے خصوصی ملاقات کروں گا۔ ویسے تو روزانہ ان سے کانفرنس میں اور ڈنر پر ملاقات ہوتی ہی رہے گی۔ یونیورسٹی اور لائبریری جاؤں گا تو اور اساتذہ سے بھی ملاقات کا موقع مل جائے گا۔ اندرون شہر جا کر کچھ تازہ مطبوعات بھی خریدنے کا ارادہ ہے۔ بیٹی فریدہ بھی شاپنگ کر لیں گی۔ الی اللقاء یعنی آپ کے خط آنے پر دوسرا خط لکھوں گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام۔

مختار الدین احمد

-----(۱۲۵)-----

علی گڑھ، ۳۱/ اکتوبر ۲۰۰۳ء

محترم و مکرم السلام علیکم!

۵/ستمبر کا مفصل خط ملا، اس سے پہلے ۱۸/اگست کا مرسلہ پیکٹ ملا تھا جس میں مکتوبات کے ۱۶ صفحات اور آپ کا گرامی نامہ بھی تھا۔ بہت خوش ہوا۔ پھر طبیعت اعتدال پر نہ رہی اور کچھ مکروہات میں مبتلا رہا۔ آپ کو جواب نہ دے سکا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ آپ کو میرے خطوط کا کس قدر انتظار ہوگا۔

''جہانِ رضا'' کے شمارے اور مکتوبات (۱) کے سولہ صفحات ملے۔ باریک خط کے اپنے فوائد ہیں، کم صفحات میں زیادہ مواد آپ پیش کر سکتے ہیں۔ دس شماروں میں یعنی ۱۶۰ صفحات میں میرا خیال ہے آپ کے نام سارے خطوط یا بیشتر خطوط چھپ جائیں گے بشرطیکہ آپ پابندی سے ہر ماہ ایک قسط چھاپتے رہیں۔

حواشی مفید ثابت ہوں گے لیکن فی الحال خطوط چھپ جائیں گے حواشی آخر میں شائع کیے جا سکتے ہیں۔ ہاں اس کے لیے ابھی سے اعلام وکتب ومقامات وغیرہ پر نشان لگائیں اور بوقت فرصت ان پر آپ دونوں احباب نوٹس لکھتے جائیں۔ میں بھی اس میں تعاون کروں گا۔

آپ اپنے احباب میں خلیل احمد رانا وغیرہ سے بھی حواشی مرتب کرنے میں مدد لیں آپ نے مجھ سے تجاویز، ترامیم اور مشورے طلب کیے ہیں کیا کتابی انداز میں چھاپنے سے پہلے اس کے روشن امکانات ہیں کہ آپ کمپوز کیے ہوئے میٹر و ترمیم و تنسیخ وغیرہ واضح نہ کر سکیں، کمپوز کرنے والے کو زیادہ زحمت تو نہ ہوگی۔ مکتوبات کا ایک نسخہ واپس بھیج رہا ہوں۔ کچھ مطبعی اغلاط کی تصحیح کر دی ہے۔

اگر آپ ایک خط کمپوز کرا کے تصحیح کرانے کے بعد مجھے بھیج سکیں تو میں دیکھ کر دو دن میں آپ کو واپس بھیج دوں گا۔ کبھی کبھی احتیاط کے باوجود کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غلطیوں پر نگاہ نہیں پڑتی۔ حیاتِ اعلیٰ حضرت کی طباعت کے سلسلے میں مرسلہ پروفوں پر میری تصحیحات دیکھ کر آپ کو اس کا اندازہ ہوگا۔ مرسلہ ۱۶ صفحے دو دن میں یا اگر موقع ملا تو دوسرے دن آپ کو بھیج دینے کی کوشش کروں گا۔

خطوط پر شہرت رائے شائع کرنے سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ دوسرے قارئین پر اچھا اثر ہوگا اور وہ بھی آپ کے ہم خیال ہو جائیں گے۔

اب کچھ مکتوب مورخہ ۷/ستمبر کے سلسلے میں: اطمینان ہوا کہ آپ کو عمان سے بھیجا ہوا خط مورخہ ۱۹/اگست بحمداللہ تمام مل گیا۔ فرمان شاہی جو مؤسسہ آل البیت الفکر الاسلامی کی

عضویت (رکنیت مجلس عاملہ) کے سلسلے میں نکلا تھا اس کا عکس بھیج رہا ہوں۔ مولانا کو بھی دکھا دیجیے۔

آپ کی صحت اب مائل بہ اعتدال ہے اور آپ اپنے کام معمولات کے مطابق کر رہے ہیں اس سے بہت خوشی ہوئی۔ دواؤں اور غذاؤں کا خیال رکھیے۔ اطبا مشورہ دیں تو کچھ مقویات بھی اس لیے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی قریب ہے۔ یہ بے خوابی ٹھیک نہیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم و مغفور زندہ ہوتے تو آپ کے لیے کوئی خمیرہ یا کوئی مسکن نوسخہ تجویز فرماتے۔

حیات اعلیٰ حضرت کی فروخت کی سست رفتاری سے تردد ہوا۔ سست رفتاری کی وجہ آپ سے معلوم کر کے مزید افسوس ہوا کیسے لوگ ہیں یہ ''معتقیان کرام'' کی آپ کے یہاں بھی کمی نہیں معلوم ہوتی۔ خیر فی الحال مالی نفع نہ سہی۔ اصل نفع تو آپ نے حاصل کر لیا کہ اعلیٰ حضرت کے ذکر کی خوشبو اور حضرت کی تصنیف آپ نے دور دور تک پھیلا دی۔ آپ کے یہاں کے اصحاب جو اس کے غیر اخلاقی اڈیشن نکال رہے ہیں وہ ایک طرح سے آپ ہی کے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی فضیلت اور ان کے علمی کارناموں سے لوگوں کو واقف کرا رہے ہیں۔

تبصرے کی پہلی قسط کاش چھپوانے سے پہلے وہ مضمون مجھے بھیج کر مشورہ طلب کر لیتے۔

مولانا وجاہت رسول قادری بڑے لائق لوگوں میں ہیں۔ میں ان سے اور ان کے کاموں سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اگرچہ ملاقاتیں صرف دو بار ہی ہوئیں۔ ایک بار تو انہوں نے اپنے ادارے کی ایک کانفرنس میں کراچی مجھے مدعو کیا اور میں ان کا مہمان بنا اور انہیں اور ادارے کے رفقاء کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ دوسری بار وہ جب بریلی عرس اعلیٰ حضرت میں تشریف لائے تھے تو علی گڑھ کو وہ نہیں بھولے ہر چند یہاں ان کا قیام مختصر رہا لیکن ہم سب ان سے مل کر بہت مسرور ہوئے۔ خدا انہیں شاد و آباد رکھے اور ان کی دینی کوششوں کو کامیاب کرے۔

ہاں ان کا رسالہ اس طرف کئی مہینے سے نہیں موصول ہوا۔

صحیح البہاری مجلد اول کی ترتیب و اشاعت اور اس کے ترجمے کا کیا ہوا۔ بہت دنوں سے آپ سے پوچھنا چاہتا تھا اور یہ بھی کہ حافظ فیاض حسین اور مولوی آصف حسین صاحب آج کل کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان اصحاب نے اشاعت کتب کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ مدت سے کچھ نہیں سنا ان کے بارے میں۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کی خدمت میں سلام شوق۔ یہ خط ان کے لیے بھی ہے اور میرا کون سا خط ان کے لیے نہیں ہے! آپ کی اور ان کی صحت کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۶۶)----

باسمہ

علی گڑھ، ۸/اکتوبر ۲۰۰۴ء

فاروقی صاحب السلام علیکم!

رسالے کے نئے شمارے اور خطوط کی دوسری قسط کا سخت انتظار ہے۔ پچھلا شمارہ یکم ستمبر کو خطوط کے کچھ فرموں کے ساتھ موصول ہو گیا تھا۔ ۲۴ ستمبر کو شائع شدہ ۱۶ صفحات دیکھ کر درست کر کے رجسٹری سے بھیج دیے تھے کہ آئندہ اس نہج پر یہ خطوط کمپوز ہوں۔ سرنامے پر مقام اور تاریخ کے ساتھ نمبر شمار ضرور درج ہو۔ خیال یہ ہے کہ دوسری قسط چھپ گئی ہوگی اور راہ میں ہوگی۔

تیسری قسط اگر آپ جلد کمپوز کرا کے تصحیح کے بعد بھیج دیں کہ ایک نظر پروفوں پر میں بھی ڈال لوں تو خوب ہو۔

اپنی خیر و عافیت لکھیے۔ میرا فون 2703517 آج کل علیل ہے اور اطبا و بڑی فیس مانگتے ہیں۔ بہر حال چند دنوں میں افاقہ متوقع ہے افسوس کہ آپ کا حال نہ پوچھ سکا امید ہے آپ ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۶۷)----

علی گڑھ، ۱۹/نومبر ۲۰۰۴ء

۶/شوال المکرم ۱۴۲۵ھ

مکرم و محترم جناب فاروقی صاحب السلام علیکم!

مورخہ ۲۵/اکتوبر ۳۰/کو ملا آپ کی خیر و عافیت جان کر خوشی ہوئی اور اس بات سے مسرت کہ علالت و نقاہت و ضعف کے باوجود بحمدہٗ روزے تراویح اچھے گزرے اور یہ کہ حرم شریف کی رونقیں بھی ٹی وی کے پردے پر دیکھتے رہے۔ میں ٹی وی پر بھی دیکھتا رہا اور سنتا رہا، لیکن مجھے زیادہ لطف ریڈیو سے قرآن سننے میں آیا۔ دعا ہے کہ خدائے عزوجل آپ کے اور ہمارے روزے تراویح قبول فرمائے اور ہمیں تندرست و توانا رکھے۔

مرسلہ خط جو طویل اور بیزار کن ہے سرسری طور پر پڑھ لیا۔ بہت افسوس ہوا اور سخت بدمزہ۔ کئی دن تک طبیعت پر اثر رہا۔ میں تو صرف یہی آپ کو لکھ سکتا ہوں کہ میں اگر وہ مسودات انھیں نہ دیتا تو ان کے فرمودات پڑھنے کی اذیت نہ اٹھاتا۔ کبھی کبھی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کتنا تکلیف دہ

ثابت ہوتا ہے۔

حیاتِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت پر دونوں ملکوں کے علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے جو کلمات آپ کو لکھے ہیں ان سے تسلی ہوتی ہے۔ ان سبھوں کو جمع کیجیے اور انہیں محفوظ کیجیے۔ کبھی موقع ملے تو یہ تحریریں یا ان کے اقتباسات ایک ساتھ شائع کر دیجیے۔ جام نور دیکھ چکا تھا آپ نے تراشہ بھی بھیج دیا۔ اچھا لکھا ہے ویسے سارے حقائق ان کے سامنے نہیں۔ پھر عبدالنعیم عزیزی کا مضمون ترمیم و اضافے کے بعد بہت مفید اور پر معلومات ہو گیا ہے وہ کہتے ہیں انہوں نے آپ کو بھیجا ہے۔ نہ ملا ہو تو میں بھیج دوں گا۔ اسے شائع کرنا چاہیے۔ میری مراد مضمون نقش ثانی سے ہے۔ سید انیس شاہ کو آپ جانتے ہوں گے اپنے والد کے نام پر انہوں نے اپنے قصبے میں ایک لائبریری مبارک لائبریری بنائی ہے اس کے لیے کتابیں خریدتے رہتے ہیں اور حاصل کرتے رہتے ہیں۔ غالب سے ان کی خاصی دلچسپی ہے بعض کتابیں جو انہیں وہاں نہیں ملتیں وہ خطوط لکھ کر منگواتے رہتے ہیں۔ دو چار کتابیں جو یہاں چھپی ہیں اور وہاں نہیں ملتیں مجھ سے بھی منگوائی ہیں۔ ملتان میں ان کے ایک دوست ہیں جنہیں غالب پر کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق ہے ان کے کتب خانے کی فہرست بھی چھپ گئی ہے انہوں نے اپنا کتب خانہ مولانا آزاد لائبریری کو بطور عطیہ دینے کا انیس شاہ صاحب سے ذکر کیا۔ وہ صاحب کچھ اپنے یہاں کی مطبوعات خرید کر آزاد لائبریری' رضا لائبریری رام پور اور شاید خدا بخش لائبریری کو بھیجتے رہتے ہیں۔ انیس شاہ چاہتے ہوں گے کہ وہ اپنا کتب خانہ علی گڑھ کو دینے کی جگہ ان کی ''مبارک لائبریری'' کو دے دیں۔ بہرحال انہوں نے مجھے خط میں اس کی اطلاع دی اور لکھا سید صاحب نے ہندوستان کا سفرنامہ لکھا تھا اور نام بہت برا رکھا تھا۔ ''سفرنامہ ہندوستان مقبوضہ'' یا کچھ ایسا ہی نام تھا۔ یہاں کے حکام کی نظر میں وہ ہوں گے اور انہیں ہندوستان کا مخالف شمار کرتے ہوں گے۔ میری ان کی صرف دو منٹ کی ملاقات ہے۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کے ایک استاد کے یہاں ایک دعوت میں بیس پچیس اساتذہ اور مصنفین و شعرا تھے میں بھی مدعو تھا۔ دعوت کے اختتام پر ایک صاحب آئے انہوں نے اپنا نام سید انیس شاہ بتایا' مصافحہ کیا اور روانہ ہونے والے مہمانوں کے ساتھ وہ رخصت ہو گئے۔ بعد کو ان کے خط کتابوں اور علمی و ادبی امور کے متعلق آئے۔ میں انہیں نہیں جانتا۔ مجھے وہ سیاسی آدمی تو نظر نہیں آتے۔ ہاں چاہتے ہوں گے کہ وہ کتب خانہ انہیں مل جائے۔ اب یہ ان کا خیال صحیح نہیں۔ وہ کتابیں علی گڑھ آئیں تو یہاں لوگ زیادہ مستفید ہوں گے۔ ان کے گاؤں یا قصبہ کون جائے گا اور

کتنے لوگ جائیں گے۔ بہر حال دہلی کے دفاتر کے اصحاب نے سوچا کہ ایسے شخص سے تعلق رکھنے والا ہندوستان میں کون ہے اس کے مشاغل کیا ہیں چنانچہ وہاں کے حکم پر دو افسران میرے پاس تفتیش کے لیے تشریف لائے۔ بظاہر مطمئن ہو کر گئے لیکن مجھے سخت کوفت ہوئی کہ کیسے کیسے غیر محتاط لوگ ہیں یہ باتیں مجھے لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہر کتب خانے کے مالک کو حق ہے کہ اپنی کتابیں وہاں بطور عطیہ دے جہاں وہ محفوظ ہوں۔ بہر حال میرا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں۔ کتب خانے پر یاد آیا۔ میاں جمیل احمد شرقپوری کے کتب خانے کی جواب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے فہرست کتب کی دوسری جلد آئی اس کی پہلی جلد میں نے نہیں دیکھی۔ مکتوبات کی دوسری قسط کے یہاں سات نسخے آپ نے بھیجے تھے تو اس بار آپ بھیجنا بھول گئے شاید۔ رسالہ ''جہانِ رضا'' میں میں نے خطوط دیکھے علیحدہ کچھ نسخے بھیج دیں۔ اس سلسلے میں پسندیدگی کے جو خطوط آئیں ان کے خطوط یا اقتباسات آپ شائع کر سکتے ہیں اور ان کے مشوروں پر آپ غور بھی کر سکتے ہیں۔

ایک کام کیجیے گا فاضل نسخوں میں ایک نسخہ ذرا بڑے کاغذ پر چھاپ کر بھیج دیں تو مجھے حک و اصلاح ترمیم و اضافے میں آسانی ہوگی۔ اغلاط کی بھی تصحیح میں بھی آسانی ہوگی۔

اب ایک دو ضروری امور۔

حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی رجبی کی کتنی تقریریں آپ نے اب تک شائع کی ہیں' مجھے آخری تقریر (جس کے پروف میں نے پڑھے تھے) نہیں ملی۔ ممکن ہو تو مطبوعہ تقریروں کے ایک دو سیٹ بھجوا دیجیے آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن یہ کام ضروری سمجھ کر کرا دیجیے۔

ان کے کچھ چھوٹے اور رسالے بھی آپ شائع کرنا چاہتے تھے اس پروگرام کا کیا ہوا؟ ''مشرقی اور سمت قبلہ'' آپ نے ''جہانِ رضا'' میں شائع کیا تھا اس کے دو تین نسخے بھیج دیجیے۔ میں نے اس کے لیے ایک تمہید لکھ کر آپ کو بھیجی تھی' یہ ''جہانِ رضا'' میں شاید کہ اب تک شائع نہیں ہوئی۔ شاید آپ اصل رسالے کے ساتھ اب اس تمہید کو شائع کرنا چاہتے تھے لیکن کسی وجہ سے اس کا موقع نہ مل سکا۔ اس کی طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کے عقیدت مندوں اور رفیقوں میں دو صاحبان تھے۔ یہ مختصر کتابیں شائع کرتے رہے ہیں' اب عرصے سے نہ ان کی چھپوائی ہوئی کتاب آئی نہ خط اور نہ ان کے بارے میں کوئی اطلاع۔ خدا نہ کرے کہ آپ یہ لکھیں کہ انہوں نے اپنی دکان بڑھا دی ہے۔ ممکن ہے ان کے

وسائل کچھ محدود ہو گئے ہوں اور کتابوں کی اشاعت فی الحال ملتوی ہو گئی ہو۔ کچھ اور نوجوان بھی تھے جو اس قسم کا شوق رکھتے تھے ان کا بھی پتا نہیں۔ لکھیے گا بہت دنوں سے آپ سے یہ بات پوچھنی چاہتا تھا۔ سید صاحب اگر بہت ضروری ہو تو دو کارڈ لکھیں سادہ سا۔ اس پر مہر وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ آپ کن کتابوں کی اشاعت کا پروگرام بنا رہے ہیں لکھیے گا۔ خدا آپ کو صحت عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے اور آپ کے وسائل وسیع کرے کہ آپ علمی و دینی کتابیں شائع کرتے رہیں۔

حضرت ملک العلماء کے کچھ فقہی رسالے اور ان کے فتاوی کی اشاعت کی فکر میں ہوں۔ ابھی نہ سہی جب اس کا موقع ملے تو لکھیے گا۔

یہاں سے توجہ پھر سید الساوات کی طرف ہوتی ہے انہیں لکھیں نہیں۔ فون کریں کہ مکتوب نویسی بند یا ملتوی کر دیں اور اچھے حالات کا انتظار کریں' مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا خط ملا ہے جواب لکھ رہا ہوں۔ مکتوبات جو اس حقیر کے آپ نے چھاپے ہیں اس کی دوسری قسط کے پانچ سات نسخے جو علیحدہ چھپے ہیں بھیج دیجیے۔ تاکہ جن کو میں نے پہلی قسط دی ہے انہیں یہ دوسری قسط بھی بھیج سکوں۔ ''جہان رضا'' کے اوراق علیحدہ کرنا نہیں چاہتا۔ سارے خطوط کی تعداد کیا ہوگی اور یہ خطوط کتنی قسطوں میں چھپ جائیں گے۔ یہ بے ربط خط جو قصداً ہے بہت طویل ہو گیا ہے بالکل ذاتی قسم کا ہے اسے ختم کرتا ہوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۶۸)----

علی گڑھ، ۱۳/ دسمبر ۲۰۰۲ء

محترم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

آپ کے خطوط اور دونوں مرسلہ پیکٹ معلوم نہیں کن تاریک راہوں میں مارے گئے۔ شنبہ ۱۱/ ماہ رواں تک نہیں پہنچے۔ تو آپ کو ٹیلی فون کر کے اطلاع کرنے والا تھا کہ خیال ہوا۔ دوشنبہ کی ڈاک دیکھ لوں' چنانچہ آج ایک پیکٹ جہان رضا (دسمبر) اور متعدد رسالوں کا موصول ہوا جو آپ نے ۴/ دسمبر کو روانہ فرمایا تھا۔ ۳/ ماہ رواں کے لکھے ہوئے دونوں خطوط بھی ملے۔ پہلا خط آپ نے تین بجے رات کو اٹھ کر لکھا تھا اس سے اس ناچیز سے آپ کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے' خدا آپ کو خوش رکھے اور عافیت بخشے۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کرم فرماتے ہیں کہ یاد رکھتے ہیں (خاص طور پر اس وقت

جب لاہور سے کوئی نئی کتاب چھپتی ہے یا کوئی علمی و ادبی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ کتب و رسائل احباب بھیجتے رہتے ہیں۔ ان سے فرمائیں کہ کتاب یا رسالہ بھیجنے سے پہلے مجھ سے پوچھ ضرور لیں تاکہ مکرر نہ ہو جائے۔ ہاں انہیں اطلاع کر دیں کہ اب بازیافت (۴) بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ پروفیسر تحسین فراقی صاحب نے اورینٹل کالج سے ایک نہیں پانچ سات نسخے بھجوا دیے ہیں۔ کیا اچھا ادبی و تحقیقی رسالہ ان اصحاب نے شائع کیا ہے کیا خوبصورت کتابت طباعت' کیسا نفیس کاغذ کیسا شاندار گیٹ اپ' کاش آپ کے احباب میں کوئی ہمت کرے اور ایسا خوبصورت علمی و دینی رسالہ شائع کرے۔

جن ہندوستانی دینی رسالوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں ''کنزالایمان'' کبھی نہیں آیا۔ ''اشرفیہ'' مدتوں آتا رہا اب نہیں آتا۔ قادری صاحب بمبئی سے ''افکار رضا'' بھیجتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طرف آخری دو تین شمارے نہیں پہنچے۔ یہ لوگ بھی کیا کریں۔ سامان طباعت گراں' محصول کہاں سے کہاں پہنچا۔

اپنا بچپن اور برطانوی عہد کی ارزانی یاد آتی ہے۔ حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی الجامع الرضوی المعروف بہ صحیح البہاری کا پہلا حصہ کتاب الطہارت' ابوالعلائی الیکٹرک پریس آگرہ میں چھپا تھا۔ بڑی تقطیع کے صفحات پر کتاب چھپی تھی۔ ۵۰۰ کی تعداد میں کتابت طباعت کاغذ پر مجموعی خرچ -/۴۰۰ آیا تھا (قیمت بھی اسی لیے دو روپے رکھی گئی تھی)۔ یہ تو ہوا طباعت کا حال' اب ڈاک کے واجبات سن لیجیے۔ دو پیسے میں کارڈ (اب میرے یہاں اس کی قیمت آٹھ آنا یعنی پچاس پیسے ہیں' آپ کے یہاں ایک روپیا)۔ لفافہ ایک آنے میں آتا تھا اب پانچ روپے میں ملتا ہے' رجسٹری لفافہ پر چار آنے خرچ آتے تھے اب اس پر -/۲۲ روپے خرچ کرنے ہوتے ہیں۔ کہاں تین آنے اور کہاں بائیس روپے!

مرکزی مجلس رضا (لاہور) کی تاسیس اگر ۱۹۶۸ء میں ہوئی تو اس کی گولڈن جوبلی کو تو ابھی بہت دن ہیں۔ وسائل آسانی سے مہیا ہو جائیں (بشرطیکہ اہل دول کے پاس آپ لوگوں کو نہ جانا پڑے) تو وقت آنے پر منا لیجیے گا' لیکن اصل اہمیت تو اس بات کی ہے کہ آپ کا رسالہ ''جہان رضا'' اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین ان کے خلفاء و تلامذہ کے مسلک کو کہاں تک آگے بڑھاتا ہے۔ اس کی اشاعت میں کتنا اضافہ کرتا ہے' آپ کی مجلس رضا کتنی مفید معیاری دینی کتابیں شائع کرتی ہے اور اکثر چھاپ کر مفت تقسیم کرتی ہے۔ میں آپ کی اور آپ کے رفقاء و

معاونین کی اس علمی و دینی خدمت کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ خدا آپ سبھوں کو جزائے خیر دے اور اس دینی خدمت کو وسیلۂ آخرت بنائے۔

جناب زبیر قادری صاحب مدیر ''افکار رضا'' کو خط لکھیں تو یہ بھی لکھ دیں کہ ہر ماہ ''جہان رضا'' (لاہور) کا ایک نسخہ مجھے ضرور بھیجیں کہ لاہور سے آنے میں تاخیر ہو تو ان کا مرسلہ نسخہ مجھے مل جائے' یہ امر بھی لکھ دیں ان کا رسالہ ''افکار رضا'' پابندی سے مجھے نہیں ملتا' ۲۰۰۲ء کا تو کوئی شمارہ نہیں آیا۔ توجہ فرمائیں۔

آپ نے میری ناچیز تحریر جو میں نے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب محترم کی فرمائش پر صحیح البہاری شریف کے مقدمے کے طور پر لکھی تھی اور جسے ادارہ معارف نعمانیہ نے ''حیات ملک العلماء'' کے عنوان سے شائع کیا تھا' اب آپ کے اڈیشن کی عکسی نقل سراج ملت خلیفۂ مفتی اعظم مولانا سید سراج اظہر صاحب قادری برکاتی رضوی نے انجمن برکات رضا (بمبئی) کی طرف سے شائع کرا دیا ہے۔ مولانا (موصوف دام ظلہ العالی نے ایک بڑا کام یہ کیا ہے کہ بمبئی ہی سے انہوں نے ''صحیح البہاری'' شریف جس کی ضخامت ۹۶۰ صفحات ہے شائع کر دیا ہے۔ یہ طبع اول آگرہ ۱۹۳۱ء و پٹنہ ۱۹۳۲ء وے ۱۹۳۷ء) کا عکسی اڈیشن ہیں۔ راقم الحروف کی تحریر ''حیات ملک العلماء'' سے پہلے مولانا محمد اشرف رضا قادری صدیقی کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کچھ مہینے پہلے میرے پاس آیا ہے۔ کتاب انجمن برکات رضا سید ابوالہاشم اسٹریٹ (پھول گلی) بمبئی نے شائع کی ہے۔ آپ تک یہ دونوں مطبوعات ممکن ہے نہ پہنچی ہوں اس لیے کچھ تفصیلات پیش کر دیے۔

اب آپ کا دوسرا گرامی نامہ جو ۳/دسمبر ہی کو مکتبۂ رضویہ آ کر لکھا ہے' سامنے رکھ کر کچھ عرض کرتا ہوں۔

بحمدہ میرا خط مورخہ ۲۷/نومبر آپ کو مل گیا' اطمینان ہوا۔ میاں جمیل احمد شرقپوری کی کتابوں کی فہرست نہ بھیجی' اس کی دونوں جلدیں مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کی بھیجی ہوئی موصول ہو گئی ہیں۔ ہاں ملک العلماء کی ''رجبی'' کی تقریروں پر مشتمل جو کتابچے آپ نے شائع کیے تھے ان کا سیٹ تلاش کرا کے ضرور بھجوائیے۔ میرے پاس بعض تقریریں ہیں جو آپ نے بھیجی تھیں اور بعض تقسیم ہو گئیں' اس طرح ساری مطبوعہ تقریریں نہیں ہیں ان سے معلوم ہو گا کہ کون کون تقریریں چھپ گئی ہیں۔ ایک تقریر کا مسودہ جو آپ کو بھیجا تھا اور جسے آپ نے کمپوز کرا لیا تھا لیکن پروفوں کی تصحیح نہ ہو سکی تھی اس لیے تقریر شائع نہ ہو سکی۔ یہ کس سال کی تقریر ہے لکھیے گا۔ آپ اصل

تقریر کا عکس اور پروف بھیج دیں میں تصحیح کر کے بھیج دوں گا ان شاء اللہ۔ یہ چھپ جائے تو یہ اطمینان ہو جائے کہ حضرت کی جتنی تقریریں مل سکی ہیں چھپ گئی ہیں۔ اس امر پر خاص طور پر توجہ فرمائیں یاد آتا ہے پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔

حافظ فیاض صاحب اور دوسرے احباب کو نشر و اشاعت کی طرف متوجہ رکھیے۔ امید مزاج قرین صحت و عافیت ہوگا۔ والسلام محمد زاہد الدین احمد

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب بہت یاد آتے ہیں ان کے مضامین مخزن اور دوسرے رسائل میں پڑھتا رہتا ہوں آپ کے ساتھ جو تعاون علمی فرماتے ہیں اس سے مسرور ہوتا ہوں بڑے فعال آدمی ہیں مولی تعالی انہیں صحت مند اور خوش رکھے۔

-----(۱۲۹)-----

علی گڑھ، ۱۴/دسمبر ۲۰۰۳ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم:

رات آپ کو خط لکھا' آج صبح لفافہ بند کرنے نہیں پایا تھا کہ آپ کا مرسلہ دوسرا پیکٹ اور خط مورخہ ۷/دسمبر موصول ہوا۔ یعنی معمولی ڈاک جو سمندری راستے سے روانہ ہو کر بمبئی پہنچی اور بذریعہ ریل دہلی اور وہاں سے ساتویں دن علی گڑھ پہنچ گئی۔

پیکٹ میں ''جہانِ رضا'' کے آخری ۱۶ صفحات کے متعدد نسخے اور وظیفے کی کتاب ملی ممنون ہوا۔ یہ آف پرنٹس دوستوں میں تقسیم کرادوں گا وہ اس کے منتظر تھے۔ دوسری قسط کے آف پرنٹس بھی بھجوا دیجیے' یہ نہ ہوں تو ''جہانِ رضا'' کا وہ شمارہ جس میں یہ تحریر چھپی ہے۔ دسمبر ۲۰۰۳ء تک تین قسطیں چھپی ہیں یا چار؟ آپ کے فحوائے کلام سے چار قسطیں معلوم ہوتی ہیں لیکن مجھے اب تک تین ہی قسطیں پہنچی ہیں۔ لکھیے کہ صورتحال کیا ہے؟

بہت مناسب خیال ہے ملک الظفر صاحب کو میرا مع خط لکھوں گا۔ ہاں آپ کا تحفہ انہیں مل گیا تھا۔ اچھا خاصا روپیہ انہوں نے کمپوزنگ میں خرچ کر دیا' کتاب چھاپنے کے وسائل نہیں رہے تو انہیں خیال ہوا کہ رسالے کا ایک نعت نمبر نکال لیا جائے اور اس کی آمدنی سے ملک العلماء پر کتاب چھاپ دی جائے۔ معلوم نہیں کن مشکلات میں وہ مبتلا ہوئے کہ یہ دونوں کتابیں چھپ نہ سکیں بلکہ رسالہ تک بند ہو گیا۔

آپ نے علی گڑھ میں مقیم جن صاحب کا ذکر کیا وہ ان لوگوں سے بھی بدتر اور خائن ثابت

ہوئے جن سے آپ کا واسطہ پڑا ہے تفصیل پھر کبھی۔ وہ تحریرات اچھی شکل میں ہیں ان شاء اللہ آپ کو بھیجی جائیں گی۔

کوئی حرج نہیں نسبتاً جلی حروف میں بقیہ قسطیں چھپوائیے اور اپنے ناظرین کا خیال رکھیے۔ جب کتابی شکل میں چھاپنے لگیں تو بھی قارئین کا خیال رکھیے۔ اخراجات زیادہ نہ ہوں اس لیے میں نے باریک خط میں چھاپنے کے لیے لکھا تھا۔ آج فاضل فرے مل گئے دوسری قسطوں کے نسخے بھی بھجوائیں۔

سید صاحب کو آخری صفحات نکال کر بھیج دیجیے یا ''جہان رضا'' کا وہ شمارہ جس میں یہ تحریریں تھیں اور بس مولانا کا خیال صحیح ہی ہوگا لیکن اگر ان کی رائے میں یہ اجزا بھیجنا بھی مناسب نہیں تو یہ انہیں بھیجنا بند کر دیجیے۔

عزیزہ سلمہا کو وظائف شریف کا مرسلہ نسخہ پیش کر دیا انہوں نے آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا۔ آپ کو دعائیں بھی دیتی ہیں۔ انہیں یہ نسخہ پہلے نہیں آیا تھا ہم لوگوں نے تو دیکھا بھی نہیں تھا۔ بہت ممنون ہوں۔ اب ڈاک گھر یہ لفافہ بھیج رہا ہوں۔ خیال ہے ۲۳/ دسمبر تک آپ کو ان شاء اللہ مل جائے گا۔

مکتوبات پر مولانا بہت توجہ فرما رہے ہیں۔ لیکن بعض قابل حذف عبارتیں اب بھی رہ گئیں آئندہ خیال رکھیں۔ اشخاص کے بارے میں بھی اور معاملات کے متعلق بھی۔ کیا آئندہ شمارہ اب فروری میں آئے گا۔ کوئی پروف پڑھے کاغذ پر نکلوا کر آپ بھیج دیں تو ایک نظر میں بھی ڈال لوں کہ غلطیاں نہ رہ جائیں۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۷۰)----

علی گڑھ، ۱۱/ جنوری ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

دوپہر کو مرسلہ پیکٹ دو کتابوں کا پہنچا' گرامی نامہ مورخہ یکم جنوری بھی ملا۔ پڑھ کر محظوظ ہوا۔ آپ میری آسانی کے لیے اکثر اپنے خطوط کمپیوٹر پر ٹائپ کرا کے بھیجتے ہیں اس سے آنکھوں کو آرام ہی نہیں فرحت حاصل ہوتی ہے' لیکن آپ کو کتنی زحمت ہوتی ہے یہ سوچ کر پشیمان ہوتا ہوں۔ خدا آپ کو خوش و خرم رکھے اور صحت و سکون کی دولت سے مالا مال کرے کہ آپ اپنے مخلصوں اور قدردانوں کا اس قدر خیال رکھتے ہیں۔

یہ خط ابھی مغرب و عشاء کے درمیان لکھ رہا ہوں' شب کو کسی وقت محلے کے لیٹر بکس میں ڈلوا دوں گا کہ صبح کی ڈاک سے نکل جائے۔ میں عزیزی کے نام کا خط بھی ساتھ ہی بھجوا دوں گا۔

آپ نے اپنے لوگوں کا جو حال لکھا ہے اسے پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ یہ کیسے اصحاب ہیں جو اپنے بزرگوں' عالموں اور مرشد زادوں کو انگور کی پٹاری میں بند رکھنا چاہتے ہیں کہ نہ لوگ ان سے ملیں نہ وہ کسی سے مل سکیں۔ دوسروں کو نہیں دیکھتے اپنے علماء و فضلا کے لیے بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں' لوگ ان سے ملتے ہیں' ان سے مستفید ہوتے ہیں بعد کو یہ لوگ ان حضرات کے چرچے کرتے ہیں ان کے اخلاق و کرم سے متاثر ہوتے ہیں۔ بعض مواقع پر بعض متقدر ذی اثر اصحاب کے یہاں اپنے مہمانوں کو لے جاتے ہیں کہ وہ اور ان کا حلقۂ احباب ان سے متاثر ہو اور ان کا ہم خیال ہو جائے۔ ہمارے اصحاب ایسے بزرگوں کو ان کا بس چلے تو ڈبیا میں بند رکھیں اور وہ ڈبیا اپنی جیب میں رکھیں۔

جن مرشد زادے کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ ایک سلسلے میں یہاں تشریف لائے۔ مدعو کرنے والوں کے یہاں مقیم رہے' ایک جگہ دعوت پر تشریف لے گئے' واپس آئے عقیدت مندوں کا ہجوم جمع تھا' لوگ نذریں پیش کرتے رہے' دعائیں کراتے رہے' وہ تعویذ دیتے رہے اور حلقۂ ارادت میں لوگوں کو داخل کرتے رہے۔ میں اس زمانے میں بستر علالت پر تھا۔ حاضر نہ ہو سکا دست بوسی کے لیے' خیال تھا کہ اس شہر میں پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں مجمع عقیدت منداں میں مجھے نہ پا کر استفسار حال کریں گے۔ عیادت کے لیے تشریف لائیں گے' مجمع عشاق انہیں کہاں اس کا موقع دیتا' ممکن ہے کسی نے کہہ دیا ہو وہ آج کل یہاں موجود نہیں ہیں' برکاتیوں رضویوں اور نوریوں میں گھرے رہے پھر معلوم ہوا تشریف لے گئے۔ نہ یہاں کی یونیورسٹی کے استاد سے ملنے کی انہوں نے خواہش ظاہر کی' نہ دینیات' عربی' اسلامیات کے شعبے دیکھے' نہ لائبریری گئے نہ مخطوطات دیکھے' نہ عربی و اسلامیات و تصوف کی کتاب دیکھنی چاہی' نہ یونیورسٹی کی جامع گئے' نہ سرسید اور ان کے رفقاء کی تربت گاہوں پر فاتحہ پڑھنے گئے' ان حضرات پر فاتحہ نہ پڑھتے کم از کم حضرت مولانا سید سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تو فاتحہ پڑھنے جاتے جبکہ شاید وہ پہلی مرتبہ علی گڑھ آئے تھے۔ یونیورسٹی کے عمائد کے پاس جانے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔ حالانکہ اس طرح ملنے ملانے سے جماعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں اور اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر لوگ قریب ہوتے ہیں' لیکن کیا کہا جائے اور کس سے کہا جائے۔

خطوط کی طباعت میں آپ کی مشکلات کا اندازہ ہوا افسوس ہوا کہ ایک ناچیز تحریر پر آپ اور مولانا کا اس قدر وقت خرچ ہو رہا ہے۔ اتنے خطوط کی کمپوزنگ کے بعد تو کمپوزر کو تحریر پڑھنے میں وقت نہیں ہونی چاہیے۔ زیروکس واضح نہ ہو تو اصل خطوط سامنے رکھیں۔ اب رسالہ فروری میں شائع ہوگا۔ ابھی بہت وقت ہے جو خطوط آج کل کمپوز ہو رہے ہیں ان کا پروف ذرا بڑی تقطیع کے کاغذ پر مجھے بھی بھیج دیا کریں۔ میں فوراً ایک دو دن میں واپس کر دوں گا۔ نامناسب و غیر ضروری باتیں ضرور حذف کر دیجیے۔ خطوط کے چھپنے کے بارے میں کچھ چھپانا کیا ضروری ہے؟ یہی سطریں جو میں لکھ رہا ہوں حذف کرنے کے قابل ہیں۔

خطوط یہاں بھی دوست احباب بہت پڑھنا چاہتے ہیں' بعض شکایت کرتے ہیں کہ فاروقی صاحب کو تو آپ بڑے طویل خط لکھتے ہیں اور بڑی محبت سے' ہمیں تو آپ ایسے نہیں لکھتے۔ جہانِ رضا دسمبر کے نسخے مع' میں نے شاید دوسری قسط منگوائی تھی وہ کم تعداد میں آئے تھے جس کی وجہ سے سیٹ مکمل نہیں ہو رہا ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ تینوں قسطیں انہیں ملیں اب اگر ممکن ہو تو تیسری قسط کے اوراق رسالے سے الگ کر کے بھیج دیجیے۔

''مشرقی اور سمت قبلہ'' والا رسالہ المعارف (دہلی) سے نہیں اسے مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنے رسالہ معارف اعظم گڑھ میں چھاپا تھا دو قسطوں میں۔ آپ نے افسوس تمہید حواشی' تعلیقات نہیں چھاپنے نہ چھاپنے کی وجہ بتائی۔ میں نے اس تحریر پر بہت محنت کی تھی' چاہتا تھا کہ دوستوں میں کسی کو تیار کر کے مکمل رسالہ آپ چھپوا دیں' اگر خود نہیں چھاپ سکتے۔ وہ آپ کے دو تین دوست چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کرتے تھے انہیں متوجہ کیجیے۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو جہانِ رضا کا وہ شمارہ جس میں مضمون چھپا ہے اور میری تحریریں بھیج دیجیے' دیکھتا ہوں' یہاں کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

بمبئی کے جن بزرگ نے صحیح البہاری اور حیات ملک العلماء چھاپی ہے میں ان سے واقف نہ تھا۔ انہوں نے دونوں چیزیں چھاپ دیں اور مجھے اطلاع بھی نہیں دی۔ انہوں نے طبع سندھ کا عکس چھاپا ہے یہ صاف اور واضح نہیں ہے۔ مجھ سے کہتے تو میں طبع پٹنہ بھیج دیتا اس سے بہت واضح عکس چھپتا۔ حیات ملک العلماء آپ کی شائع کی ہوئی انہیں مل گئی تھی انہوں نے اس کا عکس چھاپ دیا ہے مجھے معلوم ہوتا تو میں اس میں ضروری ترمیم و اضافہ کر دیتا۔ بہر حال انہوں نے بڑا کام کیا' پون لاکھ ایک لاکھ سے کیا کم خرچ کیا ہوگا انہوں نے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

ملک المظفر صاحب کو لکھوں گا' آپ کی تجویز بہت مناسب ہے۔ مکاتیب ملک العلماء مرتب کر دوں گا ان شاء اللہ آپ ہی شائع کریں گے۔ میں مکتوبات بنام ملک العلماء مرتب کرنا چاہتا

ہوں۔ یہ بڑا قیمتی سرمایہ ہے لیکن یہ سب توفیق الٰہی پر ہے وھو الموفق۔ دعا فرمایئے کہ خدا صحت بخشے اور صحت مند و توانا رکھے۔

ہندستان کے چھپے ہوئے چند رسالے آپ نے بھیجنے کا ذکر کیا ہے موجودہ پیکٹ میں یہ رسائل نہیں ملے شاید دوسرا پارسل راستے میں ہو۔ مولانا کا خط کل موصول ہوا اب انہیں جواب لکھ رہا ہوں۔ خطوط کی دوسری قسط کے چند نسخوں کا انتظار رہے گا۔ یہ ذاتی خط ہے قابل اشاعت صرف چند سطریں ہیں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۷۱)----

علی گڑھ، ۱۸/ جنوری ۲۰۰۵ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب   السلام علیکم!

تینوں قسطوں کے اوراق پر ایک نظر ڈال لی ہے ممکن ہے بعض غلطیاں اب بھی رہ گئی ہوں ایک نظر تصحیح کے بعد آپ اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب اس لحاظ سے ایک نظر ضرور ڈال لیں کہ یہ خطوط اب کتابی شکل میں شائع ہوں گے۔ تصحیح ہو جائے اور چوبیس پچیس ورق بن جائیں تو مجھے بھیجئے کہ ایک نظر ڈال دوں کہ تصحیح واقعی ہوگئی یا نہیں۔ معمولی سی بعض تبدیلیاں کر دی ہیں جو ناگزیر تھیں۔

مقام علی گڑھ اور پتہ وغیرہ صرف پہلے خط کی پیشانی پر چھپے گا بعد کو ضرورت نہیں اس لیے کہ معلوم ہے سارے خطوط علی گڑھ سے لکھے جا رہے ہیں۔ ایک خط جو اردن سے لکھا گیا وہاں تبدیلی ضروری ہے۔

تاریخ تحریر ہر جگہ یکساں کر دیجیے اور اس کے بعد کو Space دے دیجیے۔ کتاب میں بہتر تو یہ ہے کہ ایک سطر میں ''علی گڑھ ۱۸ جنوری ۲۰۰۵ء'' درج کیا جائے لیکن اس میں ایک سطر صرف ہوگی۔ اس مسئلے پر آپ غور کر لیجیے۔ کتاب چھپ رہی ہے اس لیے یہ کچھ تکلفات ضروری ہیں۔

محاسبہ سختی سے کیجیے مطلب یہ کہ سنسر شپ ضروری ہیں کوئی نامناسب بات نہ چھپے۔ دو ایک مقامات پر تو غضب ہو گیا ہے۔ دیکھئے مکتوب (۴۰)،(۲۹)،(۳۷)،(۳۱)،(۴۲)۔

کتابوں کے پروف توجہ سے پڑھنا کیوں ضروری ہے اس کے لیے مکتوب (۳۱) دیکھیے۔ ہمارے کمپوز کرنے والے مہربان نے ''سفر مرتبے'' کو ''بستر سے مرگ'' پڑھا، کمپوز کر دیا اور یہی

چھپ بھی گیا۔

پروفیسر اسلم صاحب کے مولوی صاحب کا نام کہیں نہیں آیا ہے۔ وطنیت بھی حذف کر دیجیے۔ مخالفین کی تعداد بڑھانے کی کیا ضرورت ہے جتنے لوگوں کو دوست اور ہمنوا بنا سکیں ہم لوگ بہتر ہے۔ بلکہ کتاب میں ان کے سارے حوالے بھی نکال دیں تو کچھ حرج نہیں۔

کتاب آپ ذرا جلی حروف میں شائع کرنا چاہتے ہیں۔ سطریں بھی کم ہوں گی۔ قارئین کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ آپ پروف کتاب کے ضرور بھیجے گا' کچھ اچھے اور بڑی تقطیع کے کاغذ پر تاکہ اغلاط کی نشاندہی میں آسانی ہو۔

چوتھی قسط فروری کے ''جہانِ رضا'' میں چھپے گی۔ کمپوز شدہ ۱۲ صفحے تصحیح کرانے کے بعد مجھے اچھے بڑی تقطیع کے کاغذ پر بھیج دیں تو بہت مناسب ہو۔ اس کے لیے ابھی وقت ہے اس لیے لکھ رہا ہوں۔ فروری تو ابھی بہت دور ہے۔ دوسرا پروف میری نظر سے گزر جائے تو اچھا ہے۔ توجہ فرمایئے۔ میں پروفوں کا انتظار کروں گا۔

فٹ نوٹس جن اشخاص یا امور پر لکھنا ہے ان کی فہرست ابھی سے تیار کرنا شروع کر دیں۔ کچھ آپ لکھیں' کچھ محمد عالم مختار حق صاحب کچھ میرے ذمے کر دیجیے۔

اس پیکٹ کی رسید بھیجیے ورنہ تردد رہے گا۔ رجسٹری سے بھیج رہا ہوں اس لیے کہ پروفوں پر بہت محنت کی ہے اور بہت وقت خرچ کیا ہے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ عید کی تہنیت قبول فرمائیں۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۷۴)----

علی گڑھ، یکم فروری ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

۴۸ صفحات پروف کے بھیج رہا ہوں۔ ان اوراق پر اس عمر میں اور اس سخت ٹھنڈک میں بہت وقت خرچ کرنا پڑا کہ جب کتاب کی شکل میں یہ اوراق چھپیں تو اچھی صورت میں چھپیں' لیکن اس خیال سے تکلیف ہوتی ہے کہ کمزور صحت اور کثرت اشغال کے باوجود آپ کو کمپوز کرنے والے بزرگ کے سامنے بیٹھ کر تصحیح کرانی ہوگی۔ تصحیح کے بعد ایک پروف بڑے کاغذ پر مجھے ضرور بھیج دیجیے گا۔

دو اچھی کتابیں ابھی حال میں لکھنؤ میں چھپی ہیں مولانا محمد عالم مختار حق یاد آئے جنہیں اس

قسم کی کتابوں سے گہری دلچسپی ہے اور جو ایسے موضوعات پر بے طلب مجھے کتابیں بھیجتے رہتے ہیں۔ یہ کتابیں ان شاء اللہ آپ کو بھی پسند آئیں گی وقت نکال کر آپ ایک نظر پہلے ڈال لیں پھر مولانا کے حوالے کریں۔

رسید اور اپنی فہرست سے نوازیں۔ اگلے سولہ صفحے بھیج دیں پروف کے اگر موقع ہو ورنہ چھپے ہوئے فرمے اور ''جہانِ رضا'' کے نسخے۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

-----(۱۷۳)----

علی گڑھ، ۱۶/فروری ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

چہار شنبہ ۲/فروری کو رجسٹرڈ پیکٹ کے ساتھ ایک خط بھی بے مِلا ہوگا۔ پیکٹ میں میری محسن کتابیں (طبع دوم) اور مکتوبات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا ایک نسخہ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے لیے اور جہانِ رضا کے ۴۸ صفحوں کے پروف اور خط آپ کے لیے ہے۔ پروف دیکھ کر آپ پریشان ہوئے ہوں تو تعجب نہیں آپ کی مصروفیات میں اضافہ ہوگا لیکن جب کتاب چھپے تو اچھی چھپے اور حتی الامکان صحیح چھپے۔ مکتوبات کی چوتھی قسط دیکھی ان ۱۶ صفحات میں مضمون تو کم آیا لیکن نسبتاً جلی ٹائپ میں چھپا ہے اس لیے معمر حضرات کو پڑھنے میں آسانی ہوگی۔

آج کے پیکٹ میں یادگار نامہ یوسف حسین خاں بھیج رہا ہوں۔ ایک نظر اس پر ڈال کر مولانا کے حوالے کر دیں۔ دونوں میں میرے مضمون ہیں۔ یادگار نامہ میں جو مضمون چھپا ہے وہ خاص طور پر دیکھیے اور اپنی رائے سے مطلع کیجیے۔

پہلے پیکٹ کی رسید اور آپ کے عطوفت نامے کی راہ دیکھ رہا ہوں۔ مکتوبات کی پانچویں قسط کا پروف ممکن ہو تو ایک بار تصحیح کے بعد مجھے بھیج دیں اگر یہ آسانی سے ممکن ہو۔ امید آپ ہر طرح خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام مخلص مختار الدین احمد

پروفیسر سید معین الرحمٰن صاحب کو ٹیلی فون (۱۲۹۱، ۳۱۷) کر دیں تو وہ خط اور کتاب بھی منگوا لیں گے۔

۱۸/۲ پارسل بنوانے میں مولانا اسلام محمدی مالک کتب خانہ اسلام علی گڑھ کے پاس بھیجتا ہوں۔ کتابیں واپس آ گئیں کہ وہ کتابوں کی خریداری کے لیے دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا خط موصول ہوا جس سے معلوم ہوا کہ رضا لائبریری جرنل (۹) انہیں بھیج چکا ہوں اور انہیں مل گیا ہے۔ اب یہ پارسل اور خطوط کل ۱۹/فروری کو روانہ ہوگا' اس وقت تک وہ دہلی سے واپس آ چکے ہوں گے۔

ایک کرم فرما مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی کی دو کتابوں ''آبِ زر'' اور ''آبِ کوثر'' کی سخت ضرورت ہے۔ وہ ہر جگہ تلاش کر چکے ہیں انہیں نہیں مل سکیں۔ کتاب لکھنو میں چھپی ہوگی تو لکھنؤ میں مل جانی چاہیے تھی۔ ہاں ان کے مقام لاہور کے بعد شائع ہوئی ہوں دونوں کتابیں تو یہاں ملنے کے امکانات کم ہیں۔ فاضل لکھنوی سے مولانا غلام رسول مہر صاحب کے تعلقات تھے۔ میرا خیال ہے مولانا محمد عالم مختار حق صاحب ان سے ضرور واقف ہوں گے۔ ممکن ہے وہ ان کتابوں کا کچھ اتا پتا بتا سکیں ان سے دریافت فرمایئے۔

میرے یہ کرم فرما مولانا سید عقیل الغروی ہیں جنھیں ان کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ عکس کی قیمت اور اجرت وغیرہ بھیجنے کا وہ انتظام کر دیں گے۔ مولانا کے ذخیرۂ کتب یا پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں یہ کتابیں ہونی چاہئیں۔ کسی شیعی عالم کے کتب خانے میں تو ضرور مل جائیں گی۔ توجہ فرما کر ایک علمی کام میں ایک اسکالر کی مدد کریں اور مجھے بھی ممنون کرم فرمائیں۔

مختارالدین احمد

----(۱۷۴)----

علی گڑھ، ۲۳/ ۳/ ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۹/ مارچ سخت انتظار کی حالت میں ملا' تردد تھا۔ اب آپ کی صحت و عافیت کی خبر سن کر تردد دور ہوا۔ آپ کے خطوط کا انتظار رہتا ہے۔ ہر ہفتے عشرے ایک کارڈ بھی لکھ دیا کریں تو آپ کی خیر و عافیت اور علمی مطبوعات کا حال معلوم ہوتا رہے۔

اس طرف ''جہانِ رضا'' کا کوئی شمارہ موصول نہیں ہوا۔ نہ آپ کے یہاں سے اور نہ بمبئی سے۔ ابھی ڈاکٹر عزیزی کا بریلی سے فون آیا جس سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس پچھلا شمارہ آیا ہے جس میں مولانا اوکاڑوی صاحب کے فرمودات چھپے ہیں۔ وہ پوچھ رہے تھے کہ لاہور سے میرے لیے کچھ مطبوعات آنے والی تھیں وہ آئیں یا نہیں۔ میں نے کہا آج کی ڈاک سے تو کوئی پیکٹ نہیں آیا۔ ملتے ہی آپ کی کتابیں یا رسالے آپ کو بھیج دی جائیں گی۔

میری صحت اس عمر میں جیسی ہونی چاہیے ویسی ہے اس پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ ۸۰ سے زیادہ کی عمر ہوئی پھر بھی لکھنے پڑھنے میں برابر لگا رہتا ہوں۔ کچھ مصروف ہوں طرح طرح کے مشاغل ہیں پھر بھی آپ دونوں مجھے بہت محبوب ہیں اور آپ کی صحت و عافیت کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوں۔ کئی ماہ پہلے جن عوارض میں آپ مبتلا رہے ہیں اور جن مکروہات سے آپ کا سابقہ رہا ہے ان کا تقاضا ہے کہ آپ صحت کا خیال رکھیں۔ مزید زحمت نہ اٹھائیں مسودات پڑھنے اور پروف دیکھنے کی آپ سارا لٹریچر (حفاظت کے خیال سے عکس ہوا کرتا کہ ڈاک میں گم ہو تو اصل باقی رہے) بحفاظت تمام یہاں بھیج دیجیے۔ کمپوز کرا کے تصحیح کے بعد بھیج دوں گا۔ یہاں نرخ -/۱۸ روپے فی صفحہ سے -/۲۰ روپے فی صفحہ تک ہے۔ یہاں کے بعض اساتذہ جو اپنی کتابیں یا مجموعۂ شعری بہت خوبصورت چھپوانا چاہتے ہیں۔ -/۲۵ روپے فی صفحہ تک دیتے ہیں۔ (تین پروفوں کے ساتھ) میرا خیال ہے وہاں -/۱۸ سے کم ہی کمپوز ہو رہا ہوگا۔

طباعت اور کاغذ کا نرخ آپ وہاں کا لکھیں تو کچھ اندازہ ہو۔

افسوس ہوا کہ اس طرف دو مہینے اس سلسلے کا کام بالکل نہ ہو سکا۔ بہر حال اب مطلوبہ اوراق جلد بھیجیے۔ تصحیح شدہ تین قسطیں تو بھیج ہی دیجیے تاکہ ان کی از سر نو کمپوزنگ کرائی جائے۔ سطور فی صفحہ کتنی رکھوائی جائیں؟

ایک صاحب مجھ سے کہتے تھے کہ وہ مدیر الکوثر کا جمع کردہ سارا مواد چھپوا دیں گے، میں ان سے واقف نہ تھا بہت مرفہ الحال بھی نظر نہیں آتے تھے۔ میں نے کہا آپ کس طرح چھپوا سکیں گے بولے بعض حضرات مالی تعاون کریں گے۔ میرا مشورہ مدیر الکوثر کو یہ تھا کہ ان "علماء کرام و مفتیان عظام" پر بھروسا نہ کریں، جانے کب چھاپیں، کیا چھاپیں، آپ لاہور پیرزادہ صاحب سے رجوع کریں، یہ سب سے بہتر ہوگا۔

میرا خیال ہے چار سطروں کا خط مدیر الکوثر کو لکھ کر اپنے تعاون کا انھیں یقین دلائیں۔ "مناسب" لفظوں میں یہ بھی پوچھ لیجیے گا کہ اگر ان کے کچھ مطالبات ہیں تو کیا ہیں؟ کتاب کے نسخوں کی شکل میں مثلاً نصف یا لاہور کی مطبوعات کی شکل میں یا کیا؟؟ تاکہ بعد کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے۔

آپ کا انٹرویو پڑھا خوب تھا۔ بعض امور کی وضاحت آپ نے بہت اچھی طرح کر دی۔

بعض ممالک کے کچھ ادیب یہاں آئے ہوئے ہیں، آج یہاں آخری اجلاس ہے، عجلت

میں کچھ خطوط لکھ رہا ہوں۔ لاہور سے کسی ادیب کے ہاتھ بھجواؤں گا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب اور آپ کی صحت و عافیت کے لیے دعا گو مختار الدین احمد

----(۱۷۵)----

علی گڑھ، ۹/اپریل ۲۰۰۵ء

۲۹/صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

کچھ دیر پہلے ۱۲ بجے آپ کا اور مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا فون آیا' ابھی پون بجے ڈاک آئی۔ آپ کا کوئی خط پارسل ڈاک میں موجود نہ تھا' حیرت ہوئی۔

ڈاکٹر خورشید رضوی (فون: ۳۹۲ ۵۳۰۰ موبائل نمبر: ۰۳۳۳-۴۳۴۹۶۹۰)

----(۱۷۶)----

علی گڑھ، ۱۱/اپریل ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم محترم السلام علیکم!

پرسوں آپ کا فون آیا' مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے بھی بات چیت ہوئی یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب آپ کے خطوط آپ کو نہ بھیج سکے جبکہ کمپیوٹر برابر بتا تا رہا کہ خطوط جو میں نے انہیں e-mail سے بھیجے تھے وہ ۲۷/۳ کو وہاں پہنچ گئے۔ آپ کو اس دن ان کا نام اور پتا تو لکھوا دیا لیکن ان کا ٹیلی فون نمبر نہ لکھ سکا۔ آج خیال آیا کہ آپ کو ٹیلی فون کر کے ان کا نمبر بتا دوں کہ آپ کسی کے ذریعہ خطوط ان سے منگوالیں۔ پھر خیال آیا کہ اس میں آپ کو زحمت ہوگی' خود انہیں ٹیلی فون کیوں نہ کر دوں کہ پندرہ بیس دن سے خطوط آپ کے پاس ہیں اور آپ نے خطوط مکتوب الیہوں کو اب تک نہیں بھجوائے۔ اب براہ کرم بھجوا دیجیے۔

ابھی سوا دو بجے انہیں ان کے موبائل: ۰۳۳۳-۴۳۴۹۶۹۰ پر فون کیا تو انہوں نے اطلاع دی کہ ان کا کمپیوٹر خراب پڑا ہے۔ دو چار دنوں میں درست ہو جائے گا تو اپنا e-mail کھولوں گا اور آپ کا خط پڑھوں گا۔ لیکن فاروقی صاحب وغیرہ کے خطوط انہیں نہیں بھیج سکوں گا کہ میرے پاس پرنٹر موجود نہیں۔

اب سارے خطوط نکال کر آج ڈاک سے آپ کو بھیج رہا ہوں۔ امیر نشاں رودپور کے

ڈاک گھر میں تو رجسٹری کا وقت ختم ہو گیا اب خطوط مکمل کر کے ہیڈ پوسٹ آفس کو ایک آدمی بھیج رہا ہوں جہاں تین بجے تک رجسٹری ہوتی ہے۔

میں نے سارے خطوط اور لفافے پر پتے لکھ لیے تھے (کہ آپ کو زحمت نہ ہو) اور آپ کو یہ سب خطوط رجسٹری سے بھیجنے والا تھا کہ خورشید صاحب کے خط پر نظر پڑ گئی جس پر ان کے فون نمبر، موبائل نمبر اور e-mail کا نمبر درج تھے سوچا اپنے ای۔میل سے انھیں بھیج دوں۔ یہ بھی ایک تجربہ ہو جائے۔ نتیجہ آپ نے دیکھ لیا۔

اس دن ایک خط پروفیسر عارف نوشاہی صاحب کو اسلام آباد بھیجا کئی بار کمپیوٹر کھول کر دیکھ چکا ہوں ان حضرت نے بیس بائیس دن گزرنے کے بعد بھی اپنا ای۔میل کھول کر نہیں دیکھا۔ ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے؟

ممکن ہے وہ ملک سے باہر ہوں۔ یا ان کا بھی کمپیوٹر خراب ہو۔ بہرحال ان کے نام کا خط بھی بھیج رہا ہوں۔ یہ اسلام آباد ڈاک سے بھیج دیجیے اور لاہور کے دوستوں کے خطوط بھی سپرد ڈاک کر دیجیے ممنون ہوں گا۔

یہ ای۔میل کا معاملہ تو کچھ کامیاب نہیں رہا بہرحال اپنا ای میل نمبر احتیاط سے لکھ کر بھیج دیجیے شاید کبھی کام آ جائے۔ معلوم نہیں پرنٹر آپ نے لگوایا ہے یا نہیں۔ دونوں شکلوں میں ہماری آپ کی خط کتابت ڈاک ہی سے ہو تو بہتر ہے ہر چند اس میں ہفتہ عشرہ لگ جاتا ہے لیکن کیا کیا جائے!

''میرے ای۔میل ایڈریس یہ ہیں:

(1) mukhtar_d_ahmed@hotmail.com

(2) ahmadyasir1@rediffmail.com

mukhtar کے بعد کا ڈیش اور d کے بعد کا ڈیش برابر نہیں ہے بلکہ کچھ نیچے ہے۔ اس کا خیال رہے اپنا ای۔میل صاف لکھ کر بھیجیے۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۷۷)----

علی گڑھ، ۹/مئی ۲۰۰۵ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

آج دو پہر کو مرسلہ پارسل بحفاظت تمام پہنچا ۳/مئی کا مفصل گرامی نامہ بھی موصول

ہوا۔ بہت مسرت ہوئی آپ کا خط پڑھ کر۔ آپ کا ای۔میل مل گیا تھا ای۔میل ہی کے ذریعہ جواب دیا، لیکن رومن میں نہ خط پڑھنے میں لطف آتا نہ لکھنے میں۔ پھر بھی جلد پیغام رسانی کے لیے یہ سلسلہ مفید ہے۔ مثلاً آج ہی پیغام بھیج دیا کہ آپ کا خط اور مرسلہ کتابیں مل گئیں اب آپ ۱۰/مئی کی صبح کو ای۔میل کی ڈاک کھولیں گے تو میرا پیغام پڑھ لیں گے جس سے تردد دور ہوگا کہ کتابوں کا پارسل علی گڑھ پہنچ گیا۔ اب مغرب بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں جو کل صبح کی ڈاک سے روانہ ہو کر ان شاء اللہ ۱۵، ۱۶/مئی تک آپ کو پہنچ جائے گا۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کا ممنون تو بہت ہوا جہان امام ربانی کی ساتوں مجلدات دیکھ کر لیکن بار بار خیال ہو رہا ہے کہ مولانا کو اس قدر قیمتی تحفہ نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ وہ کتاب حاصل کر کے اور آپ کتاب بھیج کر خاصے زیر بار ہوئے۔ ہاں کوئی اپنی پسند کی بہت اہم اور مفید کتاب چھپی ہو یا ایسی کتاب ہو کہ جس موضوع پر کام کر رہا ہوں اس کے لیے اس کا مطالعہ ناگزیر ہو تو آپ اور مولانا جیسے دوستوں کو زحمت دینا پسند کر لوں گا۔ بہر حال آپ دونوں کا ممنون ہوں۔ آج شب سے اس کتاب کا مطالعہ شروع کر دوں گا۔ آخری جلد پہلے پڑھوں گا۔

لاہور اور کراچی کے جن احباب کو ای۔میل اور پھر اصل خطوط ڈاک سے آپ کو بھیجے تھے اور جنہیں منزل مقصود تک بھیجنے کی اطلاع آپ نے دی تھی، لیکن ان کرم فرماؤں میں کسی کا جواب ابھی تک نہیں آیا ہے۔ ہاں پروفیسر خورشید رضوی صاحب کا ای۔میل آگیا ہے کہ آپ کا خط اسکرین پر پڑھ لیا ہے۔ توجہ سے پڑھ کر خط کا جواب دوں گا انہوں نے لکھا ہے کہ ان کے پاس پرنٹر وغیرہ نہیں آیا ہے کہ خط پرنٹ کر کے آرام سے پڑھ سکوں۔ بہر حال اب تو آپ نے میرے لکھے ہوئے خط ڈاک سے بھیج دیے ہیں۔

جی ہاں جام نور میں آپ کا انٹرویو نظر سے گزرا تھا۔ خوب ہے۔ ایڈیٹر صاحب آپ سے بہت متاثر ہوئے آپ سے مل کر۔ ان کا رسالہ بہت پابندی سے آ رہا ہے۔ صرف رسید بھیجنے کے بجائے چاہتا تھا کہ انہیں کوئی تحریر بھی اشاعت کے لیے بھیجوں۔ ان کے قارئین کی دلچسپی کا خیال کرتے ہی کچھ بھیجوں گا۔ کام بڑھ گیا ہے اور صحت کمزور ہوگئی ہے۔ کبھی کبھی چلنے میں یا اٹھنے میں چکر آ جاتے ہیں۔ بلڈ پریشر بھی گر گیا ہے آج کل ۶۸/۹۲ ہے۔ دعا فرمایئے۔

کچھ خطوط لکھ رکھے ہیں ایک نظر ڈال کر پوسٹ کرا دیں۔ آپ کو بہت زحمت دیتا رہتا ہوں۔ عفو خواہ ہوں۔

آپ کے خط اور "جہانِ رضا" کا انتظار دیکھ کر آج دوشنبہ ۱۲ امئی کو یہ لفافہ روانہ کر رہا ہوں۔

آپ نے فتاویٰ ملک العلماء کا ذکر کیا ہے۔ وہ اڈیشن ہماری مرضی اور ہماری اطلاع کے بغیر شائع ہوا ہے۔ کیا کہوں ہمارے احباب اور شناسا لوگوں میں صرف مفتی صاحب ہی ہمارے حال پر مہربان نہیں ہیں اور اصحاب بھی ہیں پھر کبھی تفصیل لکھوں گا۔ اس کا جائز اور مستند اڈیشن ان شاء اللہ آپ ہی کے اہتمام میں شائع ہوگا۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۱۷۸)-----

علی گڑھ، ۱۹ امئی ۲۰۰۵ء

میرے مکرم السلام علیکم!

بچوں نے ابھی ایک بجے دن کو آپ کا ای۔ میل مورخہ ۷ امئی پرنٹ کر کے دیا۔ جو بات خطوں میں ہوتی ہے وہ ای۔ میل میں نہیں ہوتی لیکن جلد پیغام پہنچانے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ ایک لفافہ آپ کو رجسٹری سے دو تین دن پہلے روانہ کیا ہے۔ مل ہوگا اور خطوط مکتوب الیہم کو پہنچ گئے ہوں گے۔ زحمت دینے کے لیے عفو خواہ ہوں۔

کتاب جو دہلی میں چھپی ہے وہ جلد بندی کے مرحلے میں ہے اس مہینے کے آخر یا جون میں رسم اجرا ہے۔ ان شاء اللہ نمونے کا ایک نسخہ سامنے رکھا ہوا تھا آپ کو بھیج دیا کہ آپ دیکھ کر خوش ہوں۔ محمد عالم مختار حق صاحب کو کتاب فوراً بھیجی جائے گی۔ جوں ہی دہلی سے اس کے نسخے رسم اجرا کے بعد آئے۔ فتاویٰ کے بارے میں کیا لکھوں' لکھنے میں مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ کو پڑھ کر تکلیف ہوگی۔ ہمارے کرم فرماؤں میں صرف مفتی محمود احمد قادری صاحب ہی نہیں ہیں آپ کے "علامہ" ساحل بھی ہیں۔ صاحبزادے مبارکپور سے یہاں وارد ہوئے وہاں کے ناظم مولانا مبارک حسین مصباحی کے سخت شکوہ سنج اور ان سے بے حد ناراض' یہاں مارہرہ کے صاحبزادگان نے ہمدردی کی اور برکات فاؤنڈیشن کے کاموں کے لیے انہیں ملازم رکھ لیا۔ خیال ہوا کہ یہ عربی میں ام۔ اے کر لیں تو ان کے لیے کچھ راہ نکلے۔ میرے یہاں آنے جانے لگے میں نے انہیں جفاکش اور مستعد پایا' طارق مختار سلمہ کے یہ شاگرد ہیں انہوں نے اپنی نگرانی میں پی ایچ ڈی کرانے پر آمادگی ظاہر کی۔ طارق سلمہ کی دونوں کتابیں آپ کو مل گئی ہوں گی۔ وہ ملک العلماء کے فتاوے بھی شائع کرنا چاہتے تھے۔ سارا ذخیرہ فتاووں کا انہوں نے کتب خانے سے نکلوایا۔ مختلف

زمانے کی تحریریں تھیں۔ کچھ حضرت کے ہاتھ آئے' کچھ میری نقل کردہ اور کچھ دوستوں کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے کاغذات۔ ان کی صاف نقل تیار کرنے پر اور کمپوز کرانے پر انہوں نے آمادگی دکھائی۔ کمپوز کرنے والے دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں ارشاد احمد نے کچھ حصہ نقل کیا اور بعد کو انہیں آمادہ کیا کہ اصل مسودے سے وہ کمپوز کریں۔ انہوں نے اجرت اپنی بہت بڑھا دی۔ انہوں نے آٹھ ہزار کمپوزنگ کے طلب کیے ارشاد کے ذریعہ ۸ ہزار انہیں بھجوائے گئے۔ آخری پروف پڑھنے کے لیے میں نے یہ اوراق منگوائے تو دیکھا حضرت علامہ نے کوئی پچاس صفحوں کا طول طویل مقدمہ لکھ مارا ہے۔ میں نے ناپسند کیا اور کہا ہمارا مقصد حضرت ملک العلماء کی تحریرات محفوظ کرنا ہے۔ آپ کو مقدمہ لکھنے کو کس نے کہا تھا میں شائع نہیں کروں گا۔ ان پچاس صفحوں میں حضرت کا کوئی رسالہ کیوں نہ چھاپ لوں۔ میں نے کہا مختصر تمہید میں خود لکھ دوں گا یا مفتی عبدالمتین چریا کوٹی صاحب سے لکھوا لوں گا۔ میں نے مکمل کتاب کا پروف انہیں بھیج دیا کہ ایک تمہید لکھ دیجیے اور فتاووں پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ بعض فتاوے ان کی طالب علمی کے زمانے کے لکھے ہوئے ہیں یعنی ۱۳۲۳ھ کے' یہ بھی دیکھ لیجیے کہ بعض فتاووں کا اب اتنی مدت کے بعد شائع کرنا مناسب نہ ہو تو انہیں نکال دیا جائے' پروف بھیجے ہوئے ایک سال سے زائد زمانہ گزرا اب تک ان اجزا کو دیکھ کر اور ان پر تمہید لکھ کر وہ بھیج نہیں سکے ہیں۔ اس عرصے میں ایک دن اچانک اطلاع ملی کہ فتاوے بریلی سے شائع ہو گئے ہیں۔ ارشاد احمد اس زمانے میں لاپتہ رہے انہوں نے بغیر میرے علم کے' بغیر ہم لوگوں سے پوچھے ایک پروف پوری کتاب کا نکلوا کر بریلی کے ایک صاحب کے جن سے میں واقف نہیں' حوالے کر دیا۔ کن شرائط پر یہ مجھے معلوم نہیں۔ میرا خیال ہے انہوں نے کسی کے ذریعہ حضرت مولانا ازہری تک بات پہنچائی کہ یہ حضرت ملک العلماء کے فتاوے ہیں ان کی کتابت ہو گئی ہے طباعت کا انتظام نہیں ہو رہا۔ شہزادے صاحب نے غالباً یہ سمجھ کر نا ہماری طرف سے استدعا ہے کسی کو اشارہ کر دیا حکم کی دیر تھی فتاوے ملک العلماء کے اور اشارہ پیر و علی حضرت کا' چنانچہ فوراً کتاب چھپ گئی۔ اس شخص نے ہم لوگوں کو تاریکی میں رکھا خود کتاب کا مرتب بن گیا اپنا مقدمہ چھپوا لیا اور کتاب بریلی سے شائع کرا دی۔ طارق کے آٹھ ہزار گئے۔ ''علامہ'' کی ان حرکات شنیعہ کے سبب طارق سمہ ان کی شکل دیکھنی نہیں چاہتے' میں ان سے ملنا نہیں چاہتا ان سے سخت بیزار ہوں۔ فتاویٰ ملک العلماء میں دو تحریریں میرے اور طارق کے نام سے شائع کر دی ہیں۔ یہ ہماری تحریریں نہیں ہیں نہ اس کتاب کے لیے ہم نے یہ سطریں لکھیں۔ میری تحریر سے کچھ

سطریں یا کچھ باتیں انہوں نے ادھر اُدھر سے لے کر صفحہ پورا کر لیا ہے۔

صفحہ ۵۳ والی تحریر طارق مختار سعید کی ہے ان حضرات نے کچھ اضافہ کر کے چھاپ دیا ہے یہ تحریر اس کتاب کے لیے نہیں تیار کی گئی ہے۔

صفحہ ۹۰ کے آخری پیراگراف کی کیا ضرورت تھی اور صفحہ ۲۰ پر اپنی سوانح حیات درج کرنے کی کیا تک تھی؟؟ دوسرے اصحاب کے مضامین بھی اسی شخص نے لکھ کر دستخط کرا لیے ہوں گے۔ ہر ایک میں اس نے اپنا ذکر کرنا ضروری سمجھا ہے۔ کتاب پر جابجا اپنا نام درج کر دیا ہے فتاوی کے حاشیوں میں بھی ساحل سہسرامی موجود ہے۔ سرورق پر طارق سلمہ کو مرتب اعزازی لکھا ہے یہ مرتب اعزازی کیا چیز ہے رسالے کا مرتب اعزازی سنا ہے اس شخص نے کتاب کا مرتب اعزازی کا عہدہ ختم کر دیا محض تبصرہ نگاروں نے اس پر بجا اعتراض کیا ہے۔ طارق کو ڈاکٹر لکھ دیا ہے وہ ڈاکٹر نہیں ایک جگہ نہیں ریڈر لکھ دیا ہے وہ لیکچرر ہیں یہاں کی لوگ ان پر اعتراض کریں گے۔ ایسا لکھنا یونیورسٹی میں بہت قابل اعتراض مانا جاتا ہے۔ خیر انہوں نے وائس چانسلر کو لکھ کر اپنی برأت کر لی ہے کہ ان چیزوں سے میرا کوئی تعلق نہیں اور نہ میں اس کتاب کا مرتب اعزازی ہوں۔

بہت تکلیف دہ باتیں آپ کو لکھ کر رنجیدہ کرنا نہیں چاہتا تھا اب جب آپ نے فتاوی چھاپنے کی بات کی تو ان امور سے واقف کرانا ضروری معلوم ہوا۔ اب آپ اور مولانا محمد عالم مختار حق غور کر کے لکھیں کہ فتاوی کس شکل میں آپ شائع کرانا چاہتے ہیں۔ ایک شکل یہ ہے کہ متدرجہ پانچ سات رسالے آپ علیحدہ علیحدہ شائع کر دیں اور فتاوی علیحدہ ترتیب بدل کر۔

دوسری شکل یہ ہے کہ نافع البشر فی فتاوی الظفر کے نام سے یہ فتاوے شائع کریں اسی طرح دوسری جلد میں جو فتاوی ہیں وہ آپ مرتب کر کے شائع کر دیں مطبوعہ رسالے اس میں نہ ہوں۔ ایک اور جلد جو مختصر ہے فتاوی کی نقل ہے یہ غیر مطبوعہ ہے وہ آپ اس میں شامل کر لیں اور ایک مجموعہ چھاپ دیں۔ سارے پہلوؤں پر غور کر کے مفصل خط لکھیے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ کتاب اسی شکل میں دوبارہ چھپے اور میری روح کو تکلیف پہنچے۔ آپ فتاوی ضرور شائع کریں۔ اس سے بڑھ کر مجھے کس بات سے خوشی ہوگی لیکن آپ سارا مواد خود مرتب کر کے شائع کریں تا یہ بریلی اڈیشن کا دوسرا اڈیشن نہ ہو۔ ابتدائی ۲۰ صفحات بالکل نکال دیجیے ایک تمہید آپ کی ہو اور ایک مضمون ملک العلماء کی فتوی نویسی پر ہو۔ بہت اچھا مضمون آپ کو بھیجوں گا مولانا ہزاروی مرحوم

نے میرے لیے اس موضوع پر الکوثر کے ملک العلما، نمبر کے لیے انہوں نے لکھا تھا۔ ایک آدھ مضمون اور بھی مل سکتا ہے۔ سارے معاملات پر غور کر کے لکھیے۔ آپ کس طرح شائع کرنا چاہتے ہیں۔ خط کا منتظر رہوں گا۔ والسلام

جس طرح حیات اعلیٰ حضرت کا آپ کا مرتب کردہ اپنا اڈیشن ہے اسی طرح فتاویٰ ملک العلماء کا آپ کا مرتب کردہ اپنا اڈیشن ہو۔ اس کا اس خائن کے کام سے کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ خط بالکل نجی ہے پڑھ کر واپس کر دیجیے۔ والسلام۔ مختار الدین احمد

----(۱۷۹)----

علی گڑھ، ۲۳/مئی ۲۰۰۵ء (سوا نو بجے شب)

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

کل صبح علی گڑھ سے جناب ظفر الدین صاحب، پروفیسر غلام مصطفیٰ خان صاحب محترم کے ایک گہرے عقیدت مند اُن کی عیادت اور شرف ملاقات کے لیے حیدرآباد روانہ ہو رہے ہیں۔ اس لیے ایک لفافہ اور دو دن پہلے ایروگرام روانہ کر چکا ہوں۔ دل چاہا کہ کچھ ہی دیر بھی آپ سے باتیں کر لوں۔

موسم سخت ناہموار ہے اس پر بجلی کا فقدان اور کمیابی۔ بیگم صاحبہ اس موسم میں سخت پریشان رہتی ہیں۔ میں انہیں سمجھاتا ہوں خدا کا شکر ادا کیجیے ہم لوگ اگر سوڈان میں پیدا ہوتے تو اس وقت ہمارا حال کیا ہوتا۔ علی گڑھ میں تو زیادہ سے زیادہ دو مہینے کا سخت موسم برداشت کرنا ہوتا ہے بقیہ دس مہینوں میں عیش ہی عیش اور آرام ہی آرام ہے۔

لیجیے ابھی بجلی چلی گئی تھی، کولر بند ہوا، پنکھا بند ہوا، عارضی بجلی میں یہ خط لکھ رہا ہوں۔ ظفر الدین صاحب خط لینے آ رہے ہوں گے۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب نے بڑا کرم فرمایا ہے۔ دو ضخیم کتابوں کے مجلدات میرے لیے فراہم کیے ہیں اور آپ کے اہتمام میں بحفاظت تمام موصول ہو گئے ہیں۔ یہ مجلدات سامنے رکھ لیے ہیں، مختلف کاموں میں مصروف ہوں لیکن جب کبھی بھی تھوڑی فرصت مل جاتی ہے ان مجلدات میں سے کوئی جلد اٹھا لیتا ہوں اور پڑھنے لگتا ہوں۔ مولانا محمد عالم صاحب نے یہ کتابیں بڑی دیدہ ریزی اور محنت سے تیار کی ہیں خدا انہیں جزائے خیر دے اور صحت و مسرت کی دولت سے مالا مال کرے۔

مجھے یقین ہے آپ نقادوں کے مجموعے کی ترتیب جدید کا کوئی ایسا انداز سوچ لیں گے جو باعث تسکین قلب ہوگا۔ اس کے بعد آپ کے لیے ان شاء اللہ مکاتیب ملک العلماء مرتب کردوں گا۔

مدیر الکوثر کا جواب اب تک نہیں آیا۔ خدا کرے آپ کو براہ راست انھوں نے جواب دیا ہو۔ ان کی خاموشی کی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔ یا تو بمبئی کے ایک صاحب کی باتوں میں وہ آگئے ہیں کہ طباعت کے لیے وہ سرمایہ فراہم کرا دیں گے۔ صورت شکل سے تو وہ ایسے مجھے معلوم نہیں ہوتے کہ وہ کچھ مالی تعاون کرسکیں یا کراسکیں۔ ہاں نوری صاحب جیسے مخیّر حضرات کو وہ آمادہ کریں تو سب کچھ ممکن ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ الکوثر کے ملک العلماء کے سارے یا بیشتر مقالات کمپیوٹر پر کسی غلطی کی وجہ سے اڑ گئے ہیں۔ اگر یہ صورت ہے تو کیا آپ وہ اگر مقالات دوبھیج دیں تو کیا ان کی کمپوزنگ کی زحمت بھی آپ برداشت کرلیں گے؟ خدا نہ کرے کہ اس کی ضرورت ہو۔

تو وہ دہلی والی کتاب ہمارے مولانا ابھی مطالعہ کررہے ہیں۔ آپ ان سے منگوا کر دیکھیں اور اپنے تاثرات لکھیں۔ یہ کارنامہ پروفیسر نذیر احمد صاحب کا ہے۔ آج کل علیل ہیں ان کی صحت کے لیے دعا کیجیے۔ لیجیے جب خط لکھ رہا تھا تب بجلی آئی۔ اس سخت موسم پر اکبرالہ آبادی مرحوم بہت یاد آتے ہیں، جو کہہ گئے ہیں:

پڑ جائیں ابھی آبلے اکبر کے بدن پر   پڑھ کر جو کوئی پھونک دے اپریل، مئی، جون

والسلام   مخلص   مختار الدین احمد

----(۱۸۰)----

علی گڑھ، یکم جون   ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم   السلام علیکم!

لیجیے مطلوبہ کتاب کا دوسرا نسخہ بھی آگیا بھیج رہا ہوں۔ یہ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو پیش کر دیجیے۔

آپ کے نام دعوت نامہ ۷/ جون کے جلسہ ایوانِ غالب نئی دہلی کا بھی بھیجا جارہا ہے۔ حالات سازگار اور موسم خوشگوار ہوتا اور آپ اس موقع پر تشریف لاتے تو کس قدر مسرت ہوتی خیر یار زندہ صحبت باقی۔

میرے متعدد خطوط کے جوابات آپ کے ذمے ہیں اطمینان سے اور تفصیل سے جواب دیجیے۔ یقین ہے قاری ملک العلماء کی داستان پڑھ کر آپ کو بھی تکلیف ہوئی ہوگی۔ کیسے کیسے لوگ دنیا میں ہیں۔ رسید بھیجیے۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

غالب انسٹی ٹیوٹ کے نائب چیئرمین پروفیسر نذیر احمد، رکن مجلس ادارہ

عربی و اردو کے نامور محقق و دانشور

پروفیسر مختارالدین احمد

کی ادبی و علمی خدمات کے اعتراف میں

۷ جون ۲۰۰۵ء بروز منگل ساڑھے پانچ بجے شام ایوان غالب نئی دہلی میں منعقدہ

استقبالیہ

میں آپ کی شرکت کے متمنی ہیں۔

مہمان خصوصی عزت مآب ڈاکٹر اخلاق الرحمن قدوائی (گورنر ہریانہ)

صدارت: پروفیسر سید امیر حسن عابدی (معروف فارسی اسکالر)

شاہد ماہلی		صدیق الرحمن قدوائی
ڈائرکٹر غالب انسٹی ٹیوٹ	چائے سات بجے شام	سکریٹری غالب انسٹی ٹیوٹ
فون: 23232583		ٹیلی فیکس: 23236518

----(۱۸۱)----

علی گڑھ، ۲۱/ستمبر ۲۰۰۵ء

پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

بہت نادم ہوں کہ عرصے کے بعد آپ کی خدمت میں یہ عریضہ گزار رہا ہوں۔ موسم سخت ناہموار طبیعت مسلسل مند، گرمی کی شدت، بجلی کی کمیابی بالکل نایابی، کیا کہوں یہ کئی مہینے کیسے گزرے اب حالات اعتدال پر آ رہے ہیں۔ اس دوران میں آپ اور محمد عالم مختار حق صاحب بہت یاد آتے رہے۔ لیکن آپ کے خط بھی خلاف معمول کم آئے اور مولانا کا تو ایک رقعہ تک نہ آیا۔ جہان رضا بھی جس پابندی سے آتا تھا نہیں آیا اور جو کتابیں آپ نے میرے لیے جمع کر رکھی ہیں وہ بھی نہیں آئی ہیں ورنہ خط لکھنے کی تحریک ہوتی اور چند سطریں ضرور لکھتا۔ بہرحال معذرت خواہ ہوں۔ ان شاء اللہ آئندہ خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری رہے گا اگر آپ لوگوں کے خطوط برابر آتے

رہے۔

آپ نے خیریت کے لیے ٹیلی فون کیا تھا اس کا شکریہ۔ فون پر اگر لائن ٹھیک نہ ہو تو باتیں صاف سنائی نہیں دیتیں اور بعد کو ٹھیک سے یاد بھی نہیں رہتا کہ کیا کیا باتیں ہوئی تھیں۔ ای۔ میل کا کچھ سلسلہ ضرور رہا لیکن مجھے اس سے بھی تشفی نہیں ہوتی۔ ہاں اگر طرفین کے پاس ایسے مشینی وسائل ہوں کہ اردو رسم الخط میں پوری تحریر سامنے آجائے اور اس کی کاپی بھی مل جائے اور جو خط میں بھیجوں وہ آپ کو پہنچ جائے اور اس کی نقل مجھے دستیاب ہو جائے تو یہ طریقہ مجھے پسند ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وقت بہت بچ جاتا ہے اور کام جلد ہو جاتا ہے لیکن مشینی تکلفات اتنے ہیں اور ایسے ہیں کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہوتی رہتی ہے۔ ناچار وہی پرانا طریقہ ڈاک سے خط بھیجنے کا رہ جاتا ہے اس میں خط کے جواب آتے ہی ۱۶ سے ۲۰ دن تک لگ جاتے ہیں۔ آج کا خط آپ کو ۲۸/ ستمبر تک ملے گا اگر آپ نے فوراً یعنی اسی دن جواب بھیج دیا تو ۹/ اکتوبر تک جواب یہاں پہنچنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

ابھی کاغذات میں آپ کا ۲۷/ جولائی کا عنایت نامہ سامنے آگیا۔ اس سے آپ کی صحت کی ناہمواری کا اور ضعف کا اندازہ ہوا۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ کو صحت مند بنائے اور صحت مند رکھے اور آپ کو پہلے جیسی نشاط عطا فرمائے کہ آپ دینی خدمات انجام دیتے رہیں۔

جہانِ رضا کی کمپوزنگ اور طباعت پہلے سے کچھ مختلف نظر آئی۔ اس کی ترتیب کی طرف پوری توجہ دیجیے۔ میری بصارت روز بروز کمزور ہوتی جارہی ہے پھر بھی اس کے لیے مضمون بھیجوں گا۔

کیا مدیر المکوثر کا کوئی خط آپ کے پاس آیا۔ آپ ملک العلماء نمبر کے کتنے نسخے خریدنے پر آمادہ ہیں؟

مکتوبات آپ چھاپنا چاہتے ہیں اس سے خوشی ہوئی۔ پانچ سات مہینوں سے کام رکا ہوا ہے نہ ''جہانِ رضا'' میں چھپتا ہے۔ نہ علیحدہ سے کتابی شکل میں خطوط سامنے آتے ہیں۔ یا تو وہاں کمپوز کرائیے اس میں آپ کو زحمت ہو تو یہاں کمپوز کرانے کی کوشش کی جائے' کمپوزنگ بھی ہو جائے گی۔ پروف کی تصحیح بھی کرلیں گے' آخری پروف پر ایک نظر میں بھی ڈال لوں گا۔ طباعت آپ کے یہاں ہو جائے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پچھلے مطبوعہ اوراق جن کی میں نے تصحیح کی تھی آپ بھیج دیں کہ یہاں کمپوز کرالیے جائیں' اتنے ہی باریک یا جیسا آپ تجویز کریں۔ اسی

کے ساتھ غیر مطبوعہ خطوط بھیج دیں کہ انہیں کمپوز کرایا جائے۔ ویسے آپ مطلع کریں کہ آپ کے خیال میں اس کی شکل کیا ہے؟

اگر بقیہ خطوط آپ وہیں کمپوز کرا لیتے ہیں تو اس میں آپ کا فائدہ یہ ہے کہ ابتدائی ''جہان رضا'' کی قسطیں دوبارہ کمپوز کرانے کی زحمت اور اخراجات سے بچ جائیں گے۔ مولانا سے بھی مشورہ کر لیجیے۔

آپ نے اس خط میں لکھا ہے کہ آپ کے پاس بہت سی کتابیں آئی ہیں، بھیجنا چاہتا ہوں لیکن نہ معلوم آپ کس حال میں ہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ اب میں اچھے حال میں ہوں کتابیں بھیج سکتے ہیں، لیکن وہی جن سے میری دلچسپی ہو۔ ایک دو پیکٹ اچھی کتابوں کے بھیجئے اور بقیہ کے نام تحریر فرمایئے کہ میں انتخاب کر سکوں۔ محصول بہت بڑھ گیا ہے اس کا لحاظ کرنا مجبوری ہے۔

آپ نے جو مطبوعات پہلے بھیجی تھیں وہ آپ کی فرمائش کے مطابق مولانا عزیزی کو بریلی اور مفتی عبدالمبین صاحب کو چریاکوٹ بھیج دی گئی تھیں۔ ''جہان رضا'' کے دو نسخے ضرور بھیجئے۔ محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام کہیے وہ آج کل کیا لکھ رہے ہیں اور کیا شائع کر رہے ہیں، مطلع کریں۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۸۲)----

علی گڑھ، ۲۰/ اکتوبر ۲۰۰۵ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم　　　　السلام علیکم!

کتابوں کا پیکٹ مرسلہ ۱۰/ اکتوبر یہاں ۱۸ کو پہنچا۔ مکتوب ۴/ اکتوبر (جو ۱۰/ کو مکمل ہوا) کے مطالعے سے مسرت ہوئی۔

یقین ہے ماہ مبارک رمضان کے معمولات بحسن و خوبی انجام پا رہے ہوں گے۔ عید سعید کی تہنیت قبول فرمایئے۔

طبیعت کا اضمحلال تو عمر کا نتیجہ ہے اس کا کیا شکوہ! ہم لوگوں کی صحت جیسی بھی ہے اللہ کا احسان ہے۔ وہ دینی وعلمی کاموں کی توفیق دے۔

مکتوبات مل گئے ہیں بعض مطابع سے بات کی، رمضان المبارک کے بعد ہی کام شروع ہو سکے گا۔ تقطیع تو وہی رہے گی سطور فی صفحہ کتنی رکھی جائیں، ''جہان رضا'' کا مسطر ٹھیک رہے گا۔ حروف نہ زیادہ جلی ہوں نہ بہت خفی۔ بعض یونیورسٹی کے اساتذہ کو اجرت پر تصحیح کے لیے خیال ہے

کہ آمادہ کر لوں گا' میں بھی ایک نظر ڈال لوں گا' ہر چند بصارت کثرت مطالعہ سے برابر متاثر ہو رہی ہے۔ اطباء کہتے ہیں رات کا مطالعہ بالکل ختم کر دوں' اس پر عمل بہت مشکل نظر آتا ہے۔

مولانا ملک الظفر صاحب کا کوئی خط آیا؟ میں نے کئی خط لکھے ہیں۔ خدا کرے وہ جلد اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا ئیں۔

محمد عالم مختار حق صاحب کی مرسلہ دونوں کتابیں میں نے یہاں وہاں سے دیکھ لی ہیں۔ کتابوں کے انتخاب میں آپ مشورہ ضرور دیں۔

اخباروں کے تراشے آپ نے خوب بھیجے' یہ بڑی دلچسپ تحریرات پر مشتمل ہیں۔ ان سے معلومات میں اضافہ ہوا۔ جلسوں اور ادبی و علمی کتابوں کی اشاعت کا ذکر بہت دلچسپی سے پڑھا۔ آپ کو زحمت نہ ہو تو اخبار پڑھ کر پرانے تراشے بھیجتے رہیں۔ چھپا ہوا میٹریل بھی اس لیے بک پوسٹ لفافہ پر لکھ کر بھیج دیا کیجیے محصول کم لگے گا۔ آپ کے یہاں محصول ڈاک بہت بڑھ گیا ہے اس لیے لکھ رہا ہوں۔

آپ کو پہلے بھی لکھا ہو گا کہ آپ کے مرسلہ ۵ کارڈ میرے پاس ہیں لیکن وہ ۵ پیسے کے ہیں آپ کے یہاں کارڈ ایک روپے کا آتا ہے اس لیے براہ کرم ۲۵ پیسے کے ۵ ٹکٹ خرید کر بھیج دیں تو یہ کارڈ جو بیکار پڑے ہوئے ہیں کام میں آ جائیں۔

''جہانِ رضا'' کے پانچ نسخے ملے یہ کافی ہیں لیکن ہر شمارہ بھیجنے کا انتظام کریں۔ اس طرف کئی شمارے نہیں ملے۔ نہ بمبئی اور بریلی سے پہنچے۔

رجبی شریف کی کل کتنی تقریریں آپ نے شائع کی ہیں۔ کس سال سے کس سال تک تقریریں اب تک چھپ چکی ہیں مطلع کیجیے گا۔ یاد آتا ہے کہ ایک سال کی تقریر کے پروف آپ نے بھیجے تھے اور میں نے پڑھ کر واپس کر دیے تھے' یہ بھی ضرور چھپے ہوں گے' میرے پاس مطبوعہ نسخہ نہیں ہے۔ یہ تقریر مل جائے تو کوشش کی جائے کہ یہ ساری تقریریں ایک جلد میں شائع کر دی جائیں۔ اپنی خیر و عافیت سے اطلاع دیتے رہیں اور مجھے ممنون کرتے رہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

۱۰/۲۹ ...... افسوس یہ خط اب تک نہ بھیجا جا سکا۔ کچھ خطوط بھیج رہا ہوں انہیں فوراً پڑھ کر ڈاک میں ڈلوا دیجیے۔ زحمت دہی کے لیے عفو خواہ ہوں۔

----(۱۸۳)----

علی گڑھ، ۷/جنوری ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

آپ نے پچھلے ہفتے ٹیلی فون کرکے اور میرا حال پوچھ کر مجھے ممنون و مسرور کیا۔ الحمد للہ بخیر ہوں اور اس عمر میں دوسرے متعدد دوستوں سے بہتر ہوں۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

مطالعہ اور تحریری کام اب بھی کرتا رہتا ہوں۔ چلنا پھرنا کم ہو گیا ہے تقوی پارک سیر کو اب نہیں جاتا' کارنے اور بے کار کر دیا ہے۔ کتب خانہ مولانا آزاد میں مشرقیات کا شعبہ اوپر کی منزل پر ہے سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں اس عمل سے گھبرانے لگا ہوں' متعدد مضامین تشنہ پڑے ہیں کہ مراجعت کتب کے لیے کتب خانہ جانا ضروری ہے۔ بچوں اور طالب علموں بلکہ ریسرچ اسکالروں سے بھی کام نہیں چلتا کہ ان میں علم کی صحیح تلاش اور ذوق و شوق کا فقدان دیکھتا ہوں۔

اس دن ٹیلی فون پر آپ کی صرف ۳۳ فیصدی باتیں سمجھ سکا' موسم خراب تھا یا فون صحیح طور پر کام نہیں کر رہا تھا' لیکن میرے لیے یہی بات باعث مسرت تھی کہ آپ کی آواز برابر کان میں رس گھول رہی تھی۔ صحیح بات یہ ہے کہ ای۔میل اور ٹیلی فون' خطوط کا بدل نہیں۔ خطوط کی بات ہی کچھ اور ہے۔ جب چاہا خط اٹھا کر پڑھ لیا اور ایک نئی لذت حاصل کر لی۔

آپ پچھلے زمانے میں بڑی تقطیع کے صاف ستھرے کاغذ پر کمپیوٹر مشین کے ذریعہ ٹائپ کرا کے خطوط بھیجتے تھے یہ اچھی بات تھی' زیادہ زحمت نہ ہو تو یہی کیجیے ورنہ اپنے قلم سے خط لکھ کر بھیجیے کہ آپ کی تحریر واضح اور روشن ہوتی ہے اور مجھے پڑھنے میں کسی قسم کی زحمت نہیں ہوتی۔

"جہانِ رضا" کبھی کبھی بمبئی سے آجاتا ہے' آپ کا مرسلہ پیکٹ کچھ دن پہلے ملا تھا اس میں اس رسالے کے کئی نسخے تھے اور کچھ رسائل۔ ٹیلی فون پر جس پیکٹ کے ارسال کرنے کا ذکر آپ فرما رہے تھے اگر اس کے علاوہ کوئی اور تھا تو وہ ابھی تک نہیں ملا۔

میرے ذوق کی اگر کتابیں اس طرف چھپی ہوں اور وہ بآسانی ممکن الحصول بھی ہوں تو ضرور بھیجیے۔ فتاوی ملک العلماء کے پانچ نسخے بھیج دیجیے۔

نئے سال کی تہنیت قبول فرمایئے خدا کرے یہ سال آپ کے لیے آپ کے خاندان کے لیے ہر طرح باعث خیر و برکت ہو۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۸۴)----

علی گڑھ، ۳۱/جنوری ۲۰۰۶ء

میرے محترم السلام علیکم!

مکرمت نامہ مورخہ ۲۳/جنوری اور کتب و رسائل کا پیکٹ ابھی موصول ہوا۔ فوراً آپ کو خط لکھ رہا ہوں کہ پیکٹ کی رسید آپ کو مل جائے اور تردد دور ہو۔

فتاوی کے تین نسخے ملے دو اور کسی پارسل میں بھیج دیجیے گا۔ ایک نسخہ میں نے رکھ لیا ہے اور دوسرا طارق مختار سلمہ کو بھیج دیا ہے جو میڈیکل کالج کالونی میں رہتے ہیں۔ تیسرا نسخہ ابن سینا لائبریری کو بھیج دوں گا۔ جو دو نسخے اب آپ بھیجیں گے ان میں ایک کتب خانہ آزاد لائبریری کو پیش کروں گا اور دوسرا اپنے شعبۂ عربی و اسلامیات کی لائبریری کو دوں گا یا کسی اچھے دینی اسکالر کو۔

آپ کا خط پا کر بہت خوشی ہوئی۔ بہت دنوں کے بعد آپ نے یہ کرم فرمایا اس لیے آپ کی تحریر پڑھ کر مزید مسرت ہوئی۔ یہ سلسلہ جاری رکھیے۔ میری دونوں آنکھیں اب اصلاح طلب ہیں اس لیے آپ کا خوبصورت کمپیوٹر سے کمپوز کرایا ہوا خط پڑھ کر آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی۔ جزاک اللہ

حسین امام سلمہ کے نام آپ کا خط دلچسپی سے پڑھا۔ آپ بہت اچھے خط لکھتے ہیں۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب پر لازم ہے کہ آپ کے خطوط کا انتخاب مرتب کر کے چھپوائیں۔

کلیات مکاتیب رضا کا عکسی اڈیشن بھیج دیجیے۔ جابر شمس صاحب نے ایک نسخہ بھیجا تھا وہ احباب میں گردش میں ہے۔ انہیں کچھ لکھ کر بھیجنا ہے۔ جنوری کا ''جہان رضا'' ملا حسن ترتیب ہی نہیں حسن طباعت بھی خوب ہے۔ رسالہ ترقی کر رہا ہے خدا آپ کو صحت مند اور خوش و خرم رکھے کہ آپ خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھیں۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب مختار الدین احمد

----(۱۸۵)----

علی گڑھ، ۴/۲ ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

یکم مارچ کو آپ کا مرسلہ پارسل مل گیا تھا۔ فتاوی ملک العلماء کا ایک نسخہ اور جہان رضا (فروری) کے متعدد نسخے ملے۔ شکر گزار ہوا۔ چار کی جگہ جہان رضا کے چھ نسخے ڈاکٹر عزیزی کو بھیج

دیئے کس واسطے کہ اس اشاعت میں ان کا مضمون چھپ تھا۔ ان کے یہاں سے رسید بھی آ گئی۔

اس زمانے میں بہت مصروف رہا' آپ کو خط لکھنے کا کئی بار خیال آیا ارادہ بھی کیا کہ آپ میرے خط کے منتظر ہوں گے لیکن یہ ارادہ عمل کی شکل اختیار نہ کر سکا۔

یاسر احمد سلمہٗ کی تقریب شادی کا دعوت نامہ آپ کو بھیجا ہے مل ہوگا۔ آپ کی شرکت تو کیا ہو سکے گی لیکن یقین ہے آپ انہیں دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں گے۔

کمپیوٹر سائنس میں انہوں نے ایم۔ اس۔ سی کیا ہے بہت اچھے نمبروں سے۔ کل انہیں ہندوستان کی ایک بہت اچھی کمپنی IMRB انٹرنیشنل سے Associate Analyst کی پوسٹ کا آفر آیا ہے تنخواہ سالانہ دو لاکھ بیس ہزار ہے۔ خدا اس میں برکت دے اور توفیق کہ اس کا کچھ حصہ نیک کاموں میں خرچ کریں۔ کل گھر میں میلاد شریف کی محفل تھی آج خاندان کے دس اور احباب پٹنہ سے آ گئے ہیں' کچھ کل آنے والے ہیں۔ گھر میں ہر طرف چہل پہل ہے مرد چھیں بانٹ رہے ہیں کچھ انتظامات میں مصروف ہیں خواتین کے اپنے موضوعات ہیں کچھ ایک دوسرے کے ملبوسات میں دلچسپی لے رہی ہیں' بچے شور کر رہے ہیں اور ادھم مچا رہے ہیں' میں اپنے کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھا آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔

کی ، و پہلے ایک کتاب ذکر نادم بلخی چھپی ہے۔ میں نے اس کے لیے ایک مضمون لکھا ہے۔ ''کچھ دیر سادات بلخ کے ساتھ'' اپنے مضمون کی زیروکس کاپی آپ کے مطالعے کے لیے بھیج رہا ہوں۔ پڑھ کر محمد عالم صاحب کے حوالے کر دیجیے۔ یقین ہے اب ڈاکٹر صاحب نے انہیں لکھنے پڑھنے کی اجازت دے دی ہوگی۔ مضمون کا موضوع آپ کی خاص دلچسپی کا ہے۔

مارچ کا پورا مہینہ گزر گیا اور ''جہانِ رضا'' نہ آیا خدا کرے مانع بخیر ہو۔

معلوم نہیں آپ نے ''قومی زبان'' (کراچی) کا ''مشفق خواجہ'' نمبر دیکھا یا نہیں۔ اگر چھپ نہیں گیا ہے تو پہلے عشرے میں فنون کا تازہ شمارہ شائع ہونے والا ہے اس میں خواجہ صاحب پر میری تحریر چھپ رہی ہے۔ رسالہ جیسے ہی شائع ہو میری تحریر کی زیروکس کاپی بنوا کر فوراً بھیج دیں اور مجھے ممنون کریں۔ ایک دوست کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

اپنے یہاں اور اپنے احباب کی اداروں کی مطبوعات سے اطلاع دیجیے۔ خط لکھیے کہ آپ کی خیر و عافیت معلوم ہو۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۸۶)----

علی گڑھ، ۳/اپریل ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

آپ کو کل ایک خط لکھا' کچھ خط لکھنے آج بیٹھا' ابھی لفافہ بند نہیں کیا تھا کہ آپ کا مرسلہ پیکٹ ''جہانِ رضا'' اور ''نوائے وقت'' کا موصول ہوا۔ آپ کے خط پر تاریخ ۱۴/دسمبر درج تھی حیرت ہوئی۔ پیکٹ کا لفافہ دیکھا تو لاہور سے روانگی کی تاریخ ۱۲/۱۲/۲۰۰۵ء درج تھی' علی گڑھ کی مہر آج یعنی ۳/اپریل کی لگی ہوئی ہے۔ حیرت ہوئی کہ یہ پیکٹ تین ساڑھے تین ماہ کہاں مہمان بنا رہا۔ مندرجات یہ نکلے۔

''جہانِ رضا'' دسمبر ۲۰۰۵ء شمارہ ۱۳۰ ۱۲ عدد

''نوائے وقت'' کے تین شماروں کے اوراق بابت ۲۲/۲۳/۲۵ نومبر ۲۰۰۵ء حسین امام کے مضامین کے عکس۔

ان کے علاوہ محمد عالم مختار حق صاحب کے بھیجے ہوئے اخبارات کے تراشے بابت پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں اور ڈاکٹر سید معین الرحمٰن۔

رسید لکھ دی کہ آپ کو اطمینان ہو جائے کہ گمشدہ پیکٹ مل گیا۔

یاسر احمد سلمہٗ کی تقریب شادی کا دعوت نامہ ملا ہے۔ آپ سے دعا کی التماس۔

(۱) ہاں مدیر الکوثر بالکل خاموش ہیں کچھ نہیں سمجھ میں آتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں' آپ کے آفر کا میں نے دو خطوط میں ذکر کر دیا تھا۔ معلوم نہیں بمبئی اصحاب سے ان کے معاملات طے ہوئے یا نہیں۔

(۲) فتاووں کی تلاش جاری ہے۔

(۳) مکتوبات کی کمپوزنگ کی رفتار سست ہے ایک عزیز جو بنارس میں ہیں وہ کمپوزنگ کا کام پٹنہ میں کرا رہے ہیں۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے کو گہر ہونے تک

والسلام مختار الدین احمد

----(۱۸۷)----

علی گڑھ، ۲۳/اپریل ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم   السلام علیکم!

ایک لفافہ بھیجا ہے اگر چہ تاخیر سے ملا ہوگا۔ دوسروں کے نام خطوط آپ نے پوسٹ کرا دیئے ہوں گے اور ایک مضمون کا تراشہ آپ کو بھیجا ہے وہ آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔

ایک نسخہ اس کا فاضل بھیجا ہے وہ کسی اہل علم کو پیش کر دیجیے گا۔ خطوط پر ایک نظر ڈال لیں۔

رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ خوش وخرم اور صحت مند نظر آئے۔ مکتبۂ نبویہ میں اپنے دوستوں اور رفیقوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حقہ نوش فرما رہے ہیں آپ حقہ تو پیتے نہیں!

مجھے آتا دیکھ کر آپ بہت خوش ہیں۔ مجھے مولانا محمد عالم صاحب اپنے ساتھ آپ کے مکتبہ لے گئے ہیں۔ آپ ان سے فرما رہے ہیں کہ یہ دو دن تک آپ نے ڈاکٹر صاحب کو کہاں چھپا کر رکھا تھا۔ یعنی آپ کو یہ علم ہو گیا تھا کہ میں دو دن پہلے لاہور آ گیا ہوں اور آپ سے ملنے اب آ رہا ہوں۔ آپ میرے لیے نمکین لسی منگوا رہے ہیں۔ میں اٹھ کر مکتبہ کے شلف میں نئی مطبوعات دیکھ رہا ہوں۔ اب نیند ٹوٹ جاتی ہے۔

یہ خطوط جو میں نے آج صبح لکھے ہیں عمر حیات قادری صاحب کے لفافہ میں رکھنے والا تھا۔ اب ارادہ بدل گیا۔ اچھا نہ معلوم ہوا کہ لاہور خط لکھوں اور آپ کو یاد نہ کروں۔ اب سارے خطوط آپ ہی کو بھیج رہا ہوں۔ اس طرح پچھلی خاموشی کی کچھ تلافی شاید ہو جائے۔

''جہانِ رضا'' کا انتظار ہے۔ مولانا کو سلام کہیے اور میرا پیغام ان تک پہنچا دیجیے کہ ''معارضۃ الغز'' (شاہ مقبول عالم) کی تلاش سے غافل نہ رہیں۔

ایک روپے والے کچھ کارڈ کسی پارسل میں رکھ دیں۔   والسلام   مختار الدین احمد

----(۱۸۸)----

علی گڑھ، ۳/ مئی ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم   السلام علیکم!

ٹیلی فون پر آپ نے خیریت جوئی کی ممنون ہوا۔ آپ کی آواز ''ناظم منزل'' میں بہت دنوں کے بعد گونجی سب لوگ خوش ہوئے۔ میں اس وقت لائبریری گیا ہوا تھا آپ کی آواز سننے اور شرف مکالمت سے محروم رہا۔

چند دنوں کے بعد میں میرے بھیجے ہوئے دو لفافے آپ کو ملے ہوں گے ان میں خطوط

کے علاوہ کچھ اور مشمولات بھی تھے۔ ایک میں ''شب خون'' (الٰہ آباد) میں شائع شدہ ایک مضمون ''میرزا غالب کے تین نادر خطوط'' کے تراشے بھی تھے آپ کے لیے مولانا محمد عالم اور آپ دونوں کے کسی دوست کے لیے۔ افسوس کہ مکمل کتاب ''معارضۂ انتقاد'' (سید مقبول عالم پھانوی) اب تک موصول نہیں ہوئی۔ پنجاب، سندھ کے کتب خانوں میں تلاش کرایئے ضرور مل جائے گی۔

آپ کا ایک پیکٹ موصول ہوا جس میں ''جہانِ رضا'' کے چند شمارے تھے۔ فتاویٰ ملک العلماء کا انتظار رہا۔ پھر ابھی حال میں ''جہانِ رضا'' کے آخری شمارے کا پیکٹ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا بھیجا ہوا بریلی سے موصول ہوا۔ اس شمارے کا کاغذ ہلکا ہے لیکن مضامین اعلیٰ ہیں۔ خدا آپ کو خوش رکھے کہ نامناسب اور مشکل حالات میں بھی رسالہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

عزیزی حسین امام سلمہ نے اپنے نام آپ کے مکتوب گرامی (۲۰۰۵/۱۲/۲۴ء) کی عکسی نقل بھیج دی ہے۔ بہت اچھا خط ہے۔ آپ بھی فرصت نکال کر کسی کو توجہ سے خط لکھتے ہیں تو وہ انشا کا بہترین نمونہ بن جاتا ہے۔ ایسے خط کبھی کبھی بوقت فرصت مجھے بھی لکھیے اور کمپیوٹر سے ٹائپ کرا کے بھیجیے۔

''فنون'' (لاہور) کا تازہ شمارہ اگر چھپ گیا ہو تو ایک نسخہ خرید کر بھیج دیجیے۔ اس میں مشفق خواجہ صاحب کے تعلق سے میری ایک تحریر چھپنے والی ہے۔ اس میں زحمت ہو تو میرے مضمون کی زیروکس کاپی بھیج دیجیے۔

اس زمانے میں وہاں جو اچھی کتابیں میری دلچسپی کی چھپی ہوں ان کے نام لکھ بھیجیے۔ کتابیں نہ بھیجیے، میں کسی کتاب کے لیے لکھوں تو روانہ فرما دیجیے گا۔ ناحق آپ کتابوں اور محصول ڈاک پر کیوں اپنا پیسہ بگاڑیں۔

یہاں گرمی شروع ہو گئی اور ساتھ ہی ساتھ بجلی کی کٹوتی بھی شروع ہو گئی لیکن دونوں گھروں میں چار انورٹر لگوا لیے ہیں اس لیے کام چل جاتا ہے۔ آپ کہیں گے دو گھروں سے کیا مراد ہے؟ میں نے ۱۹۷۵ء سے پہلے سول لائن ایریا میں ایک ہزار گز مربع زمین خرید لی تھی سستے داموں۔ (اس وقت ایک مربع گز کی قیمت دس ہزار ہے)۔ چار سو گز زمین میں دو قطعہ مکان اپنی دونوں بیٹیوں یاسمین طارق مختاری اور فریدہ مختار کے لیے بنوا لیے تھے اور ۶۰۰ گز میں اپنے لیے اور اپنے دو بیٹوں طارق مختار اور خالد مختار۔ محمد اقبال پرویز کے لیے تعمیر کرا لیے تھے آج سے تیس سال پہلے۔ طارق مختار شعبہ عربی میں لیکچرر ہیں اب سینئر ہیں اس لیے انہیں میڈیکل کالج کالونی میں

یونیورسٹی نے ایک فلیٹ الاٹ کر دیا ہے۔(C-35 میڈیکل کالج کالونی) وہ اب وہاں چلے گئے ہیں۔ ان کا بیٹا محمد شارق دہلی کی ایک تعمیری فرم میں کام کرتا ہے اور بیٹی رخشندہ طارق فلسفے میں پی ایچ ڈی کر رہی ہیں۔ پرویز سلمہ نے بی کام اور ام۔ اے (اسلامیات) کیا ہے' برسوں سعودی عرب کے شہر ریاض میں ملازم رہے پھر ہم لوگوں نے انہیں واپس بلا لیا کہ بچوں کی تربیت اچھی طرح کر سکیں۔ وہ جامعہ اردو علی گڑھ میں میرے مکان سے چند قدم کے فاصلے پر ملازم ہیں۔ بیٹا سعید ظفر دہلی میں کمپیوٹر کی ایک اچھی کمپنی میں ملازم ہے' بیٹی صائمہ اردو میں بی اے آنرس کر رہی ہے اور میرے کتب خانے کی انچارج ہیں۔ ضروری کتابیں اور خطوط کاغذات وہی نکال کر دیتی ہے۔ پاس کے مکان میں یاسمین رہتی ہے ان کے میاں ڈاکٹر طارق چھتاری ممتاز افسانہ نگار اور نقاد ہیں' شعبہ اردو میں ریڈر ہیں دو کتابوں کے مصنف ہیں' ان کا صرف ایک بیٹا شیزان ہے فلسفے میں یہاں پی ایچ ڈی کر رہا ہے۔ اس سے ملے ہوئے مکان میں فریدہ میری چھوٹی بیٹی فریدہ رہتی ہے۔ اس کا بھی صرف ایک بیٹا ہے یاسر احمد۔ اس نے کمپیوٹر سائنس میں ام۔ اس۔ سی کیا ہے۔ یونیورسٹی ڈیرہ دون کا ٹوپر ہے' دہلی کے ایک کمپیوٹر فرم میں ملازم ہو گیا ہے۔ ۵/ اپریل کو اسی کی شادی کا دعوت نامہ آپ کو بھیجا گیا ہے۔ دلہن کا نام سعدیہ ہے۔ اس نے بھی ڈیرہ دون کی یونیورسٹی میں کمپیوٹر سائنس میں ام۔ ایس۔ سی کیا ہے۔ اور فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن لائی ہے۔ یہ بھی دہلی کی ایک ممتاز فرم میں کام کرتی ہے۔ ایک ماہ کی چھٹی گزار کر یہ دونوں کل یکم مئی کو دہلی واپس گئے ہیں۔ ان سارے بچوں کی صحت و عافیت اور ان کی دینی و دنیوی ترقیوں کے لیے دعا فرمایئے۔ ۱۰/ مئی یہ خط کاغذات میں کہیں دب گیا تھا آج ملا ہے دو خط ان کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ جہان رضا کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ خط بھی ملا شکریہ۔ مختار الدین احمد

----(۱۸۹)----

علی گڑھ، دوشنبہ ۱۵/ مئی ۲۰۰۶ء (۳ بجے دن)

مکرمی محترمی فاروقی صاحب السلام علیکم!

آپ کے دو مکرمت نامے مورخہ ۱۱/۳ اور ۲۵/ ۱۴ اس وقت پیش نظر ہیں۔ فتاویٰ کی ایک جلد ملی تھی اور "جہان رضا" کے چند شمارے' ان دونوں کی رسید لکھ چکا ہوں۔ اس کے بعد یاد نہیں آتا کہ کوئی پارسل آیا ہو۔

۲۵/ اپریل کے گرامی نامے میں ٹیلی فون کرنے کا اور میرے گھر پر نہ ہونے کا ذکر ہے اور

یہ اطلاع ہے کہ میرے تین خط یکے بعد دیگرے آپ کو موصول ہوئے الحمدللہ۔ میری خاموشی کی کچھ تلافی ہو گئی ہوگی۔ احباب کے نام میرے خطوط آپ نے روانہ کر دیے جزاک اللہ۔ ابھی کسی کا جواب نہ آیا۔ آپ کو زحمت ہوگی لیکن آئندہ آپ احباب کے نام بھی لکھ دیا کریں جن کے نام میں خطوط بھیجوں اور موقع نکال کر آپ وہ خطوط پڑھ بھی لیا کریں۔ اس کے کئی فوائد ہیں۔

محمد عالم مختار حق صاحب کی صحت یابی کے لیے دعا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ خدا کرے وہ جلد چاق و چوبند ہو جائیں اور آنکھیں اچھی ہیں کہ ان کی نوشت وخواند کا سلسلہ جلد جاری ہو جائے۔

مشفق خواجہ مرحوم کے خطوط انہوں نے شائع کیے یا نہیں؟ انجمن ترقی اردو کے رسالہ ''قومی زبان'' کا مشفق خواجہ نمبر آپ حضرات کی نظر سے گزرا یا نہیں۔ ''مظنون'' کا تازہ شمارہ بھی دیکھئے اب تک چھپ گیا ہوگا' یہاں اب تک نہیں آیا۔

اصحاب صفہ کے خطوط ابھی نہیں آئے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی نئی کتاب موصول ہوئی۔ خوب چھپی ہے۔ آپ نے اپنے نفس پر ایثار کر کے اپنا نسخہ مجھے بھیج دیا اس کے لیے ممنون ہوں۔

معارضۃ الغنز (سید مقصود عالم پھپانوی) مطبوعہ مطبع نول کشور ۱۸۶۱ء تلاش کریں۔ آپ بھی اور مولانا بھی۔ لوگوں کو خطوط لکھیے پنجاب' سندھ' سرحد کے کسی نہ کسی کتب خانے میں ضرور مل جائے گی تلاش شرط ہے۔ اس سلسلے میں' میں نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس کے آف پرنٹس آپ دونوں کو بھجوائے ہیں ان کی اور میرے خطوط کی رسید نہیں آئی۔

رات جب آپ کا ٹیلی فون آیا میں موجود نہ تھا۔ بہت افسوس ہوا۔ منتظر رہا کہ آپ کا پھر فون آئے گا۔ آپ کوئی پیغام لکھوا دیتے تو مجھے مل جاتا۔ بہر حال ٹیلی فون سے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہو گئی۔

کاش کسی دن اب فون کریں کہ ''آپ کی مطلوبہ کتاب ''معارضۃ الغنز'' مل گئی ہے اس کی زیروکس کاپی بھیج رہا ہوں''۔ خدا ہم چنیں کند۔ ساٹھ ستر سال سے اس کتاب کی تلاش میں ہوں۔

ابھی ڈاک نہیں آئی ہے۔ سہ پہر کو آئے گی اسے دیکھ کر یہ لفافہ جو کئی دن سے میز پر رکھا ہے ڈاک گھر بھجوا دوں گا۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام شوق۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام۔ مختار الدین احمد

----(۱۹۰)----

علی گڑھ، ۱۷/جون ۲۰۰۶ء

مکرمی ومحترمی جناب فاروقی صاحب السلام علیکم!

مرسلہ پیکٹ بحفاظت تمام موصول ہوا ممنون ہوا۔ گرامی نامہ بھی ملا پڑھ کر مسرور ہوا۔ ''جہانِ رضا'' بابت مارچ'اپریل'مئی موصول ہوا۔ مارچ کے شمارے میں ''روح القدس کا ذکر کلامِ رضا'' میں پڑھا۔ شہزاد مجددی صاحب سے بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوئی۔ اصغر علی نظامی صاحب کا مضمون عربی خطاطی کے موضوع پر ''جہانِ رضا'' میں پہلے دیکھ چکا تھا اب اس دربار کے درودیوار کی روشن تحریریں دیکھ کر آنکھیں روشن اور دل ودماغ معطر کیے۔ ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری کا مضمون دلچسپی سے پڑھا۔

اپریل کے شمارے میں آپ نے پہلے مدینہ پاک کی گلیوں کی زیارت کرائی' پھر ''کشف المحجوب'' کی حکایتیں سنائیں' اس کے بعد آپ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے قیام مکہ مکرمہ کے کچھ دلچسپ کوائف پیش کیے ہیں اور ان سے کئی علماء ومشاہیر اہلِ قلم کی محبت وشیفتگی کے کچھ مناظر دکھائے ہیں۔ یہ حصہ آپ نے غالباً ملفوظات سے لیا ہے اس حصے کی پیراگرافنگ آپ نے حسبِ معمول بہت سلیقے سے کی ہے اور عنوانات بہت اچھے دیے ہیں۔ آخر میں آپ نے ہم قارئین ''جہانِ رضا'' کو طرابلس کی مفت سیر کرادی، نہ ویزا لینا پڑا نہ ہوائی ٹکٹ خریدنا پڑا۔ لیکن آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یہ سفر کب کیا آپ نے۔

مولانا محمد عالم مختار حق اور محمد صلاح الدین سعیدی صاحب کی نگارشات سے آپ کے اداریوں اور دوسری تحریرات کی جمع وترتیب واشاعت کی خوشخبری ملی' یہ بہت مفید کام ہے جس کی طرف آپ کے ان دوستوں اور قدردانوں نے توجہ کی ہے' آپ کے قدرداں اور آپ سے محبت کرنے والے اس مجموعہ مضامین کے لیے چشم براہ ہیں۔

ابھی فرصت نکال کر ''جہانِ رضا'' کے مئی کے شمارے پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لی' آپ کا مضمون ''علمائے کرام کی لطیف یادیں'' دیکھ گیا۔ دلچسپ اور پر معلومات ہیں۔ میں برابر آپ کو لکھتا رہا ہوں کہ یہ سلسلہ بہت مفید ہے اسے جاری رکھیے۔ جن علماء وفضلا اور مشاہیر اہلِ قلم پر آج آپ دو صفحے لکھ دیں گے بعد کو ان حضرات پر دو پیراگراف لکھنے والا بھی نہیں ملے گا۔

علامہ کوکب نورانی کی تحریریں آپ کی وساطت سے کبھی کبھی پڑھنے کو مل جاتی ہیں' ان سے

برابر لکھواتے رہیں ایمان افروز اور روح پرور تحریریں ہوتی ہیں۔ برسوں ان کی تقریریں ٹی وی پر سنتا رہا ہوں اب معلوم نہیں کیوں یہ سلسلہ بند ہے۔ کیا نورانی چہرہ ہے اور کیسا خوبصورت "نرم لب ولہجہ" وہ بولتے جاتے ہیں اور مفاہیم خود بخود ذہن نشین ہوتے جاتے ہیں۔ ان کی تصانیف کہاں ملیں گی۔

لیجیے کاغذ بھر گیا۔ اب خط ڈاک گھر بھجواتا ہوں۔ والسلام مختار الدین احمد

----(۱۹۱)----

علی گڑھ، ۱۸/ جون ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

رات آپ کی کتاب "ہاتھوں سے خوشبو آئے" پوری پڑھ گیا۔ اپنے کاموں سے فارغ ہو کر ساڑھے بارہ بجے شروع کی اور دو بج کے چونتیس منٹ پر ختم کر دی۔ مرتب محمد صلاح الدین سعیدی صاحب کی تمہید اور میاں سلیم حماد صاحب کی تقدیم بھی پڑھ گیا۔ "جہانِ رضا" میں لکھے ہوئے اداریوں کا بہت اچھا انتخاب ہے جو آپ کے ان مخلصین کی توجہ سے منظر عام پر آئے ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اور اس بات کی توفیق کہ وہ آئندہ سے آپ کی تحریرات شائع کرتے رہیں۔ آپ کے مضامین "آپ بیتی" - "یادوں کے جھروکے سے" اور "مجلس فاروقی" خاص طور پر پسند آئے۔ اب خوب ہو اگر آپ اپنی آپ بیتی کی طرف توجہ کریں اور اسے مکمل کر دیں۔

کچھ دن یہاں موسم بہت سخت رہا اب معتدل بلکہ خوشگوار ہے۔ میں نے کچھ دن پہلے آپ کو اپنے دو مضامین "کچھ دیر اصحاب ثخ کے ساتھ" اور "میرزا غالب کے تین نادر خطوط" آپ کے مطالعے کے لیے بھیجے تھے۔ پہلا مضمون ایک مجموعہ مضامین "ذکر نادم بلخی" میں اور دوسرا شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کے رسالہ "شب خون" کے آخری شمارے میں چھپا تھا' رسید کی کی نہیں آئی۔ غالب کے ان خطوط کی تلاش مجھے پچھلے پچاس ساٹھ سال سے تھی۔ پروفیسر اقبال مجددی کی مہربانی سے اس گمشدہ کتاب کے ایک نادر نسخے کے ابتدائی تین صفحے ملے..... حیرت ہے کہ لکھنؤ کی چھپی ہوئی کتاب پورے ہندوستان میں نہیں ملی اور ملی تو لاہور کے ایک اسکالر کے ذاتی کتب خانے میں۔ اس کتاب سے غالب کے دو تلامذہ مولوی سید مقصود عالم پھپانوی اور مولوی سید مقبول عالم پھپانوی کے حالات پر روشنی پڑی۔ مالک رام کی "تلامذۂ غالب" میں ان کا

ذکر نہیں۔ اب اس کا ایک مکمل نسخہ مل گیا ہے۔ اس پر ایک مفصل مضمون لکھ رہا ہوں۔

خدا کرے مضامین آپ کو مل گئے ہوں۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۹۲)----

علی گڑھ، ۲۶/جون ۲۰۰۶ء (دوشنبہ)

مکرمی محترمی جناب فاروقی صاحب السلام علیکم!

۱۹/جون کو ایک لفافہ روانہ کیا ہے جو آپ کو آج کل میں مل جائے گا۔ اس میں آپ کے نام دو خط اور محمد عالم صاحب اور رفاقت علی شاہد اور ایک اور صاحب کے نام خطوط ہیں۔ آخر الذکر کا نام بھول رہا ہوں۔ آپ نے ان اصحاب کے خطوط فوراً روانہ کر دیے تو خیال ہے کہ ان کے جوابات جولائی کے پہلے ہفتے میں مجھے مل جائیں گے۔

اب ایک لطیفہ سنیے: میں نے آپ کو ایک خط ۳/مئی کو لکھا وہ ادھر ادھر ہو گیا۔ دوسرا ۱۵/مئی کو سپرد قلم کیا۔ پہلے خط کی تلاش شروع ہوئی وہ ملا تو میں نے دونوں خط ایک جگہ رکھ دیے کہ ساتھ ہی بھیج دوں گا۔ پھر کراچی کے ایک کرم فرما سید معراج احمد جامی کو جو دو اردو رسالے نکالتے ہیں ایک کراچی سے دوسرا انگلستان سے خط لکھنے لگا۔ انہی کے لفافہ میں کچھ اور اصحاب کے خطوط رکھ دیے کہ وہ پوسٹ کر دیں گے۔ انہی خطوط میں غلطی سے آپ کے نام کے دونوں خط بھی چلے گئے۔ چونکہ وہ خط غلطی سے چلے گئے تھے پوسٹ کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے تھے۔ اس لیے اس پر پورا نام اور پتا درج نہ تھا۔ ان دوست کو تردد ہوا انھوں نے کراچی سے صرف اس بات کے جاننے کے لیے کہ سرنامۂ مکتوب پر آپ نے صرف فاروقی صاحب لکھا ہے ان کا نام اور پتا لکھیے تو یہ خط انہیں بھیج دیے جائیں۔ آپ کی طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا کہ میں آپ کو عام طور پر براہ راست خط بھیجتا ہوں ایک مشفق خواجہ اور اپنے ایک مشترک دوست حمزہ فاروقی صاحب کی طرف دھیان گیا جن کے خطوط اس زمانے میں آتے تھے اور جو کراچی میں ہی مقیم ہیں۔ میں نے ان کا نام اور پتا لکھ دیا۔ حمزہ فاروقی صاحب نے یہ دونوں خط معراج جامی صاحب کو واپس کر دیے کہ یہ میرے نہیں کسی اور فاروقی صاحب کے ہیں۔ ناچار جامی صاحب نے ایک لفافہ میں یہ خط مجھ کو واپس کر دیے۔ اب آج میں آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اب آپ جواب لکھیں میرے ۱۹/جون کے خطوط کے تو یہ دونوں خط بھی سامنے رکھ لیجیے۔

کتابوں کے ساتھ جو خط آپ نے ۳/ جون کو تحریر فرمایا اس پر بھی ایک نظر اور ڈال لی۔ بہت اچھے چھپے ہوئے اعلیٰ قسم کے کاغذ کے رائٹنگ پیڈ پر کمپیوٹر سے ٹائپ کیے ہوئے آپ کا خط ایک بار اور پڑھ گیا۔ نئی لذت ملی۔ جی ہاں خواجہ صاحب کے خطوط پر محب گرامی وحید قریشی صاحب کا تعارف ضرور ہونا چاہیے تھا لیکن وہ بہت مصروف رہتے ہیں اور آج کل ان کی صحت بھی غیر مستقیم ہے شاید اس لیے کچھ لکھ نہ سکے۔

محمد عالم مختار حق صاحب نے تینوں کتابیں بہت توجہ اور محنت سے مرتب کی ہیں۔ اس کے پیچھے خواجہ صاحب اور آپ سے وہ محبت کا جذبہ کام کر رہا ہے جو انہیں آپ دونوں سے ہے۔ انہیں دلی مبارکباد دیجیے اور مطلع کیجیے کہ اب ان کی اگلی منزل کیا ہے۔ آپ اپنے علمی پروگراموں سے بھی مطلع فرمائیں۔

والسلام مختار الدین احمد

-----(۱۹۳)-----

علی گڑھ، ۳/ اگست ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم!

ٹیلی فون پر آپ نے خیریت جو لی کی بہت خوش ہوا۔ آپ کی آواز سن کر ایسا محسوس ہوا جیسے آپ ناظم منزل امیر نشان روڈ علی گڑھ میں بیٹھے ہیں یا میں ملتانی، تبویہ گنج بخش روڈ لاہور میں آپ کے دفتر میں حاضر ہوں۔ اطمینان ہوا کہ میرے مرسلہ سارے خطوط آپ کو مل گئے اب ایک اور قسط خطوط کی جاری ہے اس کے بعد کچھ وقفہ چاہتا ہوں تا کہ مہینے ڈیڑھ مہینے میں وہ کام مکمل کر دوں جو بوجوہ نہیں کر سکا تھا۔ ان کاموں میں کئی ڈاکٹریٹ کے مقالے پڑھنے اور ان پر رپورٹ لکھنے کا کام بھی ہے جن کے لیے یاد دہانیاں اور تقاضے آ رہے ہیں۔

یہ چوتھا خط ہے جو آپ کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ ۱۳/ مئی اور ۱۵/ مئی کے خطوط غلطی سے سید معراج احمد جامی صاحب کے لفافہ میں کراچی پہنچ گئے۔ مشہور سیاح اور سفرنامہ نگار جناب حمزہ فاروقی (کراچی) سے پرانی رسم و راہ ہے۔ آپ کے نام خطوط کے سرنامے پر فاروقی صاحب پڑھ کر وہ سمجھے کہ یہ خطوط حمزہ فاروقی صاحب کے نام ہیں اور میں نے ان کے پاس بھیجنے کے لیے ان کے لفافہ میں رکھ دیا ہے۔ حمزہ فاروقی صاحب نے چند دنوں کے بعد یہ خطوط جامی صاحب کو واپس کر دیے کہ یہ میرے نام نہیں ہیں کسی اور فاروقی کے نام ہیں۔ ناچار جامی صاحب نے مجھے واپس کر دیے اس کے بعد ایک خط آپ کو ۲۶/ جون کو لکھا لیکن مکروہات میں

مبتلا رہا اور آپ کو نہ بھیج سکا۔ اب اس خط کے ساتھ یہ تینوں خطوط بھی بھیج رہا ہوں۔ جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ میں کسی حال میں بھی آپ کی اور محمد عالم صاحب کی یاد سے غافل نہیں رہا۔ (آپ کے نام میرے ہر خط کے مخاطب محمد عالم صاحب بھی رہتے ہیں)۔

میں مہینے ڈیڑھ مہینے خاصا پریشان رہا۔ میری چھوٹی بیٹی فریدہ مختار جو سب بچوں میں تندرست وتوانا ہے اور ہمیشہ ہشاش بشاش رہتی ہی نہیں ہے گھر کے سب لوگوں کو ہشاش بشاش رکھتی بھی ہے' یکایک پاؤں کی تکلیف میں مبتلا ہوئی۔ دونوں اور پیہم انجکشنوں سے اسے نقصان پہنچا' چارا سے دہلی کے مشہور اور نہایت گراں ہسپتال اپولو میں داخل کیا گیا' دو آپریشن پٹھوں کے ماہر سرجنوں نے کیے۔ علاج پر اب تک ۸۰-۹۰ ہزار خرچ ہو چکے ہیں لیکن یہ امر باعث سکون ہے کہ دونوں آپریشن بہت کامیاب ہوئے۔ ایک پاؤں کی ہڈی کاٹ کر دوسرے پاؤں میں پیوست کی گئی ہے۔ دہلی سے یہاں ایئر کنڈیشنڈ اور سارے طبی آلات اور ساز و سامان سے لیس ایک ایمبولینس میں لائی گئی۔ ایک ڈاکٹر' ایک اسسٹنٹ اور ایک نرس ساتھ آئی تھی' دس ہزار ایمبولینس پر خرچ ہوئے۔ بحمدہ آپریشن سے فائدہ ہے بڑی بات یہ ہے۔ یہاں آرام کر رہی ہے' اس کے کمرے کو ایئر کنڈیشنڈ کرا دیا گیا ہے' تاکید کی گئی ہے کہ ایک ماہ تک پاؤں اس کے زمین پر نہ پڑیں۔ احتیاط کی جا رہی ہے۔ خوش ہے چہرہ کھِلا ہے۔ آپ کو اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ وقت خاص میں اسے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ خدائے عزوجل اسے صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے اور ہم لوگوں کو پریشانیوں سے نجات ہو۔

کبھی موقع ہو تو دو منٹ' صرف دو منٹ اس سے بات کر لیجیے اسے تسلی آمیز کلمات کہیے اور جلد صحت کاملہ کی خوش خبری سنائیے۔ آپ کی دعاؤں سے ان شاء اللہ یہ مقصد ضرور حاصل ہوگا۔

فریدہ سلمہا' میرے مکان سے ملے ہوئے دوسرے مکان میں رہتی ہے اس کا موبائل نمبر یہ ہے: 989 703 0133

اب آپ میرے دوسرے خطوط پڑھیں اور جو ایک خاص اثر اوپر کی سطریں پڑھ کر آپ پر ہو گیا ہو اسے دور کریں۔ ڈاک کا حال سن کر بہت افسوس اور تردد ہوا۔ خطوط معمولی ڈاک سے By Sur Mail بھیجئے یہ ارزاں ہوگا۔ کتابیں آپ اور محمد عالم صاحب مکرم وہی بھیجیں جو میرے خاص ذوق کی ہوں۔ میرے ذوق سے آپ دونوں حضرات اچھی طرح واقف ہیں۔ ''جہانِ رضا'' کے صرف چند نسخے بھیجئے جن کے پاس بھیجنا بہت ضروری ہو۔ آج کی ڈاک دیکھ کر یہ لفاف

بھیجوں گا۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

مرسلہ خطوط پر ایک نظر ڈال لیجیے پھر پوسٹ کر دیجیے۔ اگر اب لفافہ -/۴ سے زائد میں جانے لگا ہے تو مہربانی کر کے فاضل ٹکٹ لگوا دیجیے ورنہ خطوط بیرنگ ہو جائیں گے۔ اس سے بھی مطلع کیجیے گا کہ اب مقامی لفافہ اور کارڈ پر کتنے روپے کا ٹکٹ لگایا جائے گا۔ آپ مجھے کارڈ لکھا کریں یہ لفافہ اور فون سے تو بہر حال کم قیمت کا ہوگا۔ مفصل خط لکھنا ہو تو کبھی کبھی لفافہ یا ایروگرام لکھ دیا کیجیے گا۔

آج کی ڈاک دیکھ کر یہ لفافہ بھیج رہا ہوں۔ ۵/۸/۲۰۰۶ء۔

----(۱۹۴)----

باسمہ

علی گڑھ، ۳/ ستمبر ۲۰۰۶ء

محترمی اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

شنبہ ۵/ اگست کو ایک دبیز و ضخیم لفافہ ہوائی رجسٹری سے آپ کو بھیجا ہے۔ اس میں آپ کے نام تین خط ہیں جو مختلف تاریخوں کو لکھے گئے' دوسرے مکتوب الیہم محمد عالم مختار حق' جمیل جالبی' جمیل الدین عالی۔ ریاض الاسلام۔ شیخ منظور الٰہی' حمزہ فاروقی' سید شاہ قیام الدین احمد' محمود احمد کاوش اور انیس شاہ جیلانی صاحبان ہیں۔ ۱۵'۶ دن گزر گئے آج تک آپ کا خط آیا نہ مندرجہ بالا حضرات میں کسی کا جواب آیا اس لیے تردد ہے۔ شاید لفافہ کی ضخامت اور اس کا وزن اس بات کا باعث بنا ہو کہ وہ رک رک کر آرام سے سفر کرے۔ اس طرف ویسے بھی آپ کا کوئی خط یا کوئی پیکٹ موصول نہیں ہوا۔

''جہانِ رضا'' کے دو شمارے ملے تھے۔ اب آپ نے کتابت بہت جلی کر دی ہے عمر رسیدہ اصحاب کی خوشی کے لیے۔ لیکن ایسا لگتا ہے جیسے میں کسی اور رسالے کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ ڈاک کا خرچ بڑھ گیا ہے اس لیے اب آپ بہت اہم کتابیں ہی بھیجیے اور رسالے کے بھی صرف دو تین نسخے۔ آپ اور محمد عالم صاحب اچھی مطبوعات کی خبر ضرور دیتے رہیں۔ تاریخ علمائے فرنگی محل کا دوسرا اڈیشن مل گیا ہے اگر مولانا کو اب بھی ضرورت ہو تو اس کا عکس بنوا کر بھیج دوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۱۹۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۶/ستمبر ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب محترم السلام علیکم!

میں مہینے ڈیڑھ مہینے علیل رہا۔ ایک ہفتے کے قریب ایک نرسنگ ہوم میں رہا واپس آ گیا ہوں بفضلہ بہتر ہوں۔ آپ کو نہ لکھا کہ آپ کو تشویش ہوگی۔ بستر علالت سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ مکمل شفایابی کے لیے آپ اور احباب دعا فرمائیں۔

شنبہ ۵/اگست کو ایک دبیز وضخیم لفافہ رجسٹرڈ ڈاک سے روانہ کیا کہ اس میں آپ کے نام تین خط ہیں ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کے نام کے خطوط ہیں۔ محمد عالم صاحب، جمیل جالبی، جمیل الدین عالی، ریاض الاسلام، شیخ منظور الٰہی، حمزہ فاروقی وغیرہ۔ ان میں سے آج ۶/ستمبر تک کسی کا جواب نہ آیا اور خود آپ کے خط نہ آنے سے خیال ہوتا ہے کہ یہ لفافہ یہاں وہاں کہیں رک گیا ہے۔ آپ لوگوں کی خیریت نہ ملنے سے تشویش ہے۔

''جہان رضا'' کے لیے ایک قیمتی تحفہ حاضر ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

طالب دعا مختار الدین احمد

مولانا محمد عالم مختار حق سے پوچھئے کہ کیا انہیں تذکرہ علمائے فرنگی محل (طبع دوم) حاصل ہوگیا ہے؟ نہ ہوا ہو تو میں عکس ہوا کر بھیج دوں۔

اعلیٰ حضرت کا ایک غیر مطبوعہ مکتوب

اس ہفتے اپنے کتب خانے کے پرانے کاغذات اور فائلیں دیکھ رہا تھا کہ آج سے ۶۳ سال قبل کی لکھی ہوئی کم عمری کے زمانے کی ایک چھوٹی سی ڈائری ملی نصف پوسٹ کارڈ کے سائز کی۔ اس میں ۱۴/فروری ۱۹۴۳ء سے ۳۱/اگست ۱۹۴۳ء کے اندراجات ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی ہمرکابی میں بریلی شریف کا ایک سفر میں نے ۱۹۴۳ء کی ابتداء میں کیا تھا۔ ۲۲/فروری کو بریلی سے پہنچا تھا اور ۳/مارچ کو واپسی کا سفر اختیار کیا تھا۔

۲۲/فروری کے اندراجات یہ ہیں:

''رات کو ۳ بجے بریلی پہنچا۔ اسٹیشن پر ملک العلماء کے استقبال کے لیے ایک ہجوم موجود تھا۔ حاجی ولی اللہ صاحب کے مکان میں ٹھہرایا گیا ہوں۔ یہ حضرت شیشے کا کاروبار کرتے ہیں۔ جنگ کے زمانے میں جب گولے باری ہو رہی ہے مشرقی سرحد پر یہ شیشے کا کاروبار پھیلائے

ہوئے ہیں۔ مکان بہت عمدہ اور قیمتی ہے دروازوں کھڑکیوں میں شیشوں کی کثرت سے یہ مکان شیش محل کہلا سکتا ہے۔ حضرت محدث کچھوچھوی قبلہ بھی یہیں قیام فرمانے والے ہیں''۔

۲۰/ مارچ کو یہ سطریں لکھی ہیں:

''۱۲/ بجے اسٹیشن پہنچا۔ گاڑی آئی۔ بہت بھیڑ ہے۔ ایک ٹی ٹی صاحب نے جو سید پیارے علی صاحب کے عزیز ہیں ایک ڈیوڑھے ڈبے میں بمشکل جگہ دلوادی ہے۔ پورے ڈبے میں فوجی بھرے ہوئے ہیں۔ وحشی اور اجڈ ہیں۔ دیکھیے رات کس طرح بسر ہوتی ہے۔ کئی اسٹیشن گزر گئے ابھی لیٹنے کی جگہ نہیں ملی ہے اپنے بکس اور بستر پر بیٹھا ہوا ہوں''۔

اسی ڈائری کے ایک صفحے پر پنسل سے لکھا ہوا ایک خط ملا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا مکتوب گرامی ہے ان کے دو عزیزوں سردار ولی خاں اور پیاری بی کے نام۔ خط بریلی سے ۱۵/ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ کو لکھا گیا ہے جب یہ دونوں حرمین شریفین میں مقیم تھے۔ اب اتنی مدت گزر جانے پر بالکل یاد نہیں آتا کہ یہ مفاوضہ عالیہ بریلی میں کس سے مجھے حاصل ہوا تھا۔ زیادہ امکان یہ ہے کہ یہ مولانا نقدس علی مرحوم سے ملا ہو جن کا مکتوب کے آخر میں ذکر بھی ہے۔

مندرجہ ذیل مکتوب چھوٹی سی نصف پوسٹ کارڈ سائز کی ڈائری میں پنسل سے آج سے ۶۳ سال پہلے کا نقل کیا ہوا ملا ہے۔ امتداد زمانہ سے کچھ حروف مٹ گئے ہیں۔ یا ان کے نقوش دھندلے ہو گئے ہیں۔ کئی دنوں کی محنت و جان فشانی سے پڑھ پایا ہوں۔ بعض حروف ایسے مطموس ہیں کہ بالکل پڑھے نہیں جاتے' لیکن ایسے مقامات کم ہیں۔

ذیل میں یہ مکتوب گرامی پیش کیا جا رہا ہے:

نور چشمی پیاری بی وبرادر عزیز سردار ولی خاں سلمہما

بعد دعا مدعا۔ اللہ تعالیٰ حج مبارک کرے اور زیارت مبارکہ عطا فرمائے اور اپنے قبول کے ساتھ بالخیر ہم سے ملائے۔ آمین

میں نے کئی خرچ کے لحاظ سے مہری خط دونوں' حرم پاک سے لکھ کر تم کو بمبئی بھیج دیے تھے۔ جو تمہیں مل گئے ہیں اور براہ راست مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ دونوں جگہ تمہاری اور بھائی محمد شاد خاں کے لیے لکھ دیا ہے۔ مجھے دعا سے نہ بھولنا میں دعا کا بہت محتاج ہوں۔ اتنی دعا کر لیا کرو کہ الٰہی احمد رضا اور اس کی اولاد اور عزیزوں کو ہر بلا سے دونوں جہان میں بچا اور عافیت و برکت دے اور

مخالفوں کے شر سے بچا اور ان پر غلبہ دے۔ آمین۔ فقط

احمد رضا از بریلی ۱۵/ ذوالقعدہ ۲۹ھ

الحمد للہ حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ و مدد و برکت تمہارے ہمراہ ہے اور تمہارے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ حج و زیارت کے قبول سے نورٌ علیٰ نور ہے اور تمہارے ایمان کی ترقی ہے۔ ... آفات سے بچائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اپنی اور سب کی خیریت سے جلد مطلع کرو۔ یہاں ... تقدس ... اور تمہاری بہن اور سب ... بخیریت ہیں۔

----(۱۹۶)----

باسمہٖ

علی گڑھ، ۱۷/ ستمبر ۲۰۰۶ء

میرے مکرم السلام علیکم!

آج سہ پہر کو آپ کی آواز سن کر بہت خوش ہوا اور آپ کی گفتگو سے سکون ملا اور ایسا معلوم ہوا جیسے آپ عیادت کے لیے "ناظم منزل" تشریف لائے ہوئے ہیں اور محو گفتگو ہیں۔

میں جولائی میں علیل ہوا داہنے گھٹنے میں تکلیف ہوئی پھر وہاں پر کوئی ایک رگ متورم ہوگئی۔ یونانی علاج ہوتا رہا شاید اس سے نقصان ہوا پھر ایک ماہر آرتھوپیڈ کو دکھایا انہوں نے صرف ایک مرہم استعمال کرنے کو بتائی اور اصل زور ایکسر سائز پر دیا' پھر ایک ماہر سرجن کو دکھایا انہوں نے آپریشن ضروری بتایا۔ اسی سے زیادہ کی عمر میں آپریشن سخت امتحان تھا۔ اپنے میڈیکل کالج کے ہسپتال میں اسپیشل وارڈ میں لیکن کوئی کمرہ ایئر کنڈیشنڈ نہیں ہے۔ اس لیے ایک پرائیویٹ کلینک میں ۱۴/ اگست کو داخل ہوا۔ ۱۵/ کو آپریشن ہوا' پانچ سات دن رہ کر گھر واپس آیا۔ آپریشن بحمدہ کامیاب رہا اب اس کے عواقب سے نبرد آزما ہو رہا ہوں۔ آرام کر رہا ہوں۔ پڑھتا رہتا ہوں لکھنا گویا موقوف ہے۔ آپ کو علالت کا حال جس زمانے میں علیل تھا نہ لکھا کہ آپ کو تردد ہوتا۔ آپ بھی تفصیلات احباب کو نہ سنائیں سوائے مولانا محمد عالم کے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ تردد ہوگا۔ ہاں آپ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفائے عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

اس دوران اعلیٰ حضرت کے دو مطبوعہ نادر مکتوبات ڈھونڈ ھ نکالے ایک پر تمہید لکھ کر آپ کو "جہانِ رضا" کے لیے بھیج دیا' اسے اہتمام سے شائع کیجیے گا۔ دوسرا گرامی نامہ حضرت مولانا برہان الحق کے نام ہے' اسے میں نے "معارف رضا" کراچی کو بھیج دیا ہے۔ یہ دو رسالہ برسوں سے

پابندی سے میرے پاس آ رہا ہے لیکن کبھی اس کے لیے ایک سطر بھی نہیں لکھی اس لیے وہاں بھیج دیا کہ کچھ تو تلافی ہو جائے۔

حضرت ملک العلماء کے دو عربی رسالوں کے چند اوراق ملے ہیں انہی کے قلم سے ان کے عکس شائع کرنے کے لائق ہیں۔ آپ ''جہانِ رضا'' میں چھاپیں تو خوب ہو۔ میں ایک صفحہ کی تمہید لکھ دوں گا۔ شاید آٹھ آٹھ صفحوں میں دونوں کتابوں کی تمہید آ جائے گی۔ فوراً مطلع فرمائیں ورنہ کسی اور کو بھیج دوں۔ ان امور کے جواب مطلوب ہیں:

(۱) آپ کے تین نیازمند وہاں کبھی کبھی کتب و رسائل شائع کرتے رہتے تھے۔ اب بہت خاموش ہیں وجہ کیا ہے؟

(۲) معراجیہ رسالے آپ نے کتنے اب تک چھاپے ہیں ایک ایک نسخہ توجہ فرما کر ہر ایک تقریر کا بھیج دیجیے۔ کچھ خیال آتا ہے کہ ایک تقریر کا پروف پڑھ کر بھیج دیا تھا وہ شاید چھپ کر میرے پاس نہیں آیا۔

(۳) رد مشرق والا رسالہ چھپ گیا تھا۔ ''جہانِ رضا'' میں اسے علیحدہ سے شائع نہیں کیا جا سکا' میری لکھی ہوئی تمہید نہ چھپ سکی' کسی شمارے میں تمہید چھاپ دیجیے ورنہ مجھے واپس کر دیجیے۔

(۴) صحیح البہاری شریف جلد اول (قلمی) اشاعت کے لیے مرتب ہو رہی تھی لاہور میں' یہ کام اب کس منزل میں ہے؟

(۵) مطبوعہ حصوں کا کوئی صاحب اردو میں ترجمہ کر رہے تھے یہ تکمیل کو پہنچا یا نہیں ان امور کے جواب ضرور دیں۔ والسلام مختارالدین احمد

----(۱۹۷)----

علی گڑھ، ۲۲/۱۲/ ۲۰۰۶ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

فون پر آپ سے گفتگو کر کے اور آپ کی آواز سن کر کیا کہوں کس قدر مسرت ہوئی۔ جہانِ رضا کے اگست اور ستمبر کے شمارے ملے ایک شمارہ اور بھی ملا اس پر بھی ستمبر لکھا ہوا ہے اور نمبر شمارہ ۱۳۸ لیکن یہ غالباً اکتوبر ۲۰۰۶ء کا شمارہ ہے۔ اب نومبر اور دسمبر کے شماروں کا انتظار ہے۔

اگر آپ نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا غیر مطبوعہ مکتوب چھاپ لیا ہے تو خیر ورنہ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کو کراچی بھیج دیجیے وہ اپنے رسالے کے سالنامے میں شائع کر دیں گے۔

آپ کے لیے ایک آدھ مضمون لکھ رہا ہوں جلد ہی بھیجوں گا۔

دو تین ماہ کی علالت کے دوران لکھنا تقریباً بند رہا۔ ہاں پڑھنا خوب رہا بستر پر لیٹے لیٹے بہت سی کتابیں پڑھ گیا۔ اب اچھا ہوں لیکن ضعف باقی ہے صحت وعافیت کے لیے دعا کا طالب ہوں۔

مولانا محمد عالم صاحب کو سلام کہیے ان کی ایک فرمائش تذکرہ علمائے فرنگی محل کی بھی بہت مشکل سے کتاب ملی اس لیے کہ یہ اڈیشن بھی نایاب ہو گیا ہے۔ عکس بنوالیا تھا کہ معلوم ہوا مولانا راشد نے کالندھلہ سے اس کا عکس انہیں بھیج دیا ہے۔ میں نے صورت حال ان سے پوچھی کوئی جواب نہیں آیا اب آپ ان سے پوچھ کر اطلاع دیں۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

----(۱۹۸)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۴/جنوری ۲۰۰۷ء

مکرمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیں۔ اس طرف عرصے سے آپ کی خیر وعافیت معلوم نہ ہوسکی۔ یقین ہے بفضلہٖ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

کئی ماہ سے ''جہان رضا'' نہیں آیا تردد ہے۔ ڈاک کے اخراجات آپ کے یہاں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ احباب کو بھی خط لکھنے میں تردد ہونے لگا ہے۔ شیخ منظور الٰہی صاحب (لاہور) کا خط آیا ہے۔ لفافے میں صرف ایک کاغذ ہے لیکن ٹکٹ -/۸۰ روپے کے لگے ہوئے ہیں۔ لاہور ہی سے کل اورینٹل کالج میگزین کا تازہ شمارہ آیا ہے اس پر محصول کے ٹکٹ دیکھ کر ہوش اڑ گئے۔ خدا آپ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔

اعلیٰ حضرت کا مکتوب گرامی شائع کیا یا نہیں۔ اپنی خیر وعافیت جب موقع ہو لکھیے اور علمی سرگرمیوں سے مطلع کیجیے۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کو سلام کہیے۔ امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔

والسلام مختارالدین احمد

-----(۱۹۹)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۸/اپریل ۲۰۰۷ء

محب گرامی اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

اس دن ٹیلی فون پر آپ سے گفتگو کر کے بہت خوشی ہوئی۔ آپ کی باتوں کی حلاوت کا لطف اب بھی لے رہا ہوں۔ لیکن یہ ملاقات مہنگی پڑتی ہے۔ ڈاک گھر کے اخراجات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اب خط کتابت کم ہو گئی ہے۔

تین چار ماہ سے ''جہانِ رضا'' نہیں آیا۔ اس کا سخت انتظار رہا۔ شاید پچھلا شمارہ نومبر یا دسمبر میں آیا تھا۔ اب تازہ شماروں کا صرف ایک نسخہ بھیج دیا کیجیے' لیکن آپ کہتے ہیں ایک شمارے پر بھی بہت خرچ آنے لگا ہے۔ کیا کیا جائے!

آپ نے کہا تھا کہ بمبئی کچھ شمارے بھیج دیے گئے ہیں' ان کا اپنا رسالہ تو آیا لیکن ''جہانِ رضا'' کا کوئی شمارہ نہیں پہنچا۔

اب کوئی اچھی کتاب آپ کے یہاں چھپے تو صرف اطلاع دے دیا کیجیے' بھیجنے کی ضرورت نہیں اگر اس کتاب میں میری دلچسپی بہت ہوئی تو لکھوں گا۔

حسن امام سلمہٗ کا امریکہ سے فون اور پھر خط آیا تھا انہیں ''جہانِ رضا'' مل رہا ہے۔ بہت اچھا اور بہت طویل خط انہوں نے لکھا ہے۔ خوش ہیں اور دینی کاموں کی طرف متوجہ۔ خدا انہیں خوش رکھے۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ آپ کی صحت گذشتہ دنوں کچھ اچھی نہیں رہی۔ میں آپ کی صحت وعافیت کے لیے دعا کرتا رہتا ہوں۔ وہی شافی حقیقی ہے۔ اللہ آپ کو تندرست وتوانا رکھے کہ مفید دینی وعلمی کام کرتے رہیں۔

والسلام مختار الدین احمد

پس نوشت: ۲/فروری کو پارسل ملا۔ نصرۃ الاصحاب' عورت کا اسلامی نظریہ' بیان المعراج' فکر فاروقی وغیرہ کتابیں ملیں۔ میں نے رسید بھیج دی آپ کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ میرا خط آپ کو نہیں ملا۔

ان سب تحریرات کے لیے شکر گزار ہوں۔ میں نے رسید ۷/فروری کو بھیجی تھی۔ خواجہ عبدالرحمن طارق کراچی کے ذریعہ۔

-----(۲۰۰)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۱/ جولائی ۲۰۰۷ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم   السلام علیکم!

مدت سے آپ کا کوئی گرامی نامہ تشریف نہیں لایا اور ''جہانِ رضا'' تو شاید چھ ماہ سے نہیں پہنچا۔ خیال تھا کہ آپ بمبئی بھیجیں گے اور وہاں سے یہاں بریلی اور دوسرے مقامات پر بھیجا جائے گا لیکن یہ بھی نہیں ہوا۔

ڈاک کے اخراجات یقینا بڑھ گئے ہیں لیکن کام تو کسی طرح چل ہی رہا ہے۔ خطوط بھی آ رہے ہیں' رسالے اور کتابیں بھی پہنچ رہی ہیں۔ آپ ''جہانِ رضا'' کے زیادہ نسخے نہ بھیجئے۔ ایک تو بھیج دیجیے' یہ بھی مشکل نظر آئے تو دو ماہ کے پرچے ایک ساتھ بھیج دیا کیجیے۔ اگر موقع ہو تو پچھلے پانچ چھ شمارے ایک ساتھ بھیج دیجیے۔

اپنی اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خیر و عافیت لکھیے۔ ہم لوگ بخیر و عافیت ہیں' کچھ ہفتے پہلے موسم بہت سخت گزر رہا تھا لیکن اب معتدل ہے۔ امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

-----(۲۰۱)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۹/ جولائی ۲۰۰۷ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم   السلام علیکم!

کارڈ مورخہ ۱۱/ جولائی ۲۳/ کو موصول ہو گیا۔ عرصے کے بعد آپ کا خط آیا' مسرت ہوئی۔ لفافہ نہیں تو کارڈ ہی لکھ دیا کیجیے' اگر قلم ٹھیک ہو تو ایک کارڈ پر بھی ضروری باتیں آ جا سکتی ہیں۔ ہاں آپ نے اپنا ایک روپیہ ضائع کیا' ایک روپے کے پوسٹ کارڈ پر دس روپے کے ٹکٹ لگائے ہیں' لیکن آپ بھی ۹ روپے کے ٹکٹ کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ہاں صاحب ڈاک کے اخراجات آپ لوگوں کے یہاں بہت بڑھ گئے ہیں۔ لاہور سے شیخ منظور الٰہی صاحب کا لفافہ آیا ہے۔ اس پر ۱۵/- کے ٹکٹ لگے ہیں ہوائی ہے اور رجسٹرڈ پھر بھی زیادہ ہے۔ پروفیسر انور محمود خالد صاحب نے الحمراء (لاہور) کے ڈیڑھ سال کے شمارے بھیجے

ہیں اس پر ۲/۷۴ خرچ آیا ہے۔ اسلام آباد سے کل فارسی سہ ماہی رسالہ ''دانش'' پہنچا ہے۔ ۹۹/- ایک شمارے کا محصول ہے۔ آج علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایک لفافہ موصول ہوا ہے جس پر ۹۹/- کے ٹکٹ لگے ہیں۔ آج ہی مولانا کوکب اوکاڑوی صاحب کے چند کتابچے گلزار حبیب ٹرسٹ کراچی نے بھیجے ہیں پیکٹ پر ایک ہزار پچاس روپے محصول کے دیے گئے ہیں۔ یہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی کی مطبوعات ہیں سو سوا ڈیڑھ ڈیڑھ سو صفحوں کے رسالے ہیں۔ یہ تو ظلم ہے لیکن اس ظلم میں ڈاک خانہ ہی نہیں ان کا ادارہ بھی شریک ہے۔ یعنی پیکٹ بطور رجسٹر بک پوسٹ نہیں آیا ہے چاروں طرف سے بند کر کے بطور پارسل روانہ کیا گیا ہے اس لیے محصول میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ ہاں کل ہی لاہور سے منصورہ احمد کے رسالہ ''مونتاج'' کا احمد ندیم قاسمی نمبر ۷۶۹ صفحات پر مشتمل موصول ہوا۔ اس پر ۵۰۰/- سے کیا کم محصول پر خرچ ہوگا۔

مولانا کوکب نورانی سے میں واقف ہوں ان کی تحریریں ''جہانِ رضا'' میں دیکھی ہیں اور بمبئی کے رسالے میں ان کا ہندوستان کا سفرنامہ بھی پڑھا ہے۔ ان کی تقریریں ٹی وی پر بہت سنی ہیں۔ ان کی گفتگو کا انداز بہت پسند ہے بہت اچھے اور دل نشین انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے چہرے پر نور برستا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں ''نورانی'' ہیں۔ شکل ایسی پیاری اور لہجہ ایسا دلکش ہے کہ جو انہیں دیکھتا ہے جو انہیں سنتا ہے اس کا دل ان کی طرف کھنچتا ہے۔ میرا خیال ہے ان کے مریدوں اور معتقدوں کی تعداد لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے کیا کم ہوگی۔

افسوس ہے مجھے ان کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ پہلے وہ ٹی وی پر اکثر تشریف لاتے تھے پھر معلوم نہیں کیوں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ایک عرصہ کے بعد ابھی ہفتہ عشرہ پہلے ان کا انٹرویو دیکھا اور سنا۔ دل میں ان کی کتابیں پڑھنے کی خواہش ہوئی۔ آج ایک نہیں ان کی دس گیارہ تصانیف میری میز پر بغیر طلب کے پہنچ گئیں۔ یہ کونسی ٹیلی پیتھی تھی ہمارے درمیان جو کام کر گئی۔ یعنی دل میں ایک خواہش نے انگڑائی لی اور چونکہ وہ صاحب دل ہیں انہوں نے میری خواہش پوری کر دی۔ ابھی ان کی کتاب ''اماں جی کی یاد میں'' پڑھ کر ختم کی ہے اور اب آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔

بات ڈاک کے اخراجات کے اضافے کی ہو رہی تھی۔ یہ اضافے ہر جگہ ہوئے ہیں کہیں کم کہیں زائد۔ دو ہفتے ہوئے امریکہ سے ایک دوست کا لفافہ آیا اس پر گیارہ ڈالر محصول کے لگے تھے۔ اسے روپوں کے حساب کر کے دیکھئے کہ کتنی رقم بنتی ہے۔ اضافہ ہمارے یہاں بھی ہوا ہے

لیکن ایک انداز سے ہوا ہے۔ ورنہ مجھے یہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے کہ یونیورسٹی میں ایک بار عثمانیہ ہوسٹل اور ممتاز ہوسٹل کے درمیان والی سڑک ہے جو شمشاد مارکیٹ جاتی ہے گزر رہا تھا کہ خیال آیا کہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو لاہور خط لکھا لیکن ایک بات لکھنی بھول گیا' ممتاز ہوسٹل اور آفتاب ہوسٹل کے درمیان یونیورسٹی کا ڈاک خانہ ہے۔ ایک ان لینڈ (In Land) خریدا اور ڈاک خانے میں کھڑے کھڑے قریشی صاحب کو خط لکھا اور وہاں کے لیٹر بکس میں ڈال دیا۔ چند دنوں میں لاہور سے خط کا جواب آ گیا۔ آپ ان لینڈ کاغذ کی قیمت سنیں گے؟ صرف چھ پیسے۔ یعنی میرا خط ۶ پیسے میں علی گڑھ سے لاہور پہنچ گیا اور صرف تین دنوں میں پوسٹ کارڈ لکھتے تو تین پیسے میں پہنچ جاتا۔ یہ شاید ۱۹۵۱۔۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ جب دونوں ملکوں کی ڈاک کی شرح ایک تھی۔

کوئی چھ ماہ سے ''جہانِ رضا'' نہیں ملا' یہ میں آپ کو پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ جو پارسل آپ نے پچھلے ماہ بھیجا ہے یہ اگر لاہور کے ڈاک خانے سے روانہ ہو گیا ہے تو ابھی تک یہاں نہیں پہنچا۔ اب اسے گمشدہ سمجھئے۔ اب یہ کیجیے کہ گذشتہ چھ ماہ کے ''جہانِ رضا'' کا ایک ایک نسخہ ایک کھلے پیکٹ میں بک پوسٹ پر مطبوعہ میٹر لکھ کر بھیج دیجیے۔ ''فکر فاروقی'' کا نسخہ مل گیا تھا اور میں نے رسید بھیج دی تھی۔ محمد عالم مختار حق صاحب نے یہ بہت مفید کام کیا کہ آپ کے لکھے ہوئے اداریوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ ''رجال الغیب'' نہیں ملی۔ علماء کی یادیں کا انتظار رہے گا۔ جو کتابیں اس طرف شائع ہوئی ہیں اور جنہیں آپ بھیجنا چاہتے ہیں براہِ کرم ان کے نام ایک کارڈ پر لکھ کر بھیج دیجیے۔ جو بہت ضروری ہوں گی وہ منگوالوں گا۔ ''الحمراء'' یا کسی اور رسالے میں مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کی کسی نئی کتاب کی اشاعت کی اطلاع ملی۔ یہ اطلاع اگر مجھے مولانا کی طرف سے ملتی تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔

آپ کے ذریعہ ان کا سلام پہنچا' وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے انہیں ان کی فرمائش پر ''تذکرہ علمائے فرنگی محل'' طبع جدید کا عکس بھیجا رام پور لائبریری کا جرنل بھیجا اور بھی شاید دو ایک کتابیں انہوں نے تو رسید تک نہیں بھیجی' خط کیا لکھتے۔ ان سے کہیے کارڈ لکھ دیا کریں۔ خط اس کارڈ پر لکھیں جو ۸۰ یا ۵ے پیسوں کا پہلے آتا تھا' مٹیالا سا اس کا رنگ ہے۔ اس کا کاغذ اس ایک روپے والے نئے کارڈ سے بہتر ہے' صحت بہت غنیمت ہے اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ آپ لوگوں کی صحت و عافیت کے لیے دعا کرتا ہوں۔

السلام مختار الدین احمد

فاضل بریلوی کا جو غیر مطبوعہ خط مولانا تقدس علی خاں کے والد ماجد کے نام آپ کو بھیجا تھا۔ یہ شائع ہوا؟

ابھی نیویارک سے ''نوائے وقت'' کے تراشے آئے۔ جی ہاں نوائے وقت اور جنگ کے ادبی کالم کے اوراق مجھے لاہور سے نہیں ایک کرم فرما برسوں سے امریکہ سے بھیج دیتے ہیں۔ عظیم پلندے میں ۲۳/فروری کا نوائے وقت بھی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی کے مضمون سے آپ کی کتاب ''جن کی باتوں سے خوشبو آئے'' کی اشاعت کا علم ہوا بہت خوشی ہوئی۔ یہ ضرور بھیجیے۔

کیا آپ حسن نواز شاہ (اسلام آباد) سے واقف ہیں۔ انہیں علی گڑھ کے ایک بزرگ شاہ جمال کے حالات پر مشتمل ایک فارسی مخطوطہ ''اخبار الجمال'' کی ضرورت تھی۔ متعدد خط ان کے آئے۔ میں نے ایک ذاتی کتب خانے سے اس کا عکس ہوا دیا۔ اب عکس بنا رکھا ہے۔ تین چار سو روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں اور وہ خاموش ہیں۔ چاہتا ہوں کہ وہ منگوا لیں۔ ان کا پورا پتا بھی اب یاد نہیں۔ محمد عالم مختار حق صاحب اور محمد اقبال مجددی ضرور اس سے واقف ہوں گے۔ اپنے دوسرے احباب سے بھی پوچھیے۔ پتا چل جائے تو انہیں متوجہ کیجیے۔ دوسروں کی مدد کرنے کا بھی کبھی نقصان بھی ہوتا ہے۔

-----(۲۰۲)-----

علی گڑھ، ۲۵/نومبر ۲۰۰۷ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

بریلی سے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے ''جہانِ رضا'' کے تین شمارے (۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸) اس ہفتے بھیج دیے۔ انہیں میں نے رسید بھیج دی اب آپ کو شکریے کا خط لکھ رہا ہوں۔ پروفیسر محمد حسین آسی 'الدولۃ المکیہ' علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی اور داستان حکیم موسیٰ امرتسری بہت اچھے مضامین ہیں اور توجہ سے لکھے گئے ہیں' علامہ عبدالحق انصاری کا مضمون خاص طور پر پسند آیا۔ آپ کے دونوں مضامین: ''درویش نامہ'' اور ''جب ہم طالب علم تھے' بہت دلچسپ پُر معلومات ہیں' اور آپ کے مخصوص انداز نگارش کے حامل ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رکھیے۔ مولانا محمد عالم مختار حق نے مجالس علماء کا بہت اچھا تعارف کیا ہے۔ ''مجالس علماء'' کے ساتھ ''فکر فاروقی'' بھی بھیجیے۔

آپ حضرات سے اب کتابیں منگوانے میں تکلف ہونے لگا ہے۔ ایک تو کتابیں قیمتی اس پر محصول ڈاک کا اضافہ۔ فتاوی ولدار یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کوئی مناسب آدمی اس طرف آنے والا

ہوتو اس کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔

علامہ کوکب نورانی کا گرامی نامہ نظر سے گزرا۔ دل چاہتا ہے کہ وہ سفر کرتے رہیں اور ہمیں خوبصورت سفرنامہ پڑھنے کا موقع ملتا رہے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام خیر طلب محمد ظفر الدین احمد

----(۲۰۳)----

علی گڑھ، ۱۸/جنوری ۲۰۰۸ء (۱۱ بجے شب)

فاروقی صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیں۔ خدا کرے یہ سال آپ کے لیے اور میرے لیے' ہمارے دونوں خاندانوں کے لیے ہر طرح مبارک ثابت ہو۔

گرامی نامہ مورخہ ۲/جنوری ۱۷کو یہاں پہنچا لیکن اس تاخیر کے لیے ڈاک گھر نہیں آپ کا دفتر ذمہ دار ہے' آپ نے خط ۲/جنوری کو لکھا ہے لیکن لفافہ ڈاک گھر میں ۱۳/کو ڈالا گیا ہے' جیسا کہ لاہور کی مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ اصحاب ایئر لیٹر کیوں نہیں لکھتے یہ دس روپے میں آتا ہے مولانا محمد عالم مختار حق صاحب عام طور پر یہی کاغذ استعمال کرتے ہیں' آپ پانچ سات کاغذ ڈاک گھر سے منگوا کر رکھ لیں۔ آپ نے بھی کارڈ بھی بھیجے ہیں' ایک روپے کے کارڈ پر آپ دس روپے کے ٹکٹ لگاتے ہیں' اس سے بہتر ایروگرام ہی ہوگا جو دس روپے کا آتا ہے' آج کل دام بڑھ بھی گئے ہوں گے جب بھی -/۲۴ سے کم ہی ہوگا۔

آپ کے پاس ای۔میل کی آسانیاں ہوں تو لکھیے اس سے خطوط منٹوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں بشرطیکہ آپ کے یہاں کوئی کمپیوٹر ناپسند ہو۔ یاد آتا ہے محمد عالم صاحب کے کچھ خطوط اسی طرح آئے تھے۔ ان کے پاس اس کا انتظام ہو تو ان کا اور اپنا دونوں کا ای۔میل نمبر بھیجیں۔

آپ کو کتاب ''مکاتیب مفتی اعظم'' مل گئی اور آپ کو پسند بھی آئی محنت وصول ہوگئی۔ آپ نے کتاب کی تمہید' حواشی' ڈائری اور ضمیموں کی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ آپ میری تحریریں محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لیے پسند آتی ہیں۔ کبھی دشمن کی نظر سے بھی دیکھیے اور ان کی کمزوریاں بھی بتایئے۔ آج کل ''مکاتیب ملک العلماء'' کی ترتیب میں مصروف ہوں۔ ''جہانِ رضا'' کے قارئین اگر حضرت کے خطوط کی نشاندہی کرسکیں یا ان کے عکس آپ کو یا مجھ کو بھیج سکیں تو میں بہت

ممنون ہوں گا۔

''کلیات مکاتیب اکبر'' کی ترتیب سے ابھی فارغ ہوا ہوں' کمپیوٹر سے کمپوز ہو رہے ہیں۔ مرکزی حکومت ہند کا ایک اردو ادارہ اسے کئی جلدوں میں شائع کر رہا ہے۔ کلیات سے مراد یہ ہے کہ اب تک اکبر کے جس قدر خطوط شائع شدہ یا غیر مطبوعہ مل سکے ہیں یہ کلیات ان سبھوں کا مجموعہ ہوگا۔ یعنی کوشش کی جارہی ہے کہ اکبر کے جس قدر خطوط مل سکیں سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ اکبر کے خطوط کے جتنے مجموعے اب تک چھپ چکے ہیں وہ سب ایک خاص ترتیب سے آپ کو ایک جگہ جمع ملیں گے۔ آپ کے یہاں اگر اکبر کے خطوط کا اس طرح کوئی مجموعہ شائع ہو تو اطلاع دیجیے گا۔

آپ کو شاید معلوم نہ ہو خطوط اکبر کا ایک چھوٹا سا مجموعہ میں اپنی طالب علمی کے زمانے میں علی گڑھ سے شائع کر چکا ہوں۔ اکبر الہ آبادی کے صاحبزادے عشرت حسین کے نام بہت سے غیر مطبوعہ خطوط آپ اس مجموعے میں دیکھیں گے۔

یہ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ ''جہان رضا'' کا دسمبر کا شمارہ چھپ گیا ہے۔ تین چار ماہ سے مجھے کوئی شمارہ نہیں ملا۔ پہلے آپ براہ راست مجھے بھیجتے تھے' پھر بھی بمبئی کے ذریعہ آیا بھی ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے مجھے بھیج دیا۔ آپ کا رسالہ امریکہ پہنچ جاتا ہے (جیسا کہ حیدر ام سلمہ کے ٹیلی فون سے معلوم ہوتا رہتا ہے) لیکن علی گڑھ نہیں پہنچتا۔ پانچ چھ ماہ پہلے آپ کے بھیجے ہوئے تین شمارے موصول ہوئے تھے اور میں نے فوراً رسید بھیج دی تھی۔

مولانا محمد عالم مختار حق صاحب آپ کی گمشدہ تحریریں تلاش کر کے کتابی شکل میں چھاپتے رہتے ہیں اور آپ کے عقیدت مندوں اور نیازمندوں تک پہنچاتے رہتے ہیں خدا انہیں خوش رکھے۔ انہیں میرا سلام کہیے میرے ایک کرم فرما پروفیسر عبدالرحمن مومن (بمبئی) نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم پر اعلیٰ درجے کی کتاب شائع کی ہے اس میں ان کے کچھ خطوط بھی چھپے ہیں۔ ایک نسخہ دہلی سے آپ کے لیے منگوایا ہے پڑھ کر مولانا کو پیش کر دیجیے۔ یہ کتاب ان کی خاص دلچسپی کے موضوع پر ہے۔

حسن نواز شاہ صاحب کا فون آیا تھا کل انہیں ''اخبار الجمال'' کی فوٹو کاپی روانہ کر دی ہے۔ یہاں ٹھنڈک بڑھ گئی ہے لیکن آپ کے یہاں بھی کیا کم ہوگی۔ اپنی صحت کا خیال رکھیے۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام خیر طلب مختارالدین احمد

----(۳۰۴)----

علی گڑھ، ۲۶/ مارچ ۲۰۰۸ء

پیرزادہ صاحب مکرم ومحترم السلام علیکم!

مرسلہ کتابوں کا پیکٹ اور مکتوب گرامی مورخہ ۱۵/ مارچ یہاں کل ۲۵/ کو پہنچا۔ پیکنگ مضبوط تھی اور ڈوری بہت اچھی تھی اس لیے کتابیں بحفاظت تمام اور اچھی حالت میں پہنچیں۔ بعض حضرات ربر اس قدر معمولی لگاتے ہیں کہ منزل مقصود تک پہنچتے پہنچتے ربود ہو جاتا ہے اور کتابیں ڈوری سے بندھی ہوئی نہ ہوں تو چند کتابیں راہ میں گر جائیں۔ آپ کے ڈاک گھر سے یہاں کے ڈاک گھر تک پہنچنے میں کتابوں کے پیکٹ اتنے مقامات پر پھینکے جاتے ہیں کہ عام آدمی تصور نہیں کرسکتا۔ آپ کے شہر لاہور میں نادر کتابوں کے تاجر مرحوم مولوی شمس الدین اور کراچی میں مرحوم مشفق خواجہ بہت اہتمام سے پیکٹ بنواتے تھے۔

کتابیں دیکھیں بہت خوش ہوا لیکن یہ دیکھ کر کہ ۳ کلو کے پیکٹ پر -/۶۲۵ روپے خرچ ہوئے ہیں، بہت تکلیف ہوئی۔ ملک کے نئے منتظمین خدا کرے ڈاک کے محصول کی طرف توجہ کریں۔

پیکٹ میں دو کتابیں نکلیں "نذر شمس" میرے لیے اور "نگارشات حمید اللہ" عطا خورشید صاحب کے لیے۔ یہ آج انہیں بھجوا رہا ہوں۔ رات میں نے "نذر شمس" پوری پڑھ ڈالی۔ محمد عالم مختار حق صاحب اس کی ترتیب میں منفرد نکلے۔ یہ ایسا کام انھوں نے کیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی خدا انہیں خوش اور تندرست رکھے۔

راشد شیخ صاحب بلکہ سید معراج جامی (کراچی) کے ذریعہ جو کتابیں آپ لوگوں نے بھیجی تھیں وہ ۱۱/ مارچ کو موصول ہوگئی تھیں۔ اس پیکٹ میں "کارنامۂ عشق" (آنند رام مخلص) "تذکرۂ شعرائے نوشاہیہ"۔ "تذکار موسیٰ"۔ "مجالس علماء"۔ "نسیم بطحا" کتابیں نکلیں اور "جہانِ رضا" کے دسمبر اور جنوری، فروری کی شمارے۔ دسمبر کا شمارہ آپ پہلے بھی بھیج چکے تھے۔ اب فاضل شمارے یہاں تقسیم کردوں گا۔ مارچ کے شمارے کا انتظار رہے گا۔

۲۰۰۷ء کے حسب ذیل شمارے میرے پاس نہیں ہیں، یہ بھیج دیں۔

جنوری، فروری، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۷ء

کبھی کبھی کارڈ لکھ دیا کیجیے۔

ای۔میل سے بھی آپ خط بھیج سکتے ہیں۔

e-mail : mukhtar_d_ahmad@hotmail.com

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

-----(۲۰۵)-----

علی گڑھ، ۳۱/مارچ ۲۰۰۸ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

''جہانِ رضا'' (دسمبر) کے نسخے ملے پڑھ کر مسرور ہوا۔ رسید بھیج دی تھی مل ہوگی۔ آپ ایسا کیجیے کہ گمشدہ شماروں کا صرف ایک ایک نسخہ بھیج دیجیے کہ میری فائل مکمل ہو جائے۔ مطلوبہ شمارے یہ ہیں:

جنوری' فروری' اکتوبر' نومبر ۲۰۰۷ء

جنوری' فروری' مارچ ۲۰۰۸ء

(۲) دائرہ معارف اسلامیہ (شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی' لاہور) کا مکمل سیٹ موجود ہے (ایک جلد آپ نے خرید کر بھیج دی تھی) اس کا اشاریہ چھپا ہے ایک یا دو جلد میں اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس انڈیکس کے بغیر استفادہ صحیح معنوں میں مشکل ہے۔ آپ براہ کرم جلد ہی پنجاب یونیورسٹی سے خرید کر بھیج دیجیے۔ اورینٹل کالج' یونیورسٹی کے کوئی استاد کو کم قیمت پر یہ جلدیں مل جاتی ہیں۔ مولانا محمد عالم مختار حق صاحب سے مدد لیجیے وہ یونیورسٹی کے کسی ایسے استاد سے ضرور واقف ہوں گے جو یہ کام بآسانی کر دیں گے۔ ویسے تو آپ بھی ماشاء اللہ اورینٹل کالج کے تعلیم یافتہ ہیں آپ کے بہت سے جاننے والے وہاں اب بھی موجود ہوں گے۔ رسید بھی بھیج دیجیے گا۔ یہ کام براہ کرم جلد کر دیجیے۔

(۳) دوسرا کام یہ ہے کہ حضرت ملک العلماء کا رسالہ مشرق اور سمت قبلہ یاد آتا ہے آپ نے ''جہانِ رضا'' میں چھاپ دیا تھا مجھے نہیں مل رہا ہے کوشش کر کے ایک نسخہ بھیج دیجیے میں یہاں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر تمہید میں نے لکھی تھی وہ آپ کے یہاں غالباً شائع نہیں ہوئی اس میں مشرقی صاحب کا ذکر تھا وہ مل جائے تو وہ بھی بھیج دیجیے۔

(۴) اصطرلاب پر میرا ایک مضمون آپ کے دفتر میں ہوگا اسے بھی بھیج کر ممنون کیجیے۔ میں جانتا ہوں ان پرانی تحریرات کو تلاش کرنے میں آپ کے عملے کو زحمت ہوگی لیکن یہ کام کرا

دیجیے۔ اس سلسلے میں پہلے بھی آپ کو لکھا تھا۔ کتابوں کا ایک پیکٹ آپ کو رجسٹری سے ۱۵/ مارچ کو بھیجا تھا مل جائے تو رسید بھیج دیجیے گا۔ والسلام   محی الدین احمد

یہ پیکٹ کتابوں کا تین کلو کا ہے خدا کرے بحفاظت تمام آپ کو مل جائے۔

ہاں بھائی ایک بات اور......

پنجاب یونیورسٹی لاہور ہی نے ۱۹۷۲ء دسمبر و بعد ''تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند'' شائع کرنی شروع کی تھی علامہ علاء الدین صدیقی وائس چانسلر کی صدارت میں ۱۲ جلدوں میں شائع کرنے کا پروگرام تھا۔ اگر یہ ممکن الحصول ہو تو اس کی مجموعی قیمت کیا ہے اور اس کے کتنے حصے اب ملتے ہیں۔ یہ بھی لکھیے کہ ان مجلدات پر محصول کس قدر خرچ ہوگا۔ ایک اندازہ کافی ہے۔

اس کی دوسری جلد عربی ادب سے متعلق ہے اور یہ ۴۳۲ صفحات پر چھپی تھی۔ کیا یہ جلد علیحدہ مل سکتی ہے اس کی قیمت کیا ہوگی۔ کتاب فروشوں کے یہاں شاید مل جائے لیکن آپ پنجاب یونیورسٹی میں دریافت کریں شاید وہاں یہ سیٹ اب بھی مل جائے۔

----(۴۰۶)----

علی گڑھ، ۱۲/۹/ ۲۰۰۸ء

فاروقی صاحب مکرم و محترم   السلام علیکم!

گرامی نامہ موصول ہوا۔ ''جہانِ رضا'' کے دو تین شمارے بھی ملے۔ پروفیسر عزیزی نے بھی کتاب اور رسالہ بھیج دیا تھا۔ ممنون ہوا۔

بحمد اللہ بیگم صاحبہ نے صحت پائی۔ دہلی کے ہولی فیملی ہسپتال سے ایک ہفتہ ہوا آ گئیں۔ اچھی ہیں اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگی ہیں۔ بچوں نے خوشی میں میلاد شریف کی محفل سجائی ہے' ہوائی جہاز سے آیئے اور اسی طرح ہوا کے پروں پر واپس جایئے اور ہم سب لوگوں کو شادمان کیجیے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔   والسلام   مخلص   محی الدین احمد

----(۴۰۷)----

علی گڑھ، ۱۳/ جون ۲۰۰۸ء

فاروقی صاحب محترم   السلام علیکم!

ڈاکٹر انور سدید صاحب کی معرفت ایک مختصر سا رقعہ ملا ہوگا۔ آپ کا یکم جون کا خط مل گیا تھا اور میں نے جواب بھی دے دیا تھا۔ ڈاکٹر عزیزی نے ''الحج المؤتمن'' اور ''جہانِ رضا'' کے چند

شمارے بھیج دیے تھے۔ اس کے بعد آپ کے ارسال کیے ہوئے "جہانِ رضا" کے دسمبر ۲۰۰۷ء، مارچ ۲۰۰۸ء اور اپریل۔ مئی کے شمارے ملے۔ لیکن یہ مسلسل نہیں ہیں۔ بہر حال آپ کے بھیجے ہوئے شمارے دیر سویر سب مل جاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔

نہیں ملتے تو میرے لکھے ہوئے خطوط کے مفصل جوابات۔ آپ میرے خطوط سامنے رکھ کر جواب نہیں لکھتے اس لیے قابل توجہ امور کے جوابات رہ جاتے ہیں۔

(۱) میں نے لکھا تھا کہ معراج کی تقریرات کی ایک ساتھ ایک جلد میں اشاعت کا انتظام بمبئی میں ہو رہا ہے۔ میں نے چار تقریریں بھیج دی ہیں یاد آتا ہے کہ پانچ تقریریں شائع ہوگئی تھیں اور چھٹی تقریر کے پروف آپ نے اور پھر میں نے دیکھ لیے تھے اگر یہ تقریر چھپی تو مجھ تک نہیں پہنچی۔ میں نے لکھا تھا شہزاد صاحب یا کسی سے کہ کر سب مطبوعہ تقریریں اور پروف اور مسودات جو آپ کے پاس یا ناشر کے پاس ہوں ان سے لے کر بھیج دیں تا کہ یہ مجموعہ مکمل حالت میں چھپ سکے۔ آپ اپنی مشغولیات و علالت کے باعث توجہ نہ فرما سکے۔ تفصیلی جواب دیجیے اور مطبوعہ وغیر مطبوعہ تقریریں بھیجیے۔

(۲) شجرۂ قادریہ رضویہ عربی میں بھی اور اس کے ساتھ اردو نظم میں چھپا تھا یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے تین چار صفحے کی چیز ہے۔ اگر مطبوعہ نسخہ نہ ملے تو زیروکس کاپی ہوا کر بھیج دیجیے۔ مولانا محمد عالم سے مدد لیجیے۔ میرے پاس خاندانی وظیفے کی کتاب حضرت ملک العلماء کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اس سے روزانہ شجرۂ عربی و اردو پڑھتا ہوں۔ یہ قلمی نسخہ کثرت استعمال سے خراب ہو رہا ہے اس لیے آپ سے مطبوعہ نسخہ یا اس کا عکس طلب کیا تھا۔ یہ الوظیفۃ الکریمہ کے نام سے چھپا تھا اور بار بار چھپا تھا۔ والد مرحوم کی کتابوں میں کہیں موجود ہوگا لیکن اس وقت مجھ سے اس کی تلاش ممکن نہیں۔

(۳) آپ کے مکتوبات کمپوز ہونے شروع نہ ہوئے ہوں تو شروع کرا دیجیے۔ جو کام ہو جائے آپ کی توجہ سے وہ ہو جائے۔ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اچھے پروف پڑھنے والے مشکل سے ملیں گے۔ مولانا کا وجود بہت غنیمت ہے ان سے فائدہ اٹھاتے رہیے۔

آپ کا ای۔ میل نمبر کیا ہے۔ کچھ دن پہلے آپ نے خطوط کمپیوٹر پر ٹائپ کرا کے بھیجے تھے وہ مجھے پسند آئے تھے۔ اگر یہ آسانی آپ کے لیے اب بھی ممکن ہو تو اس سے فائدہ اٹھائیے۔ اس طرح مجھے اردو میں صاف ستھری عکسی نقل آپ کے طرف کی دوسرے دن مل جایا کرے گی۔

آپ ڈاکٹر عطا خورشید کے پتے پر مجھے ای۔میل بھیج سکتے ہیں۔ان کا پتا مولانا کے پاس ہے ان سے حاصل کر لیجیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام طالب خیر و دعا مختارالدین احمد

ڈاکٹر عطا خورشید صاحب کا ای۔میل کاغذات میں ابھی مل گیا' لکھتا ہوں:

e-mail : atakhursheed_2006@yahoo.co.in

-----(۲۰۸)-----

علی گڑھ، ۲۱/۷/ ۲۰۰۸ء

فاروقی صاحب محترم السلام علیکم!

کل آپ کا والا نامہ مورخہ ۷/جولائی اور ''تنویر السراج'' کی پانچویں چھٹی ساتویں اور گیارھویں بارھویں تقریریں ملیں۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ صرف یہی پانچ تقریریں چھپی ہیں یا اور بھی چھپی ہیں لیکن ان کے نسخے آپ کو فی الحال فراہم نہ ہو سکے۔ میں نے جتنے مسودات بھیجے تھے سب چھپ گئے یا ابھی کچھ باقی رہ گئے ہیں۔ تیسری بات دریافت طلب یہ ہے کہ بہت بعد کو جس تقریر کے بارے میں آپ نے لکھا تھا کہ مسودہ صاف پڑھا نہیں جا رہا ہے اور جس کا پروف میں نے منگوا کر تصحیح کر کے بھیجا تھا وہ حصہ چھپا یا نہیں؟

یہ باتیں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ بمبئی میں مولانا محمد زبیر قادری ان تقاریر کو ایک ساتھ ایک جلد میں شائع کرنے پر آمادہ ہیں' جتنی تقریریں بھی مل جائیں سب چھپ جائیں تو محفوظ ہو جائیں اور ان سے استفادہ عام ہو جائے۔

''جہانِ رضا'' (جون' جولائی) کے تین نسخے ملے۔ ایک نسخہ ڈاکٹر عزیزی کو بھیج دوں گا۔ ممکن ہے انہیں نہ ملا ہو۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تین چار دن پہلے غالباً احمد آباد سے ایک صاحب کا فون خیریت طلبی کا آیا تھا جنہوں نے میرا خط ''جہانِ رضا'' کے جولائی نمبر میں پڑھ کر مجھے فون کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہ رسالہ کچھ پہلے پڑھنے کا موقع مل گیا۔

حیات حضرت مولانا محمد جان ہزاروی (مؤلفہ حافظ عطاء الرحمن قادری) کا ایک نسخہ میرے لیے محفوظ رکھیے اور کسی معتبر آنے جانے والے کی معرفت بھیج دیجیے۔

الوظیفۃ الکریمہ کا نسخہ موصول ہوا۔ میرے پاس پہلے سے اس کے کئی اڈیشن موجود ہیں۔ لیکن مکتبۂ نبویہ کا شائع کردہ نسخہ موجود نہ تھا۔ حافظ محمد یوسف سدیدی کے قلم کا سرورق دیکھ کر

آنکھیں روشن ہوگئیں خدا انہیں جزائے خیر دے۔ آپ نے خوب کیا ماہنامہ رضوان (جولائی) مرتبہ صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف بھیج دیا۔ پہلی مرتبہ اس رسالے کے مطالعے کا اتفاق ہوا۔ کبھی آپ اس کا کوئی شمارہ بھیجیں تو اس کے ساتھ ''روشنی'' (مرتبہ مولانا محمود احمد رضوی) ضرور بھیجیں۔ یہ رسالہ ''رضوان'' وہی تو نہیں جو حضرت ملک العلماء کے پاس لاہور سے آیا کرتا تھا' لیکن غالباً وہ اخبار تھا۔

خط کا جواب آپ حسب ذیل ای۔میل کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔ جہان رضا (جولائی) میں ای۔میل غلط چھپ گیا ہے۔ صحیح یہ ہے:

atakhursheed_2006@yahoo.co.in

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

ای۔میل بھیجنے کے لیے کمپیوٹر پر ٹائپ نہ بھی کرائیں تو مضائقہ نہیں۔ خود آپ کی تحریر کا عکس یہاں کمپیوٹر کے ذریعہ دوسرے ہی منٹ یہاں پہنچ جائے گا۔

----(۲۰۹)----

علی گڑھ، ۲۳/ستمبر/ ۲۰۰۸ء

محترمی جناب پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

اس طرف موسم خراب رہا' طبیعت بھی کچھ مضمحل رہی۔ پھر رمضان المبارک کی کچھ مصروفیات کی وجہ سے آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ اس طرف ''جہان رضا'' کا کوئی شمارہ بھی نہیں آیا جس کے مطالعے کے بعد آپ کو کچھ لکھنے کی تحریک ہوتی۔

آپ نے پچھلے کسی خط میں پوچھا تھا کہ مکتوبات یہاں کمپوز ہو کر چھپ سکتے ہیں یا نہیں۔ جی ہاں کمپوز بھی ہو سکتے ہیں' یہاں پروف خوانی بھی ہو سکتی ہے۔ اب اس کے بعد دو صورتیں ہیں طباعت کی۔ پہلی یہ کتابت شدہ اجزاء یا اس کی سی ڈی (C.D) آپ کو بھیج دی جائے آپ کو آسانی ہو تو آپ وہاں طباعت کرالیں۔ یہ مشکل نظر آئے تو طباعت یہاں بھی ہو سکتی ہے لیکن مطبوعہ نسخے پھر آپ کو کس طرح بھیجے جائیں؟ پہلی شکل مناسب ہے۔

کمپیوٹر کی کتابت یہاں -/۱۷' -/۱۸ روپے تک ہے کمپوز کرنے والے پڑھے لکھے ہیں غلطیاں کم کرتے ہیں' لیکن جن سے میرا تعلق ہے وہ مجھ سے رعایت کرتے ہیں۔ -/۱۵ روپے فی صفحہ پر کام کردیں گے اور سطریں ۲۳' ۲۵ سے زائد بھی ہو سکتی ہیں۔ پروف ریڈ دو یا تین پروف

پڑھنے کے ۱/۲ فی صفحہ لیتے ہیں۔ ممکن ہے اس میں بھی کچھ رعایت ہو جائے۔ مجھے موقع ملا تو ایک پروف میں خود پڑھ لوں گا۔

حسن امام سلمہ کا بہت دنوں سے خط یا فون نہیں آیا۔ آپ خط لکھیں تو میرا سلام کہیں اور اطلاع دیں کہ حسن امام نسیم سلمہ آج کل علی گڑھ آئے ہوئے ہیں، عید دہلی میں کریں گے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ عید کی تہنیت قبول فرمائیں۔ والسلام

خیر طلب مختارالدین احمد

مرسلہ خطوط پر ایک نظر ڈال لیجیے پھر ڈاک گھر کے حوالے کر دیجیے۔ لفافہ پر شاید ٹکٹ کم لگا ہوا ہے دیکھ لیجیے۔

-----(۲۱۰)-----

علی گڑھ، ۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۸ء

مکرمی پیرزادہ صاحب السلام علیکم!

کچھ عرصہ سے آپ کی خیر و عافیت کا کوئی خط نہیں آیا نہ ''جہانِ رضا'' آیا۔ میں نے محمد عالم صاحب کو ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے مقالات کا عکس آپ کے ذریعے بھیجا تھا ان کی رسید نہیں آئی۔ تین مقالات کے عکس دفتر معارف سے انہیں چند دنوں میں مل جائیں گے۔

یکم ستمبر سے یہاں بھی ڈاک کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ لفافہ پچیس میں جائے گا اور ایئر لیٹر ساڑھے آٹھ کے بجائے پندرہ روپے کو۔ یہ کارڈ تجربے کے طور پر لکھ رہا ہوں لکھیے گا کہ آپ کو کس تاریخ کو موصول ہوا۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام مختارالدین احمد

-----(۲۱۱)-----

علی گڑھ، ۲۰/ اکتوبر ۲۰۰۸ء (۳ بجے سہ پہر)

محب گرامی السلام علیکم!

دو کارڈ آپ کو ایک ہی دن بھیجے ہیں ایک ہوائی اور دوسرا سرفیس میل سے صرف یہ جاننے کے لیے کہ دونوں کو لاہور پہنچنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ احتیاطاً دو کارڈ اسی طرح کے آج بھی بھیج رہا ہوں۔ یہاں بھی یکم اکتوبر سے ڈاک کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اب ایئر لیٹر والا کاغذ جو ساڑھے آٹھ روپے کا آتا تھا اس کی قیمت پندرہ روپے ہو گئی ہے یعنی دو گنی۔ لفافہ جو ہوائی جہاز سے دس روپے کو جاتا تھا اب پچیس روپے کو جائے گا۔ پارسل اور پیکٹ پر بھی محصول بہت بڑھ گیا ہے لیکن

تنخواہوں میں اضافہ بھی ہونے والا ہے اس لیے لوگ پریشان نہیں ہیں۔

آپ نے کارڈ پر تاریخ درج نہیں کی ہے نہ لاہور کے ڈاک گھر کی مہر صاف ہے۔ اس میں میرے ۲۰/ اگست کے پہنچنے کی اطلاع ہے اور یہ کہ ''تنویر السراج'' کا اب کوئی اور حصہ اب آپ کے پاس نہیں ہے۔ جابر مصباحی کا اب ملک العلماء پر مضمون چھاپنا چاہتے ہیں اس کی اطلاع ہے پھر پاکستانی کارڈ بھیجنے کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر عزیزی اور علامہ ڈیروی کی زیر اشاعت کتابوں کا ذکر ہے۔ لگتا ہے یہ خط بہت پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

''جہانِ رضا'' کا انتظار ہے۔ ڈاکٹر عابد احمد (سابق ریڈر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی) جو تقسیم ہند کے بعد ہی لاہور چلے گئے تھے اور دار القرآن (لاہور) یا ایسے ہی کسی ادارے میں ڈائریکٹر ہو گئے تھے ان کے حالات اور سنین ولادت و وفات مطلوب ہیں۔ کہیں سے معلوم کر کے لکھیے۔ اُمید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام خیر طلب مختار الدین احمد

ہاں آپ کے خطوط یا آپ کے نام کے خطوط کی کمپیوٹر سے اچھی اور صحیح کمپوزنگ پندرہ روپے صفحے میں بآسانی ہو سکتی ہے اس کی CD آپ کے پاس پہنچ جائے گی اور آپ وہاں شائع کر سکتے ہیں۔ شائع یہاں بھی ہو سکتی ہے لیکن یہاں سے ساری کتابوں کا بھیجنا مشکل ہوگا۔

-----(۲۱۲)-----

علی گڑھ، ۳۰/ اکتوبر ۲۰۰۸ء

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب السلام علیکم!

متعدد خطوط گذشتہ دو ماہ میں لکھ چکا ہوں ملے ہوں گے۔

۲۷/ ۷ کا خط اس وقت اتفاق سے مل گیا اس کا جواب آپ کو لکھ چکا ہوں۔ اس میں آپ نے تنویر السراج کا ذکر کیا ہے اس کی چار تقریریں ملی تھیں میں نے اشاعت کے لیے مولانا سید سراج اظہر قادری کو بھیج دی ہیں۔ یاد آتا ہے اس سے زیادہ تقریریں چھپی تھیں۔ آخری تقریر کا پروف میں نے پڑھ کر بھیجا تھا۔ یہ چھپ کر آئی ہو مجھے یاد نہیں۔ میں نے آپ سے کہا تھا جن صاحب نے یہ تقریریں چھاپی تھیں ان سے پوچھیے کہ انہوں نے کتنی تقریریں شائع کی ہیں اگر وہ تفصیل بتا دیں تو اور اچھی بات ہے کہ فلاں فلاں سنہ کی تقریریں چھپی ہیں۔ مجھے اس بات کا صاف جواب اب تک نہ ملا۔ براہ کرم شہزادہ صاحب سے فون کر کے پوچھیے اور مجھے مطلع کیجیے۔ بہت ممنون ہوں گا۔ آپ علالت کے باوجود بہت مصروف رہتے ہیں اس لیے شاید اس معاملے کی

طرف پوری توجہ نہ کر سکے۔ اگر ساری مطبوعہ تقریریں مجھے مل جائیں تو کوشش کی جائے کہ سب ایک جلد میں شائع ہو جائیں۔

پروفیسر جابر شمس مصباحی صاحب کا مضمون آپ کو پسند آیا خوشی ہوئی۔ آپ اسے ''جہان رضا'' میں شائع کیوں نہیں کر دیتے۔ یہاں کا رسالہ وہاں کتنے آدمیوں کی نظر سے گزرا ہوگا؟ ''جہان رضا'' کا حلقہ وسیع ہے، بہتوں کی نظر سے یہ مضمون گزر جائے گا۔ آپ نے ۲۷/۷ کے خط میں لکھا تھا کہ آپ یہ مضمون چھاپ رہے ہیں۔

یکم اگست کا کارڈ مجھے ۱۴/اگست کو مل گیا تھا اس کا جواب لکھ دیا تھا۔ حاجی عثمان کی صاحبزادی نے علی گڑھ پہنچتے ہی فون کرایا تھا اور میرا آدمی وہاں جا کر مرسلہ پیکٹ لے آیا تھا اس کی اطلاع بھی آپ کو دے چکا ہوں۔

مسعود ملت نمبر موصول ہوا۔ بہت کامیاب شمارہ آپ نے شائع کیا ہے اس کے لیے آپ ہر طرح مبارکباد کے مستحق ہیں۔ بہت اچھے مضامین ہیں ان سے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب مرحوم کی زندگی اور کارناموں پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے۔ محمد عالم مختار حق صاحب کے نام ڈاکٹر صاحب کے خطوط میں نے بہت دلچسپی سے پڑھے۔

آپ کی تحریر کے مطابق میں نے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کو خط لکھ کر ان کی خیر و عافیت دریافت کی' ان کا فون آیا وہ بحمدہ بخیر و عافیت ہیں۔ آپ پر جو کتاب وہ لکھ رہے ہیں وہ قریب تکمیل ہے۔ آپ کی یاد آئی اس وقت رات کے گیارہ بجے ہیں چند سطریں گھسیٹ دی ہیں۔ ایک صاحب کل کراچی روانہ ہو رہی ہیں' انہوں نے اپنی روانگی کی ابھی اطلاع دی۔ یہ خط آپ کو جلد ہی مل جائے گا۔ پوسٹ کارڈ لکھتے رہیے۔ آپ کے کارڈ میں ۲۰ سطریں ہیں' دس روپے میں اگر بیس سطروں کا خط ہفتے عشرے میں پہنچ جائے تو یہ سودا برا نہیں۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

----(۳۱۳)----

باسمہ

علی گڑھ، ۲/نومبر ۲۰۰۸ء

میرے محترم السلام علیکم!

آپ کے کارڈ ملتے رہے کارڈ میں بھیجنے کے ٹکٹ' ٹکٹ چسپاں کرنے کی جگہ لگائیں تو

لکھنے کو مزید جگہ مل جائے گی۔ ہاں آپ نے کارڈ یا لفافہ جو بھیجے تھے وہ مجھے نہیں ملے۔ آئندہ آنے والے ۱۴/نومبر کو میں آپ دوستوں کی دعا سے ۸۵ سال کا ہو جاؤں گا۔ اس عمر میں جو صحت کی حالت ہے وہ بہت غنیمت ہے اس پر خدا کا جس قدر شکر کروں کم ہے لیکن کمزور ہو گیا ہوں لکھنے پڑھنے سے جلد تھک جاتا ہوں بصارت کمزور ہو گئی ہے آپ احباب سے دعاؤں کا طالب ہوں۔ آپ نے جس کام کے لیے کہا ہے اسے انجام دے کر خوش ہوں گا لیکن مسودہ بنا کر بھیج دیجیے اس پر میں اضافہ کر دوں گا۔ یا آپ کر دیں تو مجھ پر مزید کرم ہو۔

مسودہ کمپوز کرا کے بھیج دیں تو میری آنکھوں کو بہت آرام ملے۔ مولانا نے خطوط مہر نہیں بھیجی انتظار ہے۔ توقع ہے کہ دارالمصنفین سے تین مقالات کے عکس پہنچ گئے ہوں گے۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۲۱۴)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۲۶/نومبر ۲۰۰۸ء

فاروقی صاحب مکرم السلام علیکم!

رسالے اور مکتوب گرامی مورخہ ۲۹/اکتوبر ۲۰۰۸ء ابھی تقریباً ایک ماہ کے بعد موصول ہوا۔ زمینی اور ہوائی کارڈوں کی بیک وقت پہنچنے کی اطلاع ملی۔ میرا یقین اور پختہ ہو گیا کہ دونوں کے محصول میں فرق ہے لیکن کارکردگی میں کچھ خاص فرق نہیں اب خطوط زمینی راہ سے بھیجا کروں گا۔

آپ کے مرسلہ ''جہان رضا'' کے تین شمارے ملے ان پر -/۱۰۰ روپے محصول کے خرچ ہوئے یہ تو بہت ہیں آپ رسالے کا ایک ہی نسخہ بھیجا کیجیے محصول کم خرچ ہو گا ہاں پروفیسر عزیزی یا کسی کو بھجوا نا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ ان کا فون آیا تھا وہ کل علی گڑھ آنے والے ہیں ''جہان رضا'' کے فاضل نسخے ان کے حوالے کر دوں گا۔ وہ اپنی کتاب کا مسودہ لے کر آنے والے ہیں کہ میں اس پر کچھ لکھ دوں۔ یہ تحریر رات ہی تیار ہو گئی ہے آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ پر ایک کتاب لکھی گئی ہے اور آپ کے عقیدت مند نے لکھی ہے تو اس میں کتاب کا مسودہ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایمان بالغیب بھی تو کوئی چیز ہے۔

محمد عالم مختار حق صاحب کا ای۔میل تو اب تک موصول نہیں ہوا۔ میرا ای۔میل یاسر احمد

سعد جب ہفتے دو ہفتے کے بعد دہلی سے آتے ہیں تو کھولتے ہیں۔ ان سے کہیے ڈاکٹر عطا خورشید یا ڈاکٹر اطہر صدیقی یا سید حسنین ظفر کے ای۔میل پر بھیجیں۔ آخر الذکر میرے قریب رہتے ہیں اور ناظمہ منزل سے دو چار بار روزانہ گزرتے ہیں۔ ان اصحاب کے نمبر اس خط کی پشت پر دیکھیے۔ ان سے پوچھیے کہ جن مقالات کے عکس دارالمصنفین سے آپ کو پہنچنے والے تھے وہ انہیں ملے یا نہیں۔ ہمارے اداروں کے حالات بھی عجیب ہیں۔

پانچ کارڈ تو نہیں لیکن تین تو ضرور پہنچے۔

خطوط چھپ جائیں گے بنام مدیر جہان رضا۔ آپ اس میں کس حد تک تعاون کر سکتے ہیں بالتکلف لکھیے۔ بچوں نے ۱۴/ نومبر کو میری ۸۴ ویں سالگرہ منائی تھی۔ خدا انہیں خوش رکھے۔ اب عمر کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ بصارت پر بھی اثر ہے۔ ڈاکٹر عزیزی کی کتاب پر بمشکل چند سطریں لکھی ہیں۔ آنکھوں کے ایک ڈاکٹر سے علاج شروع کر دیا ہے۔ آپ دونوں کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ بہت سے کام پڑے ہیں، نامکمل حالت میں، کبھی ایک پر توجہ کرتا ہوں تو دوسرا کام یاد آ جاتا ہے اُدھر متوجہ ہو جاتا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ خدا اتنا موقع دیدے کہ یہ کام کسی طرح مکمل ہو جائیں۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مختار الدین احمد

ای۔میل:

سید حسنین ظفر	syedhasnainzaffar@gmail.com
ڈاکٹر عطا خورشید	atakhursheed_2006@yahoo.co.in
ڈاکٹر اطہر صدیقی	athersiddiqi@yahoo.co.in

ایک تراشہ بھیج رہا ہوں۔ ''جہان رضا'' میں ممکن نہ ہو تو کسی اچھے اخبار میں چھپوا دیں۔ ''غالب غسالہ'' پر میری تحریر کا عکس راشد شیخ صاحب B-108 الفلاح ہاؤسنگ پروجیکٹ ملیر ہالٹ، کراچی۔ 75210 کو براہ کرم بھیج دیں۔

----(۲۱۵)----

باسمہ

علی گڑھ، ۱۵/ دسمبر ۲۰۰۸ء

فاروقی صاحب مکرم   السلام علیکم!

کارڈ مورخہ ۱۱/۱۱ یہاں ۱۵/دسمبر کو ایک ماہ کے بعد ملا جبکہ اس پر -/۱۷ روپے کے ٹکٹ لگے ہوئے ہیں۔ دو روپے کے فاضل ٹکٹ تو شاید اس لیے لگے ہیں کہ وہ آپ کے پاس پوسٹ کرتے وقت موجود نہ ہوں گے۔ آپ نے پہلے لکھا تھا کہ اب آپ کے یہاں معمولی پوسٹ کارڈ پر اگر وہ ہندوستان بھیجا جائے تو -/۱۵ روپے کے ٹکٹ لگتے ہیں تو میں نے لکھا تھا کہ کسی ڈاک خانے نے آپ کو غلط اطلاع دے دی ہے۔ ہوائی نہیں سرفس میل پر بھیجے جانے والے معمولی کارڈ پر -/۱۵ روپے محصول ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کسی اور ڈاک خانے میں پوچھیے۔ کراچی کے ایک دوست نے لکھا تھا کہ ایک کتابوں کے پارسل کا محصول تین ڈاک خانے والوں نے علیحدہ علیحدہ بتایا تھا۔ بہرحال آپ کارڈ پر By Surface Mail ضرور لکھ دیا کیجیے۔

آپ فکرمند نہ ہوں آپ کے شاید سارے کارڈ جن کی تعداد سات ہے مجھے دیر سویر ملتے رہے ہیں۔ پہلا کارڈ مطبوعہ ہے سفید رنگ جس کی پشت پر آپ نے چند سطریں لکھ دی ہیں اس پر -/۱۲ روپے کے ٹکٹ لگے ہیں۔ ایک پر -/۱۰ کے بقیہ پر -/۹ روپے کے ٹکٹ لگے ہیں۔ آخری خط پر -/۱۷ کے ٹکٹ چسپاں ہیں۔ یہ علی الترتیب ۱۲/۵، ۲۰/۷، ۱/۸، ۱۲/۸، ۱۰/۱۰، ۱۳/۱۰ اور ۱۱/۱۱ کے لگے ہوئے ہیں۔ ایک خط سبز رنگین کاغذ پر ۲۷/۷ کا تحریر کردہ بھی ملا تھا۔ غرض کہ آپ کے خطوط ملتے رہے ہیں شاید ہی کوئی غائب ہوا ہو۔ ہاں خطوط تاخیر سے آتے ہیں لیکن آج کل وقت پر اور جلد کون سا کام ہوتا ہے!

اب آپ کے لیے کچھ مشورے:

(۱) ممکن ہو تو عام کارڈ سے کچھ بڑے سفید سادہ کاغذ پر مثلاً جس کارڈ پر جہانِ رضا کا شمارہ چھپتا ہے۔ دس بیس عدد بازار سے منگوا لیجیے اور صرف ایک ٹکٹ -/۱۰ روپے کا خرید کر اس پر چسپاں کر دیجیے یا -/۱۵ کا ہی ٹکٹ لگائیے اگر یہی ضروری ہو۔ پندرہ کا ایک ٹکٹ نہ ملتا ہو تو -/۱۰ اور -/۵ کے دو ٹکٹ لگائیے مگر پتے والی جگہ پر لکھنے والی جگہ پر ٹکٹ چسپاں کرنے سے مہر بھی اسی پر پڑتی ہے جس سے پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

''جہانِ رضا'' کے شمارے بھی ملتے رہے ہیں۔ فاضل نسخے پروفیسر عزیزی کو بھیج دیے تھے۔ موجودہ کتاب پر ایک صفحہ لکھ کر انہیں دے دیا تھا جب وہ یہاں سے گزر رہے تھے۔ اس کی نقل آپ کو بھیج دی تھی۔ اس کی رسید نہیں آئی۔

۱۲/۸ کے خط میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ کے نام کے خطوط اپنی نگرانی میں آپ کے خرچ پر چھپوا دوں تو ایسا کر دوں گا۔

محمد عالم صاحب کے ای۔میل کا جواب دے دیا تھا۔

جہانِ رضا اکتوبر/نومبر کا انتظار ہے۔ڈاک کے اخراجات آپ کے یہاں بہت بڑھ گئے ہیں صرف وہی کتابیں بھیجئے جو میرے خاص ذوق کی ہوں اور بہت اہم ہوں۔

مولانا مہر کے خطوط سے میری دلچسپی قدیم ہے۔اپنے نام کے خطوط مولانا محمد عالم کو بھیجوں گا۔ والسلام مختار الدین احمد

-----(۲۱۶)-----

باسمہ

علی گڑھ، ۷/۱ ۲۰۰۹ء

پیرزادہ صاحب مکرم و محترم السلام علیکم!

مدت سے سلسلۂ مراسلت بند ہے' آپ کا آخری خط ایک کارڈ کی شکل میں ۱۹/نومبر ۲۰۰۸ء کا تحریر کردہ تھا' اس میں میرے ۶/نومبر کے لکھے ہوئے خط کا ذکر ہے۔آپ کے کارڈ پر ڈاک گھر کی مہر نہیں ہے محمد عالم مختار حق صاحب کی مرسلہ کتابوں کے پیکٹ میں یہ کارڈ آیا ہوگا۔ میں نے جواب دے دیا تھا اور مولانا کو کتب مرسلہ کی رسید بھیج دی تھی۔

کتابوں کا پارسل یکم دسمبر کو آیا تھا' اس میں سات کتابیں تھیں (گنجینۂ مہر' خطوط حکیم محمد موسیٰ مرحوم وغیرہ)۔

ایک کارڈ آپ کا ۲۶/نومبر کو ملا تھا۔اس کا جواب دوسرے ہی دن ۲۷/کو دے دیا تھا' اس دن ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی علی گڑھ آئے' ان دنوں میری طبیعت بہت مضمحل تھی اور تھکا تھکا اپنے کو محسوس کرتا تھا۔آپ پر جو کتاب انہوں نے لکھی تھی وہ تو نہیں دیکھی لیکن ایمان بالغیب بھی تو کوئی چیز ہے انہوں نے کتاب لکھی ہے تو اچھی ہی لکھی ہوگی۔ان کے مشورے سے ایک تحریر لکھ کر دے دی۔

اب اس بات کو مہینوں گزر گئے۔ کتاب لاہور سے آئی نہ ان کا کوئی خط آیا' اب بھی انتظار ہے۔

اس طرف مہینوں سے ''جہانِ رضا'' بھی نہیں آیا' وہ آتا رہتا تو اس کے ذریعہ آپ کی خیریت معلوم ہوتی رہتی۔ آپ نے ایک خط میں لکھا ہے کہ اب آپ کو پوسٹ کارڈ پر بھی -/۱۵ روپے کے ٹکٹ لگانے ہوں گے' یہ تو بڑا غضب ہے۔ ہمارے یہاں بھی اب ڈاک کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ کارڈ' لفافہ کتابیں اور رسالے بک پوسٹ اور سی میل یا سرفیس میل کے ذریعہ

نہیں بھیجے جاسکتے۔ ہر چیز اب By Air جائے گی۔ کراچی یونیورسٹی کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ایک تھیسز کی رپورٹ دو صفحے کی بھیجی ہے۔ -/۴۹ روپے خرچ ہوئے۔ راشد شیخ صاحب کو ڈاکٹر ریاض الاسلام مرحوم کے چند خطوط کے عکس بھیجے گئے ہیں۔ اس پر -/۶۷ روپے خرچ ہوئے۔ لیکن آپ کے یہاں کارڈ پر -/۱۵ سمجھ میں نہ آیا۔ اب دیکھیے جس ایروگرام پر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں اس میں پورے ایک لفافہ کا مضمون لکھا جاسکتا ہے' اس کی قیمت -/۱۵ روپے ہے جبکہ ہندوستانی سکے کی قیمت زیادہ ہے' یہ ایروگرام -/۱۵ روپے میں یورپ' امریکہ اور دنیا بھر میں جاسکتا ہے۔

معلوم نہیں محمد عالم مختار حق صاحب نے آپ کے خطوط کمپوز کرانے شروع کیے یا نہیں۔ آپ کے نام جو میرے پاس خطوط تھے ان سے ۹۰ صفحے میں نے کمپوز کرالیے ہیں۔ اور پہلا پروف بھی میں نے پڑھ لیا ہے' یعنی خط (۶۷) سے خط (۱۳۷) تک کمپوز ہو گئے ہیں یعنی ۲۰ مئی ۲۰۰۳ء تک کے خطوط کمپوز ہو چکے ہیں۔ آگے کے خطوط آپ بھیج دیں تو وہ بھی کمپوز ہو جائیں۔

خط (۱) سے خط (۶۶) تک ''جہانِ رضا'' میں چھپ چکے ہیں' ان کے فرمے میرے پاس آپ نے بھیج دیے تھے۔ ان سے کمپوز کراؤں گا۔ لیکن دقت یہ ہے کہ ''جہانِ رضا'' میں چھپی ہوئی آخری قسط خط (۵۶) تا (۶۶) باوجود تلاش نہیں مل رہے ہیں' براہ کرم یہ ۱۰ خط جو ''جہانِ رضا'' میں چھپے ہیں۔ خطوط (۳۶) تا (۵۵) جہانِ رضا نومبر' دسمبر ۲۰۰۴ء شمارہ ۱۲۱ میں چھپے ہیں' آپ جنوری فروری ۲۰۰۵ء شمارہ ۱۲۲ (یا اس کے بعد کا شمارہ) تلاش کرکے رجسٹری سے بھیج دیجیے' یا ایک لفافہ میں صرف خطوط مطبوعہ رسالے سے الگ کرکے بھیج دیجیے یعنی رجسٹری سے۔ اگر اس شمارے کا کوئی نسخہ فاضل نہ ہو تو اپنے یہاں یا مولانا کی فائل سے زیروکس بنوا کر بھیج دیجیے۔

یعنی اس سلسلے میں دو کام کرنے ہیں:

(۱) میرے خطوط ۲۰ مئی ۲۰۰۳ء کے بعد کے جتنے خطوط ہوں ان کے عکس بھیج دیجیے۔

(۲) ''جہانِ رضا'' (جنوری' فروری ۲۰۰۵ء شمارہ ۱۲۲) یا اس کے بعد کسی شمارے میں میرے خطوط

کی آخری قسط (دس خطوط کی) چھپی ہو خطوط (۵۲) تا (۶۶) وہ روانہ فرمایئے۔ ممنون ہوں گا۔

والسلام مختار الدین احمد

☆---☆---☆

یارب چو مصطفیٰ را من بہرِ تو ستودم

تو ہم بمصطفیٰ بخش، ایں مصطفیٰ ستارا

علامہ رومیؒ

نوازشِ دلِ ما کن کہ دل نواز توئی

میرے دل پر بھی کرم ہو کر دلوں کو نوازنا آپ کی فطرت ہے

بساز کارِ غریباں کہ کارساز توئی

ہم غریبوں کا کام بھی بنا دیں کہ کارسازی آپ ہی فرماتے ہیں

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ۱۳۶۹

اے پیکرِ حُسن اور اے سرتاجِ انسانیت! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زبان ہو کر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کر پائے؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ

حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَمِنْ نَفْسِهٖ

مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت شمس الدین محمد حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے پیکرِ حُسن اور اے سرتاجِ انسانیت ! یقیناً (چودھویں کا) چاند آپ ہی کے نور افشاں چہرے سے درخشاں (ہوا) ہے (پوری انسانیت بھی ایک زبان ہوکر) آپ کے اوصاف و کمالات بیان کر پائے ؟ یہ ممکن ہی نہیں! اس (بے پناہ) داستان کو یوں مختصر کرتا ہوں کہ خدا کے بعد آپ ہی کی ذات بزرگ و برتر ہے

مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور
0300-4235658